مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

از سلسلۂ "دین بھلائی ہے"

مقالات مکیہ
در
مطالعۂ قادیانیت

مقدمہ

از ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی
سیکرٹری جنرل رابطۂ عالم اسلامی

تقریظ

از معالی الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس
رئیس عام برائے امور مسجدِ حرام و مسجدِ نبوی امام وخطیب مسجدِ حرام

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ العالی
صدر دارالعلوم کراچی و مفتی اعظم پاکستان

مرتب

ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ

ناشر: مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔

Marfat.com

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ

از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

مقالات مکیہ
در
مطالعۂ قادیانیت

مقدمہ

از ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی
سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

تقریظ

از معالی الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس
رئیس عام برائے امور مسجد حرام و مسجد نبوی امام و خطیب مسجد حرام

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم
صدر دارالعلوم کراچی و مفتی اعظم پاکستان

مرتب

ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ مدرس مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ

ناشر : مکتبہ امدادیہ، مکہ مکرمہ

Marfat.com

ⓒ المكتبة الامدادية ، ١٤٣٣هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

عناية الله ، سعيد أحمد 137259

المقالات المكية في دراسة القاديانية. / سعيد أحمد عناية الله.

مكة المكرمة ، ١٤٣٣هـ

٦٢٢ ص ٢١×١٤ سم. - (الدين النصيحة : ٢)

ردمك : ٦-٩-٢-٩٠١٠٢-٦٠٣-٩٧٨

(النص باللغة الاردية)

١- الالحاد و الملحدون ٢- القاديانية أ العنوان ب.السلسلة

ديوي ٢٤٩.٧ ١٤٣٣/٩٤٨١

رقم الإيداع: ١٤٣٣/٩٤٨١

ردمك : ٦-٩-٢-٩٠١٠٢-٦٠٣-٩٧٨

الطبعة الاولى ١٤٣٣هـ

مطابع الوحيد

ت. ٥٤٤١٠٧٢ - مكة المكرمة

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	صفحہ
	تاثرات علماء کرام ودانشوران ملت	
1	عرض ناشر۔حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی	5
2	ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی۔جنرل سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی	12
3	ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبدالعزیز السدیس۔امام وخطیب مسجد حرام	23
4	ڈاکٹر یوسف عبداللہ الوابل	27
5	استاذ عدنان محمد امین کاتب	29
6	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی	32
7	حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری	35
8	حرف آغاز	40
	مقالات	
9	مقال نمبر 1۔دین	51
10	مقال نمبر 2۔نصوص شریعت کے ساتھ انسانوں کا تعامل	82
11	مقال نمبر 3۔غیر سماوی نظریہ۔نظریۂ ظل وبروز ومثیل	106
12	مقال نمبر 4۔حریت تعبیر اور بحث وتحقیق کی آزادی	132
13	مقال نمبر 5۔شان باری تعالیٰ اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	156
14	مقال نمبر 6۔مقام انبیاء کرام اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	166
15	مقال نمبر 7۔مقام سید الرسل اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	177

Marfat.com

16	مقال نمبر 8۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	212
17	مقال نمبر 9۔ وحی متلو اور غیر متلو۔ اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	238
18	مقال نمبر 10۔ حضرات صحابہ کرام اور امہات المؤمنین اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	262
19	مقال نمبر 11۔ مقام علماء اسلام اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	276
20	مقال نمبر 12۔ اسلامی مقامات مقدسہ اور مرزائی تجدیدات (تحریفات)	288
21	مقال نمبر 13۔ حضرت خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت کے قادیانی دلائل کا علمی مناقشہ	301
22	مقال نمبر 14۔ لفظ ''خاتم'' کا لغوی، اور شرعی مفہوم	340
23	مقال نمبر 15۔ عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت اور قرآنی اسالیب بیان	414
24	مقال نمبر 16۔ لفظ خاتم سے افضلیت ثابت کرنے کی قادیانی کوشش کیوں؟	456
25	مقال نمبر 17۔ ''خاتم النبیین'' کی اسلامی تفسیرات وتشریحات	501
26	مقال نمبر 18۔ توفی کا لغوی اور قرآنی مدلول	520
27	مقال نمبر 19 تفسیر ''آیت توفی''	588
28	مقال نمبر 20۔ رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔	601

Marfat.com

عرض ناشر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده وعلی آله وأصحابه أجمعين...

أما بعد !

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ختم نبوت کا عقیدہ رکھنا اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جو اللہ تعالی کی کتاب اور جناب رسول اللہ کی نصوص سنت اور ان کے صحابہ کرام کے اجماع سے اسلام کے عہد اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے لیکر آج تک ثابت ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت نے خود ایسے جھوٹے مدعیان نبوت سے امت کو خبردار کیا ہے جن میں سے ہر ایک اپنے لئے نبوت کا دعوی کرے گا۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب کذاب اور دجال لوگ ظاہر نہ ہوں اور ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے''۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعض جھوٹے مدعی نبوت ظاہر ہوئے جن کی خود نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے تکذیب فرمائی اور امت کو ان کے دجل سے آگاہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کا فتنہ دعویٰ نبوت ظاہر ہوا تو صدیق اکبر نے سختی سے اس فتنے کی سرکوبی فرمائی اور امت کو اس کے دجل سے محفوظ فرمایا۔ اس معرکہ حق و باطل میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ

Marfat.com

عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔اسی سے حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

اس عہد سے امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع رہا ہے کہ ہمارے آقا اور نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ،اللہ تعالی نے ان پر نبوت ربانی کا سلسلہ ختم فرمایا۔آپ کے بعد مدعی نبوت جھوٹا اور دجال ہے اور جو شخص بھی ایسا دعوی کرے اور جو اس کا پیروکار بنے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

تاریخ اسلام میں جب کبھی کوئی مدعی نبوت ظاہر ہوا تو مسلمانوں کے حکام اور علماء نے ان کے ساتھ اسی مذکورہ شرعی ضابطے کے ساتھ معاملہ کیا۔

اسلامی خلافت جب زوال پذیر ہوئی اور استعمار نے ان علاقوں میں اپنے پنجے گاڑنے شروع کیے تو ہندوستان میں پنجاب کی سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک قصبہ قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا۔مرزا غلام احمد قادیانی تقریبا1839م میں پیدا ہوا۔برطانوی استعمار نے اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول کی خاطر اسے استعمال کیا۔مرزا غلام احمد قادیانی ابتدائی طور پر ایک داعی،مبلغ اسلام اور مسیحیت اور دیگر اہل کفر کے خلاف ایک مسلم مناظر کے طور پر ظاہر ہوا مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کے دعوے ظاہر ہوتے گئے اور ان میں اضافہ ہوتا رہا۔ابتدا میں اس نے مجدد ہونے کا دعوی کیا،اور اس کے بعد ملہم ہونے کا،پھر مہدی منتظر اور مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعوی کر دیا۔اس کے دعوے یہاں تک ختم نہ ہوئے بلکہ چلتے چلتے اس نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل و بروز ہونے اور پھر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح صاحب وحی نبی ہونے کا دعوی تک کر دیا۔

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کی سب سے پہلی تکفیر علماء لدھیانہ نے کی کیونکہ وہ اس کے علاقے سے قریب ہونے کے وجہ سے اس کے مقاصد واہداف اور اس کے کذب ودجل اور کفریات کو سب سے پہلے جان چکے تھے۔انہوں نے اس کے کفریہ اور باطل عقائد کو مسلمانوں کے سامنے کھل کر بیان کیا۔اس کے بعد ہندوستان کے دیگر علاقوں کے علماء کرام تک مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد پہنچے جنہیں جان کر انہوں نے بھی اس کی تکفیر کے فتاوی صادر کیے۔علماء کرام مرزا غلام احمد قادیانی کے استعمار سے تعلقات اور اس فتنہ کے پیچھے استعمار کے خفیہ ہاتھوں کو بھی پہچان گئے۔امت مسلمہ کے جن اکابر علماء نے اس فتنہ کی سرکوبی میں قابل قدر سعی فرمائی ان میں سے برصغیر کے معروف فقیہ ومحدث مولانا رشید احمد گنگوہی، علامہ سید مہر علی شاہ گولڑھوی، علامہ شیخ سعد اللہ، مشہور محدث مولانا محمد حسین بٹالوی، مشہور محدث علامہ محمد انور شاہ کشمیری، علامہ ثناء اللہ امرتسری وغیرہم (رحمہم اللہ اجمعین) کے نام قابل ذکر ہیں۔پھر جن اسلامی تنظیموں نے بڑھ چڑھ کر اس فتنہ کے خلاف میدان عمل میں حصہ لیا اس میں مجلس احرار الاسلام تھی جو امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کار حضرات کی قیادت میں قادیانیت کے عظیم فتنہ کے رد میں خصوصی طور پر برسرپیکار رہی۔اس جماعت کے خطباء نے عوام اور خواص میں قادیانیت کو آشکارا کیا، ان کے کفریہ عقائد اور مسلمات دین میں ان کی شبہات اور دین اسلام کے ساتھ ان کی خیانتوں کو بیان کیا۔

برصغیر پاک وہند اور بنگلہ دیش کے دینی اور علمی اداروں کے اہل افتاء اور اہل علم وفضل حضرات نے علمی وتحقیقی عمل سے امت پر قادیانیت کے کفر کو واضح کرنے

Marfat.com

کیلئے خصوصی محنت کی۔

1394ھ میں مسلمانوں کی عظیم عالمی تنظیم رابطہ عالم اسلامی نے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی جس میں پورے عالم کی اسلامی تنظیموں اور جماعتوں کے کئی نمائندے شریک ہوئے۔سب نے متفقہ طور پر قادیانیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

رابطہ عالم اسلامی کی ذیلی تنظیم (مجمع الفقہ الاسلامی) نے بھی رابطہ کانفرنس کی تائید اور قادیانیت کے کفر میں اپنی قرارداد صادر کی۔اس طرح مملکت سعودی عرب کی دائمی کمیٹی برائے علمی بحوث وافتاء نے بھی قادیانیت کے کفر کا فتوی دیا۔

مملکت سعودی عرب کی ہیئۃ کبار العلماء اور مؤتمر عالم اسلامی کی فقہی کمیٹی اور مصر کی جامعہ ازہر کے ادارہ ''اسلامک ریسرچ سینٹر'' نے بھی ان کے خلاف فتوی دیا۔

1974ء میں پاکستانی پارلیمنٹ میں تمام اراکین پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قرارداد کے ذریعے قادیانی فرقہ کو خارج از اسلام قرار دیا اور یہ فیصلہ صادر کیا کہ قادیانیت کا تشخص اس سرزمین پاکستان میں مسلمانوں سے جداگانہ غیر مسلم اقلیت سے ہے۔

یاد رہے کہ یہ قرارداد اس وقت کے قادیانی جماعت کے صدر مرزا ناصر احمد کے تمام اراکین پارلیمنٹ کی ساتھ بحث ومباحثہ کے بعد منظور ہوئی جب تمام اراکین پارلیمنٹ کے سامنے حق واضح اور قادیانیت کا کفر عیاں ہوگیا۔اس طرح حق تعالی شانہ نے اس فرقے کو تمام میدانوں میں ذلت ورسوائی سے دوچار کردیا۔

Marfat.com

علماء امت، منظمات اسلامیہ، ان کے علمی مراکز، رابطہ عالم اسلامی، اسلامی کانفرنسز، اور دیگر جملہ اداروں کے بالاجماع قادیانیت کے کفر پر فتاوی کے باوجود آج قادیانیت پوری دنیا میں اپنے مسلمان ہونے اور دیگر مسلمانوں کے کفر پر مصر ہے اور اس کا کھلم کھلا اعلان کرتے پھرتے ہیں۔

قادیانیت نے اپنے باطل مشن کی نشر واشاعت کی خاطر (MTA) (مسلم ٹی وی احمدیہ) کے نام سے اپنے تین ٹی وی اسٹیشن مختلف زبانوں میں قائم کر رکھے ہیں، جن میں سے ایک ایشیائی زبان، ایک مغربی اور ایک عربی زبان میں رات دن بغیر کسی وقفہ کے اپنے کفریہ نظریات اسلام کے نام پر پھیلا رہے ہیں۔ وہ اپنے کفریہ عقائد کو بنام ''تحقیقی اسلامی عقائد'' اور مسلمانوں کے مسلمہ عقائد کو ''تقلیدی عقائد'' کا نام دیکر کھلے عام ان کا رد کر رہے ہیں۔ وہ امت کے مسلمات کے خلاف برملا اپنے میڈیا کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ قادیانیت انتہائی مکر و مہارت سے اسلام اور اس کی مصطلحات کو استعمال کر رہی ہے حالانکہ حکومت پاکستان نے واضح طور پر ان کیلئے ان اسلامی مصطلحات کے استعمال پر قانونی پابندی نافذ کی ہوئی ہے اور اس کیلئے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر دیا ہے۔ دراصل قادیانیت نے اس آرڈیننس کے بعد مغرب کا رخ کر لیا تھا اور وہاں پر جا کر عالمی کفر کی مدد سے اپنے تین ٹی وی چینل قائم کر لیئے۔

مسلم امت کے اہل علم وفکر اور اہل ثروت کیلئے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ قادیانیت کے اصل چہرے کو بے نقاب کریں، ان کے مکر و دجل کو آشکارا کریں۔ علمائے امت نے اس امر میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں برتی ہے۔

Marfat.com

آج بھی الحمد للہ ہمارے محترم ومکرم مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ نے قادیانیت کے مغالطات اور ان کے دجل کو بڑی حکمت وبصیرت اور انتہائی مدلل طور پر حجت وبرہان اور موعظۂ حسنہ کے ساتھ ان کے افصاح وتبیین کا کام کیا ہے ۔جس سے خواص وعوام پر قادیانیت کی حقیقت خوب کھل کر واضح ہو جاتی ہے۔ان کا اسلامی عقائد سے انحراف اور اصول دین کے انکار کرنے کی وجہ سے ملت اسلامیہ سے خروج اور کفر ہر کس وناکس پر واضح ہو جاتا ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے نہ صرف امت کے مسلم خواص بلکہ عوام فتنہ قادیانیت کے خطرناک اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ اگر قادیانی حضرات تعصب کی پٹی اتار کر ان کے مقالات کا مطالعہ کریں تو کوئی بعید نہیں کہ انہیں ہدایت نصیب ہو۔ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے مقالات متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں جس کی پہلی جلد ''المقالات المکیہ فی دراسۃ القادیانیۃ'' کے نام سے عربی میں اور ''مقالات مکیہ در مطالعۂ قادیانیت'' اردو میں طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔

ان مقالات کا مقدمہ مشاہیر مسلم اہل علم کی تقاریط سے مزین ہے جن میں سے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری عزت مآب ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن ترکی نے مفصل تقدیم سے کتاب کی خوبصورتی میں اضافہ فرمایا۔امام حرم وصدر رئاسۃ عامہ برائے امور مسجد حرام ومسجد نبوی ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس نے اپنے نیک خیالات سے کتاب کو رونق بخشی۔مشہور عالم ڈاکٹر یوسف عبداللہ قرضاوی نے بھی اپنے کلمات میں اس اہم موضوع پر تفصیل سے اپنا نقطۂ نظر بیان کیا۔ان کے علاوہ علامہ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب ،صدر جامعہ دارالعلوم کراچی،ڈاکٹر یوسف

Marfat.com

عبداللہ الوابل، اسسٹنٹ سیکرٹری برائے خدمات۔ جنرل پریزیڈنسی امور مسجد حرام ومسجد نبوی اور دیگر علماء کرام اور دانشوران ملت نے اس کتاب کو اپنی تقاریظ سے مزین کرکے اس کتاب کے حسن میں اضافہ فرمایا۔

ہماری دعا ہے کہ حق تعالی شانہ امت مسلمہ کے ان قائدین اور زعماء کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اپنی علمی مصروفیات کے باوجود اس مسئلہ کی اہمیت کو جانتے ہوئے اس کتاب کیلئے اپنے کلمات لکھنا اپنا فریضہ سمجھا۔ ان کا یہ عمل یقیناً مسئلہ کی اہمیت، اس تالیف کی وقعت، اور اس کے مؤلف کی حوصلہ افزائی ہے۔

اللہ تعالی ہمارے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے جانفشانی سے کام کرکے بہت خوبصورت اور ناصحانہ انداز میں یہ مقالات تیار فرما کر قادیانیت کے پیدا کردہ شبہات اور ان کے دجل کو آشکارا کیا۔ اور ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے اور اپنے بندوں کیلئے اس کے نفع کو عام اور آسان فرمائے اور اسے ہدایت کا ذریعہ بنائے، اس سے لوگوں کے دل پلٹ جائیں اور سینے کھل جائیں۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وصلى الله على خير خلقه وسيد رسله وخاتم انبياءه سيدنا وحبيبنا سيدنا محمد وعلى آله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعين وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا۔

عبدالحفیظ عبدالحق المکی

مالک مکتبہ امدادیہ۔ مکہ مکرمہ

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

Marfat.com

عزت مآب ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی

جنرل سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی

الحمد لله رب العالمين وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله الطيبين الطاهرين وصحبه الغر الميامين۔

اُمابعد

یقیناً اللہ تعالی نے حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام کو حق مبین کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ باری تعالی نے انہیں حق و دلائل کے ساتھ گفتگو کرنا سکھلایا۔ اس نے ان کے ہاتھوں پہ واضح معجزات بھی ظاہر فرمائے تاکہ لوگ ان پر اور ان کی تعلیمات پر حجت وبرہان کے ساتھ ایمان لائیں۔ وہ ان کی لائی ہوئی ہدایت کی بصیرت کے ساتھ اتباع کریں جس میں اندھاپن اور جہالت نہ ہو کیونکہ جہالت تو لامحالہ گمراہی تک پہنچانے والی ہی ہوتی ہے۔

انسانی معاشرے کتنے ہی جھوٹوں کے باطل دعووں میں مبتلا ہوئے جن کا زعم ہوتا کہ ان کے پاس وحی آتی ہے حالانکہ ان کے پاس کوئی وحی نہیں آتی تھی۔ وہ سمجھتے کہ انہیں اللہ کے انبیاء جیسی آیات اور نازل شدہ کلام ملا۔ اس باب میں ان کذابوں کی مثال یوں ہے جیسے پانی کے آگے کوئی ہاتھ پھیلائے اس خیال سے کہ وہ اس کے منہ میں آجائے حالانکہ ایسا نہیں ہوسکتا پھر اللہ کی حجت نے ہی انہیں آلیا۔ وہ حجت ربانی ان کے کذب پر غالب آگئی اور ان کے جھوٹے دعوے بھی ناکام ہوگئے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالی ہے

فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون۔ اعراف۔۱۱۸

حق غالب رہا اوران کے عمل باطل ہو گئے

نیز ارشاد باری تعالی ہے

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق۔الأنبیاء ۱۸

بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر پھینک مارتے ہیں، پس سچ جھوٹ کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ نابود ہو جاتا ہے

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کره المجرمون ۔الأنفال ۸

تا کہ وہ سچا (غالب) کرے حق کو اور ناکام کر دے باطل کو چاہے مجرم لوگ اسے ناپسند کریں۔

پھر فرمان باری تعالی ہے:

فاما الزبد فیذهب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلك یضرب الله الامثال۔الرعد ۱۷

پس جھاگ تو ناکارہ ہو کر چلا جاتا ہے لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے وہی زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔اللہ تعالی اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔

اللہ تعالی کی شان ہے کہ اس نے امتوں کی ہر نسل میں علماء کرام کو حق کہنے والی زبانیں عطا فرمائیں جو ربانی حجتوں کے ساتھ بولنے والی تھیں۔ یہ علمائے کرام اللہ کے دین کا اس کے بارے ہر جھوٹے قول اور دین کے نام پر باطل دعووں سے

Marfat.com

تحفظ کرتے رہے جبکہ اہل باطل کی غرض ہی قطعی اور واضح نصوص شریعت میں الحادی تفسیرات اور باطل تاویلات کے ذریعہ لوگوں کو حقیقی دین سے دور کرنا رہا۔ ان کی تفسیروں کی شریعت یا لغت سے بھی کوئی تائید نہ تھی۔ اسی قسم کی باطل اور اسلام سے خارج کر دینے والی نیز سبیل مؤمنین سے ہٹانے والی ان دعوتوں میں سے جس نے اسلامی مسلمات اور مسلم امت کے ہاں ثابت شدہ ان واضح حقائق کا انکار کر دیا، جو روز روشن اور آسمان میں طلوع آفتاب کی طرح واضح ہیں۔ ان اہل دعوت نے ایسے بے دلیل دعوے کئے جن کا اللہ اور رسول سے قطعی تعلق نہیں۔

ایسی باطل دعوتیں جنہوں نے تجدید دین کے نام پر خود ساختہ عقائد وضع کر کے انہیں اسلام کی طرف منسوب کر دیا۔ ان میں سے ایک وہ دعوت ہے جسے پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی مولود ۱۲۵۵ھ متوفی ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۸۳۹ء ۱۹۰۸ء نے انیسویں صدی کے اواخر میں اس وقت پیش کیا جب برصغیر میں انگریزی استعمار اپنا رسوخ قائم کر چکا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد اس کے وفا شعار دوست حکیم نور الدین بھیروی نے قادیانیت کی باگ دوڑ سنبھالی۔ یہ شخص اپنی کثیر دینی معلومات اور اس زمانے کی مسلم سوسائٹی کے حالات سے بخوبی واقفیت میں معروف تھا۔ حکیم نور الدین ہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں قادیانیت پر تحقیق کرنے والوں کی رائے ہے کہ مرزا غلام احمد کی تصنیفات کے مضامین اسی شخص کی فکری کاوش کا نتیجہ ہیں۔ اسی نے مرزا کو دھوکا دیا کہ وہ دین کا مجدد، مہدی منتظر اور مسیح موعود ہے بلکہ اسے دعویٰ نبوت پر بھی اسی نے اکسایا۔

Marfat.com

جب مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ لکھی تو لیکھ رام نامی ایک ہندو شخص نے اس کی تردید میں تکذیب براہین احمدیہ لکھی۔ حکیم نورالدین نے لیکھ رام کی تردید میں تصدیق براہین احمدیہ لکھ ڈالی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد سیرت المہدی کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے کہ: بھیروی نے کہا کہ اگر یہ شخص (مرزا) یہ دعوی کرے کہ وہ صاحب شریعت نبی ہے اور اس نے قرآن کی شریعت منسوخ کر دی ہے تو میں اس کا انکار نہ کروں گا۔

براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی کے الہامات، خوابوں، خرق عادت امور، کشوف، خدائی مکالمات، پیش گوئیاں، اس کے دعاوی، اور چیلنجز کی بھرمار ہے۔ اس کتاب سے مرزا غلام احمد نے خوب شہرت پائی۔ اور بعض لوگ اس کتاب کی وجہ سے ہی مرزا کے بارے میں فتنے میں پڑ گئے۔ اسی نے اس میں اس امر کی تخم ریزی کی کہ وہ یہ دعوی کرے کہ وہی آخری زمانے میں آنے والا مسیح موعود ہے۔ اس کتاب نے مرزا میں انگریزی استعمار کے لئے نرم گوشہ رکھنے کی دعوت پھونکی اور انگریزی حکومت کیلئے وفاداری اور اخلاص کا جذبہ پیدا کیا۔ پھر اس نے انہیں وہاں سے نکالنے کی خاطر جہاد کی حرمت کا فتوی صادر کیا۔

مرزا قادیانی کی دعوت اور اس کے نتیجہ میں آنے والی اس کی کتب، رسائل اور خطوط اور اسکے خطابات کا ماحصل اسلامی عقائد میں شکوک وشبہات پیدا کرنا اور انگریزی استعمار کی سیاست کی تائید ونصرت ہے۔ اسی دعوت کے عظماء اور پیروکاروں کا استعماری عہد حکومت میں حتی کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد تک بھی خصوصی مقام ومنزلت اور اثر ورسوخ رہا۔

Marfat.com

لہذا مرزا قادیانی کی یہ دعوت درحقیقت نبوت ورسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اور دین اسلام کے خلاف بغاوت اور ایسی مذہبی اور سیاسی سازش تھی کہ دین اسلام اور امت محمدیہ پر اس جیسے مضر اثرات اور خطرات کی اسلامی تاریخ میں دیگر نظیر نہیں ملتی۔ہاں اسی طرح کی باطنی تحریک اسماعیل عبیداللہ بن میمون القداح کے ہاتھوں تیسری صدی ہجری میں بھی ابھری تھی ۔یہ فتنہ سراسر اندھا اور انتہائی خطرناک تھا جس کے پنپنے اور ہندوستان میں پھلنے اور پھولنے کیلئے کئی سیاسی، معاشرتی اور فکری عوامل اس کے ظہور زمانہ میں متوفر کردیئے گئے ۔۔خصوصا پنجاب میں جہاں کہ اس فتنہ کا ظہور ہوا۔علاوہ ازیں اس وقت کے عمومی ہند میں بھی انگریزی استعمار کے قبضہ اور ۱۸۵۸ء میں مغلیہ سلطنت کے خاتمہ سے عوام میں دینی نزاعات ،فکری اور نفسی اضطرابات پیدا ہو چکے تھے۔ان تمام عوامل کی وجہ سے اس دعوت کو پنپنے کے مواقع میسر آئے۔

مرزا غلام احمد کے دعوؤں کا خلاصہ ایسی تین چیزوں میں ہے جو باہم ربط رکھتی ہیں اور انہیں کی بنیاد پر وہ امت مسلمہ کے دائرہ سے خارج ہوگیا۔چاہے قادیانیت کا یہ دعوی بھی ہو کہ وہ ملت اسلام پر ہی قائم ہے اور اس کے بعض گروہ ان امور میں بصراحت اس کے برخلاف تاویل بھی کریں۔وہ تین دعوے مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔قادیانیت کا نبی خاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر نبوت ربانی اور وحی الہی کے سلسلہ کے خاتمہ کا انکار کرنا اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۰ میں وارد لفظ ''خاتم النبیین'' کی عجیب وغریب تاویل کرنا۔

۲۔قادیانیت حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع اور آخری زمانے میں ان کے

Marfat.com

نزول کا انکار کرنا پھر اس سلسلے میں وارد شرعی نصوص کی یہ تاویل کہ اس سے مراد شبیہ عیسی یا مثیل عیسی ہیں۔

۳۔ قادیانیت کا اپنے مؤسس مرزا غلام احمد کے بارے یہ دعوی کرنا کہ وہی مہدی ہے جسکے آخری زمانے میں ظہور کا حدیث نبوی میں ذکر آیا ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنے آخری مراحل کے دعووں کی تمہید ہی اس عقیدہ ختم نبوت کے انکار کو بنایا جس سے اس کے وحی کے منقطع ہونے کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ وحی نبوت کے لوازمات میں سے ہے پھر اس نے یہ بھی دعوی کیا کہ اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور اس کا رب اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔

رہا اس کا ادعاء مسیحیت اور اس کا حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار۔ تو ایسا اس نے اس لئے کیا تا کہ اس کا مسیح موعود ہونے کا دعوی تسلیم کیا جا سکے پھر اس نے نزول مسیح والی احادیث میں انتہائی تکلف کرتے ہوئے یہ تاویل کی کہ اس سے تو شبیہ اور مثیل مسیح مراد ہے۔ اور وہ خود مثیل مسیح ہے۔ (اس نے اپنے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کئی وجوہ مشابہت بھی اسی خاطر بیان کیں)

شہر دمشق جسے احادیث شریفہ میں نزول مسیح کا مقام بتایا گیا ہے۔ اس نے اس کی'' قادیان'' سے تاویل کی پھر اس کے لئے ویسی ہی حرمت اور عظمت کا دعوی بھی کر دیا جو مکہ اور مدینہ کیلئے ثابت ہے۔

اس گمراہ جماعت، اس کے بانی اور رفقاء کار نے اپنی کتب، رسائل اور اپنے اخبارات کے ذریعے جن باطل نظریات کو شائع کر کے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے

Marfat.com

اعتقادات میں تشکیک اوران کے افکار میں تشویش پیدا کرنے کی سعی کی اس کے رد کے لئے علماء کرام میدان میں اترے۔علمائے پاک وہند اس باب میں ان کے مقدمہ میں تھے جنہوں نے رد کے جملہ اسالیب،وہ براہ راست مناظرے ہوں یا لیکچرز،دورس ہوں یا مقالات،کتب ہوں یا پمفلٹ ،انہیں تحریر کر کے شائع کرنا،ہر طریق کار کو علماء اسلام نے اختیار کیا۔

قادیانیت کے رد میں اردو،عربی،فارسی اورانگریزی زبان میں اتنا کچھ لکھا گیا کہ اس پر ایک مکمل کتب خانہ کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

وہ برگزیدہ اہل علم جنہوں نے قادیانیت کے مسئلہ میں بہت زیادہ دلچسپی لی اور قادیانیت پر شدید رد کرتے رہے ان میں سے علامہ شیخ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ہیں جو ہند میں جمعیت اہل حدیث کے بانی تھے۔ان کی رد قادیانیت پر بہت سی تالیفات اور تصنیفات ہیں۔وہ مرزا غلام احمد کے ہم عصر تھے۔انہوں نے اس سے مناظرے بھی کئے پھر اللہ تعالی نے انہیں اس پر غلبہ عطا فرمایا پھر مرزا غلام احمد نے ان سے مباہلہ کرتے ہوئے کہا کہ دونوں میں سے جھوٹے پر موت پہلے آئے گی۔مرزا غلام احمد اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد عبرتناک موت مرا اور مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ،تو اللہ کے فضل وکرم سے اس کے بعد چالیس سال تک زندہ وسلامت رہے۔

انہی علماء میں سے علامہ انور شاہ کشمیری بھی ہیں جنہوں نے ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' تصنیف کی۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے قادیانیت کے رد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا وہ اس گمراہ فرقے کے رد کیلئے ہمیشہ فکر مند رہے۔ان کا دل

Marfat.com

اس بارے میں دائمی طور پر مضطرب رہتا، وہ ہمیشہ ان اسالیب کے ایجاد کی سعی میں رہے کہ کس طرح اس گمراہی کا خاتمہ ہو جائے ۔ان کی یہ فکران کے رفقاء اور تلامذہ میں بھی منتقل ہوگئی جنہوں نے مختلف زبانوں میں قادیانیت کے رد میں کتابیں اور رسالے تحریر کئے (۱)۔

اسلام کے اس باغی گروہ کے رد میں جن تنظیموں اور جماعتوں نے پر جوش کام کیا ان میں مجلس احرار سرفہرست ہے جس کے سربراہ معروف خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری رحمہ اللہ تھے ۔ دیگر اسلامی تنظیمیں بھی قادیانیت کے بارے فکرمند رہیں جنہوں نے اس گروہ سے متعارف بھی کرایا اور اس کے فتنے کے بارے آگہی بھی کی اور اسلام اور مسلمانوں کیلئے اس کے مخاطر کو بھی بیان کیا۔

رابطہ عالم اسلامی نے ۱۳۹۴ھ میں مکہ مکرمہ میں اس سلسلے میں ایک بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں بین الاقوامی تنظیموں نے شرکت کی ۔اس کانفرنس نے کھلے طور پر یہ اعلان کیا کہ یہ جماعت اسلام سے خارج ہے۔اس نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کا رد کریں اور اس کے پیروکاروں سے معاملہ نہ کریں۔

رابطہ کی ذیلی مجلس مجمع فقہی اسلامی نے ایک قرارداد صادر کی جس میں اس گروہ کی حقیقت اور اس کی طرف منسوب لوگوں اور ان جیسا اعتقاد رکھنے والوں کی تکفیر کی

....

(۱) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح صفحہ ۴۹ کے حاشیہ میں اس موضوع پر کتب کی فہرست ہے (القادیانی والقادیانیۃ ۔از ابوالحسن ندوی ص ۹)

Marfat.com

اورمملکت سعودی عرب میں علمی بحوث اور افتاء کی دائمی کمیٹی اور ہیئت کبار العلماء اور اسلامی کانفرنس کی ذیلی مجلس مجمع فقہی اسلامی اور ازہر کی مجمع بحوث علمیہ نے بھی اس طرح کی قراردادیں صادر کیں۔

جب قادیانیوں کا پاکستان کے بڑے بڑے مناصب پر رسوخ ہو چکا۔ یہ ایک نئی مملکت تھی۔ وہاں کی اسلامی تنظیموں اور شخصیات کو اس امر کا خوب ادراک ہوگیا تو پاکستانی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں ایک قرارداد صادر کی جس کے ذریعہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

اس گروہ کے جھوٹے عقائد کے واضح بطلان اور اس کے باطل اور غلط عقائد کے دفاع میں دیئے گئے ان کے دلائل کا قلع قمع ہو جانے کے باوجود قادیانیت اپنے ان عقائد کی نشر و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ اس کے پیروکار ہیں، عبادت گاہیں ہیں، تنظیمیں ہیں، قیادتیں ہیں، ذرائع ابلاغ عامہ ہیں جن کے ذریعہ قادیانی اپنی گمراہی کو پھیلا رہے ہیں۔

یہ صورت حال اس امر کی مقتضی ہے کہ قادیانیت کے رد کا سلسلہ جاری رہے اور کم علم اور ضعیف الاعتقاد لوگوں میں تشویش پیدا کرنے والی قادیانیت کے شبہات کا ابطال کیا جائے۔

یہ مجموعہ مقالات جس کا ہم ان الفاظ میں مقدمہ تحریر کر رہے ہیں، یہ اس فرقے کے رد میں بالواسطہ علمی اسلوب سے مکالمہ ہے۔ ان مقالات میں ہر مقالہ ایک دوسرے سے منفصل، مستقل عنوان رکھتا ہے جن میں سے بعض ۹ صفحات پر جبکہ بعض ۲۸ صفحات یا اس سے زائد پر مشتمل ہیں۔

Marfat.com

ان مقالات کے مؤلف نے انہیں ایک کتاب کی شکل میں یکجا کر دیا ہے پھر اس کا بہت خوبصورت نام رکھا جو اس کے اور اس کی اس تالیف کے وطن کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔اور وہ عنوان ہے (المقالات المكية في دراسة القاديانية)

ان مقالات کے مؤلف ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ عرصہ ۳۶ سال سے مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں مدرس ہیں۔وہ اردو زبان کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔قادیانیوں کی اکثر کتب اور رسائل اسی زبان میں ہیں۔اس مجموعہ کی امتیازی شان یہ ہے کہ مؤلف نے اس میں مرزا غلام احمد قادیانی ،اس کے رفقاء اور اس کے پیروکاروں کے مقالات سے ان کی اصلی نصوص کو نقل کیا ہے جنہیں ان کی تعریب کے بعد ذکر بھی کیا گیا ہے تاکہ موضوع کی توثیق بھی ہو سکے اور جسے اصل عبارت کو دیکھنا ہے اس کی بھی مدد ہو سکے۔

اللہ تعالی مؤلف کے اجر وثواب میں اضافہ فرمائیں کہ انہوں نے ان مقالات کی نقاہت کے بعد مزید یہ کیا کہ اس علمی مواد کو ریکارڈ کر کے یوٹیوب پر بھی پیش کر دیا کہ:

اولاً: یہ مضامین قادیانیت تک پہنچیں۔اگر ان میں ہمت ہو تو وہ ان کا رد پیش کریں ورنہ حق کی اتباع کرتے ہوئے پھر سے اسلام کی طرف لوٹ آئیں۔

ثانیاً: یہ علمی مواد ان حضرت تک زیادہ سے زیادہ حد تک پہنچ سکے جو اسلام کے دفاع اور باطل اور منحرف فرقوں کے خلاف شبہات کے رد کے میدان میں اہتمام سے مصروف عمل ہیں۔

حق تعالی ان مقالات میں برکت نصیب فرمائے۔اس کے مؤلف کو ان کی

Marfat.com

اس علمی کاوش پر جو انہوں نے اسلام کے دفاع اور حق مبین کی نصرت میں اور منحرفین کی ہدایت کی سعی میں صرف کی، اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی

جنرل سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی

137259

Marfat.com

عزت مآب ڈاکٹر شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس

رئیس عام برائے امور مسجدِ حرام و مسجدِ نبوی

امام و خطیبِ مسجد حرام

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو قبل از قیامت بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ انہوں نے ہمیں ایسی واضح اور روشن شریعت عطا فرمائی جس کی رات دن کی مانند ہے۔ اس سے کوئی ہٹنے والا نہیں سوائے اس کے جو ہلاک ہونے والا ہے۔ انہوں نے ہمیں کتاب و سنت سے حجت و برھان کے ساتھ مدلل بیان شافی عطا فرمایا۔ کوئی ایسا خیر نہیں جسے آپ ﷺ نے بیان فرما کر امت کی رہنمائی نہ فرمائی ہو اور کوئی ایسا شر نہیں جس سے انہوں نے امت کو خبردار نہ کیا ہو۔

جناب محمد رسول اللہ ﷺ جملہ انبیاء علیہم السلام اور تمام رسولوں کے خاتم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شیء علیما“

”حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے“ (احزاب ۴۰)

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو معجزات، دلائل، روشن براہین اور پختہ ادلہ کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ جو ائمہ ہدایت اور روشن ستارے ہیں وہ آپ ہی کے منہج پر گامزن رہے۔ انہوں نے صاف ستھرا دین اخذ کیا

Marfat.com

اور اپنے سے بعد والوں کو پہنچایا۔ جسے ان کے بعد والوں نے نسل در نسل نقل فرمایا حتیٰ کہ اسی طرح صاف ستھرا دین ہم تک پہنچایا جیسا کہ وہ اترا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق ہے۔

إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون

یقیناً ہم نے ہی ذکر کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔سورۂ حجر۔۹۔

نیز ارشاد فرمایا:

هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون

''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اسے غالب کردے چاہے مشرکوں کو ناپسند لگے۔سورۂ توبہ ۳۳۔

ہر زمانہ اور ہر شہر میں علماء کرام لوگوں کے سامنے اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف سے ملنے والی شریعت کو بیان کرتے رہے، وہ اہل مخالفت اور دین میں بدعات پیدا کرنے والوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ وہ شریعت کے حوضوں کا دفاع کرتے رہے اور اہل غلو کی تحریف، اہل باطل کی بے دینی اور جاہلوں کی تاویلوں سے اس کی حفاظت کرتے رہے۔

تیرہویں صدی کے نصف اور انیسویں میلادی کے آخر میں قادیانیت کے نام سے ایک ایسی ہی گمراہ نظریات پر مشتمل جماعت کا ظہور ہوا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

Marfat.com

علماء کرام، دینی تنظیموں اور فقہی اداروں نے اس کے رد میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انہوں نے اس فرقے کی قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی کھلم کھلا مخالفت کو بیان کیا، اس موضوع پر کتب تالیف کیں اور اس فرقے کے ردود اور اس کی کج روی کے بیان اور اجماع امت سے خروج میں بیانات صادر کیے۔

اس فرقے پر رد کا اہتمام کرنے والوں میں سے برادرم شیخ ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ بھی ہیں جن کی تحریرات پر علماء کی ایک جماعت کی تقاریظ ہیں، جن میں سے معالی الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، معالی الشیخ صالح بن الحصین، معالی الاستاذ ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی حفظھم اللہ بھی ہیں۔

چونکہ ڈاکٹر موصوف اردو زبان کو جانتے ہیں اور اسی میں قادیانیت کی اکثر تصانیف ہیں۔ لہذا انہوں نے اپنے مقالات اور ردود کو نہایت عمدہ طریقہ سے ''المقالات المکیہ فی دراسۃ القادیانیہ'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ جن میں انہوں نے قادیانیت کے خود اپنے اقوال کو ذکر کیا، ان کا عربی ترجمہ کیا، ان کی اصل قادیانی مصادر سے توثیق کی پھر ان پر علمی انداز سے ان کی ردود پیش کیے۔ ان ردود کا اس فرقے کی گمراہی کے بیان میں اپنی قوت تاثیر ہے۔ انہوں نے یہی مقالات انٹرنیٹ پر بھی پیش کر دیئے۔ نیز یہ مبارک مقالات طبع ہو کر دنیا کے کئی ملکوں میں پھیل چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں، ان کی کوششوں میں برکت عطا فرمائیں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعاء ہے کہ مسلمانوں میں سے غلط راہ کی طرف جانے والوں کو راہ راست پر لے آئیں، مسلم

Marfat.com

امت کو قرآن وسنت پر جمع فرمائیں، انہیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق مرحمت فرما دیں یقیناً وہ صاحب جودوکرم ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس

رئیس عام برائے امور مسجدِ حرام ومسجدِ نبوی

امام وخطیبِ مسجدِ حرام

Marfat.com

ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ الوابل

اسسٹنٹ سیکرٹری برائے خدمات۔

جنرل پریزیڈنسی امور مسجد حرام ومسجد نبوی

صاحب سعادت برادرم ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی کتاب بعنون '' المقالات المکیۃ فی دراسۃ القادیانیۃ'' (مقالات مکیہ در مطالعۂ قادیانیت) کا مطالعہ کیا ہے۔ جو'' دین بھلائی ہے'' سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ جس میں اس حق کا بیان ہے جس کی اتباع واجب ہے۔ اور ان بدعت وضلالات کا ذکر ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔ جنہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار باوجود اپنی گمراہی اور حق سے خروج کے نشر کر رہے ہیں۔

قادیانیت ایک گمراہ فرقہ ہے جس کی گمراہی اور حق سے خروج سبھی پر عیاں ہے۔ مگر قابل افسوس امر ہے کہ اس کے پیروکار اپنے شبہات اور گمراہیوں کو لوگوں میں پھیلا رہے ہیں۔

برادرم فاضل ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ نے اس فرقہ کے رد اور اس کے شبہات وگمراہی کو آشکارا کرنیکا حق ادا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی اس میدان میں جدوجہد کے نمونے انٹرنیٹ اور دعوت اسلامی کے دیگر مختلف مواقع پر جن میں یورپ اور برصغیر پاک وہند اور دیگر دنیا کے اسلامی مراکز بھی ہیں، میں ان کے مقالات اور

Marfat.com

لیکچرز کی صورت میں موجود ہیں۔چونکہ قادیانیت ان جدید ذرائع ابلاغ عامہ،ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کو استعمال کررہی ہے۔تو یہ امر انتہائی ضروری تھا کہ اس پرانہی مواقع پر ردّ ہو۔اس کے شبہات کا قلع وقمع ہوجسکا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ نے اہتمام کیا ہے۔

اللہ تعالی انہیں جزائے خیر اور ان کی جدوجہد میں برکت عطا فرمائیں۔میں فاضل ڈاکٹر صاحب کیلئے دعا گو ہوں اور ان کی اس جدوجہد میں شریک عمل ہوں۔

حق تعالی شانہ ان کے اعمال اور اقوال میں برکت عطا فرمائیں۔

تمام تعریفیں اللہ تعالی رب العالمین کیلئے ہیں اور درود وسلام اور برکات ہوں ان کے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم النبیین اور امام المرسلین ہیں۔اور آپ کی آل، اصحاب اور اتباع پر۔

ڈاکٹر یوسف بن عبداللہ الوابل

اسسٹنٹ سیکرٹری برائے خدمات۔

جنرل پریزیڈنسی امور مسجد حرام ومسجد نبوی

Marfat.com

جناب استاذ عدنان محمد امین کاتب

فاضل مربی اور ماہر معلم

صدر مجلس ادارت معلمین کارپوریشن برائے حجاج جنوب ایشیا

سابق پرنسپل ٹیچرز ٹریننگ کالج، مکہ مکرمہ

برادرم ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ سے میرا طویل مدت سے تعارف ہے۔ اردو زبان میں حجاج کرام کی دینی رہنمائی کیلئے ہمارے حج کارپوریشن کی طرف سے شائع ہونے والے علمی مواد کی تیاری اور اردو ترجمہ میں وہ ہمارے ساتھ ایک عرصہ سے تعاون کر رہے ہیں۔ ''اردو'' زبان ہمارے ان حجاج کرام کی اکثریت کی زبان ہے جن کی ہر سال خدمت ہمارے لئے باعث شرف ہوتی ہے۔ ان کتب میں حجاج کرام اور محترم حجن بہنوں کیلئے ان سے متعلقہ ضروری مسائل اور احکام کا بیان ہوتا ہے جن سے غرض ان کی آگہی، رہنمائی اور انہیں اہم معلومات فراہم کرنا ہوتی ہے کہ وہ آسانی اور سہولت سے درست طریقہ پر مناسک حج ادا کر سکیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی علمی گہرائی، معلوماتی وسعت، ان کے عمدہ اخلاق اور قابل قدر صفات پھر اردو زبان میں مہارت، بنگالی سے تعارف کی وجہ سے ہی حج کارپوریشن سے شائع ہونے والے سیزنل مجلّہ ''اضواء'' کے چار صفحات (دو اردو زبان اور دو بنگالی زبان میں) ۱۴۱۹ھ سے ان کی زیرنگرانی چھپ رہے ہیں۔

موصوف مذکورہ میدان میں وسیع تجربہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اسلام اور امت

Marfat.com

مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل میں بحث و تحقیق اور تالیف کے میدان میں بھی قابل قدر مہارت کے حامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ بلد الأمین مکہ مکرمہ اور ارض مقدس میں مقیم ہماری نسل نو کے لئے بھی ان کی مبارک سعی اور قابل قدر جدوجہد ہیں۔وہ مکہ مکرمہ کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ صولتیہ کے شعبہ تعلیم و تربیت سے طویل عرصہ سے وابستہ ہیں۔

موصوف کی یہ تالیف جو ہمارے سامنے ہے اور ''المقالات المکیة فی دراسة القادیانیة'' کے نام سے موسوم ہے،ان کے بیس عربی مقالات پر اور ''مقالات مکیہ در مطالعۂ قادیانیت'' ان کے بیس اردو مقالات پر مشتمل ہے۔دین قویم کے تحفظ اور اس کے دفاع میں یہ تالیف ان کی سابقہ عظیم الشان کوششوں میں قابل قدر اضافہ ہے۔

اس کتاب میں موصوف نے قادیانی عقائد کا ردّ اور ذات باری تعالی،حضرت خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء اور مرسلین کے بارے میں ان کے مغالطات کو اچھی طرح بے نقاب کیا ہے۔

اس کتاب میں موصوف کا اسلوب بیان نہایت ہی انوکھا ہے۔انہوں نے اس گروہ کے مغالطات کی ٹھوس علمی انداز میں تحقیق کی ہے جس کا اندازِ بیان،پُرسکون اور زبان قائل کردینے والی ہے۔انہوں نے اس اہم پیغام کو قادیانیوں اور دیگر انسانیت تک پہنچانے کیلئے جدید ذرائع ابلاغ،انٹرنیٹ اور یوٹیوب وغیرہ کو بھی استعمال کیا ہے تاکہ وہ مغالطات خوب واضح ہوسکیں اور چونکہ ہمارے بچے اور بچیوں کے استعمال میں ٹیکنالوجی بکثرت رہتی ہے وہ قادیانیت کے خطرات سے محفوظ رہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالی برادرم ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ کو جزائے خیر دیں اور ان کی اس قابل قدر خدمت پر ان کے اجر وثواب میں اضافہ فرمائیں، وہ اس میں برکت دیں اور اس کو نافع بنائیں۔ یقیناً وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

عدنان محمد امین کاتب

صدر مجلس ادارت معلمین کارپوریشن برائے حجاج جنوب ایشیا

سابق پرنسپل ٹیچرز ٹریننگ کالج، مکہ مکرمہ

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ العالی

صدر دار العلوم کراچی

و مفتی اعظم پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلي علی رسولہ الکریم

و بعد....

قادیانیت کا فتنہ ہندوستان کے شہر قادیان سے نمودار ہوا۔ یہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار ہے، جس نے پہلے یہ دعوی کیا کہ وہ ''مجدد'' ہے پھر خود کو ''مہدی'' کہنے لگا اور پھر یہ دعوی کر دیا کہ وہ وہی ''مسیح موعود'' ہے جس کی خبر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں دی گئی ہے کہ وہ قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔ پھر اس کی خباثت نے یہ مضحکہ خیز دعوی بھی کر دیا کہ وہ ''ظلی رسول'' ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور اکمل ہے (نعوذ باللہ من مثل ھذہ الھذیانات)

اسلام کے خلاف اس ناپاک فتنے کو خاص طور سے اس غیر ملکی استعمار نے ہوا دی جو اس وقت ہندوستان پر مسلط تھا اور اس کے بعد تو آج تک تقریباً تمام دشمنان اسلام طاقتیں جو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور ڈالتے رہنے کی مذموم پالیسی پر گامزن ہیں، وہ اس سازشی فرقے کی طرح طرح سے سرپرستی اور امداد کر رہی ہیں اور یہ ناپاک فتنہ بھی ان طاقتوں کی ہر ممکن امداد کرتا چلا آ رہا ہے۔

ہند و پاکستان کے علمائے کرام نے اس سازشی فرقے کی سرکوبی کیلئے اور اس کے

Marfat.com

پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات کا موثر ازالہ کرنے کیلئے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور علمی میدان میں کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب کا پردہ چاک نہ کردیا ہو۔ چنانچہ امت مسلمہ اسی کذاب مدعی نبوت اوراس کے ماننے والوں کو متفقہ طور پر کافر قرار دے چکی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھی انہیں غیر مسلم قرار دیا ہے اور پاکستان کے دستور میں اس کی صراحت کردی گئی ہے۔ دیگر عالمی اسلامی فقہی اداروں مثلاً رابطة العالم الاسلامی کی ''المجمع الفقہی'' نے اور آئی سی کی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' نے اور مصر کی ''مجمع البحوث الاسلامیہ'' نے بھی اس سازشی فرقے کی متفقہ طور پر تکفیر کی ہے۔

لیکن اس گمراہ فرقے نے اپنی ناپاک تحریک کو نہ صرف جاری رکھا ہوا ہے بلکہ اسے تقریباً تمام ممالک میں مختلف زبانوں کے ذریعہ پھیلا دیا ہے اور عربی ممالک میں اپنا جال عربی زبان کے ذریعہ بہت ہی دجل وفریب کے ساتھ پھیلا دیا ہے جس سے قوی اندیشہ ہے کہ ہمارے بعض سادہ لوح عرب بھائی اس زہریلے دجل وفریب کا شکار ہو جائیں۔

لہذا اب سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ اس فرقے کے دجل وفریب کا ناپاک پردہ عربی زبان میں بھی ریزہ ریزہ کردیا جائے۔

ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ صاحب، استاذ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کو اللہ تعالی جزائے خیر عطاء فرمائے کہ وہ اس عظیم مہم کیلئے اللہ تعالی کے بھروسہ پر کمربستہ ہوگئے ہیں اور

Marfat.com

انہوں نے عربی زبان میں قیمتی علمی مقالات کا مجموعہ ''**المقالات المکیة فی دراسة القادیانیة**'' کے نام سے تالیف فرما کر قابل تحسین کاوش فرمائی ہے۔

ان مقالات میں اسلامی عقائد، کے مقابلے میں قادیانی عقائد اور جھوٹے مدعیٔ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی ہفوات و خرافات کو تفصیل سے واضح فرمایا ہے۔

بندے کی تہہ دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مقالات سے ہمارے عرب بھائیوں اور بہنوں کو خوب خوب فائدہ عطاء فرمائے اور مؤلف کیلئے ان مقالات کو صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنادے۔

والله المستعان وهو ولي التوفيق

کتبہ

محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

نزیل مکة المکرّمة

25 صفر المظفر 1433ھ

Marfat.com

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

نائب رئیس

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

الحمد لله الهادي لمن استهداه،الكافي لمن تولاه۔أحمده سبحانه يبلغنا رضاه۔ اللهم صل وسلم على عبدك ورسولك محمد وعلى آله وصحبه ومن اقتفى أثره واتبع هداه۔

امابعد

اللہ تبارک وتعالی نے امت محمدیہ کیلئے جس رسول کا انتخاب فرمایا اسے رحمت للعالمین کے لقب سے نوازا۔اس کی رحمت کا ظہور بہت سی شکلوں میں ہوا۔رحمت للعالمین کی امت کو عذاب عام سے مستثنی قرار دیا جیسا کہ گذشتہ قوموں پر مختلف عذاب نازل کر کے انہیں ہلاک کیا گیا تھا مگر اس امت میں فتن سے مؤمنین ومخلصین کا امتحان ہوتا رہا۔

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ (میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں فتنے ایسے آرہے ہیں جیسے کہ قطرے برستے ہیں)۔حدیث کا متن ملاحظہ ہو:عن اسامة بن زيد رضي الله عنه قال: اشرف النبي على أطم من آطام المدينة فقال: هل ترون ما أرى؟قالوا: لا۔قال: فإني لأرى الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع القطر۔بخاری 7060۔

Marfat.com

اسلامی تاریخ میں امت مسلمہ پر مختلف فتنے حادثات بن کر نازل ہوئے اور امت کی وحدت کو فرقت اور انتشار میں بدلنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ یہ ایک طویل موضوع ہے جس پر تاریخ کی کتابوں میں مطالعہ کیلئے بہت مواد موجود ہے۔ یہاں موضوع کی مناسبت سے ہم اس فتنے کا ذکر کر رہے ہیں جسے ''قادیانیت'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے مختصر پس منظر میں اگر جایا جائے تو یہ نظر آتا ہے کہ برصغیر کے مسلمان 1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد معاشی، سیاسی اور ثقافتی بحران سے دوچار تھے۔ اس وقت کا برطانوی استعمار ہندوستان کے پس منظر کے وسیع مطالعے کے بعد اس نتیجے پر آپہنچا کہ مذہبی لبادے میں جعلی مذہبی رہنما تیار کیے جائیں اور ان کے ذریعے برطانیہ کے مفادات کا تحفظ حاصل کیا جائے۔ اس منصوبے کی تکمیل کیلئے انہوں نے اس وقت کے ایک گمنام شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو دریافت کرلیا۔ جو مشرقی پنجاب کے ایک گاؤں ''قادیان'' کا رہائشی تھا۔ اس نے خود کو مسلمانوں کا نجات دہندہ کے طور پر پیش کر کے انہیں کرب اور مایوسی سے نکالنے کا وعدہ کیا۔ جس کا اس وقت کے مسلمان سامنا کر رہے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام جدوجہد کا محور عقیدۂ جہاد کے خلاف پروپیگنڈہ اور درپردہ ایسی ذہنیت کو پروان چڑھانا تھا کہ تمام مسلمان برطانوی استعمار کو اللہ کی رحمت سمجھ کر اس کے وفادار بن جائیں۔

اگر بنظر غائر مرزا غلام احمد قادیانی کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ واضح نظر آتا ہے کہ ابتدا میں وہ عام مسلمانوں کی طرح عقیدہ رکھتا تھا اور مسلمہ عقائد میں کسی تحریف کا قائل نہ تھا۔ اس وقت وہ خود کو صرف ایک مبلغ کا درجہ دیتا تھا۔ اس کے بعد آہستہ

Marfat.com

آہستہ اس نے دعوے کرنا شروع کر دئے اور مرحلہ وار دعوے کئے۔ پہلے مجدد بنے ،پھر مہدی بنے اور اس کے بعد مسیح موعود بنے۔ مسیح موعود بننے کے بعد یہ خیال آیا کہ یہ تو شریعت کی رو سے فقط حضرت عیسی علیہ السلام کا خاصہ ہے چنانچہ اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے ختم نبوت کے معانی میں تحریف کو ضروری سمجھا۔ اور نبوت میں تقسیمات شروع کیں۔ عام لوگوں کو نئ مصطلحات تشریعی، غیر تشریعی، ظلی ، بروزی، لغوی اور مجازی اقسام کی نبوتوں میں الجھایا۔ پھر اس کے بعد کے دور میں بغیر کسی تحریف وتاویل کے خود کو صاحب شریعت بتانے لگے۔

''ختم نبوت'' کا عقیدہ ان بنیادی اجماعی عقائد میں سے ہے جو اصول وضروریات دین کا حصہ ہے جس کی رو سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام بلا کسی تاویل وتخصیص خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کی بیشتر صریح آیات ،احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر شاہد ہیں۔ امت کے اندر سب سے پہلا اجماع اسی عقیدہ پر ہوا۔ حضرت صدیق اکبر نے آپ کی وفات کے بعد منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے مدعیٔ نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیلئے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں صحابہ کرام کا لشکر روانہ فرمایا۔

اس قادیانی فتنہ کے ظہور کے بعد علماء اسلام اس کے خلاف کمر بستہ ہو گئے۔ سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے ان پر کفر کا فتوی صادر فرمایا۔ پھر پورے ہندوستان میں علماء اس فتنے کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ ان میں معروف نام یہ تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ،حضرت مولانا سعد اللہ ،حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیری۔ رحمہم اللہ۔

Marfat.com

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کے خلاف جب پہلی تحریک 1953 میں شروع ہوئی تو حضرت والد ماجد محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالی اس وقت ٹنڈو الہیار میں شیخ التفسیر تھے، آپ نے اس وقت بھی تحریک ختم نبوت میں عملی حصہ لیا اور اس موضوع پر خاموشی کو مداہنت سمجھتے ہوئے کلمۂ حق کہنے میں کوئی کوتاہی نہ فرمائی۔اس کے کئی سال بعد 1974 میں قادیانیوں کے خلاف دوبارہ تحریک شروع ہوئی تو اس وقت حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے جانشین کو اللہ تعالی نے تحریک کی قیادت کیلئے منتخب فرمایا۔آپ نے قادیانیوں کو اسمبلی کی منظوری سے آئینی طور پر خارج از اسلام قرار دلوایا۔والد ماجد کے علم جہاد کے نیچے تمام دینی وسیاسی جماعتوں نے جمع ہوکر اس تحریک میں حصہ لیا۔ضعیف، پیرانہ سالی اور گھٹنوں کے درد کے باوجود روزانہ کئی کئی جلسے اور میلوں کا سفر فرماتے۔آپ کے اخلاص، استقامت، للّٰہیت، فراست، اور حسن تدبیر کی برکت تھی کہ اللہ تعالی نے اس فتنہ کے ختم کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔

پاکستان میں آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود یہ فرقہ پوری دنیا میں اپنے کفریہ عقائد کو پھیلا رہا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ پہلے سے بڑھکر لوگوں میں یہ گمراہی پھیلائی جارہی ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔اس لئے اس فتنہ سے صرف نظر کسی طور بھی مناسب نہیں۔

زیر مطالعہ کتاب میں ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ حفظہ اللہ نے بہت خوبصورت علمی اور تحقیقی انداز میں قادیانیت اور امت مسلمہ کے درمیان اہم علمی مواضیع پر ضخیم کتاب تحریر فرمائی ہے جو بیس مختلف موضوعات پر مشتمل مقالات ہیں اور ہر ایک

Marfat.com

مقالہ کی اپنی افادیت ہے ۔مفید موضوعات پر محققانہ انداز میں محنت واضح اور عیاں ہے۔ڈاکٹر صاحب مکہ مکرمہ کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ صولتیہ سے ایک طویل عرصہ سے وابستہ ہیں اور اپنی علمی ،صحافتی اور مسلکی کاوشوں میں ایک نمایاں نام ہیں

اللہ تعالی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کے ذریعے لوگوں میں ہدایت کو عام فرمادے۔آمین۔وماذلک علی اللہ بعزیز۔

سید سلیمان یوسف بنوری

نائب رئیس

جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

Marfat.com

حرف آغاز

الحمد لله المقسط الجامع المفضال والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا محمد صلى الله وسلم المصطفي المختار ۔وعلى آله وأصحابه البررة الأطهار ومن تبعهم باحسان الى يوم القيامة من أهل الإيمان الأبرار

أما بعد

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے بے شمار اور عظیم احسانات میں سے ایک عظیم الشان احسان یہ ہے کہ اس امت کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل اور خاتم النبیین ہیں۔حق تعالیٰ شانہ نے انہیں دین کامل عطا فرما کر پوری انسانیت کیلئے بشیر ونذیر بنایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت ہی خاتم الشرائع ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب ہی آسمانی کتابوں میں خاتم الکتب ہے۔حق تعالیٰ شانہ نے امت محمدیہ کو خیر الامم بنایا۔اسے امت وسط فرمایا۔وسطیت کو اس کا طرۂ امتیاز قرار دیا جس کے ''اصول میں توحد اور فروع میں تعددیت'' کو روا رکھ کر اسے وسعت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ہم سب پر اللہ تعالی کے ان انعامات پر شکر ادا کرنا اہم ترین واجب ہے۔

الحمد للہ کہ امت مسلمہ عہد اول سے آج تک اپنے اصول ومسلمات اور ثوابت دین میں متحد اور فروع میں اللہ کی رحمت سے وسعت میں رہی ،یہی اس کی

Marfat.com

وسطیت اور اعتدال کی ضمانت ہے۔یہی اس کی خصوصی شان ہے۔امت محمدیہ کے اس خصوصی امتیاز اور نمایاں شعار کے ساتھ ہی مسلسل طور پر اس کا قافلہ رواں دواں رہا ہے۔اسی وسطیت اور اعتدال سے امت کے اولین سرخیل حضرات صحابہ کرام پھر ان کے تابعین حضرات پھر تبع تابعین سبھی بخوبی طور پر واقف رہے اور اس کی پاسداری بھی کرتے رہے۔

اسی وجہ سے امت کے سلف میں فروع میں اختلاف کی بناء پر کبھی بھی ان میں ایک دوسرے کی تضلیل وتکفیر یا تبدیع یعنی ایک دوسرے کو گمراہ و کافر اور بدعتی کہنے کے عامل نے جنم نہیں لیا۔اسلامی مذاہب فقہیہ میں مدون ضخیم کتب فروعی مسائل اور طویل وعریض بحث وتحقیق اور وجوہ ترجیح کے بیان پر تو مشتمل ہیں مگر وہ ایک صاحب رائے کی دوسرے کی طرف سے تضلیل وتبدیع یا توہین سے یکسر خالی ہیں کیونکہ ان کے مؤلفین کو بخوبی علم تھا کہ فروع میں اختلاف رکھنا اہل علم واجتہاد کیلئے روا ہے،ان کے اس حق کو تسلیم کرنا ان کا شرعی واجب ہے جبکہ اس فروعی اختلاف کی بناء پر کسی کی تضلیل وتکفیر یا تبدیع وتوہین شرعی محرمات میں سے ہیں۔ ان کے ہاں یہ ضابطہ تھا کہ ''اجماع امت حجت قاطعہ ہے'' اور ''فروع میں ان کا اختلاف رحمت واسعہ ہے''۔ہمارے جملہ سلف کا یہی مسلک رہا۔آج بھی ان کے اتباع کا یہی منہج ہے اور تا قیامت اہل حق کا یہی طریقۂ تعامل رہے گا کہ اصول ومسلمات میں اختلاف نہ کرو،فروع میں اختلاف پر کسی کو کافر،گمراہ یا بدعتی نہ کہو۔

اس مسلک کو شارع الحکیم کی حکمت کہیں،امت مسلمہ کی وحدت کی یہی روح ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کیلئے اس ضابطہ کو خود اپنے عمل سے

Marfat.com

بھی سلجھایا اور ایک ہی فرعی امر میں ایک سے زائد آراء کی نہ صرف تغلیط نہ فرمائی بلکہ تصحیح وتصویب فرما کر اپنی امت کی اسی منہج پر قائم رہنے کی تربیت بھی فرمادی تا کہ فروع میں اختلاف آراء امت میں فرقہ بندی، باہمی عداوت، آپس میں حقد وحسد کا باعث نہ بنے۔ بلکہ اسی ضابطہ پر عمل پیرا امت مسلمہ ''فاعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا '' (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور گروہ گروہ نہ ہو جاؤ) کی عملی تصویر بن کر رہے اور'' ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ریحکم ''(باہم منازعت نہ کرو ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی) کی عملی تطبیق کرتی رہے۔

حضرات صحابہ کرام فروع میں اختلاف آراء کے باوجود وہ ایک دوسرے کی تعظیم وتوقیر بجالاتے، وہ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں ادا کرتے، ایک دوسرے کی معاونت اور مناصرت میں وہ پوری امت کیلئے ضرب المثل سیرت کے حامل رہے۔

ان کے اختلاف کی مثالیں صحیحین میں بھی آپ دیکھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن فرمایا: کہ تم لوگ عصر کی نماز بنی قریظہ ہی میں ادا کرنا۔ تو بعض صحابہ نے وقت عصر داخل ہونے پر راستہ میں ہی نماز عصر ادا کر لی کہ نماز کو وقت پر ادا کرنا چاہئے اور بعض نے کہا کہ ہم تو نماز عصر بنی قریظہ میں ہی جا کر ادا کریں گے کہ الفاظ پیغمبر یہی تھے۔ فریقین نے اپنی اپنی رائے پر عمل کیا۔ ایک نے عبارت النص کو لازم پکڑا اور دوسرے نے اقتضاء النص کو لے لیا۔ دونوں کے عمل میں اختلاف کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی تغلیط نہ فرمائی۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور خلافت میں مشاعر مقدسہ میں نماز کا اتمام فرمایا اور کہیں قصر نہ کی۔ جس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اعتراض فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ پھر حضرت عمر کے ساتھ حج میں چار رکعت والی نماز دو رکعت ادا کی۔ آپ چار رکعت ادا فرمارہے ہیں؟ باہم بحث و مناقشہ بھی ہوا مگر ہر ایک اپنی رائے پر قائم رہا، حضرت عبداللہ بن مسعود کو حضرت عثمان کی رائے پر اپنی رائے راجح نظر آئی مگر اس کے باوجود انہوں نے نماز اتمام کرتے ہوئے چار رکعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے پیچھے ادا کی۔ کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے دو رکعت ہی محبوب تھی یعنی میرے نزدیک میری رائے ہی راجح ہے مگر اختلاف شر ہے یعنی میرا یہ عمل باہم اختلاف سے اجتناب کی خاطر ہے۔

صحابہ کرام میں بعض حضرات عورت کے چھونے کو ناقض وضو سمجھتے اور بعض نہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح خون کا نکلنا اسے بھی بعض ناقض وضو کہتے اور بعض نہ کہتے۔ بعض سفر میں نماز کا اتمام بھی کر لیتے اور بعض قصر کو واجب خیال کرتے۔ گویا فرعی امور میں ان میں اختلافات رہے مگر ان اختلافات کے باوجود صحابہ کرام میں باہم اخوت و محبت، باہمی مناصرت و معاونت، دوسرے کی تعظیم و تکریم ایسی رہی کہ وہ ایک دوسرے پر فدا تھے۔ ان میں نہ منازعت تھی نہ افتراق و تفریق۔ نہ انتشار و عداوت۔ بلکہ نماز کا وقت ہوتا تو بھی ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ اس لئے کہ وہ اختلاف رائے کو جائز امر مانتے اور امت میں فرقت اور باہم منازعت و عداوت کو حرام امور سمجھتے تھے۔

Marfat.com

مگر امت کے بعض افراد میں جب دین کے علم وفہم میں کمی، اصول وفروع کے مابین فرق اوران میں تمیز کا خیال نہ رہا۔ان کے آداب کی رعایت نہ رہی تو ایسے لوگ راہِ اعتدال اور مسلک وسطیت سے ہٹ گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا

ا۔بعض لوگ غلواور شدت کا شکار ہو گئے جو افراط فی الدین ہے۔

۲۔بعض تساہل اور بد عملی کا شکار ہو گئے اور دینداری کو (جو عین اعتدال و سطیت ہے) اسے یہ شدت سے تعبیر کرنے لگے۔یہ تفریط فی الدین ہے۔

حالانکہ دین میں افراط وتفریط دونوں ناپسندیدہ اور مذموم اسلوب تعامل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے "لا تغلو فی دینکم" کہہ کر دین میں غلواور شدت سے منع فرمایا اسی طرح شریعت کے بارے تساہل اور دینی واجبات کا اہتمام نہ کرنا بھی فسق وفجور ہے۔

۳۔بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جنہوں نے اصول دین میں تحریف کرنے کی جسارت کی انہوں نے دین کے اجماعی مسائل اورامت کے ثوابت ومسلمات میں تاویلات کیں اوران میں تعددیت کی راہیں تلاش کرنا شروع کیں حالانکہ یہ وہ امور ہیں جن میں تاویلات یا تعددیت کی ہرگز گنجائش نہیں۔اسی طرح انہوں نے تسلسل سے امت مسلمہ میں منقول نظریات کو نئے نظریات سے بدل کرانہیں اختیار کرلیا اور وہ دین کے دھارے سے باہر اورامت مسلمہ کے دائرہ سے خارج ہو گئے مگر اتنی بڑی جسارت کر لینے کے بعد بھی انہوں نے دین اسلام کے نام کو اپنے لئے استعمال کرنا نہ چھوڑا۔یوں انہوں نے حق کو باطل کے ساتھ خلط کر دیا۔

Marfat.com

ایسے گروہ اور جماعتوں میں سے ایک قادیانیت بھی ہے۔جس نے دین اسلام اور نصوص شریعت کا زبانی تو اقرار کیا مگران کے ثابت شدہ مدلولات کو نہیں مانا ان میں خود ساختہ تاویلات کیں گویا ان کا امت مسلمہ سے اختلاف اصول دین میں ہوا اور وہ مسلسل سند سے ثابت شدہ سبیل المؤمنین سے منحرف ہو گئے۔پھر ان کی چالاکی اور مکر یہ رہا کہ انہوں نے امت مسلمہ کے ساتھ اپنے اصولی اختلاف کو مسلمانوں کے مابین فروعی اختلاف پر قیاس کرنے کی جسارت کی، تا کہ وہ امت مسلمہ سے الگ عقائد رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو اہل اسلام کی صف میں ہی شمار کرا سکیں۔

یقیناً یہ انتہائی خطرناک دجل ہے ان کی اس تلبیس کو اہل علم نے بروقت سمجھ لیا جس کے سد باب کے طور پر علماء اسلام نے نہ صرف امت مسلمہ کو ان کی حقیقت سے آگاہ کیا بلکہ انسانیت پر بھی قادیانیت کی حقیقت کو آشکارا کرنے کی قابل قدر سعی کی۔ان اہل علم نے مغالطہ کھانے والے قادیانی عوام کو بھی اس خطرناک صورت حال سے حکمت اور حجت و برہان کے ساتھ آگاہ کیا۔کیونکہ مغالطہ میں ڈالنا اگر ایک عظیم جرم ہے تو مغالطہ پر کسی کی آگہی یہ بھی اسلامی واجب اور انسانیت کی عظیم الشان خدمت ہے۔

اسی داعیہ کے پیش نظر ہم نے'' دین بھلائی ہے'' کے عنوان سے اپنے مقالات کا ایک سلسلہ شروع کیا۔پھر اس سلسلے کو مزید ترقی دیتے ہوئے'' مقالات ملیہ در مطالعۂ قادیانیت'' کے نام سے ان مقالات کو یکجا جمع بھی کر دیا ہے۔تا کہ لوگوں پر سبیل المؤمنین، مسلک اعتدال، اور اصول وفروع کا فرق وامتیاز، اور اہل

Marfat.com

تحریف کی تحریف ،اہل غلو کا غلو و افراط ،اہل تفریط کی کوتاہ عملی ،اور اہل مغالطہ کے مغالطات کو بیان کر کے ہم ''الدین النصیحة'' کے بعض حق کو ادا کر سکیں۔

یہ بات عوام وخواص کے یاد رکھنے اور بیان کرنے کے لائق ہے کہ اصول دین میں اختلاف باعث غضب الہی ہے جبکہ فروع میں تعدّدیت آراء دین میں وسعت اور امت کیلئے رحمت کی علامت ہے۔ امت کے سلف صالحین میں فروع میں تعددیت کی بعض مثالوں کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے۔

اب اصول دین میں انحراف کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ پوری امت مسلمہ آیت قرآنی ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین '' میں لفظ ''خاتم النبیین'' کو قطعی الثبوت اور قطعی المدلول مانتی ہے یعنی یہ نص قرآنی تواتر سے ثابت ہے۔ پھر اس کا مفہوم بھی خود صاحب وحی علیہ الصلاۃ والسلام نے متعین فرمایا ہے اور وہ بھی تواتر کے ساتھ امت مسلمہ میں منقول آرہا ہے۔ خود نبی خاتم صاحب وحی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کا یہ مدلول متعین فرمایا کہ ''میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت نے لفظ ''خاتم النبیین'' کی نص کا تو زبانی طور پر اقرار کر لیا مگر اس کے شرعی مفہوم کا انکار کیا اور کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ افضل نبی تو ہیں، مگر آخری نبی نہیں اور آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ نبیٔ خاتم کی ختم نبوت کا انکار امت مسلمہ کے ہاں اصول دین کا انکار ہے جو اس کے منکرین کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا موجب ہے۔ قادیانیت آیت خاتم النبیین کی تفسیر کی (جو تواتر سے ثابت ہے) مسلسل طور پر تغلیط کرتی ہے۔ وہ مرزا

Marfat.com

غلام احمد قادیانی جو نبی خاتم ﷺ کے بعد مدعی نبوت ہے کے دعوی نبوت کو حق مانتی ہے جس بناء پر امت مسلمہ نے اسے امت محمدیہ سے خارج اور امت مرزا غلام احمد قادیانی شمار کیا ہے۔

یاد رہے کہ انسانی تاریخ کی یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بنی نوع انسان میں امت کی تشکیل اس کے نبی کے نام کی نسبت سے ہی ہوتی ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ اعلان کہ جو شخص میری بیعت میں داخل نہیں وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس امر کی کھلی وضاحت ہے کہ جو دین مرزا غلام احمد کا ہے وہ اس کے انکار کرنے والوں کا نہیں ہے، جو اس کے منکرین کا ہے وہ اس کا نہیں۔ لہذا مرزا کو ماننے والے اور مرزا کے منکرین دو الگ الگ امتیں ہیں۔ دونوں کیلئے دینی مرجعیت الگ الگ شخصیات اور جدا جدا تعلیمات کو حاصل ہے۔

قادیانیت نے اپنے لئے جو لقب اختیار کیا اس میں بھی کھلا خلط اور واضح دجل ہے کیونکہ جب اس نے مرزا کی نبوت کو مانا اور اس کی تعلیمات کو راہ نجات سمجھا تو اسے اپنے لئے خصوصی لقب اپنے متنبّی کے نام کی نسبت سے اختیار کرنا چاہیئے تھا۔ قادیانی متنبّی کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس کے نام کا سابقہ ''مرزا'' اور لاحقہ ''قادیانی'' اور وسطی نام ''غلام احمد'' ہے۔ اس طرح سابقہ کی نسبت سے وہ جماعت ''مرزائیہ'' اور لاحقہ کی نسبت سے وہ جماعت ''قادیانیہ'' ہے اور وسطی نام جب ''غلام احمد'' ہے، احمد نہیں (کیونکہ برصغیر میں مرکب نام ہی ہوتے ہیں) تو اس کی طرف نسبت سے یہ جماعت ''غلامیہ احمدیہ'' ہوئی مگر قادیانیت نے اپنے لئے جو لقب اختیار کیا وہ اپنے متنبّی کے نام کے سابقہ یا لاحقہ کی طرف نسبت سے نہیں بلکہ

Marfat.com

وسطی نام کی نسبت سے ہے مگر وہ ناقص وسطی نام نقص نام کی طرف نسبت ہے کیونکہ اس نے اپنے متنبّی کے وسطی نام کا ایک جز ''غلام'' کاٹ دیا اور اس کے دوسرے جزء ''احمد'' کی طرف نسبت کرتے ہوئے اپنے آپ کو ''احمدیہ'' جماعت کہلوایا۔

قادیانیت کا یہ عمل اخلاقی وعلمی خیانت اور شرعی اضرار پر مشتمل ہے کیونکہ:

اولاً: یہ نسبت کے ضابطہ کے خلاف ہے۔

ثانیاً: یہ انسانیت کیلئے دجل اور تشویش کا موجب ہے۔

ثالثاً: ''احمد'' یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نہیں بلکہ ''احمد'' تو نبی خاتم حضرت محمد ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

قادیانیت نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ سننے والے لوگ خلط میں پڑ جائیں اور وہ اسے نبی خاتم احمد ﷺ کی طرف منسوب خیال کریں حالانکہ قادیانیت کی نسبت تو اس کے متنبّی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہے۔اس خلط کے بارے یہ بھی یاد رہے کہ عرب قادیانی جب مرزا کا نام لیتے ہیں تو وہ اسے ''احمد علیہ السلام'' کہتے ہیں۔ یہ امر فی حد ذاتہ خیانت بھی ہی اور باعث خلط ودجل بھی۔

اب رہا مرزا غلام احمد قادیانی تو وہ نبی خاتم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعی نبوت ہے۔ اس سے پہلے وہ مدعی مسیحیت ، اس سے قبل مدعی مہدیت اور بہت سے دیگر دعووں کا مدعی ہے۔ نیز وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بروزی طور پر خود مرزا کی صورت میں بعثت ثانیہ کا بھی مدعی ہے۔اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ دوسری شریعت پہلی بعثت سے روحانیت میں اکمل ،اتم اور زیادہ زوردار ہے۔اس کے علاوہ وہ حیات عیسی علیہ السلام ،ان کے رفع اوران کے

Marfat.com

نزول کا بھی منکر ہے۔

یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ اور بہت سے دیگر عقائد فاسدہ کی بنیاد پر ہی مسلمان امت نے بالا جماع اسے اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

قادیانیت کی تاریخ کے آغاز سے ہی علماء اسلام نے اس کی حقیقت کو جان لیا پھر اس سے عوام وخواص کو آگاہ بھی کر دیا۔ جو علماء کرام اس میں پیش پیش رہے ان میں مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا سعد اللہ لدھیانوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری اور مفتی محمود رحمہم اللہ اپنے اپنے ادوار میں امت کی قیادت کے مقام پر فائز رہے۔

قادیانیت کا معاملہ جب پاکستانی پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا اور مرزا غلام احمد کا خلیفہ ثالث مرزا ناصر قادیانیوں کی طرف سے پیش ہوا تو مسلمان ممبران کی قیادت مفتی محمود رحمہ اللہ نے کی۔ پھر پاکستانی پارلیمنٹ میں متفقہ قرارداد سے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۷۴ء مؤتمر رابطہ عالم اسلامی کا مکہ مکرمہ میں اجلاس ہوا اور تمام اکناف عالم سے علماء امت جمع ہوئے جنہوں نے قادیانیت کو دائرۂ اسلام سے خارج کیا۔ اس طرح مؤتمر عالم اسلامی نے بھی قادیانیت کی تکفیر کا فتوی جاری کیا اور یہ اعلان کیا کہ مسلمان ان کے ساتھ کسی قسم کا معاملہ نہ کریں۔ اور قادیانی مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کئے جائیں۔

Marfat.com

اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے تحت ہی علماء کی تنظیم مجمع فقہ اسلامی ، مملکت سعودی عرب کی ہیئت کبار علماء، علماء مصروشام، مغرب و ہند نے بھی قادیانیت کی تکفیر کر کے امت مسلمہ سے اس کے رشتے کٹنے پر مہر ثبت کر دی۔

دنیا کے موجودہ حالات کے تناظر میں جب دہشت گردی، فسادات اور مختلف ملکوں میں اضطرابات کی کیفیات پیدا ہوئیں تو قادیانیت نے جدید عالمی صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی پوری پوری کوشش کی۔ اس نے عالمی کفر کی مدد سے تین مندرجہ ذیل ٹی وی چینلز MTA قائم کر لئے۔

ا۔ اردو چینل جو اردو اور دیگر ایشیائی زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے

۲۔ مغربی زبانوں پر مشتمل چینل

۳۔ عربی زبان کا چینل

یہ تمام چینلز چوبیس گھنٹے نہ صرف قادیانیت کی فکر کو نشر کرنے میں مصروف ہیں بلکہ امت مسلمہ، اس کے علماء کرام، امت کے مسلمات دین اور اجماعی عقائد کے خلاف رات دن تشویش و تشکیک پھیلا رہے ہیں۔

قادیانیت نے پوری امت مسلمہ کو کھلے طور پر کافر قرار دینے کے باوجود اپنے جدید ذرائع ابلاغ عامہ پر اپنا یہ شعار بلند کیا کہ (محبت سب کیلئے۔ نفرت کسی سے نہیں)۔ اس طرح وہ مغربی دنیا کو یہ باور کرانے میں مصروف ہے کہ مسلمان تو دہشت گرد ہیں مگر ہم محبت کے علمبردار ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان امت نے پوری دنیا میں رحمت للعالمین کا پیغام پہنچایا۔ مسلمان امت فروع میں اختلاف کی وجہ سے کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کرتی اور نہ ہی وہ انسانیت کی عمومی خدمت میں

Marfat.com

دین

اہل دین سے جس طرح دین کو پیش کرنے کا تقاضا ان کا شرعی واجب ہے

Marfat.com

تمہید مقال

ایک علمی مشاورتی مجلس میں ہمارے ایک بین الاقوامی دعوتی تجربہ کار اور صاحب علم وفضل، اسلام اور امت مسلمہ کیلئے دردمند دل رکھنے والے مخلص نے چار فکری اور تحریکی ضروری امور میں سے درجے کے اعتبار سے ترجیحی طور پر افضل واعلی اور شروع کرنے کے اعتبار سے اولین عمل کہ جس سے آغاز کیا جائے؟ کے بارے تعیین کا سوال کیا کہ کس عمل سے ابتدا کی جائے؟

ا۔ دین اسلام کومثبت انداز میں پیش کرنے سے؟

۲۔ اصحاب رسول کے خلاف بولنے والوں کے رد سے؟

۳۔ حضرت خاتم النبیین کے بعد نبوت کو جاری سمجھنے والی قادیانی جماعت کے رد سے؟

۴۔ حضرت خاتم النبیین کے بعد نبوت کو جاری سمجھنے والی بہائی جماعت کے رد سے؟

نیز پانچواں امر جس کا مجھ سے سوال ہوا وہ یہ کہ ان کاموں میں سے آپ کون کون سا کام کر سکتے ہیں؟

اسی مجلس مشاورت میں جملہ احباب بندے کے ایک عربی مقالہ جس کا عنوان ''دین'' ہے، کی ویڈیو کیسٹ کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا کہ آج اگرچہ ہمارا موضوع سخن ''انکار ختم نبوت کا فتنہ ہے'' مگر میں نے آپ کی خدمت میں ''دین'' کے عنوان پر ایک جامع پروگرام کو پیش کرنے کو کیوں ترجیح دی ہے؟ میں

Marfat.com

نے مزید یہ بھی کہا کہ میں تو ہمیشہ اپنے علماء کرام کے تربیتی کورسز میں اس موضوع کے بیان کو اولین حیثیت دیتا ہوں، جس کی دو وجوہ ہیں:

اولا: خیر امت کا اولین عمل امر بالمعروف اور دوسرا نہی عن المنکر ہے۔قرآن نے بھی اسی ترتیب سے ان کو ذکر کیا ہے۔لہذا دین کا مثبت انداز میں بیان کرنا اولین امر بالمعروف ہے۔

ثانیا: دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ اگر ہم دین کے صحیح فہم کے بعد حکمت سے پر اسلوب بیان اور دین کی جامعیت اور شمول کو سامنے رکھ کر اسے بطور افضل ترین دستور حیات کے انسانیت پر پیش کریں تو نہ صرف یہ کہ حق خالص پھیلے گا بلکہ دین کے نام پر قائم ہر فتنے کا رد بھی ان شاء اللہ خود بخود ہوتا چلا جائے گا بلکہ اس پر مستزاد اللہ کے فضل سے ہمیں ہر فتنے کے اسباب وعوامل پر بھی مکمل بصیرت حاصل رہے گی کیونکہ دین کو مذکورہ انداز سے یعنی فہم سلیم، اسلوب حکیم، جامعیت وشمول بطور افضل دستور حیات کے طور پیش کرنے سے انسانی افکار کی ایسی اصلاح ہوگی کہ حق ان میں راسخ ہوتا جائے گا اور وہ کسی لادینی تحریک اور سوچ کو قبول نہیں کریں گے ۔یہی سب سے بڑا امر بالمعروف ہے مگر جب کوئی فتنہ اپنا کام شروع کردے۔تو نہی عن المنکر کی اعلی ترین قسم فکری انحراف کا علاج ومعالجہ ہے۔یاد رہے کہ انسانی فکر سلیم جس طرح ہر خیر کا مصدر ہے، اسی طرح اگر وہ بگڑ جائے تو وہ ہر شر کا مصدر بن جاتا ہے۔

دین کا جامع تعارف فکر سلیم کی کافی وشافی غذا بھی ہے اور دوا بھی ہے،امت مسلمہ کی تاریخ میں دین کے نام پر قائم فتنے یا تو اغیار کی سازش سے ہوتے رہے

Marfat.com

ہیں یا داخلی عناصر کے شر سے یا پھر دین کے بارے فہم و بیان میں نقص یا اس کی جامعیت کے بارے میں کج فہمی اس کا سبب بنتا رہا ہے۔لہذا دین کے بارے درست تصور سے حق کا احقاق ،اہل تشکیک کے شکوک وشبہات کا ازالہ،اہل فتنہ کے فتنوں کے اسباب عوامل کا علم اوران کے قلع وقمع کرنے کے بارے پوری بصیرت یقیناً حاصل ہوگی

اہل دعوت کے اس طرح کے اسلوب عمل سے ایک طرف امر بالمعروف اور دوسری طرف نہی عن المنکر ہر دو کی اقامت بھی ہوگی۔''دین'' کے بارے میں یہ عمل ہمیں ہر حال میں اصولی طور پر کرتے رہنا چاہئے۔جہاں تک کسی مخصوص فتنے کے بارے علمی وفکری حرکت کا سوال ہے تو ہر مخصوص فتنے سے دین کا تحفظ تو اس مخصوص فتنے کے قرآن وسنت کی رر شنی میں تفصیلی انحرافات کے مطالعہ کرنے کے بعد قرآن وسنت کی روشنی اور سلف صالحین کے اسلوب تعامل کے مطالعہ سے اس کے رد کا طریق کار طے ہوگا۔ردّ فتن کے اس عظیم عمل صالح کی ضرورت واہمیت اور اس عظیم فضیلت کی خصوصاً اس زمانے میں اس کے کرنے کے اجر وثواب کے بارے جاننا اور لوگوں کو بتانا بھی نہایت ضروری ہے۔ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے تحفظ کیلئے آخری زمانہ میں کام کرنے والوں کو امت کے سابقین اولین جیسے اجر وثواب کی خوشخبری دی ہے۔نیز یہ بھی فرمایا کہ میری امت کا ایک طبقہ ہمیشہ اس عمل (ردفتن) میں کوشاں رہے گا جو دین اسلام کو ہر غلو کرنے والے کے غلو اور اس دین کے حقائق کو مسخ کرنے والے کی باطل تحریف کا رد کرتے ہوئے دین کے صاف ستھرے اور منور چہرے کو پیش کرے گا۔لہذا دین کو بہترین اسلوب

Marfat.com

سے پیش کرنا اور دین کے نام پر فکری انحرافات کا رد ہر دو عمل خیر امت کے خیر الاعمال ہیں۔

امت مسلمہ کا جو فرد یا جماعت، اس عمل جلیل کو سرانجام دے، اس کیلئے ضروری ہے کہ:

اولاً: اس کے قلب میں کسی انسانی فرد کیلئے کدورت، اس کی تحقیر، اس کی اہانت، اس کیلئے حقد و حسد اور بغض کا ادنی شائبہ بھی نہ ہو۔ یہی وراثت نبوت کا وہ مقام عالی ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کیلئے امت کا ناصح اور امین ہونے سے تعبیر فرمایا ہے۔

ثانیاً: دین کے تحفظ وحمایت اور ردّ فتن کے تمام تر مراحل میں اس کاز کیلئے کام کرنے والے کی غرض صرف اللہ تعالی کی رضا ہو۔

ثالثاً: اس عمل جلیل پر اجرت اور اجر و ثواب صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہی سے اسے وصول کرنا ہے۔۔ یہی وہ مقام نبوت ہے جس کا انبیاء علیہم السلام صاف طور پر اعلان کرتے رہے کہ دین کی امانت کی ادائیگی میں ہم امین ہیں، ہم ناصح ہیں، نیز ہمارا اجر و ثواب صرف رب العالمین سے ہی ہمیں لینا ہے۔ گویا اپنے مخاطبین سے انہیں کسی مادی منفعت کا کوئی لالچ نہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جو وارثان انبیاء سے مطلوب ہے اور یقیناً یہ بڑا ہی بلند مرتبہ ہے۔

اس عظیم فکری پرواز کی بلندی، نیت کی صفائی، غرض و غایت کی وضاحت کا احساس وشعور، یہ سبھی اہم ترین امور ہیں جن کا استحضار ہر حال میں "دین" کے نام پر کام کرنے والوں کو رہنا ضروری ہے اور ان کا پیشگی طور پر ادراک اور رسوخ بھی اس عمل

Marfat.com

جلیل کا تقاضا ہے، پھر جس مقام پر دین کی گفتگو کرنے والا کھڑا ہے وہ محراب ومنبر ہو یا مسند درس وتدریس یا بین الاقوامی جدید ابلاغ عامہ کے ذرائع ہر موقع پر دین کے نام پر گفتگو کرنے والے کو ان جملہ امور کے دائمی استحضار کے ساتھ ہی بات کرنا ہے اور کرتے رہنے ہوگا۔

چونکہ ہر دور میں پھر متنوع انسانی طبقات کے ہر طبقہ میں دین کے درست مفہوم کو پیش کرنا، اسے انسانی قلوب میں راسخ کرنے کی سعی ۔یہی وہ اولین عمل ہے جس سے ہمیں آغاز کرنا ہوگا۔اور اسی پر انتہا بھی، لہذ دین کے اس عظیم خدمت کی ادائیگی سے قبل اس کے پیشگی ضروری امور کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

متکلم دین کی فکری ارتقاء

دین پر گفتگو کرنے والے کی خود اپنی فکری پرواز کہاں تک ہو؟ اس کی نیت میں اخلاص اور یقین کی کیفیت کیا ہو؟ اس کی غرض وغایت کیا ہو؟ یہ سب پیشگی امور کہلاتے ہیں۔دین کے نام گفتگو کرنے والے کا یقین محکم ہو کہ حضرت خاتم النبیین کی ختم نبوت کے صدقے میں دین کیلئے جدوجہد کرنا، یہ وراثت نبوت کا عالی ترین مقام ہے۔ہمارا دین خالق کا عالمگیر خطاب ہے جو پوری انسانیت کیلئے ایک جامع ،کامل وشامل اور کامیاب ترین دستور حیات ہے جس کی مدت عمل ،جس کی تاثیر کی صلاحیت اس کے زمانہ نزول سے تا قیامت قائم رہے گی۔اتنا اہم، اتنا نافع، اتنا ضروری پیغام جو خود اپنی قوت تاثیر رکھتا ہے، وہ خود کسی سے متاثر نہیں ہوتا۔

اب اس عظیم انسانی پروگرام کو پیش کرنے والے کو عالی ہمت، صاحبِ عزیمت

Marfat.com

ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی تمامتر جدو جہد کو صرف اور صرف رضائے خالق ،فلاح مخلوق اور امن عالم کی خاطر مخصوص کر دینا ہے کیونکہ ہمارا دین تو پورے عالم کی انسانیت کی بھلائی سے عبارت ہے۔لہذا پورے عالم کی بھلائی کا عزم رکھنے والا ہر انسانی فرد کیلئے خیر خواہ، سبھی کا ناصح اور امین ہوتا ہے۔یعنی وہ امانت دار بھی ہے ،خیر خواہ بھی۔جیسے کہ ہر نبی ناصح بھی ہوتا ہے اور امین بھی وہ امانت ربانی کو کامل طور پر اپنے مخاطبین کی خیر خواہی اور بھلائی کے جذبہ سے پیش کرتا ہے۔لہذا دین کے پروگرام کو جامع طور پر عالمی خطاب ،عالمی فکر رکھ کر عالَم کے جملہ مخاطبین کیلئے نصیحت وخیر خواہی کے جذبہ اور امانت داری سے موصوف ہونا ضروری ہے۔

آغاز موضوع سخن

دین کے لغوی معنی ،شرعی مفہوم ،اس کے حق و باطل ہونے کے فرق کا بیان،دین اسلام کے مآخذ کا بیان۔

خاتم النبیین کے لائے ہوئے خاتم الادیان خیر الادیان کے خصائص،پھر دین کا تشریعی نظام،حاملین شریعت کے حقوق اور عام مسلمانوں پر ان کے واجبات۔

دین کے اصول وفروع،اصول دین میں توحد اور ان میں اختلاف کا حکم شرعی ،اس کی حکمت،فروع میں تعددیت اور اس کی حکمت۔

امت کی وحدت کے عناصر اور اختلاف کے اسباب وعلل اور ان کا معالجہ

دین میں شدت پسندی ،غلو اور افراط کا مذموم ہونا اور دین میں وسطیت اور اعتدال کا مطلوب ومحمود ہونا وغیرہ۔

Marfat.com

اب ہم اسی منہج کو اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

لغوی اور شرعی مفہوم

یاد رہے کہ لفظ ''دین'' جس کی جمع ادیان ہے، یہ وہ دستور حیات ہے جس کے تابع ہو کر بندہ زندگی گذارے۔

''متدین'' وہ بندہ ہے جس کا دین ہی اس کا سید و آقا ہو اور بندہ اس کا ایسا غلام ہو کہ ہر موقع پر اس کی خواہش، اس کے دین کے تابع ہو جائے۔

قرآن میں لفظ ''دین'' کا اطلاق حق و باطل ہر دونوں دینوں پر ہوا ہے۔ سورۂ کافرون میں یہ خطاب و اعلان یوں موجود ہے۔ لکم دینکم ولی دین۔ تمہارے لئے تمہارا دین میرے لئے میرا دین۔ اس آیت میں طاغوت کے پرستاروں کے نظام زندگی کو بھی دین کہا گیا ہے۔ اور معبود حق کے عبد جلیل سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام زندگی کو بھی دین کہا گیا ہے۔

صرف ایک کی نسبت باطل کی طرف اور دوسرے کی حق کی طرف ہے۔ اگر بندے کا دین خالقِ بشر کا وضع شدہ ہوگا تو وہ دینِ حق ہوگا جسے قرآن نے اسلام کہا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔ پھر وہ حق اور اسلام اس لئے ہے کہ وہ ذات حق تعالیٰ نے وضع فرمایا جنہیں مخلوق اور بندوں میں تصرف اور نظام لاگو کرنے کا مکمل حق ہے۔ ارشاد ربانی ہے: لہ الخلق والامر۔ بندوں میں حکمرانی اور سیادت کا حق خالق ہی کو ہے۔

اور اگر دین کی وضع غیر اللہ کے ہاتھوں ہوئی ہو تو ایسا نظام، باطل نظام ہے، یا

Marfat.com

دین باطل ہے جو نہ صرف اختیار نہ کرنے کے لائق ہے بلکہ اس سے براءت وانکار پہلے کرنا ضروری ہے، پھر دین اللہ کو اختیار کرنا درست ٹھہرے گا۔ ارشاد ربانی ہے: ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ۔ جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ کا اعتراف کرے گا، وہی تو مضبوط رسی سے چمٹ گیا جو ٹوٹ نہیں سکتی اور وہی سمیع وبصیر ذات عالی سے وابستہ ہوگیا۔ جو اس کی بات سننے والا اور ہر فعل سے واقف ہے

دین کا یہی تصور ان شاء اللہ بندوں کے دلوں میں اسلام کا حقیقی تعارف بمع اس کی قلوب عظمت کے رسوخ کا ذریعہ بنے گا پھر بندے رغبت وشوق سے اس سے وابستگی کا نہ صرف اظہار کریں گے، بلکہ اس کے ساتھ رابطے کو مضبوط کریں گے۔ جس پر انہیں فخر اور خوب شرح صدر بھی ہوگا۔

دین حق اور اسلام کی عظمت بھی انہیں معلوم ہوگی اور قلوب میں یہ بھی راسخ کہ اسلام یا دین حق اللہ تعالی کا پسندیدہ نظام زندگی ہے، جس کے بارے قرآن میں یہ اعلان ثبت فرمایا گیا کہ ورضیت لکم الاسلام دینا۔ میں نے تمہارے لئے اسلام ہی کو بطور نظام زندگی کے پسند کیا ہے۔ اسلام کا پیرو خالق کے وضع کردہ اور خالق کے پسندیدہ نظام حیات اور دین کا حامل اور پیروکار ہے، اسے وہ کمال عظمت ومحبت سے چمٹے رہے گا۔ اس کے نفس نے اگر کبھی شیطان کے ورغلانے سے ادھر اُدھر کے نظاموں کی بُو سونگھ لی اور اسے نفس وشیطان نے اپنی ہوس ونفس کی خوشنودگی کیلئے دیگر کسی نظام کو اس کی زندگی میں دخیل کرنا چاہا تو وہ خوب یاد رکھے گا کہ ''دین حق ملنے کے بعد اس کے ماسواء گمراھی ہی گمراھی ہے'' نور اسلام کے بعد ماسوا

Marfat.com

ظلمت وتاریکی ہی ہے،اسی لئے تو ارشاد ربانی ہے **۔فماذا بعد الحق الا الضلال** ۔کہ حق کے بعد دیگر تو گمراہی ہے۔پھر وہ سوچے گا(**فانی تصرفون**) کہاں بھاگ رہے ہو؟

نیز اگر پھر بھی کوئی دیگر کا متلاشی رہا تو اس کی یوں تربیت کی جائے کہ وہ اس ربانی فیصلہ کو بھی نہ بھولے۔**ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین** ۔جوکوئی اسلام کے علاوہ کسی نظام زندگی کا متلاشی ہوگا تو وہ اسے قبول نہ ہوگا(اور جوکوئی رحمان کے پسندیدہ نظام کو ترک کرے)وہ آخرت میں خسارے پانے والوں میں سے ہوگا۔

مؤمن بندہ اور متدین انسان یہ سوچے گا کہ اگر کسی دنیوی مصلحت یا مادی منفعت یا ظاہری منصب کی خاطر اس نے اپنے طرز حیات میں اسلامی طرز زندگی کی جگہ غیر اسلامی نظام حیات کو اختیار کیا تو وہ اس تجارت میں کبھی سودمند نہ ہوگا۔کیونکہ دنیا کی مادی منفعت نہایت قلیل اور فانی ہے اور آخرت کا خسارہ عظیم اور دائمی ہے۔

دین کی بات کرنے والوں کو یہی قرآنی اور ربانی اسلوب بیان اختیار کرنا ہوگا تاکہ اس کے پیش کرنے میں حسن تقدیم بھی رہے،حسن تسلسل بھی اور جمال بیان کے ساتھ ساتھ قوت تاثیر بھی جو مخاطب کے شعور کو بیدار،اس کی ضمیر کو زندہ اور قلب کو روشن کرنے والا قرآنی اسلوب ہی ہے۔

اس یقین محکم کے ساتھ یہ دین وضع میں ارفع واعلی،خالق کے ہاں محبوب ،اللہ کی طرف سے محفوظ وماٗمون،اختیار کرنے والے کے لئے سودمند،ترک کرنے والے کیلئے باعث خسارہ کوئی معقول وجہ نہیں کہ اس فہم دین کو اجاگر کرنے کے بعد

Marfat.com

کسی ذی عقل وشعور میں دین کے بارے بے رغبتی رہے گی۔

دین اسلام کیلئے خالق کی سنت حکیمہ کا بیان بھی دین اسلام میں رغبت اور شوق پیدا کرنے کا قوی عنصر ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ہی اپنے انبیاء کو ادیان حقہ کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس کے بندے دنیا میں سعادت منداور آخرت میں سودمند رہیں۔

پھر انسانی تاریخ کا بیان ہو کہ انسانی تاریخ کے ہر دور میں دین حق اختیار کرنا ہی صحت بخش نسخہ اور سودمند سودا رہا ہے۔ یہ بات دل میں راسخ ہوگئی تو دین والی زندگی کے سوا نہ بندے کو سکون ملے گا نہ چین نصیب ہوگا۔ پھر تو اس کے علاوہ بندے کا قلب مطمئن ہی نہ ہوگا ماسوا دین حق کی اتباع کے۔

اس امر کے جان لینے کے بعد اللہ کی سنت سابقہ شرائع کے ساتھ کیا رہی اور خاتم الشرائع کے ساتھ کیا ہے؟ اس امر کو بیان کرنا اور جاننا بھی ضروری ہے۔ چونکہ حضرات انبیاء سابقین کی نبوت محدود وقت، محدود قوم اور محدود علاقوں کیلئے ہوتی، لقد ارسلنا نوحا الی قومه وغیرہ، اس کی قرآنی مثالیں ہیں سب حضرات انبیاء کا اسی طرح دیگر انبیاء کا حال رہا۔ اللہ کی بھیجی ہوئی شرائع کو جب تک وہ چاہتے محفوظ رہتیں پھر لوگ ان میں تحریف وتبدیل کرتے رہتے، پھر نبی کی مدت زمنی کے بعد دیگر نبی آتا، سابقہ شریعت کی جگہ اس کے بعد آنے والی شریعت لے لیتی، اس طرح نبی اور قوم بدلتے رہے، امت نبی کی شخصیت کی تبدیلی سے بدل جاتی۔ مگر جب خاتم النبیین کی بعثت ہوئی تو ان کا اعلان بجائے ایک قوم کے سب انسانوں کیلئے یوں ہوا۔ یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔ [۱]

Marfat.com

پوری انسانیت کے اکیلے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پوری انسانیت کیلئے ان کی لائی ہوئی شریعت کامل ومکمل ہے جو قیامت تک کیلئے نعمت ربانی کے طور پر بندوں کیلئے محفوظ وماموں رہے گی۔اس لئے آپ نبی خاتم ہیں،اوران کے متبعین خیر الامم اور خاتم الامم ۔اب نہ نبوت بدلے گی نہ شریعت،نہ امت کی نسبت نبوت کی بنیاد پر بدلے گی کیونکہ کسی کو نبوت اب ملنی ہی نہیں۔اب نبوت آخری، نبی خاتم النبیین،شریعت خاتم الأدیان اورامت خاتم الامم ہے۔اب یہ سنت ربانی کہ نبوت،شریعت اورامت بدلتے رہیں،جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ۔اگراللہ کے اس اعلان کے بعد کسی نے نبوت کا اعلان کیا تو اسے کذاب سمجھا جائے گا،اگرکسی نے اس کی تصدیق کی تو اس نئی نبوت کی تصدیق کی وجہ سے اس کی محمدی نسبت کٹ جائے گی۔اب نئی نبوت نے اپنی جماعت تشکیل دی تو یہ اسی کی امت ہے کیونکہ اللہ کی یہی سنت سابقہ شرائع کے بھی رہی کہ نبوت بدلتی رہی شریعت بدلتی اورامت کی تشکیل بھی ہوتی رہی مگراب ایسا چونکہ اللہ کے ہاں سلسلہ بند ہوگیا ہے مگر جس نے اس سلسلے کو اختیار کیا پھر وہ سبیل المومنین سے ہٹ گیا اوراس سے پھرنے والوں کی بھی سزا ہے کہ وہ خیر الامم سے بھی کٹ گیا جبکہ اللہ تعالی کی اب سنت یوں ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے کہ حق تعالی شانہ نے

ا۔نبوت کو عالمگیر قرار دیا

۲۔ نبی کو خاتم النبیین اور رحمت للعالمین بنایا

۳۔کتاب کو ہدیً للناس بنایا

۴۔کعبہ مبارکہ کو ہدیً للعالمین بنایا

Marfat.com

۵۔شریعت کومحفوظ ومأمون فرمادیا۔

اسباب حفظ

اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہیں تو وہ صاحبِ کن فیکون ہیں۔کسی طرح کے اسباب کے محتاج نہیں۔مگراس کی سنت ہے کہ اس عالم کو عالم اسباب بنایا۔ ہر امر کیلئے اسباب پیدا کیۓ۔تو نبی خاتم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر شریعت کے تحفظ کیلئے مھبط وحی سے لیکر ہر دور میں حاملین وناقلین کا نہ ختم ہونے سلسلہ جاری فرمادیا جو خیر امت کے افضل ترین انسانوں اصحاب رسول سے شروع ہوا ،پھران کے تابعین، تبع تابعین ،ائمہ فقہاء ،محدثین ومفسرین اور ہر دور میں وراثان انبیاء جوامت کاافضل ترین طبقہ ہےکواس پر مامورفرمایا بھران کے اس مقام عالی اوراحسان عظیم کے اعتراف کےطور پران کی تعظیم وتوقیرکو عام افرادامت پر شرعی واجب قراردیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اپنے صحابہ کرام کوخیر القرون کے خیر الرجال قراردیا۔ان کے مقام ومنقبت کا تحفظ فرمایا۔اس طرح ہر دور میں حاملین قرآن کو بھی امت کے اخیار قراردیا۔جامعین سنت کیلئے اپنی احادیث میں اوراہل استنباط واجتہاد کیلئے قرآن میں ان کے فضل وشرف کواہتمام سے بیان فرمایا۔اس طرح آخری زمانوں میں دین اسلام کا خارجی اور اندرونی فتنوں سے تحفظ کرنے والوں اوراپنےعلم وعمل اورقول وکتابت سے دین کا تحفظ اور دفاع کرنے والوں کواجر میں خیرامت کے پہلے طبقے حضرات صحابہ کرام کے ساتھ اجروثواب میں شریک فرمانے کاوعدہ فرمایا۔لہذا دین کے نام بات کرنے

Marfat.com

والے کو یہ باور کرنا ضروری ہے کہ یہ دین خاتم الأدیان ہے۔ یہ خیر امت کا دین ہے جو خاتم الامم اور خیر الأمم ہے۔ یہ اس امت کا دین ہے جس کا شعار وسطیت اوراعتدال ہے۔ اس دین میں غلو ہے نہ شدت۔ نہ کھلی چھٹی ہے، نہ اللہ ورسول کی غلامی سے آزادی۔ اس دین کے اصول ومسلمات ہیں جن میں اختلاف نہیں، ان میں اتحاد امت کی وحدت کی ضمانت ہے۔ اس شریعت کے مجتہد فیہ اموراورفروع میں تعددیت ہے جواس کی وسعت کی علامت ہے۔ اصول میں تفریق کی گنجائش نہیں، فروع میں وسعت اور تعددیت سے انکارنہیں۔ یہی وسطیت ہے پھراصول کا تارک فروع کے تارک جیسا نہیں۔ اصول میں مختلف ہونے والا فروع میں مختلف ہونے والے کے مانند نہیں ہے۔

اس دین کے مآخذ ثلاثہ قرآن وسنت اوراجتہاد ہیں۔ ہر ایک کے ضروری آداب ہیں۔ جنکی پابندی ہی دین میں فتنوں سے تحفظ کی ضامن ہے۔ اہل علم کا واجب ہے کہ شریعت اسلامیہ کے مآخذ ثلاثہ اوران کے آداب کو بیان کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو صاحب شریعت، مھبط وحی ربانی اور شارع ہیں، وہی اس باب میں امت کے مربی ومرشد بھی ہیں۔ انہوں نے ہی صحابہ کرام کی عملاً تربیت کی، پھرانہیں اس تربیت میں ہماری تربیت کی خاطر جانچا کہ وہی ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ سے مکالمہ، نبوی تربیت کا بہترین انداز پیش فرمارہا ہے۔ جو نہ صرف اس وقت کے مؤمنین کیلئے بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے رہنما اصول پیش کررہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ کو بطور حاکم وعامل اور قاضی یمن روانہ

Marfat.com

فرمارہے ہیں اور استفسار فرماتے ہیں کہ اے معاذ! تم کس طرح فیصلے کروگے؟ تو وہ اپنے لئے مأخذ حکم کو یوں ترتیب وار بیان فرماتے ہیں کہ: اولاً میں کتاب اللہ سے حکم کواخذ کروں گا۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استفسار فرماتے ہیں کہ اگر کسی حکم کوتم کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو؟ حضرت معاذ نے فرمایا کہ: پھر سنت رسول اللہ سے اخذ کروں گا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر استفسار فرمایا کہ: اگر اس حکم کو سنت رسول اللہ میں بھی نا پاؤ تو ؟انہوں نے جواب میں فرمایا کہ: اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔

اخذ احکام کی اس ترتیب پر جناب نبی کریم کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے رسول کوایسے اسلوب حق وحکیم کی توفیق مرحمت فرمائی جس پر اللہ اور اس کے رسول راضی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس قصہ میں خاتم الامم کیلئے تا قیامت مأخذ شریعت کا ترتیب وار اخذ احکام کا بیان ہے۔یہی اسلام کا اپنی تشریع میں وہ منہج ہے جسے منہج ربانی کہیں، منہج نبوی کہیں، منہج وسطیت کہیں، منہج خیر الامم کہیں ،ہر طرح سے اس کی تعبیر درست ہے۔

یہی سنت رسول ہے، یہی سنت صحابہ ہے، یہی سبیل المومنین ہے۔یہی وہ صراط مستقیم ہے جوافراط وتفریط کے مابین راہ اعتدال ہے۔یہی اسلوب تشریع ہے جس پر رسول اللہ نے اطمینان وتسلی کا اظہار فرمایا۔اس قصہ میں مزید تامل کریں کہ اس میں ہماری مآخذ شریعت کی مکمل تعداد اوران میں شرعی حسن ترتیب اور تا قیامت ایسے

Marfat.com

اعلیٰ منہج کا واضح بیان ہے جو کامل نظام تشریع پر مشتمل ہے جس کے بعد کبھی نقص محسوس نہ ہو۔ ہر موقع و محل کا حکم یہ امت بآسانی معلوم کر سکے پھر ان مآخذ سے اخذ شدہ احکام کی حیثیت کا بھی تعین ہے کہ نصی احکام میں احادیت ہوگی، تعددیت نہیں، نہ رائے اور اجتہاد کو ان میں دخل ہوگا۔ غیر منصوص احکام میں وسعت ہوگی کہ مجتہد فیہ مسائل میں اگر تعددیت ہو تو دین میں تناقض نہیں، نہ نقص ہے، وہ گنجائش اور وسعت شمار ہوگا۔ اور اس اشکال کا بھی رفع ہوگیا کہ بعض احکام میں تعددیت کیونکر ہے جب کہ شارع ایک ہی ہیں؟ حق تعالیٰ شانہ کی مشیت یہی ہے کہ احکام کے ہر دو باب نصی واحادی المراد احکام اور اصول و مسلمات ثابتہ میں بندے احادیت کے پابند رہیں اور مجتہد فیہ مسائل میں تعددیت کو وسعت و رحمت شارع سے تعبیر کرتے ہوئے اس منہج کو قبول کریں۔ بندے اگر شریعت کے ہر دو باب میں ان کے اصول وضوابط اور آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں تو نہ انہیں احکام شریعت میں نقص نظر آئے گا نہ تناقص نظر آئے پھر ترتیب وآداب کا علم و بیان انتہائی ضروری امر ہے کہ اسی سے ماخذ شریعت اور احکام شریعت کی قدر ومنزلت کا بیان ہوگا اور امت کے عوام وخواص میں روح طمانینت پیدا ہوگی۔ وہ اپنی شریعت کی جامعیت اور شارع کی حکیمانہ وسعت کے قائل ہوں گے، وہ ہر قسم کے غلو اور افراط وتفریط کے مذموم راستوں سے اجتناب کریں گے اور راہ اعتدال و وسطیت کے پابند رہیں۔ اگر وہ ماخذ کی حیثیت ومنزلت سے آگاہ رہیں۔ ان سے احکام اخذ کرنے کے اسلوب سے واقف ہوں، پھر ان سے ثابت احکام میں اعتدال کے دامن سے وابستہ رہیں تو یقیناً دین میں دین کے نام سے فتنے جنم نہ لے سکیں گے۔ مآخذ شریعت سے وہ سراسر

Marfat.com

ہدایت ہی ہدایت حاصل کریں گے اور گمراہی کے راستوں سے کلیتاً بچ سکیں گے، نیز امت کی صفوں میں وحدت وقربت پیدا ہوگی۔ اور ان میں افتراق وانتشار پیدا ہونے کے تمام راستے مسدود ہوجائیں گے۔ یہی وہ بیش قیمت گوہر ہے جسے سمجھنے اور سمجھانے کی خاطر ہم نے دین کے عنوان سے اس مبحث اور موضوع کی تعیین کی اوراس کی تفصیل وبیان کا قصد کیا ہے۔ خصوصاً امت کے ذمہ داران حضرات، وہ علماء ومدرسین ہوں یا اہل دعوت اور اہل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوں، وہ امت کے دینی زعماء ہوں یا سیاسی اگر اسلامی شریعت کے ماٗخذ، ان کی شرعی حیثیت ان سے ثابت احکام کے آداب سیکھ لیں، پھر اپنے اپنے مقربین اور عوام کو سکھا دیں تو امت کی فکر وسوچ درست ہوگی، اور افراد امت فکری بگاڑ سی محفوظ بھی رہیں گے ۔ان میں اسلامی آداب معاشرت جس کا آج فقدان ہے اس کا ظہور ہوگا۔ آج لوگ جس طرح دین اور نام نہاد دینداری سے شاکی ہیں۔ یہ شکایت بھی نہ رہے گی نہ عوام اپنے علماء دین کو امت میں انتشار وافتراق کا ذمہ دار ٹھہرئیں گے، اس شکوہ اور اشکال کا بھی ازالہ ہوگا جو نہایت ہی ضروری امر ہے۔ ہماری رائے میں اس کا حل اس نبوی منہج کے سمجھنے سمجھانے کے بغیر ہرگز ہرگز ممکن ہی نہیں۔ نیز خواص وعوام کیلئے ان ماٗخذ شریعت کے مقام ومنزلت اور ان سے متعلقہ ضروری آداب کو سمجھنے کی بھی اہم ترین ضرورت ہے اس کا بیان بھی وقت کا بلکہ ہر وقت کا اہم ترین تقاضا ہے ۔اب اس کا بیان ہوتا ہے۔

Marfat.com

پہلا مأخذ دین۔قرآن

ہماری شریعت کا اولین مأخذ قرآن حکیم ہے جو اللہ تعالی کا معجز کلام ہے ۔قرآن دین کا اولین بنیادی ماخذ اور شریعت کا اساسی مصدر ہے جو متواتر طور پر اپنے نزول سے لیکر منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔وہ انسانی صدور میں بھی محفوظ ہے اور مصاحف میں بھی مکتوب ومنقوش ہے۔اور اللہ کے فضل وکرم سے ہر قسم کی تبدیل وتحریف سے محفوظ ومأمون ہے۔

قرآن میں جملہ احکام شریعت مجمل طور پر مذکور ہیں۔پھر قرآن بذات خود ایک جگہ موجود اپنی نص کی دوسری جگہ تفسیر کرتا ہے۔جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حق تعالی شانہ نے اس کا مفصل بیان نازل فرمایا ہے جس کی خود اپنے عمل سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر فرمائی اور اپنی مبارک سنت اور احادیث میں بھی اس کی تشریح فرمائی ۔قرآن حکیم کی نصوص کے ان شرعی مفاہیم ومدلولات کو جو شارع کی اصل مراد ہیں جن سے خالق نے اپنی بندوں کی ہدایت کو وابستہ رکھا ہے۔وہ بھی نبی کریم سے صحابہ کرام کو ان سے تابعین، ان سے اتباع تابعین پھر محدثین ومفسرین اور علماء اسلام کے ذریعہ امت مسلمہ میں مسلسل طور پر نقل فرمادیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو لوگ قرآنی نصوص کو تو مانتے ہیں مگر ان کے شرعی مدلولات کے منکر ہیں۔انہیں حق تعالی نے قرآن حکیم ہی میں الحادفی آیات اللہ کا مجرم ٹھہرادیا اور ان کے حق میں وہی وعید نازل فرمائی جو منکرین اسلام لیتے ہیں کیونکہ شرعی نص کو اگر کسی غیر شرعی غیر ثابت شدہ، غیر مسلم شدہ، غیر مجمع علیہ معنی پر محمول کیا جائے گا تو یہ

Marfat.com

دراصل اس شرعی نص کا ہی انکار ہے۔امت کے ہر طبقے کا ہر دور میں اس پر اجماع رہا ہے کہ کفر انکار و عناد اور کفر الحاد ہر دو ایک ہی کفر کی دو قسمیں ہیں۔اسی ہر دو کا انجام اور سزا بھی اللہ تعالی نے قرآن میں ایک ہی مقرر فرمائی ہے۔

قرآن حکیم کے بارے عوام میں اگر اس ضابطے کو بیان کیا جائے اور ان کی فکری تربیت اسی بنیاد پر ہو تو فتنۂ انکار سنت جنم نہیں لے سکتا، نہ امت میں کوئی طبقہ ایسا ہو گا جو اپنے آپ کو قرآن کو ماننے والا اور سنت کا منکر کہہ سکتا ہے۔قرآن کریم کے بارے اس فکری انحراف سے عوام کو بچانے کیلئے علماء اسلام اور اصول تفسیر کے ماہرین یہ شرط لگاتے ہیں کہ قرآن کی تفسیر کرنے والے کو درج ذیل پندرہ علوم میں ماہر ہونا ضروری ہے۔اور وہ علوم یہ ہیں:

۱۔لغت ۔۲نحو۔۳۔تصریف۔۴اشتقاق۔۵۔معانی۔۶۔ بیان ۔۷۔ بدیع ۔۸۔علم قراءت ۔۹۔اصول دین ۔۱۰۔اصول فقہ۔۱۱۔ اسباب نزول ۔۱۲۔ ناسخ ومنسوخ ۱۳۔فقہ۔۱۴۔وہ احادیث جو تفسیر آیات میں وارد ہیں۔۱۵۔علم موہبہ۔

امام سیوطی وہ عالم جلیل ہیں جن کا نام قادیانیت نے امت کے مجددین میں شمار کیا ہے مگر اس اعتراف کا کیا فائدہ کہ شرعی احکام اور قرآنی تفسیر میں اس فن کے اصول اور اس کے ماہرین پر اعتماد نہ کیا جائے جیسے کہ یہ کئی باطل فرقوں خصوصا قادیانیت کی روش ہے کہ وہ زبان سے قرآن وسنت کی مرجعیت کے اعتراف کے بعد اپنا عقیدہ وعمل ان کے خلاف رکھتی ہے۔قرآن کریم کی وہی تفسیر معتبر ہوگی جو امت کے ثقہ مفسرین کے ہاں ثابت ہوں۔ایسی تاویل جو شاذ و نادر ہو یا ائمہ مفسرین کی راہ سے ہٹ کر ہو۔وہ صاحب تاویل پر ہی رد کر دی جائے گی۔کتنے ہی لوگ

Marfat.com

قرآن حکیم سے صرف اس لئے ہدایت نہ پاسکے کہ انہوں نے ضوابط تفسیر قرآن کی پاسداری نہ کی ۔ آج لوگ محض لغت کے سہارے تفسیر قرآن میں اپنی فاسد آراء کو داخل کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

امام سیوطی نے اس موقع پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بہت ہی نفیس کلام نقل فرمایا ہے جو قرآن سے ہدایت پانے اور گمراہی سے بچنے کیلئے مسلم عوام وخواص کیلئے بے حد مفید ہوگا اور اس سے دین کے مخاطب حضرات کی نہ صرف فکری تربیت ہوگی بلکہ وہ بے شمار ان فتنوں سے محفوظ رہیں گے جنہیں لادینی کے پیشوا دین ہی کے نام سے کھڑا کر کے امت کے عوام وخواص کو پریشان کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کلام کا خلاصہ یوں ہے کہ:

اولاً قرآن کریم کی تفسیر قرآن ہی سے کیجائے کیونکہ قرآن کا یک حصہ دوسرے حصے کی خود تفسیر کرتا ہے۔

ثانیاً: قرآن حکیم کی تفسیر سنت سے کیجائے کیونکہ حق تعالی شانہ اپنے پیغمبر سے مخاطب ہوکر ان کے وظیفہ نبوت کو یوں بیان کرتے ہیں (یقیناً ہم نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ نازل کی تاکہ آپ لوگوں کے مابین اس کے احکام بیان کریں)۔ نیز خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (خبردار رہو کہ حق تعالی شانہ نے مجھے کتاب بھی دی اور اس کے ساتھ اس جیسا اس کا بیان بھی)۔

ثالثاً: اگر کسی کو نص قرآن کی تفسیر قرآن وسنت میں نہ مل سکی تو پھر وہ اسے صحابہ کرام کی اقوال میں تلاش کرے۔

پھر وہ فرماتے ہیں: کیونکہ صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ دین کی اگر کسی آیت میں

Marfat.com

تفسیر ہو پھر دیگر کسی قوم کی تفسیر ان سے ہٹ کر ہو کہ وہ صحابہ کرام اور تابعین کے طریقے پر نہ ہو تو یہی اہل بدعت کے ساتھ شمار ہونے کی دلیل ہے۔

وہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ دین کی تفسیر سے ہٹ کر قرآن کی کوئی بھی تفسیر بدعت وخطا شمار ہوگی کہ وہی لوگ تو قرآنی نصوص اور ان کے مدلولات ومعانی اور اللہ اور اس کے رسول کی مراد سے سب امت سے زیادہ واقف تھے۔

حضرت امام شافعی جن کا نام نامی بھی قادیانیت کے نزدیک مجدد دین کی فہرست میں شامل ہے ان کا قول نصوص کتاب وسنت کے مدلولات شرعیہ کے بارے آئندہ امت کیلئے ایسا رہنما اصول ہے کہ اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو قیامت تک نہ دین کے نام سے کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو۔ وہ فرماتے ہیں: میں اللہ تعالی کی طرف سے آنے والے قول کو اللہ کی مراد ہی پر اور رسول اللہ کی طرف سے ثابت نص کو ان کی مراد پر مانتا ہوں۔ یہی وہ ضابطہ ہے جسے دین کے نام پر بات کرنے والے ہر شخص کو امت کے عوام کے قلوب واذہان میں راسخ کرنے کی سعی کرنی ضرورت ہے۔ قرآن حکیم کے بارے ان جملہ امور کا سمجھانا دین کے نام پر گفتگو کرنے والے کے لئے نہایت ضروری اور اس کا شرعی واجب ہے۔

دسرا مأخذ دین۔سنت

دین کا دوسرا ماخذ سنت ہے۔قرآن کی طرح اس کی زبان بھی عربی ہے۔اس میں بھی ناسخ ومنسوخ محکم، متشابہ، مجمل، مفسر اور اساسی نصوص کی دیگر اقسام موجود ہیں۔مگر قرآن تو کلی طور پر متواتر ہے جبکہ سنت میں متواتر بھی ہے، مشہور بھی اور احاد

Marfat.com

بھی ہیں ۔اس طرح سنت کے راوی بھی حفظ وضبط اور عدالت میں مساوی نہیں ۔اس میں قطعی بھی ہے اور ظنی بھی ۔لہذا سنت سے اخذ کرنے کیلئے قرآن سے اخذ کرنے کے جملہ علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ سنت کے ثبوت کے پہلو کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔جسکے لئے علوم حدیث میں المام واختصاص ہونا ضروری ہے ۔ایک ہی موضوع پر ایک سے زائد وارد احادیث میں متقدم ومتاخر کا علم ،ان کے مابین وجوہ ترجیح پھر ترک عمل بالحدیث کی وجوہ کا ادراک بھی ضروری ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

کبھی حدیث کے ترک عمل کے اسباب سے ہم واقف نہیں ہوتے ،علم کے مدارک تو بہت وسیع ہیں ،علماء کرام کے تمام باطنی اقوال پر ہم مطلع بھی نہیں ہوسکتے کیونکہ عالم کبھی اپنی حجت کو ظاہر کرتا ہے ۔اگر اس نے ظاہر کردیا تو ہمیں علم ہوگیا ،اگر نہیں کیا تو ہمیں علم نہ ہوسکا۔جب اس نے ظاہر کردیا تو ہمیں اس کی وجہ دلیل کا علم ہوجاتا ہے اور کبھی علم نہیں ہوتا۔الحاصل حدیث شریف سے اخذ کی شرائط قرآن کریم سے اخذ کرنے سے بڑھکر ہیں ۔یہاں پر اصول حدیث میں مہارت ہونا ،اقسام حدیث اور پھر حدیث کے متن وسند کے اعتبار سے واقفیت کا ہونا نہایت ضروری ہے جبکہ قرآن کے متواتر ہونے کی وجہ سے اس میں ایسا نہیں ہوتا۔

تیسرا ماٴخذ دین۔اجتہاد

اجتہاد سے احکام شریعت تلاش کرنے کیلئے مندرجہ ذیل امور کی پاسداری ضروری ہے:

Marfat.com

اولاً: اجتہاد صرف اس کے اہل اور باصلاحیت لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ مذکورہ قصہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق صرف حضرت معاذ ہی مجتہد تھے اور بقیہ لوگ ان کے متبع تھے۔

ثانیا: اجتہاد صرف اپنے دائرہ ہی میں ہوگا اور اس کا دائرہ کار مندرجہ ذیل ہے

الف: صرف وہاں اجتہاد ہوگا جہاں کتاب وسنت سے نص صریح نہ ہو، مجتہد منصوص احکام میں علل تلاش کر کے غیر منصوص کے احکام تلاش کرے گا (اور یہ کام صرف بلا صلاحیت لوگوں ہی کا ہے)

ب: اگر کسی موقع پر وارد نص ایک سے زائد معنی کا احتمال رکھتی ہے تو مجتہد اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر کے اسے ایک معنی کیلئے ترجیحی بنیاد پر حمل کرے گا۔

ج: اگر ایک سے زائد نص کسی مسئلہ سے متعلق موجود ہے تو مجتہد کسی ایک نص کو ترجیح دینے کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو صرف کر کے ہی اسے ترجیح دے گا۔ اس میں اسے دیگر تمام نصوص پر نظر رکھنا ہوگی۔

شروط صحت اجتہاد

اہل علم نے مندرجہ ذیل چھ شرعی اصول کو صحت اجتہاد کیلئے شرط بتلایا ہے۔

ا۔ مجتہد عربی زبان کے جملہ اسالیب بیان سے واقف ہو۔ وہ علم لغت، علم اعراب، الفاظ کے استعمال کے اسالیب خاص وعام حقیقت ومجاز، مطلق ومقید، صریح وکنایہ، ظاہر وخفی، مفصل ومجمل، امر ونہی۔ الغرض لغت عرب کے جملہ اسالیب بیان میں مہارت رکھتا ہو۔

Marfat.com

۲۔کتاب اللہ کے متعلقہ احکام عموم خصوص مفصل مجمل ناسخ منسوخ پر مطلع ہو۔

۳۔اس طرح سنت سے متعلقہ احکام سے بھی واقف ہو۔سنت کی روایت کے جملہ طرق تواتر مشہور احاد سے واقف ہو۔رواۃ کے احوال واحکام پر مطلع ہو۔وجوہ ترجیح کے بھی اسالیب جانتا ہو۔

۴۔اسے احکام سے متعلق اقوال صحابہ کرام اوراقوال تابعین یاد ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ امت کے اہل افتاء کے فتاوی پراس کی مکمل نظر ہو کہ کہیں اجماع سے انحراف کرلے۔

۵۔قیاس پر عبور رکھتا ہو۔جن احکام میں تعلیل کا عمل درست اور جن میں درست نہیں،اس سے واقفیت ہو،نیز ترجیح کے قواعد بھی یاد ہوں۔

۶۔اجتہاد کرنے والا خود ثقہ اور متدین ہو۔دین پر کار بند ہو۔احکام شریعت پر عمل میں متساہل نہ ہو۔

آداب مجتہد فیہ مسائل

شارع کی حکمت رہی ہے کہ اس نے بعض مسائل میں اہل اجتہاد کو سعی پر مامور فرمایا ہے،چونکہ مجتہدین حضرات منصوص احکام کی تعلیل میں اختلاف کرسکتے ہیں ،لہذا اجتہاد کے نتیجہ میں ثابت ہونے والے احکام میں بھی یقیناً تعددیت پیدا ہوگی ،یہ تعددیت امت میں نزاع یا عداوت کا سبب نہیں ہوتی،ہاں دین میں وسعت کی علامت ضرور ہے۔مجتہد فیہ مسائل میں مجتہد دیانت داری سے اپنی صلاحیت صرف

Marfat.com

کرتا ہے، جس رائے تک وہ پہنچتا ہے اس کے نزدیک وہ راجح ہے۔ وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی رائے کو قطعیت حاصل نہ ہوگی۔ یہ صرف اسی کا اعتقاد نہیں بلکہ ہر اس شخص کو بھی جاننا ضروری ہے جس جس نے اس کی رائے کو اخذ کیا ہو یا اس کی رائے کو اپنایا ہو، اسی طرح وہ اپنی سے مخالف رائے کو قطعی طور پر غلط اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی اپنی رائے صحت میں راجح تو ضرور ہے مگر قطعی ہرگز نہیں بلکہ ظنی ہے ۔لہذا جب ایک رائے ظنی ہے تو دوسری بھی ظنی ہے۔ لہذا ادب یہ ہے کہ مجتہد فیہ مسائل میں جملہ حضرات جو مختلف آراء رکھتے ہوں وہ ایک دوسرے کا برابر احترام کریں۔ مجتہد فیہ مسائل میں خود صحابہ کرام میں اختلاف ہوا اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شارع کی طرف سے وسعت کی بنا پر ان کے عمل کی تغلیط نہیں فرمائی۔

یقیناً یہ بہت بڑا جہل ہوگا جو باعث نعمت ہے کہ لوگ مجتہد فیہ مسائل کی شرعی حیثیت سے ناواقفیت کی بنا پر تحقیق چھوڑ دیں یا ایک دوسرے کی تغلیط توہین کریں یا اس رائے کے اختلاف کو بجائے باعث وسعت کے باعث عداوت ٹھہرائیں ۔البتہ مجتہد فیہ مسائل کے باب کا ادب یہ ہے کہ تحقیق کا حق جملہ اہل اجتہاد کو رہے ،ان کی تحقیقات جاری رہیں مگر تغلیط وتوہین ،نزاع اور عداوت ہرگز نہ ہو۔

تشکیک اور ازالہ

بعض لوگ جو اس باب کے ادب سے واقف نہیں، ان کے ذہنوں میں اغیار کی سازش اپنے علمی قصور کی وجہ سے یہ اشکال اٹھتا ہے کہ شارع ایک ہیں تو یہ

Marfat.com

متعدد آراء کیوں ہیں؟

اسکا عام فہم اور سادہ سا جواب جسے ہر ایک کو یاد رکھنا ہے۔ یہ ہے کہ: اہل اطاعت کو شارع کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ جہاں شارع نے متعین معنی کے لئے نص نازل فرمائی، وہاں تعددیت بے دینی ہے اور جہاں شارع نے اجتہاد کو مشروع فرمایا وہاں تعددیت پر اشکال نہ صرف بے دینی بلکہ پکے جہل کی علامت ہے۔

اجماع مجتہدین

ایک دوسرا امر جسے یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی تو جب کسی غیر منصوص مسئلہ میں جملہ مجتہدین امت خصوصاً صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تو اس حکم کی حیثیت بھی قطعی ہو جائے گی اور وہ بھی دلیل قطعی سے ثابت شدہ مسئلے کے ہم پلہ ہو جائے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس باب میں نہایت مختصر خوبصورت اور جامع بیان یوں فرماتے ہیں:

''ان کا (صحابہ کرام کا) اجماع حجت قاطعہ ہے اور ان کا اختلاف رحمت واسعہ ہے''۔

لہذا دین پر استقامت یہ ہے کہ نصوص شرعیہ اور حاملین شریعت کی حیثیت کے تعین کرنے میں اعتدال کے دامن کو تھاما جائے جسے ہم منہج دین سے وابستگی اور وسطیت سے تعبیر کرتے ہیں۔

دین کے نام پر تاریخ اسلام یا حال اور مستقبل میں اٹھنے والے فتنوں کا بنیادی

Marfat.com

سبب صرف اور صرف ایک ہی اصولی امر میں منحصر ہے، اور وہ ہے ''منہج وسطیت سے انحراف'' چاہے وہ نصوص شریعت کی حیثیت میں انحراف ہو یا حاملین شریعت کے مقام کے بارے یا نصوص شریعت سے ثابت شدہ احکام کی حیثیت میں وسطیت اختیار کرنے سے انحراف ہو۔

دین نصوص شرعیہ سے ثابت شدہ احکام میں اعتدال کا نام ہے۔اصول کو اساس و بنیاد اور فروع کو صفات و علامات سمجھنا راہ اعتدال ہے۔اسی طرح حاملین شریعت، پھر مجتہد فیہ مسائل میں اپنی رائے کو راجح تو خیال کیا جائے مگر دیگر کی رائے کو بھی احترام دینی واجب سمجھا جائے۔یہی وہ مسلک وسطیت اور اعتدال ہے۔ہمارے دین میں ہر دیندار سے یہ مطلوب ہے۔پھر جناب شارع علیہ السلام کی ذات گرامی ہی صرف معصوم ہیں۔ان کی شریعت کے نقل کرنے والے کیلئے عصمت شرط نہیں کیونکہ خاتم النبیین کی شریعت کو بحفاظت منتقل کرنا مقصود ہے جس کیلئے ان کا ثقہ ہونا اور عادل و حافظ ہونا ہی کافی ہے۔ان کے بعد دیگر کسی شریعت کو وضع کرنا مقصود نہیں کہ وہ حضرات معصوم بھی ہوں۔مگر شریعت کی اس خدمت کے صلہ میں ان کو تعظیم و تکریم ان کے معصوم نہ ہونے کی وجہ سے ہرگز مجروح نہ ہوگی۔ہر حال میں ان کے وقار و تعظیم کو قائم رکھنا اور انہیں معصوم نہ ماننا۔یہی راہ اعتدال اور وسطیت ہے۔

الحاصل دین احکام شریعت اور ناقلین شریعت ہر دو کے بارے مسلک اعتدال و وسطیت کو اختیار کرنے کا نام ہے جس کو ہر مسلمان میں راسخ طور پر پیدا ہو جانے کے بعد امت کے اتحاد وحدت کو متاثر نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

امت کے بعض لوگ یا احکام شریعت میں وسطیت کو اختیار نہیں کرتے یا حاملین شریعت میں افراط وتفریط کا شکار ہوتے ہیں ،اس امر کی تلقین امت کے خواص کو امت کے عوام کو کرنی ضروری ہے تا کہ عمومی افراد امت میں اعتدال اور وسطیت پیدا ہو۔

اصول وثوابت کیا ہیں؟

وہ امور جن میں نہ اختلاف کی گنجائش ہے نہ تبدیلی کی ،وہ ایمانیات وارکان اسلام ہیں ۔اللہ تعالی کی ذات وصفات میں توحید ،اس کے انبیاء کی حقانیت ،ان پر نازل شدہ کتب ،اللہ کے ملائکہ ،اللہ کی پیدا کردہ جنت وجہنم ،ان کے قائم کردہ یوم الحساب ۔پھر ان میں ہر ایک امر کا شرعی مفہوم اللہ اور رسول کی زبانی بیان شدہ اور بالکل واضح ہیں ۔ارکان اسلام نماز روزہ حج زکوۃ کے شرعی مفاہیم شارع کی طرف سے معین ہیں۔انہیں اللہ ورسول کی مرضی سے ماننا اپنی مرضی سے تاویل وتشریح نہ کرنا ،یہ بھی ضروریات دین میں داخل ہے۔

ان اصول ومسلمات میں اختلاف یقیناً فرد اور جماعت کیلئے اللہ کے غضب کا موجب ہے۔جبکہ فروع میں اختلاف دین میں وسعت اور رحمت ربانی کا مظہر ہے

تجدید دین کیا ہے؟

دین کے بارے تجدید کا مفہوم جاننا بھی نہایت ضروری ہے۔مجدد یا اس کا عمل تجدید دین نبی کریم کی اس حدیث مبارکہ سے ماخوذ ہے جس میں آپ نے ہر صدی

Marfat.com

پر مجدد کے تجدیدی کارنامہ کے خبردی۔ جب دین سے مراد وہ شریعت ہے، جو جناب محمد رسول اللہ پر نازل ہوئی اور اس پر عمل کرنے والی اولین انسانی جماعت صحابہ کرام تھے جنہیں خود اپنی نگرانی میں شارع علیہ السلام نے عمل کا طریقہ سکھایا تو امت کو دین وشریعت کی اس کیفیت پر ڈالنا جس پر جناب رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کرام تھے دین میں تجدیدی کارنامہ ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حق ونجات کے طریقہ کیلئے یہی فرمایا کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے کہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں ۔لہذا مجدد کا کام صرف ہر دور کے جملہ خواص وعوام کو اسی طور طریقے اور سنت رسول وصحابہ پر ڈالنے کی سعی تک محدود ہے۔ امت پر اگر کسی دینی امر میں اشتباہ ہوگیا، اس کے بعض افراد دین کے منہج وسطی سے غافل ہوئے یا اصول وفروع میں فرق نہ کرسکیں یا نصوص شریعت کے شرعی مفہوم ومدلولات میں سوءفہم میں مبتلا ہوگئے تو تجدیدی کارنامہ انہیں منہج شریعت کا سمجھانا ہے، انہیں احکام کے مراتب کا سلجھانا ہے، انہیں شرعی نصوص کے شرعی مفاہیم ومدلولات سے آگاہ کرنا ہے، انہیں تلقین کرنا کہ وہ مضبوطی سے جناب رسول اللہ اور صحابہ کرام کے طریقے سے وابستہ رہیں۔ اس کیلئے اہل فتنہ کے شکوک وشبہات ان کی طرف سے اٹھائے گئے اشکالات کے جوابات دینا یہی تجدیدی کارنامہ ہے۔ جس کی بعض مثالیں آئندہ مقالات میں پیش کی جائیں گی۔ مگر اصولی طور پر یہی تجدیدی عمل ہے جو مجددین کرتے رہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ مگر مجدد نبی نہیں ہوتا کہ نئی شریعت پیش کرے۔ شرعی نصوص کے نئے مدلول ومعانی بیان کرے، اور تجدید وتحقیق کے نام سے امت کو قدیم اور وراثت میں مسلسل طور پر ملنے والے اور جناب رسول اللہ سے متصل ہونے والے

Marfat.com

دین کا حلیہ بگاڑ کر امت کو پیش کرے۔ اسے تجدید نہیں تحریف کہا گیا، کسی بھی مجدد نے تحقیق کے نام سے اصول و مسلمات کو نہیں بگاڑا، نہ فروع کو شدت سے اختیار کرتے ہوئے امت میں تفریق پیدا کی نہ کسی کی فروع میں اختلاف کی بنا پر تکفیر کی۔

یہ ضرور کیا کہ امت کو بدعت کے مقابلے میں سنت کی طرف متوجہ کیا۔ دینی امور میں تشکیک پیدا کرنے والوں کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا اور امت کو پہلوں سے جوڑا۔ لہذا تجدید دین اور مجدد کے وظیفہ کو جاننا بھی دین فہمی کا تقاضہ ہے۔

بہت سے لوگ تجدید ہی کے نام سے تحریف کر کے امت کے خواص و عوام کی آزمائش کا سبب بنتے رہے ہیں جس کی مثالیں آئندہ ہم پیش کریں گے۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

دین کے عنوان سے اس مبحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات میں پیش خدمت ہیں

۱۔ دین اسلام خالق بشر کا وضع کردہ دستور حیات ہے

۲۔ شرعی نصوص کے معانی کی تعیین صاحب وحی کا اولین حق ہے

۳۔ صاحب وحی کی طرف سے کسی نص کی متعین مراد کے بعد کسی کو انحراف ،اجتہاد، یا تحقیق وتجدید کا حق نہیں رہتا۔

۴۔ اصول ومسلمات میں تبدیلی کی گنجائش نہیں۔

۵۔ عقیدہ وعبادت اخلاق ومعاملات میں علم اور حق وہی ہے جس پر رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کرام رہے۔

۶۔ جس امر پر صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا اس کی حیثیت قطعی ہے۔

۷۔ ان کے بعد امت محمدیہ کا کبھی باطل پر اجماع نہ ہوگا۔

۸۔ دین کی تجدید، محض حق کی باطل سے، خیر کی شر سے۔ سنت کی بدعت سے تمیز اور مشتبہ امور کی وضاحت اور امت کو جناب رسول اللہ اور صحابہ کرام کے طریقہ پر لانا ہے۔

۹۔ دین اسلام جامع دستور حیات ہے جو کہ حضرت انسان کے ہر شعبہ حیات پر محیط ہے۔

۱۰۔ نص وحی کو ماننا اور اس کے شرعی مفہوم کا انکار دراصل نصوص کا انکار ہے۔

Marfat.com

نمبر2 ازسلسلہ ''دین بھلائی ہے''

نصوص شریعت کے ساتھ تعامل میں

۱۔ اہل ایمان وتسلیم

۲۔ اہل کفر وعناد

۳۔ اہل اقرار والحاد

ہرگروہ کی پہچان، علامات اور طریقہ کار

Marfat.com

اسلام کا واضع اور محافظ اللہ تعالیٰ

دین اسلام خالق انسان کی طرف سے وضع کردہ دین ہے جسے اس کی طرف سے جبریل امین نے بحفاظت رسول امین کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔ اور پھر رسول امین نے اس امت کے امین سرخیل اپنے صحابہ کرام کو پوری امانت داری سے سپرد فرمایا۔ اور اسی امانت سے صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تحمل فرما کر اسے آگے منتقل فرمایا۔ اور پوری امت کے اندر نقل کا یہ مبارک سلسلہ اس لئے امانت سے جاری ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے جس شریعت کو پوری انسانیت کیلئے جامع دستور حیات کے طور پر عالمگیر نبی کے ذریعہ پہنچایا اس عالمی شریعت کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی۔ لہذا امت میں روز اول سے تا حال اور ان شاء اللہ تا قیامت نقل دین کے سنہری اور مسلسل سلسلے کا قیام دراصل اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی تکفل کا عظیم مظہر ہے۔ تاریخ اسلام میں یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے کہ اس دین کو بیرون امت اہل فتنہ کے فتنوں سے بھی تحفظ ملا اور دین کے نام پر اندرونی فتنوں سے بھی اس کی حفاظت ہوئی اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ جب تک رب العالمین نے اس عالم کے نظام کو باقی رکھنا ہے یہ دین محفوظ و مامون طور پر باقی رہے گا۔

نصوص شریعت اور انسانی تعامل

شرعی نصوص وہ کتاب اللہ ہو یا سنت رسول، ان کے ساتھ تعامل میں انسانوں کے تین گروہوں کا قرآن نے بیان کیا ہے

ا۔ اہل ایمان وتسلیم: جو نصوص شریعت اور مراد شرعی ہر دو کو ماننے والے ہیں

Marfat.com

۲۔اہل کفر وعناد: جو شریعت کے نصوص کا اعتراف نہیں کرتے۔

۳۔اہل اقرار والحاد: جو شرعی نصوص کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کی مراد تسلیم نہیں کرتے۔

اولاً: یاد رہے کہ اہل ایمان وتسلیم پہلے انسانی گروہ کی آزمائش ہر دو، دوسرے اور تیسرے گروہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ان کے فتنوں اور کاروائیوں سے اہل کفر کا عناد وکفر بڑھتا ہے تو یقیناً اہل ایمان وتسلیم کا ایمان ودرجات بھی بڑھتے ہیں۔

ثانیاً: یہ بھی یاد رہے کہ اہل انکار کے فتنہ کا سمجھنا قدرے آسان ہوتا ہے کہ ہر عام وخاص ان سے واقفیت حاصل کرسکتا ہے مگر اہل اقرار کا دینی فتنہ ایسا ہوتا ہے جس کا ادراک مزید تامل طلب ہوتا ہے۔انسانیت کی خیر خواہی اور بھلائی کی نیت اور اس عقدے کو کھولنے کی خاطر ہم اپنے قارئین سے مخاطب ہیں۔

یاد رہے کہ اہل انکار تو وہ لوگ ہیں جو اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کا اعتراف ہی نہیں کرتے ،ان کی پہچان اور ان کے فتنے سے آگاہی ہر خاص وعام کیلئے سہل ہے مگر دین اسلام اور مسلمانوں کی آزمائش اس وقت کچھ محنت طلب ہوتی ہے جب ان کے دین کو اہل اقرار کی طرف سے آزمائش پیش آتی ہے۔جب لوگ اسلام کی طرف نسبت کرنے والے بھی ہوں، قرآن وسنت کی مرجعیت کا اقرار کرنے والے بھی ہوں، الفاظ وترتیب اور نصوص کو ماننے والے دین میں فتنوں کا سبب بنیں۔ان کی پہچان۔ان کی طرف سے پیش آمدہ فتنے اور ان سے اسلام اور امت مسلمہ کا تحفظ۔یہ امور خاصے علم وفراست کا تقاضا کرتے ہیں۔

Marfat.com

اسلام پر اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے کہ وہی اس دین کا نازل کرنے والا اور حفاظت کرنے والا ہے ۔اسباب کے طور پر اس نے ہر دور میں امت میں ایسے رجال کار کو پیدا فرمایا کہ وہ اسلام کے خلاف اسلام ہی کے نام پر دین اور امت کیلئے آزمائش کا سبب بننے والوں کو سمجھتے ہیں اور ان کے فتنوں کو آشکارا کرتے ہیں اور ان سے دین حق کا دفاع اور تحفظ کی خاطر جدو جہد کریں۔

شرعی واجب اور مبارک ردّ عمل

یاد رہے کہ ہماری یہ کوشش کسی پر کسی قسم کا حملہ ،ہجوم یا پیشگی اقدام نہیں ہے ۔بلکہ یہ محض دین حق کا دفاع ہے، یہ امت مسلمہ کے شرف کی حمایت اور عقائد حقہ کا تحفظ ہے جو ہمارا شرعی فریضہ ہے اور اہل فتنہ کے عمل پر اہل حق کا ردِ فعل اور ایک مبارک سعی ہے کہ جس سے قبل اہل فتنہ ہی اسلام اور امت مسلمہ اور ان کے مسلمات پر ہجوم اور اقدام کرنے میں پہل کر چکے ہیں جنہوں نے اقرار کے بعد اسلام کے ساتھ غیر شرعی اور ناروا سلوک اختیار کیا۔صدیوں سے ثابت اسلام کے مسلمات پر اشکالات وارد کر کے ان میں تشکیک پیدا کرنے اور ان کی جگہ نئی تحریفات تجدید و تحقیق کے نام پر چسپاں کرنے کی سعی کی اور افسوس کہ ان کی یہ سعی اسلام ہی کی خدمت کے نام سے ہے ،ان کا یہ عمل ایک طرف سے اولی ہجوم اور اقدام ہے تو دوسری طرف انسانیت کے ساتھ دھوکہ دہی بھی ہے جسے الحمدللہ ہم عالمی انصاف پسندوں کے سامنے بخوبی طور پر پیش کرنے اور اس کے احقاق و اثبات کی ہمت و صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔(فالحمدللہ علی ذلک)

Marfat.com

انسانوں کے نصوص شریعت کے بارے میں کردار اور ہمارا موضوع سخن

نصوص شریعت کے بارے انسانوں کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

ا۔ سچے اہل ایمان: جو نصوص شریعت کے الفاظ و معانی ہر دو کو تسلیم کرنے والے ہیں۔

۲۔ پکے اہل کفر: جو نصوص شریعت کو ماننے کی نسبت ہی نہیں رکھتے

۳۔ اقرار کرنے والے اہل الحاد: جو نصوص کو ماننے کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کی مراد کو تسلیم نہیں کرتے۔ اب ہم ہر ایک کے کردار، اس کی پہچان اور شرعی حکم کو بیان کرتے ہیں۔

خوب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہی جو دین کے واضع اور محافظ ہیں۔ خود قرآن حکیم میں ہر قسم کے کردار کو بیان فرمایا ہے۔ پہلے گروہ کے بارے میں الذین آمنوا وعملوا الصالحات فرمایا جس میں سچے اہل ایمان کو متعارف کرایا۔ دوسرے گروہ کے بارے میں الذین کفروا وکذبوا والی آیات میں ان اہل کفر و عناد کا تعارف کرایا۔ یہ دونوں قسمیں اس مبحث میں ہمارا موضع سخن نہیں ہیں۔ ہمارا موضوع تیسرا گروہ ہے، وہ جو اقرار کرنے والے اہل الحاد ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کا تعارف قرآن حکیم میں ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا والی آیت میں ہمیں کرا دیا ہے۔ پھر باری تعالیٰ نے ہر فریق کے انجام، اسکے بارے میں اللہ کی رضا اور ناراضگی کا حکم بھی خود قرآن حکیم ہی میں اپنی نصوص قطعیہ میں ثبت فرما دیا

Marfat.com

ہے۔ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ بقول ''الدین النصیحۃ'' دین نصیحت و بھلائی اور خیر خواہی کا نام ہے۔ہم اس مبارک آیت کی روشنی میں کفر الحاد والوں کی پہچان اور علامات سے آگہی کرائیں۔آخر یہ کون لوگ ہیں جو اسلام کی طرف نسبت بھی کریں،قرآن وسنت کی مرجعیت کا اظہار بھی کریں،پھران کا کونسا وہ عمل ہے جسے اختیار کرنے کی وجہ سے قرآن حکیم ان لوگوں کو رضی اللہ عنہم کی بجائے اللہ تعالی کی ناراضگی اور وعید کا مستحق ٹھہراتا ہے؟۔

اگر ہمارے مخلصین مؤمنین برادران نیز یہی اہل اقرار لوگ اس امر کو اچھی طرح جان لیں اور ہماری نصیحت کو پلے باندھ لیں تو یقیناً اللہ کے غضب سے بچ سکیں گے اوراس کی رحمت عامہ کے یقینی طور پر مستحق بھی ٹھہریں گے پھر وہ ان تمام نعمتوں کے مالک ہوں گے جنکا وارث حق تعالی شانہ اپنی رحمت سے آمنوا وعملوا الصالحات کو بنائیں گےاوران میں سے اولین نعمت اسی دنیامیں صراط مستقیم اور راہِ ہدایت کو پالینا ہے۔بات انتہائی سادہ اور عام فہم ہے کہ حق تعالی شانہ جو دین کے شارع اور نبی علیہ السلام جو مہبط وحی ربانی ہیں۔ان کا فیصلہ ہے کہ ہماری شریعت کی نصوص یعنی کتاب وسنت کے الفاظ کو جس طرح تقدس اور تعظیم حاصل ہےاسی طرح ان نصوص کے ان معانی ومفاہیم کوبھی تقدس حاصل ہے جوان نصوص سے مراد شارع ہیں جنہیں خود شارع نے بیان فرمایا ہے۔لہذا اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ نصوص والفاظ شریعت کے ساتھ ساتھ مراد شارع کوبھی قبول ومنظور کریں۔وہ انہیں مضبوطی سے پکڑیں،ایسانہ ہوکہ الفاظ تو اللہ اور رسول کے ہوں مگران کے معنی ومفہوم غیر اللہ اور غیر رسول سے لئے گئے ہوں۔بس اسی مختصر سی

Marfat.com

حقیقت کے ادراک کو اگر ایمان ویقین کا درجہ دے دیں تو یہی اہل اقرار یقیناً اہل تصدیق اور یہی اہل الحاد پکے اور سچے مؤمنین بن جائیں گے۔ کیونکہ محض زبانی اقرار یا نصوص شریعت کو زبانی ماننے کا اقرار پھر ان کے اندر اپنی مرضی کے معنی ومفہوم ڈالنا یہی وہ بات ہے جو اللہ تعالی کو پسند نہیں بلکہ اللہ کے غضب اور ناراضگی کا باعث ہے۔ اسی بارے میں تو ارشاد ربانی ہے۔ ان الذین یلحدون فی آیاتنا (جولوگ اللہ کی آیات میں الٹا مطلب ڈالتے ہیں) یہی عمل ان کیلئے موجب غضب ربانی ہے۔

سچے اہل ایمان کی مثال۔ صحابہ کرام

مزید وضاحت کیلئے صحابہ کرام کی مثال لیجئے۔ اس باب میں ان کے طریق عمل سے ہمیں راہنمائی ملے گی۔ وہ نصوص شریعت کے اولین قبول کرنے والے ہیں، وہ ان کے نزول کے گواہ بھی ہیں اور ان پر عمل کرنے والے اولین مطیع بھی ہیں۔ ان کے سامنے اللہ کی آیات نازل ہوتیں، ان کے مفہوم ومعنی اور ان پر عمل کا طریقہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سکھاتے، اسی لئے آپ نے انہیں فرمایا کہ تم نماز ادا کرو جیسے میں ادا کرتا ہوں۔ یہ فرمایا: میری طرح، یا یہ فرماتے کہ تم حج کرو جس طرح میں مناسک حج ادا کروں، تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اللہ کی آیات کی عملی تفسیر ہے یا نصوص شرعیہ کے مقرر کردہ مفاہیم ومراد ہیں، پھر صحابہ کرام ان آیات کو انہی مفاہیم ومعانی پر منطبق کرتے جو اللہ کے رسول سے انہیں علمی یا عملی طور پر ملتے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھائے اور سمجھائے یا عمل کر کے

Marfat.com

بتائے۔صحابہ کرام کے اس طریق کار اور اس جیسے ایمان وعمل کے بدلے میں اللہ تعالی نے انہیں رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کا شرف بخشا،ان کا عمل وایمان یہی تھا کہ وہ شرعی نصوص کو ان کے شرعی معنی ومفہوم پر محمول کرتے ،اسی بنا پر قرآن میں اللہ تعالی نے ان کی شان میں فرمایا''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے''۔اور جناب رسول اللہ کی طرف سے بھی انہیں رضا کی شہادت مل گئی اور بعد والوں کو بھی ایمان وعمل میں انہیں کی اتباع کا درس دیا گیا۔والذین اتبعوھم باحسان کا یہی مطلب ہے کہ اللہ صحابہ سے راضی اور ان کی بخوشی اتباع کرنے والوں پر بھی راضی ہے۔

مطیع ومطاع اور مطاع خالص ومطیع خالص

یہاں ایک اہم نقطہ جاننا انتہائی مفید ہوگا کہ اللہ تعالی کی ذات تو ''مُطاعِ خالص'' ہے،وہ کسی کے مطیع نہیں ،اللہ کے رسول اللہ کے مطیع ہیں اور امت کیلئے مُطاع ہیں ۔رہے اصحاب رسول تو وہ ''خالص مطیع ''ہیں جو اطاعت شعاری میں اولین اور اللہ ورسول کی اطاعت کے اعلی ترین مقام پر فائز ہیں ۔وہ امت کے اولین سرخیل رجال کار ہیں جنہیں نصوص شریعت پر عمل کا موقع ذات پیغمبر کی نگرانی میں ملتا ہے۔لہذا پوری امت میں غیر نبوت میں صرف انہیں کا یہ مقام ہے کہ ان کی سنت جناب رسول اللہ کی سنت قرار پائے ۔اور صرف وہی امت میں معیار ایمان ٹھہریں ۔اسی لئے اللہ تعالی نے عمومی امت کو یہی تعلیم دی کہ''اگر تم ان جیسا ایمان لاؤ تو ہدایت پاؤ گے''وگرنہ نہیں۔الغرض نصوص شریعت اور الفاظ کتاب

Marfat.com

وسنت کے تقدس و تعظیم کے ساتھ ساتھ ان کی اللہ اور رسول کی طرف سے مقررہ مراد کا تقدس و تعظیم بھی شرعاً مطلوب ہے۔ صحابہ کرام کا عمل اس پر شاہد ہے کہ وہ وحی مبارک کی کسی نص پر عمل کرنے سے پہلے صاحب وحی سے اس کی مراد اور اس کے معنی ومفہوم کو دریافت فرما کر عمل کرتے یا خود ہی صاحب وحی ان کیلئے مراد شارع کا بیان بھی فرما دیتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: مجھے قرآن بھی دیا گیا (یعنی الفاظ وحی) اور قرآن کا بیان بھی دیا گیا۔ یعنی قرآن اور مراد قرآن وحی اور مراد وحی الفاظ اور ان کے معانی ہر دو چیزیں عطا کی گئیں۔

سچے اہل ایمان کے اسلوب عمل کی امام شافعی کے قول سے وضاحت

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ (جن کا نام نامی قادیانیت کی تیار کردہ فہرست مجددین میں موجود ہے) اس اہم نقطے کی یوں شرح فرماتے ہیں:

کہ ہم اللہ تعالی کی طرف سے آنے والے ہر قول کو اللہ کی
مراد کے مطابق مانتے ہیں اور رسول اللہ کی طرف سے آنے
والے ہر قول کو رسول اللہ کی مراد کے مطابق مانتے ہیں

جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نصوص شریعت یا الفاظ کتاب وسنت پر اللہ ورسول کی طرف سے ان کی متعین مراد کے مطابق ہی انہیں ماننا ایمان ہے، صرف الفاظ کو ماننا اور ان کی شرعی مراد کو نہ ماننا ہرگز ہرگز ایمان نہیں۔ بلکہ آیات اللہ یا احادیث رسول کی اپنی مرضی سے تفسیر و بیان مقرر کرنا اور اللہ اور رسول سے ثابت شدہ اور صحابہ کرام سے جو ثابت ہو مجددین دین کی بیان کردہ ہی تفسیر وتشریح ہو

Marfat.com

جو مسلسل سند سے ثابت شدہ مسلمات میں سے اسے تسلیم کرتا تو سچے اہل ایمان کی پہچان ہے مگران سے انحراف کر کے نئی تحقیقات جو کتاب وسنت کے شرعی مدلولات کے خلاف ہوں، مسلمات امت کے مخالف ہوں، انہیں پیش کرنا، یہی الحاد فی آیات اللہ ہے اور یہی عمل ایسا کرنے والوں کے لئے اللہ کی ناراضگی کا موجب ہے، کیونکہ اللہ تعالی اپنے کلام میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ میں یہ چاہتے ہیں کہ صرف انہی کی مراد پر عمل ہو۔ لہذا بات واضح ہے کہ جنہیں اللہ ورسول کے الفاظ تو منظور ہیں مگر ان کی بتائی ہوئی مراد منظور نہیں اللہ تعالی کو بھی ان کا اقرار واعتراف ہرگز ہرگز منظور نہیں بلکہ یہ اللہ اور رسول اللہ کے ہاں آیات اللہ اور احادیث رسول اللہ کا ہی انکار ہے جس کا نام قرآنی شریعت میں کفرِ الحاد ہے ۔وہ قرآنی آیت جو اس کفرالحاد کو بیان کر رہی ہے اس کا ترجمہ یوں ھے۔

جولوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں (یعنی الٹے
مطلب ڈالتے ہیں) وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔تو
کیا وہ جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت
کے دن امن میں رہے گا۔تم جو چاہے کرو۔اللہ تمہارے
عملوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس کے سادہ ترجمہ سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کے ہاں الفاظ کا صرف اقرار اس وقت تک کوئی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ وہ نامنظور ہے جب تک ان کی اس مراد کو بندہ منظور نہ کرے۔ جو اللہ کی مراد ہے، جو رسول اللہ کی مراد ہے اور جو صحابہ کرام سے لیکر آج تک امت میں مسلسل سند کے ساتھ امت کے ہر طبقہ میں مسلم الثبوت ہے

Marfat.com

۔لہذا پہلا گروہ جو شریعت کے الفاظ ومراد ہر دو کو تسلیم کرنے والا ہے۔ یہ انسانوں کی ایک قسم ٹھہری اور دوسرا گروہ یعنی جو اقرار ہی نہیں کرتے یا الفاظ کا اقرار کرتے ہیں مگر مراد کو تسلیم نہیں کرتے ۔ یہ انسانوں کی دوسری قسم ہے۔قرآن حکیم نے ہر دو قسموں کا بیان اس آیت میں کیا ہے۔اللہ کی ذات وہ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔تم میں ایک گروہ مؤمن ہے اور دوسرا کافر ہے۔قرآن حکیم نے کفر انکار اور الحاد ہر دو کو کفر ہی کی قسم قرار دیا ہے نیز اہل اسلام اور قادیانیت ہر دو کے ہاں بھی کفر انکار اور کفر الحاد ایک ہی کفر ہونے کی حوالہ بھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔

الحاد فی آیات اللہ کی ایک مثال

اس بات کو مثال سے مزید یوں سمجھئے کہ لفظ قرآنی ''خاتم النبیین'' کا ایک معین مفہوم شرعی ہے، جسے لفظ قرآن کی دیگر ایک سو سے زائد آیات میں جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونا ہی مقرر ہے۔ پھر احادیث میں بھی یہی اس کی تفسیر ہے۔خود مرزا غلام احمد قادیانی نے حدیث مبارک (لا نبی بعدی) کو ایسی مشہور حدیث کہا ہے جس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔صحابہ کرام کا پہلا اجماع بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہی ہوا۔اب اگر کوئی فرد یا جماعت آیت خاتم النبیین کو تو مانے مگر اس کے مفہوم شرعی کا انکار کرے تو یہ کفر الحاد ہے۔

ایمان کا مسئلہ نہایت ہی سادہ ہے اور ارکان ایمان بھی سبھی اہل اسلام کو معلوم ہیں۔کفر انکار کا مسئلہ بھی نہایت سادہ ہے۔رہا کفر الحاد تو یہ بھی واضح ہو گیا ہے جس میں کچھ تامل اور تفصیل مطلوب ہے کہ اس میں:

Marfat.com

اولاً: بندوں کو اس ضابطے کا علم ہو کہ شرعی نصوص کے شرعی معنی و مفہوم کو ماننا بھی نصوص کے ماننے کے ساتھ ساتھ ایمان کا بنیادی رکن ہے۔جیسا کہ صحابہ کرام کے عمل سے اور امام شافعی کے قول سے ہم نے اس کی وضاحت کی ہے۔

ثانیاً: وہ نص شرعی کیا ہے جس میں الحاد ہو سکتا ہے؟

ثالثاً: ان نصوص کے شرعی معنی و مفہوم کیا ہیں؟

جیسے کہ لفظ ''خاتم'' کے لغت اور شرع میں معنی صرف اور صرف ''آخر'' ہی ہیں ۔اس کا معنی ''ختم کرنے والا'' بھی ہے۔''افضل'' نہ اس کا لغوی معنی ہے نہ قرآنی استعمال ہے۔مجبوراً کسی عاقل انسان کے قول کو لغو کرنے یا کذب سے بچانے کی خاطر مجازی طور پر لوگ اگر استعمال کرتے ہیں تو یہ اس لفظ کا معنی نہیں بلکہ اس کا مجازی استعمال ہے اس موقع پر۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی لفظ کا مجازی استعمال اس لفظ کا معنی نہیں ہوتا۔شیر کو مجازاً بہادر آدمی کیلئے استعمال کرنے سے شیر کا معنی بہادر نہیں ہو جاتا۔کسی کو خاتم المفسرین کہنے پر اس کی مجازی توجیہ کا سہارا نہ لیں تو عاقل کا قول کذب اور خلاف واقع ٹھہرے گا کیونکہ کسی مخلوق کو تو یہ حق ہی نہیں کہ وہ کسی شخص کو خاتمیت بمعنی آخریت کا لقب دے۔یہ لقب تو صرف اور صرف علام الغیوب کو دینے کا اختیار ہے۔غور کریں قادیانیت کے دجل اور الحاد فی آیت اللہ میں کہ مجازی استعمال کو معنی لفظ قرار دے کر کس طرح انسانیت کو دھوکہ دیا اور لفظ خاتم کے لغوی معنی و شرعی مفہوم کو جو شارع کی طرف سے متعین ہی اسے پس پشت ڈال دیا (العیاذ باللہ)۔

قرآن و سنت کے الفاظ اور ان کے شرعی معنی و مفہوم کو جاننے کا آسان طریقہ

Marfat.com

اور فیصلہ کن اسلوب یہ ہے کہ جب اہل اسلام اور ملت قادیانی ہر دو فریق میں امت کے اندر مجددین کے وجود ہر دو فریق تسلیم کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''ہر صدی میں تجدید دین کی خاطر مجدد آتے رہیں گے'' تو پھر وہ ان پر ہی اعتماد کرلیں ۔مگر مجدد کون ہوگا ۔مجدد کا کام کیا ہے؟ مجددین کے عمل کی وضاحت بھی خوب جان لیں کہ وہ امت کی دین میں یہ رہنمائی کریں گے، انہیں (ما أنا علیہ وأصحابی) یعنی رسول اللہ اور صحابہ کرام کے عقائد و منہج کیطرف لوٹانے کی سعی کریں گے۔

اہل ایمان اور اہل الحاد میں فیصلہ کن طریقہ کار

مجددین کے آنے اور ان کے وظیفہ پر اتفاق کے بعد ہم گذارش کرتے ہیں کہ ایک قادیانی مصنف مولوی خدا بخش نے ہی عسل مصفی نامی کتاب میں امت مسلمہ کے مجددین کی فہرست صدی وار تیار کی ہے۔اسے لے لیں نیز یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کا مصنف ہر روز اپنے مقتدا مرزا غلام احمد کو روزانہ جو تالیف کرتا سناتا اور مرزا صاحب پورے اہتمام سے اسے سنتے ۔گویا مجددین کی یہ فہرست مرزا صاحب کی طرف سے مؤید وموثوق ہے ۔ہم جملہ انسانوں اور مسلمانوں کی عمومی اور قادیانیت کی خصوصی بھلائی کی خاطر انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ تمام شرعی نصوص کو ان کے شرعی معنی ومفہوم کے جاننے کی خاطر ان نصوص میں ان مجددین حضرات کی لکھی گئیں تحریروں کو سامنے رکھ لیں پھر مرزا صاحب کی تجدیدات کا ان سے موازنہ کرلیں ،اگر مرزا صاحب کی تجدیدات ان مجددین کی تحریرات کے خلاف ہیں تو وہ

Marfat.com

یقین کر لیں کہ ان مسلمہ مجددین کا عمل تو یقیناً تجدیدی عمل ہے مگر مرزا صاحب کی تجدیدات تحقیقی عمل نہیں بلکہ تحریفات ہیں جو الحاد فی آیات اللہ کے زمرے میں شمار ہونگی۔

فہرست مجددین

اب مجددین کی وہ فہرست جو قادیانی مصنف کی تیار شدہ اور مرزا غلام احمد کی موثوق شدہ ہے، یوں ہے:

پہلی صدی کے مجددین

ا۔عمر بن عبدالعزیز ۔۲۔سالم ۳۔قاسم ۔۴۔مکحول

دوسری صدی کے مجددین

ا۔امام محمد بن ادریس ابوعبداللہ شافعی ۔۲۔احمد بن محمد بن حنبل شیبانی ۔۳۔یحی بن معین بن عون عطفانی ۔۴۔الشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس ۔۵۔ابوعمرو مالکی مصری ۔۶۔خلیفہ مامون رشید بن ہارون ۔۷۔قاضی حسن بن زیاد حنفی ۔۸۔جنید بن محمد بغدادی ۔۹۔سہل بن ابی سہل بن رنحلہ شافعی ۔۱۰۔بقول امام شعرانی حارث بن اسد محاسبی ابوعبداللہ بغدادی ۔۱۱۔بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابوجعفر حنبلی بغدادی۔

تیسری صدی کے مجددین

ا۔قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی ۔۲۔ابوالحسن اشعری متکلم شافعی ۔۳۔ابو جعفر طحاوی ازدی حنفی ۔۴۔احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن نسائی ۔۵۔خلیفہ مقتدر باللہ

Marfat.com

عباسی۔۶۔حضرت شبلی صوفی۔۷۔عبید اللہ بن حسین۔۸۔ابو الحسن کرخی حنفی۔۹۔امام بقی بن مخلد قرطبی۔

چوتھی صدی کے مجددین

۱۔امام ابوبکر باقلانی۔۲۔خلیفہ قادر باللہ عباسی۔۳۔ابو حامد اسفرائنی۔۴۔حافظ ابو نعیم۔۵۔ابوبکر خوارزمی حنفی۔۶۔ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحکم نیسابوری (بقول شاہ ولی اللہ)۔۷۔امام بیہقی۔۸۔حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب۔۹۔حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی۔۱۰۔ابو اسحاق شیرازی

۱۱۔ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ ومحدث۔

پانچویں صدی کے مجددین

۱۔ محمد بن محمد ابو احمد غزالی۔۲۔حضرت رعوانی حنفی (بقول عینی وکرمانی)۔۳۔خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی اللہ عباسی۔۔۴۔عبداللہ بن محمد انصاری ابو اسماعیل ہروی۔۵۔ابوطاہر سلفی۔۶۔محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی حنفی۔

چھٹی صدی کے مجددین

۱۔محمد بن عمر ابو عبد اللہ فخر الدین رازی۔۲۔علی بن محمد۔۳۔عز الدین بن کثیر۔۴۔امام رافعی شافعی صاحب زبدۃ شرح شفاء۔۵۔یحیی بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی۔۶۔یحی بن شرف بن حسن محی الدین نووی۔۷۔حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔۸۔حضرت عبدالقادر جیلانی۔

Marfat.com

ساتویں صدی کے مجددین

ا۔ احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی ۔۲۔ تقی الدین ابن دقیق العید۔۳۔ شاہ شرف الدین مخدوم بھائی سندی۔۴۔حضرت معین الدین چشتی۔۵۔ حافظ ابن القیم جوزی۔۶۔عبداللہ بن سعد یافعی شافعی۔۷۔قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ دمشقی حنفی

آٹھویں صدی کے مجددین

ا۔حافظ ابن حجر عسقلانی۔۲۔حافظ زین الدین عراقی۔۳۔صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی۔۴۔علامہ ناصرالدین شاذلی۔

نویں صدی کے مجددین

ا۔عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی المعروف جلال الدین سیوطی۔۲۔محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی۔۳۔سید محمد جون۔

دسویں صدی کے مجددین

ا۔ ملاعلی قاری۔۲۔محمد طاہر پٹنی گجراتی محی الدین محی السنۃ۔۳۔حضرت علی بن حسام الدین۔

گیارہویں صدی کے مجددین

ا۔عالمگیر بادشاہ غازی اورنگزیب۔۲۔حضرت آدم بنوری۔۳۔شیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروق سرہندی المعروف مجدد الف ثانی

Marfat.com

بارہویں صدی کے مجددین

۱۔محمد بن عبدالوہاب نجدی۔۲۔مرزا مظہر جان جاناں دہلوی۔۳۔سید عبد القادر بن احمد بن عبد القادر حسنی کوکیانی۔۴۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔۵۔امام شوکانی۔۶۔علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمنی۔۷۔محمد حیات بن ملا ملازیہ سندھی مدنی

تیرہویں صدی کے مجددین

۱۔سید احمد بریلوی۔۲۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔۳۔مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی۔۴۔شاہ رفیع الدین (بعض کے نزدیک)۔۵۔شاہ عبدالقادر (بعض کے نزدیک)۔

مجدد، مجدد ہے نبی ہرگز نہیں

عوام کی رہنمائی کی خاطر ہم ان مجددین کے تجدیدی کارناموں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ہمارا ایمان ہے کہ یہ مجددین حضرات انبیاء نہیں تھے،نہ ہی کوئی مجدِّد نبی ہوتا ہے نہ آئندہ ہوگا۔نہ محدَّث نبی ہوتا ہے نہ آئندہ ہوگا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا کہ انبیاء کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ہاں البتہ امت میں مجدد ومحدث آتے رہیں گے۔

صحابہ کرام امت کا اعلی ترین طبقہ ہے اور خلفائے راشدین صحابہ کا اعلی ترین طبقہ۔ان میں سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ محدّث تو بنے مگر نبوت کے درجہ تک نہ پہنچے تو بعد میں آنے والا کیسے درجۂ نبوت پا سکتا ہے؟ محدّث بھی نصوص

Marfat.com

شریعت کو شارع کے خلاف پر محمول نہیں کرتا نہ ہی مجدد ایسا کرتا ہے۔مجدد کی یہ سعی ضرور ہوتی ہے کہ امت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کے طریقہ پر لانے اور ڈالنے کی محنت کرے۔

مجددین اسلام کے تجدیدی عمل کی مثالیں

مثال کے طور پر ہم پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔جب مسلمانوں میں اصحاب رسول اللہ اور آل رسول کے بارے کچھ انحراف ہوا کہ لوگ ان کی محبت و تعظیم یا ذکر اصحاب و آل رسول میں افراط وتفریط کا شکار ہونے لگے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے امت کے خطباء کو منبروں پر اصحاب و آل رسول کی عظمت کو پابندی سے بیان کرنے پر مامور کیا یہاں تک کہ معاملہ کی اصلاح فرمادی۔نیز حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلافت راشدہ کی طرف اپنے نظام حکومت کو لوٹانے کی سعی فرمائی۔یہی ان کا تجدیدی کارنامہ ہے۔انہوں نے اسلامی مسلمات میں نئی تحریفات پیش نہیں کیں۔

اسی طرح دوسری مثال ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے جب برصغیر میں بدعت کی اشاعت دیکھی تو انہوں نے پوری عزیمت سے عوام وخواص میں سنت کی عظمت اور سنت سے محبت پیدا کرنے اور بدعات سے نفرت دلانے کیلئے کامیاب ترین سعی فرمائی۔

اسی طرح شیخ محمد عبدالوہاب کی جزیرۂ عرب میں جدوجہد کو دیکھیں۔انہوں نے بھی احیائے سنت اور عقائد اہل سنت کے افصاح واظہار اور تبیین کیلئے سعی

Marfat.com

فرمائی۔

کسی بھی دور کے کسی مجدد نے قرآن وسنت کے مقررہ مفاہیم ومراداور امت مسلمہ کے مسلمات میں تحقیق وتجدید کے نام سے تحریف کا ارتکاب نہیں کیا جبکہ قادیانی مجدد مرزا غلام احمد کا تجدیدی کارنامہ صرف اور صرف مسلمات اسلامیہ میں تبدیلی اور تحریف کے گرد گھومتا ہے۔

مرزا غلام احمد کی تجدیدی یا تحریفی عمل کی مثال

اب ہم مرزا غلام احمد یا قادیانیت کی تجدید کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جملہ اہل ایمان جو ضروریات دین اور ارکان ایمان کو مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں۔کوئی مسلمان چاہے کتنا ہی گناہگار ہو اسے دائرہ اسلام سے خارج کرنا خلاف اسلام عمل اور مسلمات اسلامیہ کے منافی ہے۔کیونکہ اہل ایمان کا کام ایمانی دولت کو انسانوں میں تقسیم کرنا ہے، اہل اسلام کو کافر بنانا نہیں ہے نہ جملہ انسانوں میں اسلام سے نفرت پیدا کرنا ہے۔اسلام نے تو الفت ومحبت سے اپنی تعلیمات کو پھیلانے کا حکم دیا ہے۔حکمت سے اپنی دعوت کو پیش کرنے کو اہل علم کا لازمی فریضہ قرار دیا۔کسی مجدد کا انکار امت مسلمہ کے ہاں کفر نہیں۔مجدد کے منکرین کی تکفیر مسلمات اسلامیہ اور اجماع امت کے خلاف عمل ہے پھر جب مجدد بھی ایسا ہو جو اس امت کے مجددین کے طریقے پر ہی نہ ہو، نہ وہ علمی، اصلاحی اور فہم دین میں اپنا وہ مقام رکھتا ہو ۔جو تجدید کا تقاضا ہے وہ امت کے معروف مجددین کے تجدیدی عمل کے برخلاف امت کی دین میں اصلاح کے بجائے انہیں اپنی غیر شرعی

Marfat.com

تاویلات کے ذریعہ الحادفی آیات اللہ کے راستہ پر ڈالنے والا ہو۔ایسا شخص تو خود محرف ہوتا ہے تو وہ خود مجددین کی صف سے ہی خارج ہوتا ہے۔پھر اس پر مستزاد یہ کہ اسکا ماننا ایمان اور اس کا انکار کفر قرار دیا جائے؟ جیسا کہ قادیانیت کا ایمان ہے یہ تحریف کی کھلی مثال ہے۔

مرزا غلام احمد اور قادیانیت کا تجدیدی کارنامہ اہل ایمان کی تکفیر اور اس کی مثالیں

ہماری نظر میں قادیانیت کا اصول دین سے اولین انحراف یا الحاد فی آیات اللہ کی کھلی مثال ان کی اہل ایمان کی اندھا دھند وہ تکفیر ہے جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی ۔کسی اسلامی مجدد نے کسی مسلمان کی بغیر وجوہ کفر کے کبھی تکفیر نہیں کی مگر قادیانیت اور اس کے بانی کے ہاں تو معاملہ الٹ اور عجیب وغریب ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

مرزا غلام احمد رقمطراز ہے:

خدا تعالی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو
میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ
مسلمان نہیں۔

تذکرہ مجموعہ الہامیہ ص ۶۰۰

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

ہر ایسا شخص جو موسی کو تو مانتا ہے مگر عیسی کو نہیں مانتا یا عیسی کو

Marfat.com

مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

کلمۃ الفصل ص ۱۱۰

مرزا بشیر احمد مزید لکھتا ہے

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں

آئینہ صداقت ص ۳۵۔ در خزائن روحانیہ ۱۸

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے

جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

مرزا غلام احمد اپنے عربی منظوم میں لکھتا ہے

ان العدا صاروا خنازیر الفلا

و نساؤھم من دونھن الأکلب

میرے دشمن جنگلوں کے خنزیر جبکہ ان کی عورتیں کتیا ہیں

نجم الہدیٰ ص ۵۳

مرزا غلام احمد کے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

اب یہ معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح

Marfat.com

موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے

الگ کوئی چیز نہیں بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر

نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس

طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر

دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی

روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

ریویو آف ریلیجنز ص ۱۴۷

مزید اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے

گیارہواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر

حضرت مسیح موعود اپنے منکروں کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپ

نے ان سے وہ سلوک روا کیا جو کافروں سے جائز نہیں تو

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض کی ناواقفیت

پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود

نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے

جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا اگر یہ کہو کہ غیر

احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

حدیث میں ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود

تک کے سلام کا جواب دیا۔

Marfat.com

ہمارا شرعی واجب

چونکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام خاتم النبیین ہیں ۔وہ رحمت للعالمین ہیں ۔انہوں نے ہمیں تعلیم دی کہ ہمارا دین سراسر بھلائی اور خیر خواہی ہے ۔عمومی انسانیت کو ہر کفر اور الحاد سے بچانا امت محمدیہ کا شرعی واجب ہے۔جس ذات گرامی کی لائی ہوئی دعوت کو ہمیں عام کرنا ہے جس کے اعزاز ختم نبوت کے صدقے ہمیں دعوت کی عظیم ذمہ داری سپرد کی گئی ہے۔اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے قلوب میں کسی انسان کی عداوت نہ ہو، کسی کی کدورت نہ ہو، ہر ایک کیلئے محبت ، ہر ایک کیلئے اخلاص، ہر ایک کے نصیحت و بھلائی کا جذبہ۔ یہ ہمارا کردار خود ہمارے دیندار ہونے کی علامت بھی ہوگا۔

اسی جذبے کے پیش نظر ہم قادیانی حضرات سے ادب سے عرض کرتے ہیں کہ تجدید اور تحریف میں کھلا فرق ہے۔مجدد کے عمل اور کردار اور اہداف سب پر عیاں ہوتے ہیں؟ شریعت کی نصوص پر ایمان مطلوب، نیز نصوص قرآن وسنت کو ان کے ان معنی و مفہوم شرعی کے ساتھ لینا ہی ایمان ہے ، جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی مراد ہے، یہی بھی ہم سب کا شرعی واجب ہے۔یہی ہم سے مطلوب ہے۔یہی صحابہ کرام کی سنت اور طریقہ ہے۔یہی مجددین امت کی تعلیمات ہیں۔

لہذا جس طرح اللہ تعالی نے محض اپنے فضل وکرم سے کفر عناد سے نکالا اللہ کی آیات میں الحاد سے بھی براءت کا اظہار کریں اور قرآن وسنت کے الفاظ کو ان کے معنی و مفہوم اور مراد کے ساتھ ہی تسلیم کریں کیونکہ نص شرعی اور مراد شرعی ہر دو کو

Marfat.com

تسلیم کرنا ہی اہل ایمان سے مطلوب ہے۔

Marfat.com

خلاصۂ مبحث

اس مبحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات میں پیش خدمت ہے:

۱۔اسلام کا واضع اور اس کا محافظ اللہ تعالی ہے۔

۲۔شرعی نصوص کے ساتھ تعامل میں انسانوں کی تین اقسام: اہل ایمان وتسلیم ،اہل کفر وعناد ،اہل اقرار والحاد، ہر ایک کی پہچان اور شرعی حکم۔

۳۔ نصوص شریعت اور مفاہیم شریعت دونوں میں صحابہ کرام کی علمی وعملی مثال۔

۴۔سچے اہل ایمان کون؟ امام شافعی کا قول۔

۵۔الحاد فی آیات اللہ کی مثال۔

۶۔مجددین اور دین کی تجدید اور اصلاح امت میں انکا کردار۔

۷۔اہل ایمان اور اہل الحاد میں حد فاصل یا فیصلہ کن طریقہ کار

۸۔مجددین کے نام صدی وار

۹۔مجدد نبی نہیں ہوسکتا۔

۱۰۔مجددین کے تجدیدی کارناموں کی مثالیں

۱۱۔قادیانیت کا سب سے بڑا تجدیدی کارنامہ، اہل ایمان کی تکفیر۔

۱۲۔ہمارا شرعی واجب۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ حق تعالی شانہ امت اجابت کو حق پر استقامت عطا فرمائے اور دین اسلام کو کفر عناد اور کفر الحاد کے فتنوں سے محفوظ فرمادیں۔اہل حق کو حق کے تحفظ کی توفیق مرحمت فرمادیں۔آمین

Marfat.com

نمبر 3۔ از سلسلۂ "دین بھلائی ہے"

ایک غیر شرعی غیر سماوی نظریہ

جسے دنیا کے مہذب انسان بھی تسلیم نہیں کرتے

نظریۂ (بروز، ظل، مثیل)

اس کے اسلام اور دیگر ادیان پر خطرناک منفی اثرات

Marfat.com

نقطہء آغاز

ان سطور میں ہم ایک نقطۂ نظر کی وضاحت کریں گے، ہم اس کے موجد، اس کی خاطر منصوبہ بندی کرنے والے، اسے رواج دینے والے پھر اس کے خطرناک اثرات کی طرف اشارہ کریں گے۔

یہ نقطۂ نظر ایسا عجیب وغریب ہے کہ کسی آسمانی دین میں اس کا وجود نہیں، نہ ہی کوئی مہذب انسانی معاشرہ اس سے واقف ہے۔نہ کسی معقول انسان کے حاشیہ خیال میں اس کا تصور ہی ممکن ہے۔تمام ادیان سماویہ چاہے وہ یہودیت ہو یا نصرانیت یا اسلام، کسی بھی دین میں اس نقطۂ نظر کے پیروکار نہیں۔توریت، انجیل اور قرآن میں کہیں اس نقطۂ نظر کی کوئی مثال ونظیر نہیں ملتی۔سنت نبویہ میں بھی اس لفظ کا اور نہ ہی اس کے ہم مثل کلمہ کا کہیں ڈھونڈے سے وجود ملتا ہے۔

نظریہ بروز وظل اور مثیل

یہ نظریہ بروز وظل اور مثیل ہے۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی شریعت کا اہم اساسی نقطہ اور قادیانیت کی جملہ تعلیمات کی بنیاد ہے۔

عجیب امر یہ ہے کہ اس نقطہء نظر کو اسلام اور قرآن کے نام پر پیش کیا گیا ہے ۔اس کے رواج دینے کیلئے ''بعثت نبوت'' جیسے مقدس مقام ومنصب کے نام کو استعمال میں لایا گیا اور اس کی نسبت اللہ تعالی جل شانہ کے مبارک نام کی طرف کی گئی ہے اور افضل البشر سید الرسل حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شخصیت کے ساتھ اسے جوڑا گیا ہے۔اور یہ تمام عمل ایک عام غیر معصوم شخص کو جس

Marfat.com

کی سیرت معروف ہے، عصمت کے عالی مقام تک لیجانے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت خاتم النبیین ﷺ کے ہم پلہ بنانے کی خاطر کیا گیا تا کہ اس کے بعد جب بروز کو اپنے اصل پر فوقیت وقوت اور ظلی نبوت میں حقیقی نبوت سے بڑھکر روحانیت کا اعلان کیا جائے تو پھر ضعیف وکمزور اور ماضی کی شخصیت کے بجائے موجودہ اور اقوی شخصیت کو پیشوا کے طور اختیار کرنے اور اسی کی تعلیمات کو مرجعیت کا درجہ دینے کی راہ ہموار کی جائے۔

آج قادیانیت کے ذرائع ابلاغ عامہ حضرت خاتم النبیین ﷺ اور ان کی قدیم تعلیمات کی جگہ اپنے مجدد اور اس کی تجدیدات کارات دن پرچار کررہے ہیں جس کا مشاہدہ M T A پر بآسانی کیا جاسکتا ہے۔

کسی مہذب معاشرے میں اس نظریہ کا وجود ہے؟

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی مہذب معاشرے میں اس کے کسی عظیم رہنما کے دنیا سے چلے جانے کے بعد کسی دیگر شخصیت کی صورت میں اس کے ظہور کا کوئی تصور موجود نہیں کیونکہ اولاً تو دو ایک نہیں ہوتے۔ پھر موت کے واقع ہونے کے بعد اس دنیا سے موت کے واقع ہو جانے کے بعد جانے والا دوسری بار ظاہر نہیں ہوتا۔ اس بات پر پوری دنیا کا اجماع ہے اور سب کا مشاہدہ بھی ہے قرآنی تعلیمات اس پر شاہد ہیں کہ اس دار دنیا سے موت کے بعد کوچ کر جانے والا صرف آخرت ہی میں مبعوث ہوگا، کسی شخص کی بعثت ثانیہ کا قرآن میں ہرگز کوئی تصور نہیں ہے۔

Marfat.com

بعثت نبوی کی مدت۔آغاز وانتہاء

نبی کریم ﷺ کی بعثت بطور خاتم النبیین ہوئی ہے،ان کی نبوت کا زمانہ قیامت تک کیلئے مقرر کیا گیا ہے،ان کی رسالت ودعوت عہد بعثت کے اول انسان سے لیکر آخری فرد تک کو شامل ہے۔قرآن نے اس حقیقت کا صراحت سے اعلان کیا ہے کہ آپ ہی ''اولین'' کیلئے مبعوث ہوئے اور'' آخرین'' کیلئے مسلسل اور منقطع نہ ہونے والی بعثت ہے۔مگر مرزا غلام احمد نے آپ کی اس مسلسل بعثت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تا کہ امت مسلمہ کی تقسیم ہو سکے،پھر خود کو نبی کریم علیہ السلام سے علیحدہ نہ ہونے کی انتھک سعی کی اور بار بار کہا کہ میں وہی ہوں،میرے اور اس میں ثنائیت نہیں،میرا وجود اس کا وجود ہے،اس کی نبوت کا عکس مجھ پر پڑا اور میں ظلی نبی ہوا،اور یہاں تک دعوی کر ڈالا کہ آپ ﷺ کا بروز میری (یعنی مرزا غلام احمد) کی صورت میں ظاہر ہوا اور یہ بروز پہلی بعثت سے روحانیت میں بڑھکر ،مکمل، بھرپور اور اتم ظہور ہے(معاذ اللہ) یہی عقیدۂ بروز ہے ۔

نظریۂ بروز سے غرض

اس طرح ان کی کوشش رہی کہ وہ دو کو ایک ثابت کریں تا کہ عقیدۂ ختم نبوت بھی نہ ٹوٹنے پائے اور ان کی اپنی نبوت وشریعت اور خود ساختہ تجدیدات بھی جاری اور ساری رہیں۔

اسی غرض کیلئے نظریۂ بروز وظل کی اصطلاح مرزا غلام احمد کی زبان پر لائی گئی ،پھر اسے قادیانی ادب میں دین کا اساسی نظریہ شمار کیا گیا۔اس نظریہ کی ضرورت

Marfat.com

اس لیۓ پیش آئی کہ جناب خاتم النبیین ﷺ کی نبوت تا قیامت کی نص قطعی قرآن میں موجود ہے پھر مشہور حدیث (لا نبی بعدی) بھی نا قابل رد ہے (بقول مرزا غلام احمد اس کی شہرت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا)۔ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں ایک سو سے زائد دیگر قرآنی آیات وارد ہیں۔ آپ کا لایا ہوا دین، دین کامل ہے، اس کا اعلان بھی قرآن میں ہو چکا، آپ کی دعوت و رسالت، دعوت و رسالتِ عامہ ہے جو پوری انسانیت کیلیۓ ہے، آپ کی نبوت خاتمہ قیامت تک کے تمام زمانوں کو محیط ہے۔ دو سو سے زائد احادیث و آثار ختم نبوت کے مفہوم کو واضح طور پر متعین کررہے ہیں کہ آپ کے بعد کسی کی نبوت نہیں چلے گی۔ امت کے جملہ طبقات، صحابہ کرام ہوں یا تابعین، ائمہ مجتہدین ہوں یا ائمہ حدیث و تفسیر ہر دور میں امت مسلمہ کے جملہ افراد خاتم النبیین کے مانے بغیر کسی شخص کی کوئی بات دین و اسلام کے نام پر سننے کو تیار نہیں۔ اسی لیۓ مرزا غلام احمد کی زبان پر ایسا لفظ ڈالا گیا جو اپنے اندر بہت سے سوالات کے جوابات اور وارد اشکالات کا بظاہر حل رکھتا ہو کہ کیسے۔

☆ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کی جرأت؟

☆ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابل میں نبوت کا اجراء؟

☆ جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ شریعت کا پیش کرنا؟

☆ امت کا محبت رسول ﷺ میں حد درجہ حساس ہونا، پھر کسی دیگر ادعاء نبوت؟

☆ شخصیت رسول اکرم کے ساتھ برابری اور افضلیت کے تصور کا ناممکن القبول ہونا؟

Marfat.com

☆ عیسائیت کے ہاں حضرت عیسی علیہ السلام کے مقام کے سامنے دیگر کے مقام کا تصور؟

☆ عیسائیوں اور مسلمانوں کے ہاں حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع وحیات کے عقیدہ کا وجود؟۔ قبل از قیامت ان کا نزول ہونا؟۔

مجمع علیہ اور قطعی الثبوت امور جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ سے واضح طور پر ثابت شدہ ہے، ان کے ہوتے ہوئے صرف اور صرف نظریہ بروز و ظل یا مثیل ہی کارگر ہوسکتا تھا۔

مرزا صاحب یا ان کے نگران شخصیات و اداروں کے اذہان وافکار نے اولین طور پر اس نظریہ کے رواج دینے کیلئے ایسی مناسب وموزوں شخصیت کو تلاش کیا جسے عوام میں اصلاحی خدمات کے طور پر متعارف کردیا جائے پھر اسے بروز وظل اور مثیل کے دعوں کیلئے کھڑا کر کے مطلوبہ ومذکورہ اہداف ومقاصد کی تکمیل کی جائے ۔ یہاں تک تو مسلمانوں اور عیسائیوں کے بروز ومثیل کارگر ثابت ہوسکتے تھے۔

رہی یہودیت تو اس کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جو کچھ یہودیوں نے حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کا طاہرہ ومطہرہ مریم صدیقہ کے بارے کہا مرزا صاحب نے اکیلے ہی وہ سب کچھ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کہہ دیا اور ان کیلئے تسلی بخش موقف وموقع فراہم کردیا۔

نظریۂ بروز اختیار کرنے میں راز

آخر مرزا غلام احمد یا ان کے نگرانوں کے ہاں نظریۂ بروز اختیار کرنے ہی

Marfat.com

میں کیا راز تھا؟ اس کی طرف ہم نے اجمالاً اشارہ تو کر دیا ہے۔ مزید تفصیل کے طور پر عرض ہے کہ مسلمانوں کے ہاں باری تعالیٰ شانہ کی ذات گرامی کے بعد جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا وہ مقام عالی ہے جن کے ذات کی حرمت کی خاطر وہ اپنا سب کچھ قربان کر سکتے ہیں، مسلمان اعلیٰ درجے کا متقی اور صالح ہو یا عملی طور پر کوتاہ اور گنہگار ہو۔ مسلمانوں کیلئے آپ کی شان مقدس ہی وہ سرخ فیتہ ہے جسے وہ کسی حال میں بھی کسی کو کراس کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ان کی جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے وابستگی اور محبت ان سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ ان کے ذات عالی ہی کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ سمجھیں پھر وہ ان کے اعزاز خاص ختم نبوت پر ذرہ برابر آنچ نہ آنے دیں۔ وہ ان کی تعلیمات کے مقابلے میں ہرگز ہرگز کسی کی تجدیدات وتحقیقات کو کوئی حیثیت نہ دیں، جناب خاتم النبیین ﷺ کا پیش کردہ اسلام چاہے اسے لوگ کچھ کہیں، اور قادیانیت اسے تقلیدی اسلام کا نام دے، صرف وہی مسلمانوں کیلئے باعث فخر دین اور قابل عمل شریعت ہے۔ ان کی ذات، ان کے منصب، ان کی تعلیمات سے ہٹ کر کسی کی ذات، اور کسی دیگر کی تعلیمات کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟۔ لہذا مرزا صاحب کا بروز کا نظریہ ہی وہ راستہ تھا جسے اپنا کر اور جسے شہرت دیکر ہی وہ اپنی ذات کو اپنے دعوؤں کو اور اپنی تجدیدات کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ جوڑ سکتے تھے۔ اور اسی لئے انہوں نے ایسا کہا کہ میرے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان دوئیت نہیں، میرا وجود انہی کا وجود ہے۔ میری ہر عظمت وشان انہی کی عظمت وشان ہے۔

پھر مرزا غلام احمد نے بڑی جسارت سے ان تمام آیات قرآنیہ کو خود پر چسپاں

Marfat.com

کرنا شروع کر دیا جو آنحضرت ﷺ کی شان میں نازل ہوئیں تھیں۔اور جو فضائل وبشارت آپ کے صحابہ کرام کے بارے میں وارد ہوئے۔انہیں اپنے ساتھیوں کیلئے استعمال کیا اور وہ تمام القابات اسلامیہ جو صحابہ کرام کیلئے تھے اپنے رفقاء کیلئے مختص کرلیا، قادیانیت بڑی جسارت سے مرزا غلام احمد کیلئے ''علیہ السلام'' اس کی بیوی کیلئے ''ام المؤمنین'' اور اس کے رفقاء ''رضی اللہ عنہ'' کے القاب استعمال میں لاتے ہیں۔قادیانیت آج اپنے ذرائع ابلاغ پر انہی القابات کو اپنے قادیانی زعماء کیلئے بلا جھجک استعمال کر رہی ہے۔

یہ نظریہ بروز ہی کا نتیجہ اور منفی اثر ہے کہ ایک طرف تو جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو (معاذ اللہ) ان کے مقام عالی سے نیچے اتارنے کی مذموم سعی لاحاصل کی گئی اور دوسری طرف مرزا غلام احمد کی شخصیت کو آنحضرت ﷺ کے بلند مرتبہ اور ان کے مکان رفیع تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

ہر دو کے حوالے سے ہم اپنے مقالہ ''تجدیدات مرزا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی'' میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں اور بعض کی طرف یہاں بھی اشارہ کریں گے۔مگر اس سے قبل ہم کچھ ضروری امور کا ذکر کرتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

اولاً: جملہ اہل اسلام کے علم میں ہونا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے جناب نبی کریم ﷺ کیلئے صرف ایک ہی ''بعثت'' کا اختیار فرمایا ہے دو بعثتوں کا نہیں، اور یہ ایسی بعثت عامہ ہے جو اولین وآخرین سب کو شامل تھی، شامل ہے اور شامل رہے گی، جس میں کسی دیگر کی بطور بروز آنے کی ضرورت ہرگز نہ تھی، نہ ہے، نہ ہوگی۔اسی

Marfat.com

لئے تو اللہ تعالی نے اور نہ نبی کریم ﷺ نے کہیں کسی مقام پر دو بعثوں کا ذکر نہیں فرمایا۔ نہ ایسا کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ کی بعثوں میں سے پہلی حقیقی اور دوسری بروزی ہوگی اور وہ بھی مرزا صاحب کی صورت میں ہوگی، نہ کوئی آیت قرآنی ہے نہ کوئی حدیث نبوی جو اشارہ یا کنایہ یا صراحت آنحضرت ﷺ کی دو بعثوں کیلئے نازل ہوئی۔ اتنا اہم شرعی مسئلہ معاذ اللہ، اللہ تعالی سے قرآن کریم میں اور نبی کریم ﷺ سے آپ کی سنت مطہرہ میں بیان کئے بغیر کیسے چھوٹ گیا؟

ثانیاً: یہ امر بھی نہ بھولئے کہ مرزا غلام احمد اور قادیانیت کے نزدیک پہلی بعثت میں آنحضرت ﷺ وظیفۂ نبوت بھی مکمل نہ فرما سکے تھے جو کہ مرزا نے آکر پورا کیا (العیاذ باللہ)۔

ثالثاً: مرزا کے نزدیک دوسری بعثت میں جناب نبی کریم ﷺ کی روحانیت زیادہ زوردار، زیادہ کمال والی اور زیادہ تام تھی (معاذ اللہ)۔

رابعاً: قادیانیت کے نزدیک مرزا صاحب کا ظلی نبی ہونا ان کیلئے بذات خود کوئی کمی بھی نہیں تھا بلکہ بقول مرزا محمود وہ تو نبی کریم سے قدم ملائے ان کے پہلو میں کھڑے تھے۔

غور کیجئے کہ نظریۂ بروز کے ذریعہ کس قدر چالاکی سے مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو مقام عالی تک بھی پہنچا دیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا رہا کہ میرے ان دعووں سے مہر ختم نبوت اس لئے نہیں ٹوٹی کہ میں کونسا علیحدہ انسان ہوں جس نے نبوت کا دعوی کیا؟ اور جو آپ کی ذات سے علیحدہ ہو؟۔ کس قدر خلط ہے؟

Marfat.com

نظریۂ بروز کیلئے منصوبہ بندی

نظریۂ بروز کیلئے ایک پیشگی پلاننگ تھی اور ایک مستقبلی منصوبہ بندی۔ پیشگی میں تو اس نظریہ کیلئے مناسب شخصیت کا انتخاب کرنا تھا اور مستقبلی میں اس کی ترویج واشاعت کی سعی تھی۔ جب مناسب شخص مل گیا تو ضروری تھا کہ اس شخصیت کی رفعت کیلئے اسکی سیرت کی طہارت کا بھی بندوبست ہو۔ اس کیلئے سیرت مرزا کی طہارت کیلئے اس وقت بھی بندوبست کیا گیا اور آج بھی قادیانیت کے ابلاغ عامہ کے ذرائع کا مشاہدہ کر لیجئے کہ وہ کس امر میں مشغول ہیں۔ رات دن، موضوع سخن قرآن کی تفسیر ہو یا حدیث کی تشریح ہو یا موضوع سخن عقیدہ ہو یا عبادات ومعاملات یا اخلاق وسیرت کے پروگرام، مردوں کیلئے ہوں یا عورتوں کیلئے، بڑوں کی خاطر محفل جمے یا بچوں کی خاطر، ہر موقع اور محل ومحفل میں صرف اور صرف مرزا غلام احمد کی شخصیت اور اس کی تجدیدات ہی رہ گئی ہیں۔ ان کے ہاں مھبط قرآن اور ناطق سنت کی ذات گرامی نیز اصحاب رسول، امت کے مفسرین ومحدثین، اسلامی فقہ وفقہاء یہ سب قادیانیت کیلئے قصۂ پارینہ ہو چکے ہیں۔ وہ کھلے طور پر تقلیدی اسلام، تقلیدی فقہ، تقلیدی تفسیر، تقلیدی مفسرین، کہہ کر حقیقی اسلام، سچے دین، امت کے مفسرین ومحدثین اور فقہاء کو بنظر اعتناء لاتے ہی نہیں۔ قادیانیت کا یہ طرز عمل صرف اور صرف ''نظریۂ بروز'' ہی کا کرشمہ ہے کیونکہ جب اصل سے بروز روحانیت میں اکمل اور اتم اور اشد ہے تو پھر بجائے اصل کے اس بروز ہی سے قوت اور روحانی کمال کیوں حاصل نہ کیا جائے؟۔ پھر ضعیف سے ضعف لینے اور قدیم سے پرانا لینے کی

Marfat.com

جدید دور میں کیا ضرورت ہے؟۔ یہ قادیانی روش نظریہ بروز کا منفی اثر ہے جس کے نتیجہ میں قادیانیت کے ہاں نبی کریم ﷺ کی شخصیت مقدسہ کی جگہ مرزا صاحب نے لے لی اور آپ کی تعلیمات کی جگہ تجدیدات مرزا نے لے لی اور یہی غرض تھی اس نظریہ کے ایجاد کی۔

دوسری طرف الحمدللہ اہل اسلام ہیں کہ امت مسلمہ کی ہر محفل و مجلس میں، ان کے ہر گھر اور محلّہ میں، ان کی ہر بستی اور گلی کوچہ میں الغرض مسلمانوں کی زندگی سے وابستہ کوئی محفل و موقع اور محل ایسا نہیں کہ جناب خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طاہرہ ومطہرہ کے کسی نہ کسی پہلو سے وہ معطر و منور نہ ہو رہا ہو۔

الغرض امت مسلمہ کی زندگی میں جو مقام حضرت خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طاہرہ ومطہرہ کا ہے قادیانیت کی زندگی میں وہی حال مرزا غلام احمد کی سیرت کا ہے
۔

قادیانی ادب کا مطالعہ کریں یا قادیانی ٹی وی کا مشاہدہ جس شخصیت کو مقام مرجعیت حاصل ہے وہ ظل و بروز کی ہے اور یہ کیوں نہ ہو کہ بقول مرزا محمود کے ظل یعنی (مرزا قادیانی) کی احادیث براہ راست ان تک پہنچی ہیں جبکہ اصل (جناب محمد رسول اللہ) اور ان کے بیچ بہت سے راوی حائل ہیں نیز بروز قوت و رحانیت میں اصل سے بہت زیادہ زوردار ہے۔ وہ اصل سے اتم بھی ہے، وہ اصل سے اکمل بھی ہے۔ بلکہ قادیانیت کے نزدیک بروز تو مانند بدر تام کے ہے اور اصل مانند ہلال ہے۔ نیز بدر جو چودھویں کے چاند کا نام ہے وہ مرزا صاحب ہیں جو چودھویں رات کی نسبت سے چودھویں صدی میں آئے ہیں (یہی وہ امور ہیں جن کا

Marfat.com

ذکر حمامۃ البشری میں مرزا غلام احمد نے کیا ہے) اور قادیانی امت کا اس پر ایمان ہے، افسوس کہ لوگ بروز کے خطرناک نتائج سے آگاہ ہی نہیں ہوئے نہ قادیانیت کے اس بنیادی نظریہ کی خطرناکیوں کو جان سکے۔ اگر قادیانی حضرات خود اس بروز کے غیر شرعی ہونے کو جان لیں تو اللہ کے فضل و کرم سے سبیل ہدی کو پالیں بلکہ ان کیلئے اسے اختیار کرنا نہایت ہی آسان ہو جائے۔

نظریۂ بروز نے ہی انسانوں کے معتد بہ افراد (ابنائے ملت قادیانیت) کو حقیقی نبی سے بروزی نبی کی طرف متوجہ کر دیا، وہ انہیں نبی کے اصل سے اس کے سائے کی طرف لے گیا۔ وہ انہیں (ابنائے ملت قادیانیت کو) جناب خاتم النبیین ﷺ سے مرزا غلام احمد کی طرف لے گیا۔ یہ ساری کارستانی صرف اور صرف بروز ہی کی کاروائی ہے۔ افسوس کہ لوگ (الا ماشاء اللہ) اس کے خطرناک اثرات سے آگاہ نہ ہو سکے۔ وہ اصل اور بنیاد کی بجائے برگ و بار ہی میں الجھ گئے۔ دعا ہے کہ حق تعالی شانہ اس بروز کی حقیقت کو ملت قادیانیت پر کھول دیں۔

قادیانیت کی جملہ تاویلات صرف اور صرف نظریۂ بروز کی مرہون منت ہیں جس کی اسلام یا کسی دیگر آسمانی دین میں کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔

اہم نکتہ

یاد رہے کہ توفی عیسی علیہ السلام میں مرزا غلام احمد مصر ہیں کہ وہ مر چکے ہیں ،لہذا دوبارہ نہیں آسکتے۔

ہم کہتے ہیں کہ ان کی توفی ان کی اجل سے پہلے ہوئی ،لہذا ان کا دوبارہ آنا

Marfat.com

یقینی ہے۔ہاں اگر عمر پورا ہونے کے بعد ہوتی تو وہ نہ آتے جیسے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا وفات مبارک۔ یقیناً اپنی عمر کے دنیاوی شب وروز مکمل کرنے والا دوبارہ نہیں آتا۔اور یہی سنت اللہ بھی ہے کہ عمر مکمل کرنے کے بعد دوبارہ نہ آیا جائے ۔باقی رہا خاتم النبیین کا دعوتی کام تو وہ جاری وساری ہے اور تاقیامت جاری رہے گی ۔خیر امت اور دعاۃ امت، مبلغین امت کے عمل کو آپ کی بعثت شامل ہے، نہ کوئی فرد آنحضرت ﷺ کے قائمقام ہوسکتا ہے نہ ایک فرد یہ کام کرسکتا ہے، نہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ میں ان کا بروز بن سکتا ہے۔ یہ تو عقلی وشرعی بات تھی۔

ایک اور منطقی بات یاد رکھئے کہ جس کی عمر پوری نہ ہوئی صرف توفی ہوئی وہ آئے گا اور صرف غلبہ اسلام کیلئے آئے گا اور وہ نبی ہوگا اور اس کے باوجود امتی بن کر آئے گا، ہاں ایسے نبی کے آنے سے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی مہر ختم نبوت بھی نہیں ٹوٹے گی کیونکہ امتی نبی نہیں نیا نبی امتی بن کر آیا ہے، اور انبیاء کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔حضرت خاتم النبیین کے بعد کسی امتی کا نبی بنکر آنا ہی ختم نبوت کے منافی ہے جبکہ یہاں تو عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی صورت میں ایسا نہیں ہوگا ۔نہ تو نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا اجراء ہوتا ہے جو کہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ یہاں پر یہ بعثت ثانیہ اور امتی کے نبی بننے یا نبی کے امتی بنکر آنے کی بات جملہ معترضہ کے طور پر ہم نے سرراہ کردی ہے۔اس کا مفصل بیان اغالیط قادیانیت کے مقالے میں بھی ان شاء اللہ ہوگا۔

دراصل ہم تو بات نظریۂ بروز اور اسکے مضر اثرات کی کررہے تھے۔ یہ ایک

Marfat.com

خالص شرعی امر ہے کہ نظریۂ بروز نہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں، نہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت میں اور نہ ہی مجددین امت نے اپنی تجدیدات میں اس کا کہیں ذکر کیا ہے تاکہ امت مسلمہ اپنے اصل سے، اپنی حقیقی نبوت سے اور خاتم النبیین کی مبارک ہستی اوران کی تعلیمات سے جڑی رہے جن کی بعثت اور شریعت تاقیامت جملہ انسانوں کیلئے ہے۔

لہذا یاد رہے کہ حضرت خاتم النبین کی خاتمیت .نے آپ کی مبارک آمد کے بعد جملہ انسانیت کو نئی بعثت نبوت سے اور آپ لائی ہوئی شریعت اور دین کے کمال نے نئی شریعت سے جملہ انسانوں اور امت مسلمہ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مستغنی کر دیا ہے ۔

''حاجت کے وقت نبی کا آنا''۔یہ اسلامی اصطلاح نہیں، نہ قرآن وسنت نے مسلمانوں کو یہ مسئلہ سکھلایا بلکہ یہ بھی مرزا غلام احمد اور قادیانیت کی اصطلاح ہے یا ان کے خلفاء کی، جب انسانوں کو حاجت ہی نہیں پیش آئے گی تو پھر نئی نبوت یا تجدیدات کا کوئی جواز ہی نہیں رہتا تو ایسا سوال پھر کیونکر پیدا ہوگا؟ یہ فرضی بات اپنی کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتی۔

ایک اور فرضی بات کی طرح

جولوگ اللہ تعالی کیلئے (ابنیت) ''بیٹا ہونے'' کے قائل تھے اور انہیں اللہ کا شریک سمجھ کر پوجتے بھی تھے۔ان کا یہ عمل بلا دلیل تھا مگر حق تعالی نے انہیں سمجھانے کیلئے اپنے نبی کو فرمایا کہ قل ان کان للرحمن ولد فأنا أول العابدين

Marfat.com

(انہیں کہہ دیں کہ اگر رحمان کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے اس کا پرستار میں ہوتا)اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا کسی کی عبادت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر ''حاجت کی بنا پر خاتم النبیین کے بعد ختم نبوت کا اجراء'' جائز ہوتا تو پھر ''ظلی نبوت'' ہی کیوں ہوتی؟ ''اصلی نبوت'' کیوں نہیں ہوتی؟ کیونکہ نبی کی حاجت تو ظلی نبوت یا بروزی نبی پوری نہیں کرسکتا۔

دراصل نظریہ ظل و بروز کا ایجاد کرنا محض حضرت خاتم النبیین کی نبوت کے بعد مرزا غلام احمد کی شخصیت اور اس کی تعلیمات کو رواج دینے کی خاطر ہی تھا اور ان تعلیمات وتجدیدات میں کس قدر حقیقی اسلام اور روح دین سے دوری ہے ، یہ موضوع خصوصی بیان طلب ہے۔

غور کریں کہ کتنے کاملین اس امت میں گذرے ،کسی کو ظلیت و بروزیت کا مقام حاصل ہوا اور نہ ہی کسی نے اس کا دعوی کیا۔ یہ دعوی اور اس طرح کے دیگر تمام دعوے جو اس کی بنیاد پر کیئے گئے اب آپ ان کا ملاحظہ فرمائیے

مرزا جملہ انبیاء کے کمالات کا مجموعہ

مرزا غلام احمد قادیانی صرف مثیل مسیح یا بروز محمد ہونے کے مدعی نہ تھے بلکہ وہ جملہ انبیاء سابقین کے کمالات کا بھی مجموعہ ہونے کا مدعی بن گئے

مرزا صاحب کے فرزند مرزا بشیر احمد ایم اے ملفوظات مسیح موعود کے صفحہ ۲۷۰ پر رقمطراز ہیں

Marfat.com

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ
سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھکر موجود
تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ
سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم
ابراہیم موسی نوح داؤد یوسف سلیمان یحیی عیسی وغیرہ ہے۔

غور کا مقام یہ ہے کہ یہ نظریہ بروز وظل کس قدر خطرناک ہے کہ سابقہ ادیان اور گذشتہ انبیاء اور ان کی متبعین بھی اس کی زد سے محفوظ نہ رہے اور مرزا صاحب نے اسی کی بنیاد پر تمام کمالات سابقین کو بذریعہ اپنے اصل کے اور بزعم خود وہ ان کا بروز ہونے کے مدعی تھے ظلی طور پر سمیٹ لیئے ۔

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے اس خطرناک دعوی کی دلیل کونسی آیت قرآنی یا کونسی حدیث نبوی ہے؟۔کیا مرزا غلام احمد سے قبل جناب رسول اللہ کے قابل فخر تلامذہ ،اصحاب رسول یا ان کے تلامذہ تبع تابعین حضرات یا ائمہ دین فقہاء اسلام مجتہدین ومجددین محدثین ومفسرین میں سے خیر القرون سے آج تک ایسا دعوی کیا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے جملہ کمالات بمع فضائل خاتم النبیین ﷺ اسکی ذات میں منتقل ہو گئے ؟

مرزا کا دعویٰ وحدت الوجود

یہ اس نظریہ بروز وظل ہی کا نتیجہ اور منفی اثر ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے خطبہ الہامیہ کے صفحہ ۱۷۱ میں اپنے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مابین ''وحدت

Marfat.com

الوجود" کے مدعی ہیں بلکہ وہ تو اپنی جماعت واصحاب کیلئے رسول اللہ کی جماعت ہونے کی خصلتوں کا اعلان کرتے ہوئے عربی میں کہتے ہیں:

وأنزل الله على فيض هذا الرسول فأتمه وأقبله
وجذب الى لطفه وجوده حتي صار وجودى
وجوده فمن دخل فى جماعتى دخل فى صحابة
سيدى خير المرسلين...... فمن فرق بينى
وبين المصطفى فما عرفنى وما رأى

اوراس کا ترجمہ بھی خود قادیانیت سے ہی ملاحظہ فرمائیں

اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس
کو کامل بنایا اور اس نبی کے لطف وجود کو میری طرف کھینچا
یہاں تک کہ میرا وجود اسکا وجود ہو گیا، پس وہ جو میری
جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین
کے صحابہ میں داخل ہوا.....اور جس نے میرے اور مصطفیٰ
میں تفریق کی اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے

پھر اس پر مزید (العیاذ باللہ) یہاں تک دعویٰ کر دیا کہ ہمارے نبی کی روحانیت بروز میں (مرزا صاحب کی صورت میں) اپنی اصلی بعثت سے زیادہ بڑھ کر ہے۔

وہ اپنے خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۱ مندرجہ روحانی خزائن ۱۶/ ۳۵۸ میں عربی زبان میں رقمطراز ہیں

طلعت روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم فى

Marfat.com

الألف الخامس باجمال صفاتها وما كان ذلك
الزمان منتهى ترقياتها بل كانت قدما اولى
لمعارج كمالاتها ثم كملت وتجلت تلك
الروحانية في آخر الالف السادس اعنى في هذا
الحين ففكر ان كنت من العاقلين واعلم ان نبينا
صلى الله عليه وسلم كما بُعث في الالف
الخامس كذلك بُعث في آخر الالف السادس
باتخاذه بروز المسيح الموعود وذلك ثابت
بنص القرآن فلا سبيل الى الجحود ولا ينكره
الا الذى كان من العمين الا تفكرون في آية
وآخرين منهم وكيف يتحقق مفهوم لفظ منهم
من غير أن يكون الرسول موجودا في الآخرين
كما كان في الاولين فلا بد من تسليم ما ذكرناه
ولا مفر للمنكرين ومن انكر من ان بعث النبى
عليه السلام يتعلق بالالف السادس كتعلقه
بالالف الخامس فقد انكر الحق ونص الفرقان
وصار من الظالمين بل الحق ان روحانيته عليه
السلام كانت في آخر الالف السادس اعنى في
هذه الايام أشد واقوى وأكمل من تلك

Marfat.com

الاعوام

اس کا ترجمہ بھی خود قادیانیت ہی کا کیا ہوا ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا منتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کا پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی پس اگر تو عقل مند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنی سے سر نہیں پھیرتا۔ کیا تم ''آخرین منہم'' کی آیت میں فکر نہیں کرتے؟ اور کس طرح ''منہم'' کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے۔ پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کیلئے بھاگنے کا راستہ بند ہے اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی

Marfat.com

پس اس نے حق کا اور نص قرآنی کا انکار کیا ہے اور ظالموں
میں سے ہو گیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت کی روحانیت چھٹے
ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بنسبت ان سالوں کے
اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔

الغرض نظریۂ بروز و ظل ہی وہ خطرناک دروازہ ہے جس سے مرزا غلام احمد سابقہ انبیاء علیہم السلام، خود حضرت خاتم النبیین ﷺ، حضرات صحابہ کرام، حضرات سلف صالحین سب کے حرم محترم میں داخل ہوا اور پھر اس نے اپنے لئے تمام عظمتوں کے دعوے کئے۔

مرزا غلام احمد اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے صفحہ ۴ میں لکھتا ہے:

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے'' محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم''۔اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ مندرجہ روحانی خزائن ۱۸/۲۰۰ میں رقمطراز ہے

قد اخبرت عدة مرات باننی علي وجه البروز
ذلک النبی الذی هو خاتم الانبیاء بموجب آیة
وآخرین منهم لما یلحقوا بهم " وقد سمانی الله
فی البراهین الاحمدیة محمدا واحمدا قبل
عشرین عاما وقد جعلنی وجود محمد صلی
الله علیه وسلم ولأجل ذلک لم ینقض کون

Marfat.com

محمد خاتم الانبیاء لأن الظل لا ینعزل عن اصله

قادیانی اردو ترجمہ ملاحظہ کیجئے

میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا

اسی طرح مثیل کے نظریہ کے ذریعہ قادیانیت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں بھی کمی نہ کی۔ مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد کلمۃ الفصل میں رقمطراز ہے :

اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دوئی باقی نہیں حتی کہ دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا (صار وجودی وجودہ)

اور مزید کہتا ہے:

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا یقیناً مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا اور اس سے مراد ہے کہ مسیح موعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں

اسی نظریۂ بروز کے ذریعہ مرزا غلام احمد کا محمد، احمد، رسول اللہ، محمد رسول، خاتم النبیین کا وجود ہونا اور اس کے رفقاء کا خاتم المرسلین کی جماعت ہونے کا دعوی اور نظریہ مثیل کے تحت مرزا غلام احمد کا حضرت عیسی ابن مریم بننے کی دعووں کے بارے میں مناسب ہوگا کہ ہم قادیانیت سے سوال کریں:

۱۔ کیا آج تک امت مسلمہ میں کوئی ایسا مجدد گذرا ہے جس نے قرآن میں مراد ''محمد الرسول اللہ'' کو اپنے اوپر اور اس کے بعد کی آیات ''والذین معہ'' کو اپنے رفقاء پر فٹ کیا ہو؟

۲۔ کیا آج تک امت مسلمہ میں کوئی ایسا مجدد گذرا ہے جس نے تمام انبیاء کے کمالات پھر جناب محمد رسول اللہ کے کمالات کا مجموعہ ہونے کا دعوی کیا ہو؟

۳۔ کیا آج تک کسی مجدد نے بروز وظل اور مثیل کے نظریہ کو اختیار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اعلی تک اپنی رسائی کا دعوی کیا ہے؟

۴۔ آج تک کسی مجدد نے اپنے رفقاء، جماعت اور اپنی آل کو اصحاب رسول، جماعت رسول اور آل رسول جیسے فضائل والقابات کا مستحق ٹھہرایا ہو؟

۵۔ کسی مجدد نے اپنی فتوحات کو آنحضرت ﷺ کی فتوحات سے بڑھکر کہا ہو؟

مرزا غلام احمد اپنی کتاب خطبۂ الہامیہ کے صفحہ ۱۹۳ مندرجہ روحانی خزائن ۱۶/ ۲۸۸ پر عربی میں رقمطراز ہیں

وقد مضی وقت فتح مبین فی زمن نبینا

Marfat.com

المصطفى وبقي فتح آخر هو أعظم واكبر
وأظهر من غلبة اولى وقدّر ان وقته وقت
المسيح الموعود

ترجمہ ملاحظہ فرمایئے

فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں
گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی
اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا
وقت ہو

یہ جرأت العیاذ باللہ کہ اپنی فتح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح سے بڑا، زیادہ ظاہر قرار دیا کہ صاحب بروز روحانیت میں بھی بڑھ گیا اور فتح ظاہر میں بھی

سوال یہ ہے کہ:

اولاً: انسانوں کا وہ کونسا طبقہ ہے جو مرزا غلام احمد کی روحانیت کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اکمل واقوی ،اتم اور زوردار مانتا ہے؟

ثانیاً: وہ کون سے لوگ ہیں جو مرزا غلام احمد کی فتوحات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین ، جو بنص قرآنی ثابت ہے ،اس سے اکبر اور اعظم جانتے ہیں؟

ثالثاً: یہ محض دعوی ہے یا اس کے ماننے والے بھی ہیں؟

رابعاً: یہ دعوے کس بنیاد پر ہیں؟ ان کی شرعی ادلہ کیا ہیں؟

Marfat.com

ہمارے نزدیک دراصل یہی نقطۂ بروز کی آخری منزل تھی جہاں پہنچ کر مرزا غلام احمد باوجود حضرت خاتم النبیین کے بروز ہونے کے غیر شرعی دعوی کرتے ہوئے خود کو اشد، اکمل، اعظم، اکبر اور اظہر ہونے کے مدعی بن بیٹھے، پھر کہنے لگا

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل ان تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

ان کے مرید کی عقیدت کا عالم دیکھئے، کہتے ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھکر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

یہاں تک ہم نے ایک غیر شرعی غیر آسمانی خلاف عقل و منطق نظریہ ''ظل و بروز و مثیل'' جو کہ قادیانی جملہ عقائد وافکار کی بنیاد اور اساس ہے، اس کی شرعی حیثیت اس کیلئے کی گئی پیشگی اور مستقبلی پلاننگ، اس کی غرض و غایت کے بارے عرض کر دیا تاکہ برادران اسلام کو آگاہی رہے اور قادیانی اہل فہم و عقل کو غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔ حق تعالی شانہ اسے قبول فرمائیں۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

اس مبحث کا خلاصہ پیش خدمت ہے

ا۔نظریہ ظل وبروز اور مثیل ایک غیر شرعی، غیر آسمانی نقطۂ نظر ہے

۲۔اس کی خاطر پیشگی اور مستقبلی پلاننگ کی گئی ہے

۳۔اس نظریہ کے ذریعہ ایک طرف جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی سے تعرض اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کی ناکام سعی کی گئی ہے۔

۴۔اصولی طور پر اس نظریہ کے مطالعہ سے قادیانیت کو سمجھنا آسان ہوگا۔

۵۔نظریہ ظل وبروز اور مثیل کے منفی اثرات ہر آسمانی دین اور اس کے پیروؤں کیلئے خطرناک ہیں۔

۶۔اس کی غرض وغایت صرف مرزا غلام احمد کی تقدیس کے بعد لوگوں کو ان کی شخصیت اور تعلیمات کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

Marfat.com

نمبر4۔از سلسلہ "دین بھلائی ہے"

اظہار رائے کی آزادی

بحث و تحقیق کی آزادی

مہذب انسانی دنیا میں دونوں مسلم اور لازم و ملزوم حق

Marfat.com

نقطہءآغاز

آج لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ وہ آزاد عالم کے شہری ہیں، وہ اس آزاد دنیا میں رہ رہے ہیں جہاں انہیں اپنی رائے کے اظہار کی حریت ہے۔ وہ آزادی سے اپنے مافی الضمیر کو بیان کر سکتے ہیں۔

حریت بے شک بڑی نعمت ہے بالخصوص آج کا مغرب اور جدید ترقیات کے چمپئن آزادی اور حریت کو اپنے کھاتے میں ڈالنے کیلئے کوشاں ہیں جبکہ ہم پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ اس محکوم و مقہور اور مغلوب الحال غلام انسان کو اصل حریت، وہ حریت اختیار رائے کی ہو یا حریت اظہار رائے کی، یہ حق اسلام نے سب سے پہلے دیا ہے۔ انسان کی حریت دین اسلام کی مرہون منت ہے۔ کچھ تامل کرنے سے یہ حقیقت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ حضرت انسان کی فطرت یوں ہے کہ حدیث دل حدیث زبان سے پہلے ہوتی ہے۔ ایک عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

ان الكلام لفي الفؤاد وانما

جعل اللسان علي الفؤاد دليل

اصل کلام تو دل میں ہوتی ہے زبان تو صرف اس حدیث دل کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ گویا اظہار رائے کا ثانوی مرحلہ ہے۔ اس سے پہلا درجہ حریت فکر و اختیار کا ہے

اسلام اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ حضرت انسان کو نعمت اختیار دینے والے نے انسان کو دیگر مخلوقات سے افضلیت بھی اس نعمت اختیار ہی کی بنیاد پر دی ہے۔ انسان اگر اس نعمت سے مشرف نہ ہوتا تو ایک پتھر کسی حیوان یا نبات اور انسان میں کیا فرق رہ جاتا؟۔ یہ نعمت اختیار ہی انسان کی شرافت و کرامت کا باعث، اس

Marfat.com

کے خلیفۃ اللہ ہونے کی اساس اور اس کے شرعی تکالیف کے مکلّف ہونے کا مدار ہے۔

اب اسلام کو دیکھئے کہ کیا اس نے یہ نعمت اختیار دیکر اس میں حریت دی ہے یا نہیں؟ پھر اس نعمت اختیار سے جو رائے وہ قائم کرتا ہے اسے اسلام نے اظہار و بیان کا بھی حق دیا ہے یا نہیں؟

اسلام کا نظریہ واضح ہے۔ **لا اکراہ فی الدین** ۔کسی رائے یا فکر یا نظریہ کو اختیار کرنے میں حضرت انسان آزاد ہے۔حتی کہ خیر وشر کو واضح طور پر بیان کرنے کے بعد اور خیر میں پوری رغبت دلانے، خیر کے منافع سمجھانے کے بعد اور شر کے خسارے اور نقصان بیان کرنے کے بعد بھی انسان کو حریت اختیار دی کہ (**فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر**) انسان اپنے اختیار کو آزادی سے استعمال کرنے کا حقدار ہے، سو جو چاہے ایمان کو اختیار کرلے اور جو چاہے کفر کو اختیار کرلے۔

اس حریت اختیار اور اظہار کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسلام نے انسان کو شر اور کفر اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ترغیب تو صرف خیر وایمان ہی کی ہے۔اسی لئے ارشاد فرمایا: **وان تشکروا یرضہ لکم ولا یرضی لعبادہ الکفر** ۔اگر انسان اختیار رائے کے بعد کفر وشر کو اختیار کرے تو ہم راضی نہ ہونگے، ہماری رضا تو صرف اسی میں ہے کہ وہ شکر کو اختیار کرلے مگر حق اسے حاصل ہے۔ہاں اگر خیر وشکر کی راہ پر گامزن رہے گا تو اسے یہ حریت بھی حاصل ہے اور وہ ہماری رضا کا بھی حقدار ٹھہرے گا۔

اتنی بڑی وضاحت کے بعد ہم کھل کر کہتے ہیں کہ حضرت انسان کو رائے کے

Marfat.com

اختیار اور رائے کے اظہار کا جو حق اسلام نے دیا ہے کسی دیگر کے ہاں اس کا تصور تک نہیں ہے ۔اگر یہ حق حریت نہ ہوتا تو پھر حسن اختیار والے جزاء کے اور شر اختیار کرنے والے سزا کے کیونکر حقدار ٹھہرتے ؟

حقوق وواجبات دولازم وملزوم امر

''حق وحریت'' کے خوبصورت اور پُر مغز کلمات کے ساتھ ساتھ حضرت انسان کو جو دیگر بنی نوع کے درمیان رہتا ہے اسے لفظ حق کا واسع مفہوم بھی دیا ہے، لہذا اسے حق کے وسیع باب میں یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اس پر بھی دیگر کا حق ہے ۔وہ محض اپنے حق کے حصول اور وصول کرنے میں اندھا دھند کوشاں نہ رہے بلکہ دیگر کے حق کو بھی پہچانے اور اسے ادا کرنے کی سعی کرے ۔ضروری ہے کہ لفظ حق کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کلمہ کا بھی اضافہ کرلیا جائے اور وہ ہے اپنے حق کے ساتھ ساتھ دوسرے کے حق کا اعتراف اور اس کی ادائیگی ہے ۔ جسے شریعت میں ''واجب'' کہا جاتا ہے ۔جس طرح حق کا کلمہ اپنے دونوں پہلوؤں یعنی اپنے اور دیگر کے حق کو شامل ہے تو حقوق وواجبات ہر دو کا اکٹھے ہی تصور ضروری امر ہے ۔

حریت کا کلمہ بھی بڑا پُر شکوہ ہے ۔مگر حریت کے ساتھ صرف اتنا جان لیں کہ یہ حریت حضرت انسان کی حریت ہے حیوانات ووحوش کی نہیں ۔انسان صرف اس دنیا میں اکیلا ہی نہیں دیگر انسانوں کے وسط میں رہ رہا ہے ۔لہذا اس کی حریت انسانی حریت ہونی چاہئے حیوانی نہیں ۔وہ حر ہے، آزاد ہے مگر انسان حر ہے حیوان حر ہرگز

Marfat.com

نہیں۔

اب حق کے ساتھ واجب اور حریت کے ساتھ لفظ انسان لگنے سے حضرت انسان جو حقوق و واجبات پہچانتا ہے اور انہیں ادا کرتا ہے، انسان احسن تقویم کا مصداق اور اشرف المخلوقات ہوگا۔

حقوق و واجبات کو نہ جاننے والا انسان اور اپنی حریت میں مادر پدر آزاد یا حیوانی حریت والا انسان اپنے مقام تکریم سے اسفل سافلین کی طرف گر جانے والا ہوگا۔ بشریت کی تاریخ میں حق تعالیٰ شانہ نے حضرت انسان کو زمین پر خلافت اور حق عیش کے ساتھ ہی حقوق واجبات اور انسانی حریت کے زیور سے آراستہ فرما دیا۔ یہی ہے وہ حسین و جمیل حق اور حریت کا تصور ہے جس کا تعارف بھی دین اسلام نے کرایا ہے، پھر انسان کو اسے عطا کرنے کے بعد اس کے تحفظ کا بھی حکم دیا ہے۔

حقوق و واجبات اور حریت انسانی کی اس دنیا میں جس طرح ہر انسان کے اپنے حقوق اور اس کے اوپر بھی کچھ حقوق ہیں اسی طرح انسانی حریت کے کچھ تقاضے بھی ہیں جن میں اولین حریت، حریتِ اختیار ہے، اس کے بعد حریت اظہار رائے ہے۔ ہمارا موضوع چونکہ حریت اظہار رائے کا بیان ہے تو اس کی تفصیل میں ہم کچھ تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔

اظہار رائے میں اہم ترین اور اولین ادب

جب کوئی حق حریت کے مفہوم سے واقف انسان اظہار رائے کا حق استعمال کرتا ہے تو اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اس کی حدیث دل اور حدیث زبان میں موافقت

Marfat.com

ہو۔ وہ دیانت داری سے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرے۔اس میں نفاق وکذب بیان سے احتراز کرے۔اس لئے کہ انسان وہ متمدن مخلوق ہے جو اس عالم میں یا اپنے ماحول ومعاشرہ یا سوسائٹی میں اکیلا ہی نہیں وہ اپنے جیسے دیگر بنی نوع بشر کے درمیان رہتا ہے۔اس کے قول وبیان کے خیر وشر سے وہ اکیلا ہی مستفید یا متضرر نہ ہوگا بلکہ دیگر لوگ بھی متاثر ہوں گے۔اگر اس کے ضمیر میں خیر ہے،قلب میں ایمان ہے،اس کے باطن میں کسی کیلئے محبت واخلاص ہے تو اس کے ان کے اظہار میں دیانت داری اور سچائی ہونا ضروری ہے تاکہ دیگر اس سے مستفید ہوں گے۔اگر اس کے ضمیر میں اس کے برعکس کفر وشر یا عداوت وعناد ہے تو دیانتداری اور سچائی کے ساتھ ان کے اظہار سے دیگر انسان بآسانی اس کے مضر اثرات سے بچ سکیں گے۔

اس ادب کی پاسداری

اظہار مافی الضمیر کا اولین اور اہم ترین ادب دیانت داری سے اس کا اظہار ہے۔پھر اپنے اندر کی سچی خبر دینے والا مخبر صادق یا تو مؤمن صادق ہوگا کہ اس کی خبر واضح ہے یا پھر معاند صادق ہوگا کہ اگر اس کے باطن وضمیر میں شر ہے،نفرت ہے ،عناد ہے،کفر ہے اور زبان پر بھی انہی کا اظہار ہے تو اولاً کم از کم وہ اپنے بیان میں صادق ہے چاہے وہ شریر ہو،معاند ہو،یا کافر ہو۔ثانیاً:اسے کم از کم بددیانت نہیں کہا جاسکتا ہے۔ثالثاً:اس کے اشرار لوگوں پر مخفی نہ ہوں گے تو لوگ بسہولت اس سے محفوظ رہ سکیں گے۔اور اگر حدیث دل اور حدیث لسان میں فرق ہو،ضمیر کے اندر تو شر ہو،عناد ہو،کفر ہو مگر وہ زبان سے اس کے خلاف اظہار کر رہا ہے تو ایسا نفاق و

Marfat.com

کذب اختیار کرنے والا اسلام میں منافق ہے جو اپنے کفر کے بوجھ کے ساتھ اپنے کذب ونفاق کے بوجھ سے اتنا ثقیل ہوجائے گا کہ آگ کا ''درک اسفل'' سب سے نچلا درجہ اس کی منزل ہوگی کیونکہ جس قدر وہ شر سے وزنی ہوگا اسی قدر نیچے تک چلا جاتا جائے گا۔

بہرحال اظہار رائے میں دیانتداری کی پاسداری کا فائدہ بیان کرنے والے کا واجب ہے جس کا دیگر انسانوں کو فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اس کے خیر سے مستفید اور شر سے آسانی سے محفوظ رہیں گے۔

اظہار رائے کے ادب کی پاسداری نہ کرنے کے اثرات

اظہار رائے کے ادب کی پاسداری نہ کرنا اور اس میں کذب بیانی اور مافی الضمیر کے خلاف اظہار کرنا اولاً بیان کرنے والے کا کذب ہے صدق نہیں، ثانیا اسے اپنے کذب کا بخوبی علم ہوتا ہے اور اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اسے اندر سے اس پر ندامت بھی ہوگی۔ ثالثا: دوسروں کیلئے اس کے مخفی شر سے محفوظ رہنا مشکل بھی ہوجاتا ہے، ان وجوہ کی بیان پر شرعی اور معاشرتی طور پر یہ جرم عظیم ہوتا ہے۔

دیگر کی رائے نقل کرنے کے آداب وشروط

انسان اگر محض خود اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہے تو اسے صدق بیان سے کام لینا ضروری ہے مگر جب وہ کسی دوسرے انسان کے حوالے سے کچھ بیان کرتا ہے تو پھر حق وانصاف یہی ہے کہ وہ جس کے نام پر کچھ کہہ رہا ہو وہ اس کی بات یا رائے کو نقل کرنے میں دیانت داری کا پابند ہو۔ وہ دیگر کی رائے نقل کرنے میں مادر پدر آزاد

Marfat.com

نہیں ہوتا کہ جس کے نام پر جو چاہے کہہ دے اور اس کی طرف جو چاہے منسوب کردے کیونکہ اولاً: وہ جس کے نام پر کہہ رہا ہے اس کی رائے یا فکر ونظریہ کا درست سمجھنا، اسکا واجب ہے۔ ثانیا: اس رائے کو دیانت داری سے اس کی طرف منسوب کرلے۔ ثالثا: کسی کے نام پر بیان کرنے والا اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جس قدر عظیم کی وہ بات کرے گا اور جس قدر انسانوں کی تعداد اس کی بات سنے گی ہر دو جانب سے اسی قدر اس کی ذمہ داری بھی عظیم ہوگی۔

اگر بیان کرنے والا اللہ کے نام پر آسمانی ہدایت کی نسبت سے یا اللہ کے رسول اور اس کی شریعت اور اس کے دین کے نام پر بیان کررہا ہے تو اس کی شروط کڑی ہوں گے جنکی اسے پاسداری کرنا ہوگی:

اولاً: وہ رائے کو ان کے اصلی مراجع سے اخذ کرے

ثانیا: وہ خود اسے درست طور پر سمجھے

ثالثا: ان کی بات کو من وعن درست طور پر نقل کرے۔ کیونکہ ایسی رائے کے اظہار کے ضرر کا دائرہ بہت وسیع ہوسکتا ہے جس کی کچھ تفصیل یوں ہے:

الف: اس کا اولین ضرر اس کی ذات کو ہوگا۔

ب: ان انسانوں کو بھی ضرر پہنچے گا جو اس کی بات کو سچ سمجھ کر اس پر اعتماد کرتے رہیں گے۔

ج: دیگر انسانوں کی رائے میں فساد ہوگا اور ان کا اعتقاد بگڑے گا

د: اس کا نقصان دنیا میں بھی ہوگا کہ وہ صراط مستقیم سے ہٹیں گے

ھ: خسارہ اور نقصان آخرت میں ہوگا کہ باطل عقیدہ کی وجہ سے وہ ابدی عذا

Marfat.com

کے مستحق ٹھہریں گے۔

حق اظہار رائے اور دیگر کے حقوق کی رعایت

ہر عقلمند انسان جب رائے کے اظہار میں انسانی حریت کے دائرے سے خارج نہ ہو، نہیں نکلے اور وہ اپنے حق اور دیگر کے حق کی پاسداری کرے ۔ اسے ان کے حقوق کی پاسداری اور رعایت کا احترام ہو تو وہ اظہار رائے میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت کرے گا تا کہ وہ رائے کے اظہار کے حق کا درست استعمال کر کے خود بھی مستفید ہو اور دیگر انسان بھی اس کی اس خیر سے مستفید ہوں۔ نیز اظہار رائے کے حق کے غلط استعمال کے شر سے وہ خود اور دیگر انسان بھی محفوظ رہیں۔

ایک حقیقت جس کا ادارک اہم ہے

ہم مکرر کہتے ہیں کہ حضرت انسان وہ متمدن مخلوق ہے جس کی خیر سے وہ اور دیگر بنی نوع انسان اور اس کے شر سے وہ اور دیگر بنی نوع انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ لہذا اس کے ہر عمل میں اس کی ذاتی اور دیگر بے پناہ انسانوں کی مصلحتوں کی رعایت ضروری ہے اور ہمارا موضوع سخن رائے کا اظہار بھی حضرت انسان کے اہم ترین اعمال میں سے ایک عمل ہے جس کا اس کی ذات اور دیگر انسانوں کی دنیا اور آخرت سے تعلق ہوتا ہے۔ یہ وہ اہم ترین انسانی عمل ہے کہ انسان کو اس میں انسانی حق و حریت کو اس لئے استعمال کرنا ہوگا کہ وہ اپنی اور دیگر بنی نوع انسان کی دنیا اور اپنی اور دیگر انسانوں کی آخرت کو ہمیشہ مد نظر رکھتے ہوئے ''اظہار رائے کے حق کو استعمال کرے''۔ اور ہمیشہ مندرجہ ذیل امور اس کے پیش نظر رہنے چاہئیں:

Marfat.com

ا۔اس کے پیش نظر عمومی انسانوں اور مسلمانوں کی بھلائی ہو اور وہ کسی کیلئے باعث شر نہ بنے۔

۲۔وہ عموماً انسانی سوسائٹی میں اجتماعی طور پر بھی اور انفرادی طور پر ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔بایں طور اپنی رائے کا اظہار کرے کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو یا اس کی رائے انسانوں کے مابین عداوت اور نفرت کا سبب نہ ہو۔

۳۔اظہار رائے میں عام انسانی نظام کا بھی تحفظ رہے۔وہ انسانی معاشروں میں فتنہ وفساد کا موجب نہ بنے۔

یعنی اسلام نے انسان کو رائے کے اظہار کی جو آزادی دی وہ انسانیت کے دائرہ میں رہ کر ہی ہونی چاہئے تاکہ رائے سے انسانوں کو فائدہ پہنچے۔ان کے عقائد سدھریں،ان کے اخلاق سدھریں،ان کے مفادات کا تحفظ ہو،ان کے نظام میں بگاڑ کے بجائے اصلاح ہو۔ورنہ رائے کے اظہار میں مادر پدر آزادی تو نہ صرف خود اس کی ذات اور دیگر بنی نوع انسانوں کیلئے خسارے اور مضرت کا باعث ہوگی بلکہ یہ طریقہ کا تو اللہ تعالی کی ناراضگی کا بھی سبب ہوگا۔

بحث و تحقیق کی آزادی کا حق

جس طرح ہر رائے دہندہ انسان کو انسانی دائرہ میں رہ کر رائے اور اظہار رائے کے آداب کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے ہی اپنی رائے کو پیش کرنا ہوگا پھر دیگر کی رائے نقل کرنے کے آداب کی پاسداری کرتے ہوئے کسی کی رائے اور نقطہ نظر کو نقل کرنا ہوگا نیز اسے اظہار رائے میں بھی اپنی اور دیگر انسانیت کے مفادات کی رعایت

Marfat.com

کرنا ہوگی۔ رائے دہندہ کو ان جملہ امور کی رعایت کے ساتھ ساتھ اس حق کا بھی اعتراف کرنا ضروری ہے کہ دیگر اس کی رائے میں بحث ونقد اور تحقیق کا مکمل حق رکھتے ہیں اگر اس کی ذاتی ہے تو اس میں حق صواب میں تحقیق کرنے کا دوسروں کو حق ہے۔ پھر وہ اس کی رائے کو قبول کرنے یا انکار کا حق رکھتے ہیں۔ اور اگر کسی نے دیگر کی رائے نقل کی ہے تو اہل علم کو اولاً یہ حق حاصل ہے کہ اس کے نقل کرنے کی صحت وعدم صحت میں بحث و تحقیق کریں پھر انہیں یہ بھی حق ہے کہ اس رائے کے حق وصواب یا عدم صحت کے بارے تحقیق کریں کیونکہ علمی میدان میں تو سچ اور حق سب انسانوں کا مشترکہ سرمایہ اور انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ کون ہے جو سچ کو برا سمجھتا ہے؟ کون وہ عقلمند ہے جو حق سے روگردانی کرے گا؟ خصوصا جب کوئی شارع اور شریعت یارب اور رسوؐل کے نام پر بات ہو تو اس کی بحث و تحقیق کا حق اس لئے اہم ہوتا ہے کہ:

اولاً۔ یہ اہل علم کا شرعی واجب ہے

ثانیاً۔ یہ رائے کے اظہار کرنے والی کی خدمت ہے

ثالثاً۔ یہ رائے کا مطالعہ کرنے والوں کی خدمت ہے

رابعاً۔ یہ عموماً انسانوں کی خدمت ہے کہ شرعی حق وحقیقت لوگوں پر واضح ہو

خامساً۔ وہ حق کو جانتے ہوئے اس پر عمل کرسکیں۔

سادساً۔ اس طرح وہ دنیا میں صراط مستقیم پر قائم ہوں۔

سابعاً۔ آخرت میں ابدی کامیابی کے مستحق قرار پائیں۔

یہ بھی یادرہے کہ دین وشریعت کے ہر باب یا احکام کے ہر شعبہ میں رائے کا

Marfat.com

اظہار نہ مطلوب ہے نہ ہر دین دار کو اظہار کرنے کی اجازت ہے۔ وہ عقائد ہوں یا عبادات، اخلاق ہوں یا معاملات۔ بندہ کو تو اللہ ہی کے حکم اور فیصلے کی اطاعت بخوشی قبول کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''کسی مؤمن مرد یا عورت کو اختیار نہیں کہ جب اللہ اور رسول کسی بارے میں فیصلہ فرما دیں تو انہیں کچھ اختیار باقی رہے''۔

یہی اسلام ہے۔ یہی ایمان ہے۔ یہی تسلیم ہے۔ یہی اطاعت ہے۔ یہی وفا شعاری ہے کہ اللہ و رسول کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے: اے پیغمبر! مجھے تیرے رب کی قسم ہے۔ یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک یہ اپنے ہر معاملے میں تمہیں اپنا حکم (فیصلہ کرنے والا) نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

ایمان و اسلام کا یہی وہ عظیم ضابطہ ہے جس سے بندہ خود اپنے آپ کا محاسبہ کر سکتا ہے۔ یہی معیار اور کسوٹی ہے اہل ایمان کے ایمان پرکھنے کی۔ نیز ارشاد ربانی ہے: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول سے پیش قدمی نہ کرو۔ ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول اللہ کے سامنے کسی کو رائے زنی کی اجازت ہے نہ حاجت ہے۔ ہاں جہاں خود اللہ اور اس کے رسول نے اہل رائے کو رائے دینے کی اجازت دی ہو وہاں رائے پیش کرنا اور پھر وہ بھی اہل رائے کا کام یہی بندۂ مؤمن کو روا ہے۔ جس طرح کہ حضرت معاذ نے فرمایا تھا کہ وہ اللہ کے حکم اور رسول اللہ کی سنت کے بعد ہی اپنی رائے کو بروئے کار لائیں گے۔ دین کے اصول اور ثابت امور میں تو یہی سراسر ایمان و اطاعت ہے۔ البتہ دین کا مجتہد فیہ باب اور امت کو درپیش جدید مسائل جنہیں حوادث و نوازل کہتے ہیں ان میں بھی صرف اہل اجتہاد کو

Marfat.com

قرآن وسنت کی روشنی میں رائے زنی کا حق ہے پھر اس کا بھی ادب یہ ہے کہ اس باب میں اوائل سلف امت کا کسی رائے پر اجماع نہ ہو چکا ہو، اگر مسئلہ اصول کا ہو یا اوائل سلف کے اجماع کا تو اس میں خلف کے کسی فرد کو اپنی رائے پیش کرنے کا حق نہیں بلکہ اس کا یہ عمل بذات خود خلاف شرع ہوگا اور یہ عمل تحقیق نہیں تحریف ہوگا اور الحاد فی آیات اللہ کے زمرے میں آئے گا بلکہ ایسا کرنے والے کا یہ عمل اس کی دین کی طرف نسبت کے اقرار سے خود اس کا انحراف شمار ہوگا۔ تو لہذا قرآن وسنت کے اصولی مسائل میں نہ امت کے اجماعی مسائل میں رائے زنی ہوگی ،صرف مجتہد فیہ باب اور حوادث ونوازل ہی میں ہوگی مگر رائے زنی کون کرے گا؟

صاحب رائے کون؟

شریعت کے جس شعبہ میں رائے زنی کی گنجائش ہے اس میں کس کی رائے معتبر ہوگی؟

حق تعالی شانہ نے فرمایا: فاسئلوا اہل الذکر ۔سو تم اہل علم سے پوچھا کرو

غیر اہل علم کو نہ صرف رائے زنی سے منع فرمایا بلکہ ان کے اس عمل پر شدید مذمت بھی فرمائی ہے۔ ولا تقف مالیس لک به علم ۔جس بارے میں علم نہ ہو رائے زنی نہ کرو۔ نیز فرمایا: ولا تقولوا .....الخ تم اپنی لاعلمی سے ہی اپنی زبانی یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو یقیناً اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کامیاب نہ ہوں گے۔

الغرض شریعت کے نام پر، اللہ اور رسول کے نام پر بات کرنا یا رائے زنی کیلئے

Marfat.com

رائے دہندہ کے پاس علم صحیح ہو، ایسا علم جو بندہ مؤمن کو شرعی رائے زنی کے اہل بنادے، اگر غیر صحیح نہیں، نہ علم صحیح ہو مگر ایسا علم نہ کہ درجہ اجتہاد ورائے کی صلاحیت کا باعث ہو۔ تو ان صورتوں میں شرعی رائے زنی کا حق نہ ہوگا بلکہ اس کی حرمت اور وعید کا موجب ہوگا۔ اس لئے اہل اسلام کو ہر کس و ناکس کی رائے کو اہمیت نہیں دینی چاہئے۔ شرعی رائے میں رائے کا میدان اور صاحب رائے کی علمی صلاحیت ہر دو کا تعین ضرور کرنا چاہئے تاکہ رائے میں غلطی یا صاحب رائے کے دجل اور مکر وفریب سے عوام الناس محفوظ رہیں۔ دراصل اسلام میں حریت رائے سے پہلے اختیار رائے کی صحت پھر رائے کو دیانتداری سے پیش کرنا، اگر دیگر کی ہو تو اسے دیانتداری سے نقل کرنا اور صاحب رائے کا باصلاحیت ہونا، یہ سب امور اسلام کے انسانیت پر وہ احسانات ہیں کہ ان جملہ امور کی رعایت سے ہی رائے زنی میں افادیت ہوگی اور دیگر انسان مستفید ہوں گے۔ اور اگر ان امور کی پاسداری نہ ہو تو اس کے مضر اثرات سے فرد بھی اور معاشرہ بھی متاثر ہوگا۔

اسی بنیاد پر رائے زنی کے بارے امام شاطبی نے بڑی حکیمانہ بات فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اجتہاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شرعاً غیر معتبر۔ دوسرا معتبر۔ غیر معتبر یہ ہے کہ صاحب رائے ایسا شخص ہے کہ جو اجتہاد کے ضروری علوم سے نابلد ہو۔ ایسے شخص کی رائے شریعت کے بجائے محض خواہش واغراض پرستی پر مبنی ہوگی محض انکل بچو سے وہ اپنی رائے کو رواج دینے کی سعی کرے گا۔ ایسی رائے بے وقعت ہوگی۔ ایسا شخص ان امور میں رائے زنی کرنے کی جسارت کرے گا جہاں رائے زنی درست نہیں۔ ثانیا: اس کی رائے مقررہ حدود میں بھی صائب نہ ہوگی

Marfat.com

جس کے نتیجہ میں نہ صرف وہ گمراہ ہوگا بلکہ دیگر انسانوں کی گمراہی کا بھی سبب بنے گا۔

مرزا غلام احمد اور اس کا رائے زنی کی حدود سے تجاوز کرنا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب لوگ جاہلوں کو راہنما بنالیں گے اور وہ انہیں بغیر علم کے فتوے دینے لگیں تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

بانیٔ سلسلہ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی نے رائے زنی میں تمام حدود کو کراس کر دیا۔ اس نے شرعی امور میں سے اس باب میں بھی رائے زنی کی جو قرآن وسنت سے ثابت شدہ اصول اور امت مسلمہ کے ہاں مسلمات ہیں نیز صاحب وحی کی بیان کردہ تفسیرات قرآنی اور تشریحات نبوی سے کھلا انحراف کرتے ہوئے بلکہ خود اپنے ہی بیان کردہ عقائد سے بھی انحراف کیا۔ مرزا غلام احمد کا یہ عمل بذات خود شرعی حدود سے تجاوز ہے مگر اس عمل کی خطرناکی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب اس نے اور ان کی جماعت نے مسلسل طور پر امت مسلمہ کے اجماعی عقائد پر اشکالات وارد کرتے ہوئے اس سلسلے کو نہ صرف اپنی کتابوں میں جاری رکھا بلکہ آج اپنے جدید ترین میڈیا کو بھی اس خاطر بروئے کار لائے اور مسلسل اہل اسلام کو چیلنج کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے ثابت شدہ عقائد تقلیدی اور غیر تحقیقی ہیں۔ ایسی صورت حال میں اہل علم مسلمانوں کی ذمہ داری اور شرعی واجب ہے کہ وہ مرزا غلام احمد اور قادیانیت کے اس خطرناک اقدام کی روک تھام کریں۔ وہ اسلامی عقائد

Marfat.com

حقہ کا تحفظ کریں اور مرزا غلام احمد اور اس کی جماعت کی ان آراء کا علمی طور پر تعاقب کریں تا کہ اسلام کا اصلی چہرہ انسانیت کے سامنے آسکے۔ اس کے عقائد حقہ کا تحفظ ہو سکے۔ امت کے مسلمات میں کوئی تشکیک نہ پیدا کر سکے نیز عمومی انسانیت بھی مرزا غلام احمد اور قادیانیت کی رائے زنی کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں۔ آج بعض مغرب زدہ طبقہ کی عجیب حالت ہے کہ مرزا غلام احمد اور قادیانیت کو تو اپنے غلط اور مخالف کتاب وسنت اور اجماعی تعلیمات کو تحقیق و تجدید کے نام سے تحریف کرنے کے حق کو وہ اور ان کے نگران تسلیم کریں مگر اہل حق، اہل اسلام اور امت مسلمہ جن کے نام پر مرزا غلام احمد اور قادیانیت اصول اسلام سے انحراف کرنے اور نقل کرنے کے ضوابط کی پاسداری کئے بغیر اپنی جارحانہ کوششوں کو کھلے عام جاری رکھیں اور جب بھی کوئی حکومت، کوئی حکمران، کوئی باغیرت اہل علم اپنے حق بحث و تحقیق کو استعمال کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی سے ان کا رد کرے تو قادیانی امت کیلئے خیر خواہی اور بھلائی کی سعی کرے تو اس پر قادیانیت اور مغرب زدہ طبقہ واویلا شروع کر دے۔

مرزا غلام احمد کی تحریرات و مؤلفات قادیانیت کے بیانات، ان کے امت مسلمہ کے عقائد کی تضحیک علمائے اسلام اور امت مسلمہ کے ساتھ استہزاء اور توہین آمیز رویے اور فکری دہشت گردی میں نہ قرآن وسنت کے مقام کی پاسداری ہو نہ مسلمان امت کے عظماء کی عظمت کا تحفظ رہے، نہ ان کے مقدسات کے تقدس کا خیال کیا جائے......وہ اپنی اس جارحانہ پالیسی میں عقائد اسلامیہ کی تغلیط و ابطال کرتے رہیں۔ اہل اسلام کی تکفیر تک کا ارتکاب کریں تو یہ ان کا حق حریت رائے

Marfat.com

ہے اور اگر مسلمان اللہ کے کلام، اپنے نبی کی سنت اور قرآن وسنت اور تاریخی تسلسل سے ثابت شدہ اپنے عقائد اور اپنے مسلمات اپنی علمی وراثت جوان کی شناخت ہے کا تحفظ چاہیں تو اس خالص شرعی واجب پر بین الاقوامی مسلم حق کو نہ قادیانیت تسلیم کرنے سے اعراض کرے بلکہ عالمی حقوق اظہار رائے اور تحقیق کے چمپئین اسے جارحیت سے تعبیر کرنے لگیں ۔

دنیا میں ہر معروف شخص، ادارے، امت حتی کہ بین الاقوامی تجارتی کمپنیوں کی اپنی شناختی اور ٹریڈ مارک یعنی علامات و نشانات ہیں جنہیں دیگر کوئی ادارہ یا شخص استعمال میں لائے یا ان کی شناخت علامات میں سوء تصرف کرے تو یہ بین الاقوامی جرم تصور کیا جائے۔انسانی حقوق کے تحفظ کی علمدار منتظمین اور اشخاص حرکت میں آجائیں ،وہ ناجائز طور پر ان مخصوص علامات کو اپنے لئے استعمال کرنے والے یا ان علامات میں تبدیلی کر کے انہیں ناجائز استعمال کرنے کو بین الاقوامی جرم سمجھیں کیونکہ اس میں اس مخصوص ادارے کی حق تلفی ہے جس کے لئے کہ وہ ٹریڈ مارک خصوصی شناخت کا درجہ رکھتے ہیں ۔نیز اس میں دیگر صارفین کے ساتھ بھی دھوکہ دہی ہوگی کہ اصلی کی جگہ وہ نقلی اشیاء استعمال نہ کریں۔مگر قادیانیت جب اسلام کے نام پر مخالف اسلام عقائد کو استعمال میں لائے ،امت مسلمہ اور مسلمانوں کے نام سے غیر اسلامی عقائد کو ترویج دے تو ان کا یہ عمل قرآن وسنت ،اسلام اور امت مسلمہ کی حق تلفی بھی ہے اور انسانیت کے ساتھ دھوکہ دہی بھی ہے۔ عدل اور انصاف اور انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں کو بھی اس عمل میں اصل حق اہل حقوق کو لوٹانے میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ صرف اسلام ہی اسلام ہے،

Marfat.com

صرف امت مسلمہ ہی امت مسلمہ ہی اور قادیانیت اسلام سے الگ ایک دین ہے اور قادیانیت مرزا غلام احمد کی طرف منسوب ایک امت ہے۔ صرف اسلامی عقائد ہی اسلامی عقائد ہیں ۔ صرف امت محمدیہ ہی امت محمدیہ ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کی امت یقیناً قادیانی امت ہے۔

کیونکہ نبی کی نسبت سے امت تشکیل پاتی ہے، نبی کے عقائد امت کیلئے اصول ہوتے ہیں، نبی کی لائی ہوئی تعلیمات امت کیلئے شریعت ہوتی ہے۔ جب قادیانی امت نے مرزا غلام احمد کو نبی مان لیا تو وہ اسی کی امت گردانی جائے گی، امت محمدیہ ہرگز نہیں۔ چاہے وہ حضرت محمد رسول اللہ کو ماننے کا اعلان بھی کریں جیسے کہ جناب محمد رسول اللہ کی نبوت پر ایان کے بعد مسلمان امت محمدیہ ہیں چاہے وہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو مانتے ہی ہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان کے بعد قادیانی مرزا کی امت ہیں چاہے وہ پہلے انبیاء کو ماننے کا اقرار بھی کریں اس کے بعد ان کے عقائد اسی امت کے عقائد ہوں گے، امت محمدیہ کے نہیں۔ ان کی تعلیمات شریعت محمدیہ سے الگ ہوگئیں ہیں۔ لہذا ان کیلئے اسلامی اصطلاحات کا استعمال شرعاً اور بین الاقوامی قوانین کے مطابق غیر قانونی ہوجاتا ہے۔ لہذا انسانی حقوق کی تنظیموں کو امت محمدیہ کے غصب شدہ حقوق کو جسے قادیانی امت نے ناجائز طور پر غصب کررکھا ہے کہ وہ اپنے لئے اسلامی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں ۔ حقوقی تنظیموں کو قادیانیت کو اس عمل سے روکنا چاہئے۔ یہی کام تو حکومت پاکستان نے کیا جو ایک شرعی اور قانونی اقدام ہے۔

بہرحال یہ تو قادیانیت کی زیادتی اور دیگر تنظیموں کی سستی کی بات ہے جہاں

Marfat.com

تک مرزا غلام احمد کے اپنی آراء کے اظہار میں اظہار رائے کی حدود کی شرعی اور اجتماعی زیادتی کی بات ہے تو مرزا غلام احمد نے نام تو شریعت محمدیہ کا لیا مگر اصول شریعت اور اس کے مجمع علیہ امور میں بھی اپنی رائے کو دخل انداز کیا۔ مثلا: ایک طرف تو انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع ونزول اور خاتم النبیین کے بارے اہل اسلام والے عقائد کا لوگوں کے سامنے اعتراف کیا مگر ان کی تالیفات اور آج کی قادیانی میڈیا رفع ونزول عیسی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین کے اسلامی مفہوم کا منکر ہے۔

ایک وقت میں مرزا غلام احمد خاتم النبیین ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر اور خارج از اسلام اور ملعون کہتے رہے پھر خود ادعائے نبوت کر بیٹھے۔ اسی طرح انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں بھی اقرار کیا کہ وہ اللہ کے مقرب اور برگزیدہ بندے تھے۔ مجھے عیسی بن مریم ہونے کا دعوی نہیں مگر بعد میں انہوں نے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کر لیا۔ پھر اس میں تدریج کرتے کرتے خود مسیح بن مریم تک پہنچ گئے اور پھر مسیح موعود اور مہدی منتظر بھی ہو گئے حتی کہ انہوں نے ظلی وبروزی نبوت کا دعوی کر کے خود کو محمد واحمد اور مستقل نبی تک کا دعوی کر لیا۔ یاد رہے کہ نبوت اور ختم نبوت، رفع ونزول۔ یہ تمام اسلامی امور ہیں۔ ان کی اسلامی تشریحات ہیں مگر مرزا غلام احمد نے جی بھر کر ان تمام امور میں اپنی رائے کا اظہار کر لیا۔ اب تو اہل اسلام کیلئے بھی ان مسائل میں تحقیق کا حق ہے بلکہ یہ ان کا واجب شرعی ہے اور بین الاقوامی طور پر ان کا مسلم حق بھی ہے۔

یہ اصطلاحات تو معروف ہیں مگر ان کے علاوہ مرزا غلام احمد نے اسلام کے

Marfat.com

نام پر بہت سی ایسی اصطلاحات بھی ایجاد کیں جن کا نام تک اسلامی مراجع میں نہیں ۔جیسے بروزِ محمد ،ظلِ محمد، مثیلِ مسیح ،شہر قادیان کا نام قرآن میں ہونا ،غیر ظلی نبوت وغیرہ وغیرہ۔

مرزا غلام احمد اور قادیانیت نے اصول میں رائے زنی کر کے لوگوں کو نئے عقائد مہیا کئے اور ان کا نام تجدیدات رکھا۔نئے اصول پر جدید امت کی تشکیل کر دی ۔نئی نبوت سے نئی امت پیدا کی جس سے امت مسلمہ میں تفریق ہوگئی۔پہلی نبوتوں کا اگرچہ انکار نہیں مگر نبوت جدیدہ کو تسلیم کرنا جدید امت کی دلیل ہوتی ہے۔

موسوی لوگوں نے ابراہیم کا انکار نہیں کیا مگر نبوت موسی پر ایمان کے بعد وہ امت موسی کہلائے۔

عیسوی لوگوں نے بھی سابقہ انبیاء کا انکار نہیں کیا مگر نبوت عیسی پر ایمان لانے کے بعد وہ امت عیسی کہلائے۔

محمدی لوگوں نے بھی سابقہ انبیاء اللہ کا انکار نہ کیا مگر نبوت محمدی پر ایمان لانے کے بعد وہ امت محمدیہ کہلائے۔

نبوت غلام احمد پر ایمان لانے والوں نے اگرچہ پہلی نبوتوں کا انکار نہیں کیا مگر ان کے نبوت قادیانی ماننے سے ان کا پہلی نبوتوں کو ماننا نئی امت کی تشکیل ہونے ،انہیں روک نہیں سکتا۔

یہ ضابطہ سب امتوں میں مشترکہ سرمایہ ہے۔قادیانی حضرات نے جملہ امتوں کی حق تلفی بھی کی پھر مسلمانوں کی خصوصا اس لئے کہ ان کی اظہار رائے سے سب سے زیادہ زد امت محمدیہ پر اس لئے پڑی کہ وہ سابقہ امتوں میں سے ہونے کے

Marfat.com

مدعی نہیں بنے۔ہاں اگر وہ کہتے کہ ہم نئے نبی کو ماننے کے بعد محمدی بھی ہیں۔موسوی بھی ہیں کہ ان کو مانتے ہیں۔عیسوی بھی ہیں کہ ان کو مانتے ہیں تو ان کی نبوت جدیدہ پر ایمان کے بعد ان کے اس عمل کی زد سب امتوں پر پڑتی مگر انہوں نے صرف امت محمدیہ ہونے کا دعوی باقی رکھا لہذا امت محمدیہ پر زد سب سے زیادہ پڑی۔لہذا امت مسلمہ سب سے بڑھ کر زیادہ قادیانیت کی زیادتی کا نشانہ بنی ہے۔

پھر قادیانیت نے صرف امت مسلمہ ہی کے اجماعی عقائد کو اپنے اشکالات کا نشانہ بنایا، قادیانیت صرف انہیں کی مخالفت میں رات دن اپنی جدوجہد صرف کر رہی ہے ۔ان کی جملہ آراء زنی کا نشانہ امت مسلمہ کے ہی عقائد ہیں۔لہذا امت مسلمہ کو اپنا دفاع اور اپنے حقوق کے تحفظ کا حق سب سے زیادہ ہے۔پھر اگر یہ لوگ نکلے تو امت مسلمہ سے ہی نکلے۔ہماری تو تمام تر کوشش صرف یہی ہے کہ یہ لوگ پھر سے امت مسلمہ کا حصہ بن جائیں اور جب امت مسلمہ ہونے کے مدعی ہیں تو کیونکر امت کے اجماعی اور اصولی مسائل کو قبول نہیں کرتے۔ان کا فرض ہے کہ امت مسلمہ کے مسلمات کو تسلیم کر لیں تاکہ امت مسلمہ میں تفریق وحدت میں بدل جائے ۔بہت سے وہ لوگ جو دھوکہ کھا چکے ہیں ،وہ دھوکہ دہی سے محفوظ ہو جائیں ۔دیگر انسانیت بھی اسلام کی سچی تصویر اور حقائق کو جان سکے۔ہماری تمام تر سعی اپنے تحفظ ،قادیانیوں کی خیر خواہی ،انسانیت کی بھلائی کیلئے اور اہل علم کی آگہی کیلئے اب ہم آئندہ حلقوں میں قادیانیت کی وہ تحریفات پیش کریں گے جو انہوں نے ذات باری تعالی ،حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ،خصوصا حضرت خاتم النبیین ﷺ ،حضرت عیسی علیہ السلام ،حضرت مسیح کے رفع ونزول ،ان کے معجزات کے

Marfat.com

انکار، ان کی والدہ طاہرہ کی توہین، علامات قیامت، مسلمانوں کے مقدسات، علماء اسلام، حضرت مہدی منتظر کے بارے ناحق رائے زنی کر کے اظہار رائے کے حق کو ناجائز طور پر اصولوں کی پاسداری کیے بغیر اپنی مرضی سے بغیر شرعی ضابطے کی رعایت کے استعمال کیا۔ لہذا ہمیں اپنے حق تحقیق میں حریت حاصل ہے۔ جسے عمومی انسانیت اور قادیانی اہل عقل اور دیگر انسانی حقوق کی پاسداری کرنے والوں کو تسلیم کرتے ہوئے ہمارا ساتھ دینا ہوگا۔ اگرچہ قادیانیت نے شرعی رائے کے اظہار کو شرع کی پابندی کے بغیر استعمال کیا ہے مگر ہم شرعی تحقیق کے حق کو شرعی پابندی کے ساتھ استعمال کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

Marfat.com

خلاصۂ مبحث

۱۔اس محکوم ومقہور اور مغلوب الحال غلام انسان کو اصل حریت، وہ حریت اختیار رائے ہو یا حریت اظہار رائے، اسلام نے سب سے پہلے یہ حق دیا ہے۔

۲۔اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان دیانت داری سے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرے۔اس میں کذب بیانی سے احتراز کرے۔

۳۔اگر کسی دوسرے انسان کی رائے نقل کر رہے ہیں تو اس میں صحت فہم اور صحت نقل ہر دو خیال رکھنا ضروری ہے۔

۴۔اگر کسی شرعی امر میں رائے دی جارہی ہو تو صاحب رائے کو اہل علم اور اجتہاد کے شروط سے متصف ہونا ضروری ہے ورنہ اس کی رائے قابل اعتبار نہ ہوگی۔

۵۔صاحب علم اور مجتہد بھی صرف مجتہد فیہ مسائل میں اپنی رائے دے سکتا ہے ۔مجمع علیہ امور اور اصول میں نہیں۔

۶۔جس طرح انسان کو رائے کے اظہار کا حق ہے اسی طرح دیگر کا بھی حق ہے کہ وہ اس کی رائے میں بحث ونقد اور تحقیق کریں کیونکہ سچ اور حق انسانوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔

۷۔مرزا غلام احمد نے رائے زنی کی حدود سے تجاوز کیا۔

۸۔مرزا غلام احمد نے اصول اور مجمع علیہ امور میں تشکیک ڈالنے کی سعی کی اور یہ اظہار رائے کی حدود سے تجاوز ہے۔

۹۔مسلمانوں کو اپنے عقائد حقہ، مسلمات دینیہ، اپنی دینی اور مذہبی شناخت

Marfat.com

کے تحفظ کا حق بھی ہے۔ قادیانیت کی پیش کردہ آراء میں نقد و تحقیق کا حق بھی ہے کیونکہ حق انسانیت کا سرمایہ ہے۔

۱۰۔ حق کا بیان اور حق تک پہنچانے کی سعی انسانیت کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ طالبین حق کو حق سمجھنے اور سے قبول کرنے اور اہل علم کو حق کے تحفظ اور بیان کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

نمبر 5۔از سلسلۂ ''دین بھلائی ہے''

ذات باری تعالیٰ جل شأنہ

کے متعلق

مرزا غلام احمد قادیانی کا اسلوب تعامل

Marfat.com

باری تعالی کا کوئی مثیل نہیں

اللہ تبارک وتعالی خالق مخلوقات ہیں وہ قادر مطلق ہیں، ان کا کوئی مثیل نہیں ، جملہ صفات کمال ان کے اندر جمع ہیں۔ وہ ہر نقص وعیب سے پاک ہیں، ان کا ارشاد مبارک ہے (لیس کمثله شیء وهو السميع البصير) ''اللہ تعالی کی مثیل ونظیر نہیں وہ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں''۔

باری تعالی جل جلالہ کی ذات مقدسہ نے اپنا جو وصف خود بیان فرمایا ہے بندۂ مؤمن کیلئے اس سے سر مو تجاوز درست نہیں، جس صفت کو ثابت فرمایا اسے ثابت کرنا بندوں کا واجب ہے۔ انہوں نے جس صفت کی جس طرح نفی اپنی ذات سے فرمائی اس کی اس طرح نفی کرنا ان پر واجب ہے۔ انہوں نے جہاں سکوت اختیار فرمایا وہاں سکوت کرنا ہوگا۔ یہی ایمان کا شیوہ ہے۔ خالق کے شایان شان نہیں کہ اپنی عقل وفہم سے بندہ اس کے بارے کچھ کہے۔ اس کی ذات عالی عقل انسانی سے بالاتر ہے

-

سنہری ضابطہ

اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں کہ (یاد رہے کہ امام شافعی کا نام قادیانیت کے ہاں مجددین کی فہرست میں داخل ہے):

''میں ہر اس امر کو جو اللہ تعالی کی طرف سے آیا ہے اللہ
کی مراد کے مطابق مانتا ہوں اور رسول اللہ کی طرف سے آیا
ہے اسے رسول اللہ کی مراد کے مطابق مانتا ہوں''

Marfat.com

کلام اگر اللہ کا ہو اور مراد اس کی نہ ہو کسی اور کی ہو تو یہ ایمان کے منافی ہے ،اسی طرح کلام اگر رسول اللہ کا ہو اور مراد ان کی نہ ہو کسی اور کی ہو تو یہ بھی ایمان کے منافی ہے۔

یہی وہ ضابطہ ہے جس میں اہل ایمان بہت احتیاط برتتے ہیں ،نہ وہ اللہ کی ذات میں زیادتی یا نقصان کرتے ہیں نہ اس کی کلام میں،اس طرح جناب رسول اللہ کا معاملہ ہے۔

تجدیدات مرزا در شان باری تعالی

ہمارا موضوع ذات باری تعالی اور قادیانیت کی وہ تحقیق وتجدید ہے جو دراصل ذات باری تعالی کی شان میں قادیانی تحریفات کا نمونہ ہیں ۔مجددین اسلام ہر باب میں اور خصوصاً اس باب میں ہمیشہ شارع کی طرف سے وارد نصوص اور ان کی مراد ہر دو کی پاسداری کرتے ہیں۔وہ اپنی طرف سے زیادتی یا کمی نہیں کرتے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ذات باری تعالی میں بھی تمام حدود کو توڑنا روا رکھا۔

خدا تعالی کے بے شمار ہاتھ پیر

مرزا غلام احمد توضیح المرام کے صفحہ نمبر ۴۲ روحانی خزائن ۱۹۰/۳ پر حق تعالی شانہ کیلئے بے شمار طویل وعریض اعضاء ثابت کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔وہ لکھتا ہے:

> ”قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کیلئے بے شمار ہاتھ، پیر اور عضو اس کثرت سے ہیں کہ تعداد سے خارج اور

Marfat.com

لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں''۔

یاد رہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات مقدسہ کا ایسا وصف کرنا، ان کیلئے عدد کے اعتبار سے شمار، پھر کمیت میں طویل وعریض اعضاء ثابت کرنا اور ان کیلئے تیندوے کی مثال یقیناً غیر شرعی عمل ہے جو قرآن حکیم کی نص قطعی کی کھلی مخالفت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فلا تضربوا للہ الأمثال ۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں پیش نہ کرو۔ نیز فرمایا: لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ۔ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی شی ءنہیں، وہ سمیع اور بصیر ہے۔

اب حق تعالیٰ شانہ کیلئے مذکورہ مثالیں دینا اور ان کا یہ انداز بیان ۔ کیا مرزا صاحب کیلئے کسی ایمانی حقیقت کو باقی رہنے دے گا؟

اللہ اور چور

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی تجلیات الہیہ کے صفحہ نمبر ۴ پر اللہ تعالیٰ کے آنے کو چوروں کی طرح آنے کی مانند اقرار دیتے ہوئے رقمطراز ہے:

تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا، وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔

Marfat.com

میں خود خدا ہوں

مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام مندرجہ روحانی خزائن میں ۵/ ۵۶۴ پر عربی زبان میں اپنے بارے میں یہاں تک دعوی کر دیا کہ وہ عین اللہ ہے۔ یہ دعوی ملاحظہ کیجئے:

ورأيتني في المنام عين الله وتيقنت أنني هو ولم
يبق لي ارادة ولا خطرة ولا عمل من جهة نفسي
وصرت كاناء منثلم بل كشيء تأبطه شيء آخر

ترجمہ ملاحظہ کیجئے

میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔

خدا میرے وجود میں داخل ہو گیا

مرزا صاحب ایک طرف تو خود عین اللہ ہونے کا دعوی کر رہے ہیں اور دوسری طرف اس سے بھی آگے ایک قدم بڑھکر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کے اندر داخل ہو گئے ہیں، پھر تو مرزا صاحب اللہ تعالی کی زبان بولنے لگتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے وہ کتاب البریہ صفحہ ۸۶۔۸۷ مندرجہ روحانی خزائن صفحہ ۱۰۴۔۱۰۵ پر رقمطراز ہیں:

Marfat.com

خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم
اور تلخی اور شرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا اور
اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ "ہم ایک نیا نظام اور
نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں"۔

قرآن نے اللہ تعالیٰ کیلئے مثیل ہونے کی صراحت سے نفی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لیس کمثله شیء (کوئی شی ء اللہ کی مثیل نہیں) مگر مرزا صاحب اپنے بارے میں اپنی تالیف اربعین کے نمبر۳ صفحہ نمبر ۳۰ پر لکھتے ہیں:

اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور
دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے
وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا، بعض نبیوں کی کتابوں
میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور
دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور
عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کے مانند۔

ہم آج کی قادیانیت کو دعوت تامل دیتے ہوئے ان کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو رب کا مثیل بتائے اور وہ رب تعالیٰ کے ساتھ وحدت الوجود ہونے کا دعوی کرے کہ وہ اسکے ساتھ اس کی توحید وتفرید کی مانند ہو جائے، ایسے شخص کیلئے وہ کیا حکم شرعی لگائیں گے؟ مرزا صاحب کا اپنا کلام ان کے لئے حکم کو متعین کرتا ہے، صرف ذرا تامل کی ضرورت ہے۔ اہل ایمان کی تکفیر کرنے والے کی غیب سے یہی سزا مقرر ہوئی کہ اس کی زبان سے ایسا منکر دعوی اور اس قدر منکر قول

Marfat.com

نکلیں جوکہ اس کی تکذیب وتکفیر کی خود دلیل بنیں۔

باری تعالی جل جلالہ کے بارے ایسے نازیبا دعوے مرزا صاحب نے صرف اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھے بلکہ اپنی اولاد کیلئے بھی ایسی انہونی باتیں روا رکھیں جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۵۔۹۶ میں ہے کہ (بزعم مرزا) اللہ تعالی کا خطاب مرزا کے نام یوں ہے:

> ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق
> کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا

خدا مرد، مرزا عورت

مرزا صاحب نے حق تعالی شانہ کی طرف معاذ اللہ ایسے امور منسوب کیے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے، اور اس کا تصور بھی بھیانک لگتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مرزا صاحب کے ساتھ مردانگی کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ وہ عیسی علیہ السلام سے حاملہ ہوگئے۔ اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴ از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی کی روایت ہے کہ:

> حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت
> یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری
> ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالی نے رجولیت کی
> طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کیلئے اشارہ کافی ہے۔

Marfat.com

خدا تعالیٰ کے دستخط

مرزا صاحب نے حق تعالیٰ شانہ کی طرف ایسے امور کی نسبت کی کہ کوئی نبی یا مجدد تو کجا ایک ادنیٰ علم والا گنہگار مسلمان بھی اتنی جرأت نہیں کرسکتا۔ ان کی کتاب حقیقۃ الوحی علامت نمبر ۱۰۶ صفحہ ۲۵۵ مندرج در وحانی خزائن ۲۲/ ۳۶۷ میں تحریر یوں ہے :

> ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے

Marfat.com

اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔

قادیانیت کو دعوتِ تامل

قادیانیت کے جال میں پھنسے ہوئے سادہ لوح لوگ ہوں یا ان کے ذمہ دار قیادت اور نمائندہ حضرات، ذرہ غور اور تامل سے کام لیں کہ کیا اس امت مسلمہ کی تاریخ میں روز اول سے آج تک کوئی ایسا شخص گذرا ہے چاہے وہ عام مسلمان ہو یا اہل علم وتحقیق کے طبقہ کا کوئی فرد جس نے اللہ تعالی کی ذات گرامی کے بارے اس طرح گفتگو کی ہو، یا ان کی طرف کسی امر کے نسبت کرنے میں اسی طرح دیدہ دلیری سے کام لیا ہو جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا؟۔ کیا دین میں یہی تجدید ہے کہ اس طرح کی کفریات تحقیق وتجدید کے نام پر ذات باری تعالی کی طرف منسوب کی جائیں؟ کیا مجدد کا یہی کردار ہے؟

ہرگز نہیں!! خدارا کچھ عقل وفہم سے کام لیں، ان تحریفات سے اپنی براءت کا اظہار کیجئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ جن کا نام خود قادیانیت کی مشہور تالیف عسل مصفی میں مجددین کی فہرست میں مذکور ہے، ان کے اس بیان کو حرزِ جاں بنائیں، پھر اللہ تعالی کی ذات مقدسہ کے بارے جو ضابطہ شرعی انہوں نے امت کے سامنے وضاحت سے پیش کیا ہے کہ ''میں اللہ تعالی کی طرف سے آنے والی ہر چیز کو اللہ تعالی ہی کی مراد پر مانتا ہوں'' کے مطابق اپنے ایمان دار ہونے کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالی کی ذات گرامی کو اپنی عقل وفہم کے مطابق اپنے حاشیہ خیال میں نہ بٹھائیں اور ان کفریات سے توبہ تائب ہو کر ایمان خالص اور مؤمنین مخلصین کے راستہ کو اختیار کریں۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

اس مبحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات میں پیش خدمت ہے

۱۔اہل ایمان ذات باری تعالی کے وصف میں قرآن وسنت کی مقرر کردہ شرعی حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔

۲۔اللہ تعالی کی ذات مبارکہ ہر نقص وعیب سے منزہ اور پاک ہے،اس کی کوئی نظیر ومثیل نہیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کی مثالیں بیان کی ہیں۔

۳۔اللہ تعالی کی ذات گرامی کا اپنی عقل وفہم سے تصور یا اس ذات عالی کی ناقص عقل سے تصویر کشی کرنا ایمان کے منافی عمل ہے۔

۴۔کسی بھی عام مسلمان یا مجدد نے ذات باری تعالی کا ایسا وصف نہیں کیا جیسے کہ مرزا غلام احمد نے کیا۔

۵۔مرزا غلام احمد قادیانی کے وصف باری تعالی کے چند نمونے۔

ہماری حق تعالی سے دعا ہے کہ وہ امت کے خواص کو ان کے عوام میں درست منہج پر فہم دین پیدا کرنے کی توفیق مرحمت فرمادیں (آمین یارب العالمین)

Marfat.com

نمبر 6۔از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

حضرات انبیاء علیہم السلام

اور

مرزا غلام احمد قادیانی کا اسلوب تعامل

Marfat.com

مقام انبیاء علیہم السلام اور قادیانی اسلوب

اللہ کی تمام مخلوقات میں حضرت انسان اشرف المخلوقات ہے پھر انسانوں میں رتبہ میں اعلیٰ وافضل حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں ۔ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کا حق تعالیٰ نے خود انتخاب فرمایا ہے۔ انہیں اپنے اور اپنے مخلوق کے مابین سفارت کا اعلیٰ وافضل منصب عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ شانہ نے خصوصی عنایت سے ان کی گناہوں سے حفاظت فرمائی ، معجزات سے ان کی تائید فرمائی ۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے وظیفۂ رسالت اور اللہ اور مخلوق کے مابین تعارف کی ادائیگی کو کما حقہ ادا فرمایا۔ سب انبیاء کی حقانیت اور ان کی عظمت کا اعتراف جزو ایمان ہے، ان میں سے کسی ایک کا انکار یا اہانت موجب کفر ہے۔

قادیانیت کا اسلوب یوں ہے کہ وہ تمام آسمانی ادیان اور ان کی طرف منسوب امتوں کو اور دیگر انسانی سوسائٹی کو محض مرزا غلام احمد کی شخصیت اور اس کی تجدیدات (جو کہ دراصل تحریفات ہیں) کی فکری غلامی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے ۔ اسی ہدف کے حصول کیلئے مرزا غلام احمد، اس کے نگرانوں اور اس کے پیروکاروں نے مرحلہ وار تدریجی منصوبہ بندی اس طرح کی ہے کہ:

اولاً: حضرات انبیاء علیہم السلام اور عظماء ادیان کی عظمت پھر ان کی شخصیات میں جرح وقدح ، پھر مرزا غلام احمد کی شخصیت کی عظمت ان کی تعلیمات کو تجدیدات کے عنوان سے ابھارنا، پھر اپنے آپ کو فرقہ ناجیہ اور اہل تحقیق کے عنوان سے پیش کرنا، عمومی دنیا اور خصوصا عالم اسلام کو درپیش مسائل اور مشکلات کے حل کو اپنے

Marfat.com

مزعوم آسمانی مامور ومبعوث کے انکار کرنے سے جوڑنا اور ان کے حلول کا واحد راستہ مرزا غلام احمد کی بطور نجات دہندہ بیعت میں داخل ہونے میں منحصر کر دینا۔

اب اس منصوبہ بندی کا قادیانیت کے اصل مراجع سے مطالعہ کیجئے جبکہ قادیانیت کے ذرائع ابلاغ عامہ سے روزانہ اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

قادیانی منصوبہ بندی کی مرحلہ وار ترتیب یوں ہے

انبیاء کی عظمت کا اعتراف

اولاً: حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت کا اعتراف اور ان کی تحقیر واہانت کرنے والے کی تکفیر۔

مرزا غلام احمد چشمۂ معرفت صفحہ ۳۹ مندرجہ روحانی خزائن ۱۳/۳۹۰ میں کہتے ہیں:

> اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

ثانیا: ان کی عظمت کے ساتھ ساتھ ان کا مظہر اتم ہونا

مرزا غلام احمد حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۴ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ

> ''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم

Marfat.com

ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب
ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں،
میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں''

چہرے کا دوسرا رخ

یہاں تک تو عظمت کا عقیدہ اور عقیدت کا اظہار ہے تاکہ مسلمانوں کو بتاسکیں کہ وہ بھی انہی کی طرح عقیدہ رکھتے ہیں اور ان عظماء سے عقیدت بھی۔ اب چہرے کا دوسرا رخ یوں شروع ہوتا ہے اور اپنا خصوصی موقف وہ حقیقۃ الوحی کے تتمہ میں صفحہ ۱۳۵ پر یوں بیان کرتے ہیں

میں اس بات کا قائل ہوں کہ اس دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں
آیا جس نے اجتہاد میں غلطی نہیں کی

انبیاء اگر غلط کار ہوں تو مرزا غلام احمد کا کام بنے گا کہ وہ ان سے آگے نکلنے کا مدعی ہے۔ پھر اس جانب یوں قدم بڑھایا کہ وہ اس کتاب کے صفحہ ۱۳۷ پر رقمطراز ہیں کہ

خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ
اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ
غرق نہ ہوتے''

یہ وہی نوح ہیں جن کے کمالات کا مظہر ہونے کا مدعی مرزا غلام احمد اب ان

Marfat.com

پر سبقت کا مدعی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان کی تحقیر بھی کر رہا ہے۔ اس سے قبل وہ اسی تحقیر پر کفر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔ یہ ایسا تناقض ہے جس کی اہل عقل وایمان کے کلام میں مثال نہیں ملے گی۔

اہانت انبیاء سے غرض

اس طرز تحریر سے غرض کیا ہے؟ وہ اس کلام سے واضح ہے جس کا اظہار مرزا غلام احمد نے اربعین نمبر ۳ کے تحت صفحہ نمبر ۳۸ پر ایک دعوے میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

'اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ''

یہاں غور و تامل طلب کئی امور ہیں۔

اولا: قرآنی آیت جن میں مخاطب حضرت خاتم النبیین ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ہیں۔ اسے خود اپنے اور اپنے رفقاء پر فٹ کرنا۔

ثانیا: مقام ابراہیم مخصوص و متعین مقام کا نام ہے۔ اس میں تحریف کرنا۔

ثالثا: ابراہیم علیہ السلام مخصوص پیغمبر ہیں۔ خود کو وہی ابراہیم بنالینا۔

آخر کہاں کہاں زد پڑ رہی ہے۔ اسے تو قرآن نے الحاد فی آیات اللہ فرمایا ہے۔ یہ خود الگ ایک کفر ہے اور تمام کفروں سے بڑھکر ہے کہ الفاظ کو ماننے کا دعوی بھی

Marfat.com

صرف اس لئے کہ ان کو اپنے مقاصد مذمومہ کیلئے استعمال میں لاسکیں۔

کلام اللہ اور خود صاحب کلام کے حق میں اور جن کے بارے نازل ہوا ان کے حق میں اس سے بڑھکر کیا گستاخی ہوسکتی ہے۔ اس پر تو وہ خود مرزا غلام احمد تکفیر کا فتوی صادر کر چکے تھے۔ واقعی تناقض اور پھر ایسا تناقض جس کی زد میں ذات باری تعالی، ان کے کلام، اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذات مقدسہ، خود سید الرسل اور ان کے اصحاب کرام پر پڑ رہی ہو۔ مرزا غلام احمد ہیں کہ ایسی تحریفوں پر مدعی مجددیت مدعی محدثیت، مدعی نبوت بنے بیٹھے ہیں اور جماعت قادیانیت ہے کہ بلا تامل آمنا وصدقنا کی اندھی تقلید میں مبتلا ہیں۔

خامساً: پھر یہ دعوی ہے کہ تم سب اپنی عبادتوں اور عقیدوں میں مرزا غلام احمد کی اتباع اور اقتدا کرو۔ یعنی تم سب بھی ان عظماء کی عظمت کو دل سے نکال کر صرف مرزا غلام احمد کی عظمت اور سب کے طریقوں اور تعلیمات کو ترک کر کے مرزا غلام احمد کے طریقوں اور تعلیمات کو اپناؤ پھر جو اللہ کی طرف سے اسوہ ٹھہرائے گئے، جن کے بارے قرآن نے کہا کہ ''ابراہیم علیہ السلام تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں، جناب محمد رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں'' ان سب نمونوں کو چھوڑ کر اب ہر امر میں اپنا نمونہ مرزا غلام احمد کو بنالو۔

سادساً: مرزا غلام احمد کے اس کھلے اور واضح بیان کے بعد قادیانیت کے اہداف کے بارے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ اس کے ہاں سب عظماء کی عظمت کی نفی ہی نفی ہے اور صرف مرزا غلام احمد کی عظمت کا ہی اثبات اور اعتراف ہے جس کے حصول کی خاطر اسے اسلام کے دائرہ سے باہر نکل جانا بھی آسان اور

Marfat.com

منظور ہے۔

اس طرح غور کریں کہ مرزا غلام احمد ایک وقت میں ''یوسف'' بھی بنتے ہیں پھر اس سے آگے کا رخ کرتے ہیں اور ببانگ دہل اپنی فضیلت اور اس کی دلیل بھی بیان کرتے ہیں۔ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۹۹/۵ پر کہتا ہے کہ:

''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے
بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا
گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا''

مرزا غلام احمد کی تحریر میں ان کا نبی سے افضلیت کا صراحت سے دعوی ہے پھر اس کی دلیل کا بھی بیان ہے کہ اسرائیلی یوسف کا جیل جانا اور میرا جیل سے محفوظ رہنا ان کے مفضول اور میرے افضل ہونے کی دلیل ہے۔

نبیوں کو اس طرح عیب دار بنانا، ان کی شان میں کھلی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اپنے تئیں امتی ہو کر نبی سے افضل بننا یہ اسلام کے اجماعی عقیدہ کی کھلی مخالفت نہیں ہے؟

جملہ انبیاء سے مساوات اور ان پر تفوق کا دعوی

الحاصل مرزا غلام احمد کے کلام میں جملہ انبیاء سے مساوات پھر ان پر تفوق اور فضیلت کا دعوی ان کے کتاب نزول مسیح کے صفحہ ۱۰۰ پر منظوم فارسی کلام میں ایک ہی جگہ اکھٹے طور پر موجود ہیں۔ ملاحظہ کریں:

انبیاء گرچہ بودا ند بسے　　　من بعرفان نہ کمترم ز کسے

Marfat.com

آنچہ دادست ہر نبی را جام　　داد آن جام را مرا بہ تمام

زندہ شد ہر نبی بآمدنم　　ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

کم نیم زان ہمہ بروئے یقین　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

اس کا اردو میں خلاصہ ملاحظہ کریں:

اگرچہ انبیاء کی کثیر تعداد ہے، میں ان میں سے کسی سے بھی معرفت میں کم نہیں ہوں۔ (یہاں تک تو مساوات ہوگئی)

ان انبیاء میں سے ہر نبی کو ایک جام دیا گیا اور مجھے تمام کا مجموعہ دیا گیا (یہاں فضیلت وفوقیت کا دعوی ہے)

ہر نبی میرے قمیص میں چھپا ہے (یہ اپنی فضیلت اور ان کی تحقیر کا بیان ہے)

جو میری تکذیب کرے وہ ملعون ہے۔

یہ مرزا غلام احمد کا خصوصی اسلوب لعنت ہے کہ پوری امت مسلمہ کو ملعون قرار دیکر اس خیر امت کی تحقیر کی جس کو اللہ تعالی نے خیر امت فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے یہ سرٹیفکیٹ دیا کہ ''میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی''۔ مرزا غلام احمد کے ہاں وہ امت ملعونہ ٹھہری (والعیاذ باللہ)۔

حضرات انبیاء علیہم السلام پر افضلیت کا دعوی، امت مسلمہ پر لعنت بھیجنے سے اصل غرض تو صرف مرزا غلام احمد کی شخصیت کو ہی منوانا ہے۔ یہی قادیانیت کا اصل ہدف ہے۔

اس مشن کا آغاز مرزا غلام احمد نے خود کیا، پھر ان کی اولاد، اتباع بھی اس مشن کی تکمیل میں کوشاں رہے ہیں اور آج ان کے ذرائع ابلاغ عامہ بھی مصروف عمل

Marfat.com

ہیں۔غور کریں کہ مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۱۷ میں کس قدر شدید رویہ اپناتے ہوئے رقمطراز ہیں۔وہ کہتے ہیں:

> پس اب کیا یہ پرلے درجے کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لانفرق بین احد من رسلہ میں داؤد اور سلیمان اور زکریا و یحیی علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے

قادیانیت کی فکری دہشت گردی

قادیانیت کی یہ فکری دہشت گردی ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مزعوم نبی مرزا غلام احمد کو قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں جب انبیاء کی ربانی فہرست سے خارج کریں تو وہ پرلے درجہ کی بے غیرتی کے مرتکب ٹھہریں اور قادیانی اپنے بانی کو بلا دلیل شرعی مسیح موعود کا لقب دیں، اسے مہدی منتظر بنائیں، اسے حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کے منصب پر بٹھانے کی ناکام سعی کریں، وہ پھر بھی راستباز۔سبحان اللہ؛ یہ قادیانیت کی کیسی الٹی منطق ہے کہ راستبازی کو بے غیرتی کہیں اور بے غیرتی کو راستبازی۔الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

باحمیت مسلمان اپنے اس عقیدہ کا جو قرآن وسنت سے ثابت ہے اس کا تحفظ کریں تو یہی دینی حمیت اور غیرت مندی ہے کیونکہ ایمان بالرسل کا قرآنی ضابطہ نے نبی خاتم اور ان سے پہلے انبیاء کو واجب ایمان بتایا ہے اور بعد والے ہر مدعی کو کذاب ودجال اور واجب الرد بتلایا ہے۔اسی کا امت مسلمہ تحفظ کرتے ہوئے مرزا غلام احمد

Marfat.com

کو تسلیم نہیں کرتی ۔اس پر مستزاد یہ کہ مرزا غلام احمد کا دعوی نبوت اور انبیاء اللہ کی تحقیر نے نہ صرف مسلمانوں کے فتاوی نے بلکہ خود اپنے فتاوی نے بھی انہیں دائرۂ ایمان سے خارج کر دیا تھا۔۔رہی بات ان کی اطاعت کی تو ان کیلئے تو یہ اور رجوع الی الحق کا موقع ہے کہ وہ اس کے ذریعہ امت کے دھارے میں واپس آ سکتے ہیں ۔اپنی نسبت کو صرف حضرت خاتم النبیین کے ساتھ خالص کر دیں اور سابقہ انبیاء حضرات کی اہانت اور مسلم امت کی طرح نہ انبیاء کی تحقیر کے نہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کے اجراء میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔

Marfat.com

خلاصۂ مبحث

اس مبحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات میں پیش خدمت ہے

ا۔مخلوقات میں اشرف حضرت انسان اور انسانوں میں افضل حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں۔

۲۔انبیاء علیہم السلام اللہ تعالی کی طرف سے منتخب اسکے مقرب برگذیدہ بندے ہیں،جنکی عصمت اور معاصی سے حفاظت وعنایت خودحق تعالی شانہ نے فرمائی۔تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے فرائض منصبی کو کماحقہ ادا فرمایا۔

۳۔کوئی امتی کسی نبی کے درجہ کونہیں پہنچ سکتا چاہے اطاعت میں وہ کتنا ہی کامل ہو۔

۴۔تمام انبیاء علیہم السلام کی تعظیم واجب اور کسی کا بھی انکار یا اہانت کفر ہے۔

۵۔مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک تمام انبیاء علیہم السلام نے اجتہادی غلطیاں کیں۔

٦۔مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء سے نہ صرف برابری بلکہ فوقیت کا دعوی بھی کیا۔

۷۔نمونہ جات

ہماری حق تعالی سے دعا ہے کہ وہ امت کے خواص کو ان کے عوام میں درست منہج پر فہم دین پیدا کرنے کی توفیق مرحمت فرمادیں(آمین یارب العالمین)

Marfat.com

نمبر 7۔از سلسلہ ”دین بھلائی ہے“

سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی ذات مقدس

اور

مرزا قادیانی کی تجدیدات وتحریفات

Marfat.com

نقطہ آغاز

ہمارے آقا و مولی، اللہ کے تمام رسولوں کے سردار، جناب خاتم النبیینؐ والمعصومینؐ کے مقام و رتبہ کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا:

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

اللہ کے بعد مقام انہی کا ہے، ان کی ذات عالی حق تعالی کے قریب ترین، رب العالمین کی عطا سے ان کا منصب "رحمت اللعالمین" ہے "ورفعنا لک ذکرک" کے مصداق صرف جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ جن کی ذات مقدس کی عظمت یہ ہے کہ آپؐ خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی دونوں سے موصوف ہیں، یعنی افضل النبیینؐ بھی ہیں اور خاتم النبیین ﷺ بھی ہیں۔

حق تعالی شانہ نے اپنے تمام معصوم و برتر بندوں حضرات انبیاء کرامؑ سے انہی کی نصرت اور انہی پر ایمان لانے کا عہد و میثاق لیا اور اس عہد و پیمان کے ذکر مبارک کو اپنے قطعی کلام معجز و مقدس میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ثبت بھی فرما دیا جس کی تلاوت تا قیامت ہوتی رہے گی، حضرات انبیاء کرامؑ نے ان کی سیادت و قیادت کا اقرار بھی کیا اور اپنے اپنے ادوار نبوت میں اس کا اظہار بھی کیا۔ اس عالم کے جملہ اہل ایمان سے انہی کی ذات مقدسہ پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و توقیر کا مطالبہ قرآن حکیم میں ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے:

"لتومنوا باللہ ورسولہ و تعزروہ وتوقروہ"

"تم اللہ پر ایمان لاؤ اسکے رسول کی تعظیم بجالاؤ اور اسکی

Marfat.com

نصرت کرو"۔

جناب محمد رسول اللہؐ ہی کی ذات گرامی ہے کہ جن کی نصرت سے پس وپیش کرنے پر قرآن حکیم نے سخت تنبیہ فرمائی۔" الا تنصر وہ .الخ "

اگر تم رسولؐ اللہ کی نصرت میں پس وپیش کرو گے تو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ نے تو اس کی اس وقت بھی نصرت کی تھی، جب اسے کافروں نے نکال دیا اور وہ دو میں دوسرا تھا جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھے" تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جناب رسول اللہؐ کے ساتھ امت کے ہر فرد کو اسی طرح کی عقیدت ومحبت رکھنا ہے اور آپؐ کی ذات کے لئے اسی طرح کی تعظیم وتوقیر بجا لاتا ہے اور آپؐ کے لائے ہوئے دین کی نصرت کرنا ہے، اور یہی ان کے لئے بہتر ہے اسی میں ان کی خیر بھی ہے جبکہ اس میں پس وپیش کرنا خود ان کے اپنے لئے باعث خسارہ ہے کسی شخص کے لئے یہ امر کبھی بھی باعث خیر نہیں ہوسکتا کہ وہ محبت رسولؐ، تعظیم رسولؐ، اور نصرت دین رسولؐ میں کوتاہی کرنے والا ہو۔

پھر اہل ایمان میں کون ہے جو اپنے عقل وحواس اور ایمان میں بھی ہو پھر حضرت خاتم النبیینؐ کے مقام عالی کی ہمسری کا مدعی ہو ؟ یا ان کے مقام عالی کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہونے کا صرف تصور ہی کر سکے ؟ یا اس عظیم شخصیت پر تفوق اور برتری کا سوچ بھی سکے؟ اور وہ اس کائنات ہستی میں ذی عقل وشعور ہو اور ایمان کے ادنیٰ درجہ سے ہی موصوف ہو، چہ جائیکہ یہ کہے کہ وہ تو روحانیت میں اس ذات اقدس ﷺ سے آگے بڑھ گیا ہے اور اس کی فتوحات، فتوحات محمدیہؐ سے بھی

Marfat.com

اکبر، اعظم، اور اظہر ہیں، پھر ایسا کہنے والا اپنے آپکو آپ کا خادم خاص اور آپ کا متبع کامل بھی کہے اور اس کی پیروکار ملت اسے آپ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہونے کا اعلان کرے، اور آپ پر سبقت کی دوڑ میں بھی اسے شریک سمجھے، اور یہانتک دعوی کرلے کہ وہ آگے نکل چکا ہے، (معاذ اللہ) ایسی جسارت کہ جس معصوم ہستی اور طاہر ومطہر، صاحب سیرت شخصیت کو حق تعالی شانہ نے پوری انسانیت کیلیئے اسوہ ء حسنہ بنایا ہو جو پورے عالم کے لئے شاہد ہو، مبشر ہو، نذیر ہو، بشیر ہو، عمومی بعثت، عمومی نبوت و رسالت کے ساتھ مبعوث ہو جسکی عمومی بشارت ونذارت سے اس کائنات ہستی میں بنی آدم کا کوئی فرد مستثنی نہ ہو۔ کوئی شخص اس کی امت میں سے ہونے کا دعوی کرنے کے بعد اس بات کا بھی مدعی ہو کہ سید الرسل، سید الطاہرین، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم نے بروزی طور پر اس کی صورت اختیار کی ہے اور پہلے سے روحانیت میں زیادہ قوی ہیں، زیادہ کامل بھی ہے۔ (معاذ اللہ)

ایسا دعوی کرنے والا بے باک شخص یقیناً ایمان سے یکسر خالی ہی ہوگا اس کے دعوی کو اعتبار میں لانے والا بے حمیّت بھی نعمت ایمان بلکہ نعمت عقل وشعور سے بھی محروم ہوگا۔

تاریخ انسانیت میں مرزا غلام کی اولین جسارت

آدمیت کی تاریخ میں مسلمان تو کیا کسی دیگر ملت کے فرد نے بھی ایسی جسارت نہیں کی ہوگی کہ وہ آنحضرت سے روحانیت میں بڑھ کر ہونے کا مدعی ہو، کہ پھر وہ بھی اسلام کے نام پر، اللہ جل شانہ کے نام پر، آسمانی تعلیمات کے نام پر

Marfat.com

،اس کی مقدس وحی اور الہامات وکشوفات کے نام پر، ان شرعی الفاظ واصطلاحات کا ایسا غیر شرعی استعمال کا ایسا ناحق اور ظالمانہ استعمال جس سے قرآن وسنت کی نصوص کے شرعی مفاہیم ہی بدل جائیں جس سے کسی عظیم کی عظمت باقی نہ رہے واضح آیات میں تحریف ہو احادیث متواترہ کا انکار ہو، صرف ایک غیر معصوم شخصیت کو اجاگر کرنے اور اسکی تعلیمات کو رواج دینا ہی مقصد اعظم ٹھہر جائے، کیا یہ سب کچھ ہوا؟ ہاں انسانی تاریخ میں ایسا ہوا ہے، مرزا غلام اور اسکی جماعت نے ایسا کیا ہے، جناب محمد رسول اللہ ﷺ جو معصوم ہیں ان کا ظل ہونا ان کا بروز ہونا ان کے لئے بعثت ثانیہ ایجاد کرنا پھر اس میں بروز کا اصل سے زیادہ زوردار ہونا میں کامل ہونا فتوحات میں بڑھ کر ہونا اظہر ہونا، اکبر ہونا یہ سب کچھ مرزا غلام احمد اقر قادیانیت نے کیا، اس ذات گرامی کے مقابل جسکی ذات اقدس کی عظمت کا تحفظ اللہ جل شانہ نے خود یوں فرمایا کہ

> ''جب کفار مکہ نے آپ کی بابت کہا کہ محمدؐ نے اللہ پر افتراء پردازی کی ہے تو غیرت الٰہی جوش میں آئی پھر خود حق تعالیٰ شانہ نے نہایت زوردار تردیدی اسلوب بیان سے کفار کا رد کرتے ہوئے فرمایا ہے '' بل ھو الحق من ربک ،، بلکہ جناب محمد رسول اللہؐ وہی حق پر ہیں ان کا فرمان ہی حق ہے جو رب العالمین کی جانب سے ہے کیونکہ وہ تو وحی ربانی سے ہی کلام کرتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں بولتے ''بل'' کے ساتھ جناب نبی کریم

Marfat.com

ﷺ کے مقام کا یہ تحفظ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے مشرکین مکہ کے ذات باری تعالی کے بارے میں کہا'' اتخذالرحمن ولداً ''رحمٰن کی بھی اولاد ہے۔حق تعالی نے فرمایا'بل عباد مکرمون ''(جن ملائکہ کو تم اللہ کی اولاد کہتے ہو) بلکہ وہ تو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں تو دونوں جگہ کلمہء ''بل،، کیساتھ زوردار ردّ ہے جسے اللہ تعالی نے آنحضرتؐ کے مقام عالی اور اپنی شان توحید ہر دو مقاموں کے تحفظ کے لئے استعمال فرمایا ہے، پھر یقیناً یہ حق تعالی شانہ کی طرف سے ہی مقام مصطفےٰؐ کا تحفظ ہے کہ ابلیس نیند کی حالت میں بھی کسی کے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار نہ کر سکے کسقدر جسارت ہے کہ کوئی غیر معصوم شخص خود کو امتی بھی کہے اور رسول اعظمؐ حضرت خاتم النبیینؐ رحمت اللعالمینؐ کا ظلّ و بروز ہونے کا دعوی بھی کرے پھر یہ تمام کاروائی وحی، کشف اور الہام کے نام پر سرانجام دے یہ جسارت تاریخ بشریت میں اولین جسارت ہے جسکے مرتکب مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی جماعت ہے۔''

Marfat.com

حریت اظہار رائے اور حریت بحث و تحقیق

حق تعالیٰ شانہ نے اپنے فضل و کرم سے مقام مصطفےٰ کے تحفظ کی ہمارے اسلاف اور اکابرین کو توفیق دی اور ہمارے لئے بھی اس راہ کا تعین فرمادیا ، ہماری نجات اور سعادت دارین اسی میں ہے۔

ساتھ ہی ہم اس امر کو واضح کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں، کہ اگر مرزا غلام احمد نے اپنی پوری جسارت و بے باکی اور پوری حریت و آزادی سے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے تو ہمیں بھی حریت و آزادی سے یہ حق حاصل ہے کہ ہم اسکے اسلوب بیان میں پوری چھان پھٹک اور بحث و تحقیق کریں تا کہ حق باطل سے نکھر جائے۔

مرزا غلام کا آنحضرتؐ کی شان میں نازل شدہ آیات کا خود کو مصداق ٹھہرانا

تامل کا مقام ہے کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور دوسری طرف مرزا غلام احمد کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تو قرآن حکیم میں حضرت خاتم النبیینؐ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اعلان ہے۔

> ''اے ایمان والو ! ہم نے نور مبین کو کتاب مبین کے ساتھ بھیجا ہے، کہ وہ تمہیں اللہ کے حکم سے اندھیرے سے روشنی میں لاتے ہیں''۔

دوسری طرف مرزا غلام احمد کا اپنے بارے میں یہ اعلان ہے کہ

Marfat.com

''میں اللہ کے تمام راستوں میں آخری راستہ ہوں اور اللہ
کے نوروں میں آخری نور ہوں جو مجھے نہ قبول کرے وہ بد
بخت ہے کیونکہ میرے سوا سب اندھیرا ہے''۔
(سفینۂ نوح مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۹، صفحہ ۶۱)۔

پھر تامل کیجئے! ایک طرف اللہ جل شانہ جناب محمدؐ رسول اللہ او
ر آپ کے اصحاب کبارؓ کے بارے میں قرآن میں فرماتے ہیں۔

محمد رسول الله والذين معه اشداء على
الكفار ورحمابينهم .الخ

''حضرت محمد رسول اللہؐ ہیں اور ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر
سخت اور آپس میں رحم دل ہیں''۔

دوسری طرف مرزا یوں اعلان کرتا ہے کہ:

''حضرت محمد رسول اللہؐ اور صحابہؓ کی شان والی آیت
میرے اور میرے رفقاء کے لئے ہے''

مرزا غلام احمد قادیانی (ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۴، روحانی خزائن، جلد ۱۸ صفحہ
۲۰۷) میں لکھتا ہے۔

''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب یہ وحی
اللہ ہے ''محمد رسول الله والذين معه اشداء
على الكفار رحماء بينهم''، اس وحی میں میرا نام محمد
رکھا گیا اور رسول بھی''

Marfat.com

یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ قرآن میں مذکور حضرت خاتم النبیینؐ کے نام مبارک کو مرزا اپنا نام قرار دیدے، جبکہ مرزا کا نام تو غلام احمد بن مرزا غلام مرتضی ہے۔ اور آنحضرتؐ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ بن عبداللہ ہے۔

نام اور اوصاف میں برابری سے آگے وحدت الوجود کا دعوی

مزید تامل کا مقام ہے کہ قادیانیت نے انتہائی جسارت کر کے قرآن کریم میں اللہ تعالی کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی شان میں مدح وثناء کا مستحق ومصداق مرزا کی ذات کو قرار دینے کے بعد اپنا قدم مزید آگے بڑھایا'' کلمۃ الفصل، صفحہ ۱۸۳، پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے۔

''ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں
ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی
کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا،،

(معاذاللہ) امت مسلمہ میں وہ کون ہے جو آپکے پہلو بہ پہلو کھڑا ہونے کا مدعی ہو؟ پھر مرزا بزعم خود بڑھتا گیا اور یہاں تک دعوی کرلیا کہ مرزا غلام احمد اور آنحضرتؐ خاتم النبیین میں کوئی فرق نہیں ہے وہ اس امر کا بزبان عربی یوں اعلان کرتا ہے:

"من فرق بینی و بین المصطفی فما عرفنی وما رآی"

جس نے میرے اور مصطفی میں فرق کیا اس نے مجھے نہ پہچانا نہ دیکھا۔

سب تامل کریں اور قادیانی حضرات خصوصاً غور کریں کہ کون مسلمان یا عقل

Marfat.com

مند انسان ہے جو جناب محمد مصطفیٰؐ اور مرزا غلام احمد میں فرق نہ کرتا ہو۔ پھر مرزا نے تو اپنی ذات اور جناب محمد رسول اللہ کی ذات مقدسہ میں وحدت کا یوں اعلان کیا ہے وہ کہتا ہے ۔

''صار وجودی وجودہ''

میرا وجود اسی کا وجود ہو گیا۔

قادیانیت نے یہاں تک کہہ دیا کہ دونوں میں دوئیت ہی نہ رہی ،ہمارا سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اور آنحضرتؐ نبی کریمؐ میں اس وحدت الوجود کی شرعی کیا دلیل ہے؟ دونوں شخصیات کے ایک ہونے اور ان میں (معاذ اللہ) دوئیت نہ رہنے کی قادیانیت کے پاس کونسی حجت شرعی ہے؟

تامل کیجئے ! کہ نظریہ بروز کا یہ موجدان تمام مراحل کو تجاوز کرتا چلا گیا اور بڑی جسارت سے اپنے آپکو آنحضرتؐ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا، پھر وحدت الوجود پر پہنچا پھر اس سے بھی آگے نکل کر مقام افضلیت کا یوں اعلان کرنے لگا وہ اپنے منظوم عربی کلام میں کہتا ہے۔ ''آنحضرتؐ کے لئے تو صرف ایک چاند کو گرہن لگا جبکہ میرے لئے روشن سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگا کیا تو اب بھی منکر ہے؟۔ نیز عربی زبان ہی میں کہتا ہے۔

''اسلام کا آغاز ہلال (ناتمام چاند) سے ہوا اور اللہ کی تقدیر میں اسے بدر (مکمل چاند) آخری زمانے میں اسی کی (مرزا) صورت میں ہونا قرار پایا ہے''۔

پھر عربی ہی میں گویاں ہے۔

''آنحضرتؐ کے زمانے میں فتح مبین کا زمانہ تو گذر چکا ابھی ایک دوسری فتح

Marfat.com

جو اس پہلی فتح سے اعظم ،اکبر،اور اظہر (کا زمانہ باقی ہے) ہے۔ جو وہ غلبہ ء اولی سے زیادہ شان والی، عظمت والی، زیادہ ظہور والی ہے جس کا زمانہ اللہ تعالی کی طرف سے مسیح موعود کا وقت ہونا مقدر ٹھہرا ہے ابھی وہ باقی ہے قرآن کریم کی ''سبحان الذی اسرہ بعبدہ'' (اللہ کی پاک ذات ہے جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی) والی آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ کی روحانیت چھٹے ہزار میں یعنی ان دنوں میں سابقہ اور پہلے ایام سے زیادہ زوردار قوت والی اور زیادہ کمال والی ہے جیسے کہ ''چودھویں کا چاند''

ان مذکورہ حوالوں کے مطابق مرزا غلام احمد نے آنحضرتؐ کو ہلال (ناقص چاند) اور اپنے آپ کو بدر (کامل چاند) کہا پھر آنحضرتؐ کے لئے ایک بار چاند کا گرہن ہونا اور اپنے لئے دونوں یعنی سورج اور چاند کے گرہن ہونے کا ذکر کیا۔ پھر آنحضرتؐ کی فتح کو فتح مبین اور اپنی فتوحات کو اعظم واکبر اور اظہر کہا ہے پھر آنحضرتؐ کی اصلی بعثت سے دوسری بعثت (جو مرزا کی صورت میں ہے) کو روحانیت میں زیادہ زوردار، زیادہ کمال والی، زیادہ ظاہر ہونے والی ہونا قرار دیا۔ ان سب بیانات سے مرزا غلام احمد کی اغراض وغایت کسی پر مخفی نہیں رہ سکتی، اور وہ یہ کہ جب اس کی ذات میں اوصاف فضلیت آنحضرتؐ سے بھی بڑھکر ہیں وہ افضل واکمل اور اتم ہے، روحانیت میں زوردار ہے۔ (معاذ اللہ) تو اب اسی کی ذات کو شرعی اور روحانی مرجعیت حاصل ہونی چاہیے۔ (معاذ اللہ) دیگر سب سے صرف نظر کرو اور اسی پر نظر جمالو۔ پھر مرزا والی اسی ڈگر پر مرزا کی اولاد و پیروکار بھی چلے، مرزا بشیر الدین محمود کا بیان ''الفضل جلد ۱۰ بتاریخ ۱۹۲۲۔۰۷۔۱۷'' میں یوں مرقوم ہے

Marfat.com

۔''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتی کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے'' (العیاذ باللہ)

واضح اہداف

خوب تامل کیجئے کہ جس کا عقیدہ یہ ہو کہ وہ محمد اور احمد ہے بلکہ روحانیت میں ان سے بھی زوردار اور اکمل ہے فتح مبین میں ان سے اظہر ہے پھر بروز نظریہ کا موجد اپنے اس نظریہ کو پیروکاروں میں رواج دے عالمی ادارے اس کے پس پشت ہوں تو کس پر اس کے اہداف مخفی رہ سکتے ہیں کہ اس کی تمام سعی تمام عظماء کی عظمتوں سے ہٹا کر صرف مرزا کی ذات کی عظمت جتلانے اور اس کی تجدیدات وتعلیمات کا سکہ منوانے کی خاطر ہے۔ اس پر مستزاد آپ کہ آج کل قادیانی ذرائع ابلاغ عامہ کو دیکھ لیں۔ مسلم امت تو اپنی ہر مجلس میں وہ مجلس قرآن کی تفسیر کی ہو یا حدیث کی تشریح کی یا ان کے احکام کے بیان کی ہر جگہ وہ مرجعیت اللہ کے بعد جناب محمد رسول اللہ کو دیتے ہیں۔ انہی کی سیرت کے تذکرے، مسلمانوں کی مجالس ومحافل کی زینت بنے رہتے ہیں۔ مگر قادیانی مجالس ومحافل اور قادیانیت کے ذرائع ابلاغ عامہ صرف اور صرف مرزا غلام احمد اور تجدیدات مرزا پر اقتصار کئے ہوئے ہیں۔ ان اہداف کے جانچنے میں مزید تسلی وتشفی کے لئے مندرجہ حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں، کہ کس طرح مرزا غلام احمد خود اپنے ہی تذکرے اپنی تالیف ''تذکرہ'' (جو اس کا مجموعہ الہامات ہے) میں مختلف عنوانات سے کرتا ہے۔ ''تذکرہ صفحہ ۷۹۴'' میں بقول مرزا اس کی وحی یوں ہے۔:

Marfat.com

''صلی اللہ علیک و علی محمد'' تجھ پر درود ہوں
اور محمدؐ پر بھی۔

''تذکرہ'' ہی میں صفحہ ۱۶۸ پر اپنے لئے مخصوص صیغہ کا اس طرح مدعی ہے کہ:

میری وحی میں ہے ۔'' صلوا علیک صلحاء
العرب و ابدال الشام . الخ''
تجھ پر عرب کے صالحین اور شام کے ابدال درود بھیجتے ہیں
اور اللہ اپنے عرش پر تیرا ثناء خوان ہے۔

سیرت احمدی جلد ۳ صفحہ ۲۰۸ میں مرزا غلام احمد اپنی وحی یوں بتاتا ہے۔:

''اے محمدؐ سلسلے کے برگزیدہ مسیح تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ درود
اور لاکھ لاکھ سلام ہو''

یہ تو مرزا کی اپنی ذات کے لئے درود کے صیغوں کا ایک نمونہ ہے تذکرہ میں مزید بہت ایسے تذکرے موجود ہیں ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد قادیانیت کے ہاں
وحی شریعت بند بھی جاری بھی

قادیانیت اعلان تو یہ کرتی ہے کہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد وحی شریعت بند ہے مگر مرزا غلام احمد اور اسکی رعیت قادیانیت کا عمل اپنے اس اقرار سے بہت مختلف ہے۔ ''تذکرہ'' (جو مرزا غلام احمد کی وحی اور کشف و الہامات کا مجموعہ کہلاتا ہے) اس میں مندرج مرزا غلام احمد کی وحی کا مطالعہ کیجئے صفحہ ۲۸۱ پر مندرج

Marfat.com

وحی یوں ہے۔

"ورفعنا لک ذکرک" ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔

دوسری جگہ وہ اس سورت کو اپنی وحی بتلاتا ہے۔

"انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر"

ہم نے تجھے کوثر عطا کی تو اپنے رب کی نماز ادا کر اور قربانی کر تیرا دشمن بے نام ونشان ہونے والا ہے۔(تذکرہ ۶۳۴۔)

تذکرہ ہی میں مرزا غلام اسے بھی اپنی وحی قرار دیتا ہے۔

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"

آپ کہہ دیں اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا (تذکرہ۔۶۳۵)

ان اوراق میں ہم نے مرزا کی وحی سے چند ایسے نمونے ذکر کئے ہیں جنکی مثالیں یا نظائر وحی محمدی میں موجود ہیں۔ مرزا کا دعوی یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ان خطابات ومکالمات کا مصداق اسکی ذات ہے، نیز قادیانیت کا بھی یہی ایمان ہے کہ جن خطابات ومکالمات سے قرآن کریم میں اللہ تعالی نے حضرت خاتم النبیینؐ کو مشرف فرمایا اور جن نصوص قرآنیہ کا مصداق پوری امت کے ہاں جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے امت محمدیہؐ کے برعکس مرزا غلام احمد اور اس کی امت

Marfat.com

کے ہاں ان خطابات ومکالمات کا مصداق مرزا غلام احمد ہے۔

ابنائے ملت قادیانیت کو دعوت تامل دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اگر مرزا غلام احمد نے یہ نصوص قرآنیہ، قرآن سے اٹھا کر اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں اپنی وحی کے نام پر رکھ دیں ہیں تو یہ علمی سرقہ بھی ہے اور اللہ تعالی پر کذب وافتراء بھی کہ مرزا اور قادیانیت نے وحی محمدی کو وحی غلامی ومرزائی قرار دیا ہے کیونکہ یہ وحی قطعی طور پر صرف اور صرف جناب محمد رسول اللہ ہی پر نازل ہوئی ہرگز ہرگز مرزا غلام پر نازل نہیں ہوئی ہے اور یہی عمل دجل بھی ہے اس لئے کہ مرزا غلام نے حق کو باطل سے ملانا چاہا اور یہ الحاد فی آیات اللہ بھی ہے کہ مصداق وحی میں تبدیلی کی گئی ہے۔

جب ان نصوص قرآنیہ کا مصداق جناب محمد رسول اللہ ہیں اور یقیناً قطعی طور پر وہی ہیں تو مرزا کا اپنے آپ کو ان کا مصداق ٹھہرانا یہی تو الحاد فی آیات اللہ ہے جو اہل اسلام اور قادیانیت کے ہاں بالاجماع کفر ہے اور اگر قادیانیت یہ کہے کہ یہ مرزا غلام احمد کی مستقل طور پر وحی ہے تو اس صورت میں قادیانیت اور مرزا کا یہ ضابطہ اور عقیدہ کہاں گیا کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد وحی شریعت کا نزول بند ہے؟ بلکہ اس وحی کو بند نہ ماننے پر تو مرزا غلام نے خود تکفیر کا فتوی صادر کیا ہوا ہے بہرحال ''تذکرہ'' سے ماخوذ مذکورہ نمونے اور انہیں مرزا کی وحی قرار دینا اس کی تحریف یہ کفر الحاد کے فتوی سے نہیں بچا سکتی وہ خود اپنے فتوی کا شکار ہو گئے نہ ہی انہیں قادیانیت کی کوئی تاویل شرعی مواخذہ سے اور نہ علماء اہل اسلام اور اہل افتاء کے فتوی سے انہیں تحفظ فراہم کر سکتی ہے۔ کیونکہ وحی محمدی کو وحی مرزا قرار دینا۔ یا اس وحی قرآنی کو جس کے مصداق جناب محمد رسول اللہ ہیں اس کا مصداق مرزا کو بتانا۔ یا پھر

Marfat.com

مذکورہ وحی تشریعی کو مستقل مرزا کی وحی قرار دینا۔ تینوں امور میں ہر امر ایک ایسا شرعی جرم ہے جو قائل کو دائرہ اسلام میں نہیں رہنے دیتا۔

ہم نے اپنے اس مقالہ میں مرزا کی وحی سے صرف چند نمونے ذکر کئے ہیں، کہ شاید قادیانی امت کے عقل مند افراد کچھ تدبّر سے کام لے لیں۔ ورنہ مرزائی وحی بنام ''تذکرہ'' میں تو بہت کچھ ہے جس میں معمولی تامل کرنے سے حق اور حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی کہ کس طرح مرزا نے وحی ربانی اور مہبط وحی جناب خاتم النبیین ؐ کی ذات گرامی کے بارے میں کھلی جسارتیں کی ہیں اور وہ بھی دین کے نام پر اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال کرتے ہوئے، آنحضرت ؐ کا خادم ہونے کے نام پر دراصل بروز کے غیر شرعی، غیر اسلامی نظریہ کا سہارا لے کر مرزا نے ان تمام فضائل کو اپنے لئے ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے جن سے رب تعالی نے اپنے حبیب پاک ؐ کو مشرف فرمایا ہے۔

عجیب وغریب معاملہ ہے کہ اس خادم نے مخدوم سے آگے نکلنے کا دعوی بھی کیا جسے اسکی امت نے بھی بلا تحقیق اسے مان لیا اور شور یہ مچایا کہ مسلمان تقلیدی عقائد پر ہیں اور ہم تحقیقی عقائد پر ہیں، بلکہ قادیانیت نے دعوی یہاں تک کیا ہے کہ محنت سے بننے والا امتی نبی سید الرسل ؐ سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔ (معاذ اللہ) اس بارے میں ایک حوالہ ہم پیش کر چکے ہیں مگر اب اسکی ایک علمی مثال مرزا غلام احمد کے اس دعوی سے مزید واضح ہو جاتی ہے جو ''ازالہ اوہام مندرج روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۷۴'' میں درج ہے۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے ''آنحضرت ؐ پر ابن مریم ؑ اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نمونہ موجود نہ ہونیکی موجب منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر ہاتھ کے

Marfat.com

گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور یاجوج ماجوج کی عمیق تک وحی اللہ نے اطلاع دی اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماحقہ بتائی گئی ہو“

مرزا کے اس حوالہ کی رو سے (معاذ اللہ)

(۱) جناب رسول اللہ ﷺ ابن مریمؑ کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

(۲) دجال کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

(۳) دجال کے گدھے کے بارے میں بھی ناواقف تھے۔

(۴) یاجوج ماجوج کی گہری تہ سے نابلد تھے۔

(۵) دابۃ الارض کی حقیقت نہ جانتے تھے۔ (معاذ اللہ)

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ ان پانچوں امور کی بلکہ ان کے علاوہ جملہ امور کی بھی حقیقت کو اولاً اللہ تعالیٰ جو ان کے خالق ہیں وہی جانتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرتؐ کو ان مذکورہ اشیاء کے بارے میں ان کے اصل حقائق سے آگاہ فرمایا اور جو سکھانا تھا وہ سکھا دیا پھر ان کی حقیقت کو قیامت تک حضورؐ سے بڑھ کر کوئی جاننے والا ہوا نہ ہوگا مگر قادیانیت اور مرزا قادیانی کا عقیدہ اس مذکورہ حوالہ سے بھی سامنے آگیا۔ کہ آنحضرتؐ کو علم نہ ہو سکا مگر مرزا کو پتہ چل گیا قادیانیت کا یہ زعم حقیقت پر مبنی نہیں ہاں یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تجدیدات میں سے ضرور ہیں جو وہ لوگوں پر پیش کرتا رہا، جو دراصل اللہ اور رسول اللہؐ کے علم کے مقابلے میں خالص تحریفات ہیں اور الحادفی آیات اللہ کے زمرے میں سے ہیں۔ کیونکہ ان مذکورہ قرآنی حقائق کو جس طرح رسول اللہؐ نے بیان فرما دیا۔ دراصل اللہ کا بیان وہی ہے انہیں ان کے ماسواء پر محمول کرنا اللہ ورسول اللہ کی مخالفت ہے، عجیب امر یہ ہے کہ ایک

Marfat.com

طرف تو مرزا غلام احمد نبی کریم کے بروز ہونے کا مدعی ہے تو سوال یہ ہے کہ بروز کو کیسے اصل سے بھی زیادہ علم ہوگیا؟۔ پھر اصل کو وحی ربانی نے تعلیم دی بروز کو کس نے ؟حق یہی ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی کریمؐ پر ان امور کے حقائق نہ کھل سکے اور مرزا غلام پر کھل گئے۔ ہمارا خیال ہے اور دعا ہے کہ ایسا ہی ہو شاید کہ قادیانیت کی اکثریت ان امور کے بارے میں جن کا ذکر ہم نے قادیانی ادب سے نقل کرتے ہوئے کیا ہے ہمارے ترتیب دینے سے پہلے جانتی ہی نہ ہو اور اگر ان میں وہ غور وفکر کرلیں تو ان شاء اللہ خود ہی حق اور راہ ہدایت پالیں گے۔

لہذا ہم قادیانی امت کو اتنی نصیحت برائے بھلائی ضرور کریں گے کہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ؐکی بتائی ہوئی بات ہی عین حقیقت اور حق ہوتی ہے اگر مرزا کی اپنی معلومات ان کے علاوہ ہیں تو یقیناً یہ وحی ربانی نہیں ہاں الہام غیر ربانی یا شیطانی ہی ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے کہ شیاطین اپنے دوستوں کو وحیاں کرتے رہتے ہیں تا کہ وہ اہل اسلام کے ساتھ جھگڑتے رہیں اور الہام شیطانی کا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ یقیناً واجب الرّد ہے اسی لئے تو مسلمانوں نے مرزا کی تحریفات کو اور اسکی شخصیت کو قبول نہیں کیا۔

الحمد للہ کہ مسلمانوں نے تو اپنی نسبت کو آنحضرت ؐکی ذات گرامی اور آپ ؐکی لائی ہوئی تعلیمات رحمانی سے وابستہ رکھا، ہماری دعا ہے کہ قادیانیت کا شکار ہونے والے اللہ کے یہ بندے بھی ویسا ہی ایمان لے آئیں جیسا کہ جناب رسول اللہؐ نے ان کے بارے امت کو اطلاع دی ہے کیونکہ وحی ربانی کے وہی معانی ومفاہیم اور مراد جو آنحضرت نے بیان فرمائے ہیں انہیں ماننا ایمان کہلاتا ہے کیونکہ الفاظ اگر رحمان

Marfat.com

کے ہوں مگر مفہوم و مراد شیطان کی ہو تو یہ قرآنی الفاظ پر ایمان نہیں ہوگا یہی تو کفر الحاد ہے۔

قادیانیت کے جال میں پھنسے ہوئے انسانی برادری کے افراد سے ہم چاہیں گے کہ وہ ہدایت کے اس ضابطہ میں خوب غور کرلیں کہ وحی رحمانی ہی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور وحی شیطانی نہیں پھر جو وحی محمدی کے مخالف ہو تو وہ رحمانی نہیں وحی شیطانی ہے نیز وحی کا وہی بیان اسلام و ایمان ہے جسے پیغمبر اسلام بیان فرمادیں ہم مزید اسی شرعی ضابطے کی وضاحت کے طور پر کہتے ہیں کی وضاحت کے طور پر کہتے ہیں کہ خود ''مرزا غلام احمد کا اپنا عقیدہ دعوی نبوت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مسیح ہدایت ہیں اور، دجال مسیح ضلالت ہے، پھر دابۃ الارض اور اسراء و معراج اور حضرت خاتم النبیینؐ کے بارے میں وہی عقیدہ تھا جو امت مسلمہ کا ہے بلکہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد نزول وحی کے مستحیل ہونے کے بارے میں بھی تو مرزا غلام احمد جبرئیلؑ کے وحی کا ایک کلمہ لے کر آنے کو بھی عقیدہ ختم نبوت ٹوٹ جانے کے مترادف کہتا رہا (جس کا حوالہ ہم اسی مقالہ میں نقل کر چکے ہیں) پھر بعد ازاں مرزا اس کے برعکس جبرئیل کے بار بار آنے کا قائل ہوگیا بلکہ اس نے جبریل کا نام ہی آئیل رکھ دیا (کہ وہ بار بار آنے والے کو کہا جاتا ہے)۔

جبریل آئیل کیسے ہوگیا؟، لاینحل تناقض کا مرزائی حل

مرزا کی تحریروں میں اس قسم کا تناقض کیوں ہے؟ یہ تو لاینحل قضیہ مگر اس کا جواب بھی مرزا غلام احمد کے کلام ہی میں مل جائے گا کیونکہ فاعل اپنے فعل

Marfat.com

کی اور قائل اپنے قول کی جو توجیہ کرے وہ قبول ہی کر لینی چاہیے۔اس توجیہ کا نام تناقض کا مرزائی حل بھی ہے وہ کیا ہے کیونکہ مرزا غلام احمد خود ہی تناقض کے بارے میں اپنی قابل فخر تصنیف ''براہین احمدیہ کی جلد ۵ صفحہ ۱۱۱'' پر لکھتا ہے۔

''صادق یعنی سچے کے کلام میں تناقض نہ ہوگا اور جھوٹے کے کلام میں ضرور ہوگا۔''

ہم کہتے ہیں سچ اگرچہ کڑوا ہو ایک ہی بار اپنا کام کر دیتا ہے مگر جھوٹ کو مصنوعی طور پر سچ بنانے کے لئے بار بار اور بے شمار جھوٹ بولنے پڑتے ہیں اس طرح مرزا کے کلام میں تناقض کا حل بھی مرزا ہی کے کلام سے مل گیا اور وہ کیا ہے وہ یہ کہ ''سچے کے کلام میں تناقض نہیں مگر جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

اب ہم پھر اس موضوع کی طرف آتے ہیں کہ مرزا کا حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد نزول وحی یا نزول جبریلؑ کے بارے میں اولاً کیا نظریہ تھا؟ پھر وہ کہاں پر اختتام پذیر ہوا اسکے بارے میں عرض ہے کہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد نزول وحی کے بارے میں مرزا غلام احمد اولاً اسے یوں مستحیل گردانتا رہا۔وہ ''ازالہ اوہام صفحہ ۲۹'' پر گویاں ہے۔

''یہ بات مستلزم محال ہے کہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد پھر جبریلؑ کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد شروع ہو جائے اور جو مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔''

یعنی جب جبریلؑ کا نزول ہی محال ہے تو وحی کہاں سے اور کس طرح آئیگی۔نیز مرزا ''تبلیغ رسالت صفحہ ۲۵'' میں لکھتا ہے۔

Marfat.com

''اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ
بنو اور خاتم النبیینؐ کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو
اور اس خدا سے شرم کرو جسکے سامنے حاضر کیئے جاؤ گے''

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مرزا غلام خود وحی کے نزول کے مستحیل ہونے کے بعد وحی کے نزول کا قائل ہو جائے تو کیا مسلمانوں کو یہ حق ہوگا کہ اسے یا اس کی امت کو نصیحت کریں کہ تم دشمنان قرآن نہ بنو اور حیا کرو۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے بعد نزول وحی کے قائل ہو گئے ہو۔؟

ملت قادیانیت کو مزید دعوت تامل

مرزا غلام حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد اپنی نبوت کے دعوی کا یوں انکار کرتا ہے ''مقدس جنگ کے صفحہ ٦٧'' پر یوں اعلان کرتا ہے۔

''میرا نبوت کا کوئی دعوی نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی
خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوی
کرے وہ نبی ہی ہو جائے؟۔

اب ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم قادیانیت سے پوچھیں کہ جب تمہارے بانی جماعت نبوت کے مدعی نہیں تو اسکے قبول نہ کرنے پر تم کیسے اسکے منکرین کی تکفیر کرتے ہو؟ پھر مرزا غلام تاکیدی طور پر صرف اپنے دعوی نبوت کا منکر ہی نہیں ہے۔ بلکہ جن لوگوں نے اسے نبی مانا وہ خود ان کی تغلیط کرتے ہوئے'' حمامۃ البشری کے صفحہ ٩٢'' پر لکھتا ہے۔

Marfat.com

''میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے ایسا کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی ہے''

بلکہ ایک وقت تھا کہ مرزا غلام احمد خود ہر مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا تھا۔ وہ ''تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ ۹'' پر لکھتا ہے۔:

''ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں''

ایک زمانہ میں تو مرزا غلام احمد نزول وحی یا نزول جبریلؑ کے آنے کو عقیدہ ختم نبوت کے منافی گردانتا تھا اور اسے مہر نبوت کے ٹوٹنے کے مترادف قرار دیتا رہا۔ وہ ''ازالہ اوہام صفحہ ۲۹ اور دافع البلاء صفحہ ۱۹'' پر لکھتا ہے۔

''ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی بار وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک فقرہ حضرت جبریلؑ لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے، کیونکہ ختم نبوت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے'' سوال یہ ہے کہ آج قادیانیت کس حجت سے مرزا غلام کی نبوت کا اعلان کرتی ہے؟ اور اس سلسلے کے جاری رہنے کی قائل ہے؟

یہاں تک تو ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حضرت خاتم النبیینؐ

Marfat.com

کے بعد ختم نبوت پر ایمان، وحی کے سلسلے کے بند ہونے، نبوت کے بند ہونے اور نزول وحی چاہے وہ ایک ہی جملہ کیوں نہ ہو کو ختم نبوت کے منافی ہونا بیان کیا ہے، صرف ایک بار اور صرف ایک ہی فقرہ لے کر جبریلؑ نہیں آسکتے یہی عقیدہ بیان کرتا رہا۔ اسے ہم مرزا غلام احمد کی حیات کے پہلے مرحلے سے تعبیر کرتے ہیں۔

اب دوسرا مرحلہ ملاحظہ کیجئے جو پہلے مرحلے کے بالکل برعکس ہے جس میں وہی محال ممکن ہو جاتا ہے وحی کا نزول ایک بار نہیں بار بار ہوتا ہے فرشتہ وحی جبرئیلؑ سے آئیل (بار بار آنے والا) بن جاتا ہے۔ اور وہی مرزا غلام احمد خود اپنے لئے نبوت کا دعوی کر دیتا ہے جو مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا تھا اور اپنے منکرین کو کافر قرار دیتا ہے پھر امتی نبی، ظلی نبی، تشریعی نبی، سے مستقل نبی بھی بن جاتا ہے، اور اپنی نبوت کو مستقل ابدی عالمگیر نبوت بھی گردانتا ہے مرزا غلام احمد کی وحی کے الفاظ ملاحظہ کریں تو خود بخود حقیقت کی قلعی کھل جائے گی۔ وہ کس کس امر کا مدعی تھا؟، اور آج اس کی امت محض اسے شریعت کے شرعی فتاوی کی زد سے بچانے کی خاطر کیا کیا پاپڑ بیل رہی ہے؟۔ مرزا غلام احمد ''حقیقت وحی کے صفحہ ۱۰۳'' پر عربی میں یوں اعلان کرتا ہے:

''جاء نی آئیل وسمی الله تعالی جبریل اکثره
رجوعه الیّ''

میرے پاس آئیل آیا اور اللہ تعالی نے جبریل کا نام آئیل
رکھ دیا اس لئے کہ وہ میرے پاس کثرت سے آتا جاتا رہتا
ہے۔

Marfat.com

ہم قادیانیت سے پہلا سوال کرتے ہیں کہ بقول مرزا جبریل کو اللہ تعالی نے نزول سے منع کر رکھا تھا تو پھر وہ مرزا غلام احمد کے پاس بار بار کیونکر آتا رہا ؟دوسرا سوال یہ ہے کیا مرزا کے پاس آنیوالا وہی جبریل تھا جسے اللہ تعالی نے نزول سے منع کر دیا تھا؟ یا آنے والا کوئی اور تھا؟ کیونکہ فرشتوں کے بارے میں تو قرآن حکیم کہتا ہے وہ اللہ کے اطاعت شعار بندے ہیں۔ جو اسکی حکم عدولی نہیں کرتے اللہ تعالی کی حکم عدولی کر کے مرزا صاحب کے پاس بار بار آنے والا یقیناً کوئی اور ہوگا؟ جبریلؑ وحی ربانی والا فرشتہ نہیں ہوسکتا وحی متلو یعنی قرآن یا وحی غیر متلو یعنی حدیث لانے والا یقیناً جبریلؑ جو سنت رسول لے کر آتا رہا اسے کیسے جرات ہو کہ وہ مخالف وحی لے کر آئے مگر مرزا کے لئے مخالف قرآن اور مخالف سنت وحی لانے والا آئیل یقیناً جبریل آمینؑ نہیں۔ کیونکہ اس کی لائی ہوئی وحی جبریل کی لائی ہوئی وحی سے بہت مختلف ہے جو قرآن لے کر آتا رہا ہے اسے کیسے جرات ہوسکتی ہے کہ قرآن مخالف وحی لے کر نازل ہو؟

یہاں پر ہم ابنائے قادیانیت کو فکر وتامل کی دعوت ضرور دیں گے چاہے وہ ہمارے سوالوں کے جوابات دیں یا نہ دیں ہماری غرض محض نصیحت ہے مزید اس امر میں غور کریں کہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد دعوی نبوت کرنے والے پر لعنت بھیجنے والا مرزا غلام احمد کس طرح خود نبوت کی طرف تدریجی قدم بڑھاتا ہے۔ وہ ''حمامۃ البشری کے صفحہ ۹۹'' پر کہتا ہے ''میں بالقوۃ نبی ہوں بالفعل نہیں''۔ مرزا غلام احمد نے نبوت کی جدید قسم ایجاد کی شریعت میں اضافہ ہے دوسری طرف سے وہ وحی شریعت کے نزول کا بھی منکر ہے اور تشریعی نبوت کے وجود کا بھی، بلکہ قادیانیت

Marfat.com

کے ذرائع ابلاغ بھی آج تک یہی اعلان کر رہے ہیں کہ ''وحی شریعت یا شریعت والی نبوت حضورؐ کے بعد آنا کفر ہے'' سوال یہ ہے کہ نبوت کی کسی جدید قسم کی ایجاد کرنا کیا یہ شرعی امر نہیں؟

نادر نبوت

پھر قادیانیت کا واضح اعلان ہے کہ جس نبوت کو ہم مرزا کے لئے مانتے ہیں وہ ایسی نادر قسم کی ہے جو آج تک وجود میں ہی نہیں آئی کہ ''مدعی نبوت پہلے امتی ہو پھر نبی بن جائے'' یعنی وہ ایک جہت سے امتی ہو اور ایک جہت سے نبی ہو یہ امتی نبی کا تصور قبل از اسلام آنے والی شریعتوں میں ہے نہ حضرتؐ خاتم النبیینؐ کی لائی ہوئی شریعت میں اس کا وجود ہے،

یہاں پر قابل توجہ بات یہ ہے کہ ''نبوت ایک شرعی اصطلاح ہے اس کی کوئی بھی قسم ہو اس کا وجود'' ایک شرعی امر ہے اور ''وحی شریعت'' سے ہی ثابت ہوسکتا ہے اور وحی شریعت بالاجماع نازل نہیں ہوگی اس کے نزول کو تو مرزائی خود بھی کفر جانتے ہیں تو مرزا کی وحی سے کیسے شرعی امر واضح ہونگے ,تو ہم مزید پوچھتے ہیں کہ کیا نبوت کی وہ نادر قسم امتی نبی جو مرزا صاحب کے ساتھ خاص ہے یہ قسم جو ان کے ہاں شرعی امر ہے اور جتنے مسائل اس سے ثابت ہوں بھی ان کے ہاں شرعی ہیں جب یہ قسم نبوت غیر شرعی وحی سے ثابت ہوئی تو مرزا کی یہ نادر نبوت اور اس کے تحت ثابت ہونے والے تمام مسائل اور تمام تجدیدات مرزا خود ہی غیر شرعی ہوگئی امت محمد یہ ان کی پابند نہ ہوگی جیسے کہ وہ نہیں ہیں لہذا ہم ابنائے قادیانیت سے درخواست

Marfat.com

کریں گے کہ وہ بھی اس غیر شرعی کاروائی سے نجات حاصل کریں کیونکہ اہل ایمان کو غیر شرعی وحی اور اس سے ثابت احکام سے برات کا اظہار کرنا ضروری ہے قرآن حکیم کہتا ہے کہ مومن وہ جو طاغوت اور شیطان سے کلیتاً برات کا اظہار کرے۔ ابنائے قادیانیت یاد رکھیں کہ ''قوت والا نبی اور فعل والا نبی نہ ہونا، ظلی ہونا، بروزی ہونا، اصلی نبی نہ ہونا'' وغیرہ وغیرہ یہ سب شرعی امور نہیں؟ اگر شرعی امور ہوتے، تو وحی شریعت تو بند ہے تشریعی نبی آئے گا نہیں جو ان تمام امور کو جواز فراہم کرتا اور انہیں شرعی اصطلاحات بناتا حق یہ ہے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی شریعت۔ اور انہیں شرعی اصطلاحات بنائے گی۔ حق یہ ہے کہ مرزا صاحب کی یہ جملہ اصطلاحات غیر شرعی اصطلاحات ہیں۔ حضرت خاتم النبیینؑ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت تو کامل و مکمل ہے ان کے بعد کون ہے جسے یہ حق حاصل ہو کہ غیر شرعی امور کو شرعی قرار دے؟ کسی امر کو شرعی قرار دینا یہ صاحب شریعت کا کام ہے غیر کا نہیں۔ ایک طرف تو قادیانی حضرت خاتم النبیینؑ کے بعد تشریعی نبی اور وحی شریعت کے قائل نہیں اور ان کے ذرائع ابلاغ یہی اعلان بھی کر رہے ہیں کہ محمد رسول اللہؐ، خاتم النبیینؑ، خاتم الشرائع ﷺ ہیں۔ مگر دوسری طرف دن دھاڑے یہ وارداتیں کہ غیر شرعی امور کو شرعی اصطلاحات بنانے کے عمل کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔

مرزا غلام احمد کا اپنے لئے شریعت سازی کا بہانا

انتہائی قابل تامل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنے لئے شریعت سازی کا عجیب و غریب جواز گھڑا اور غیر منطقی بہانا بنا لیا جس کا ''چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴'' میں

Marfat.com

یوں اظہار بھی کیا ہے ۔

''اس طرح خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے
آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور میں ظلّی طور پر نہ اصلی طور پر
نبی ہوں''

مرزا غلام احمد نے بغیر''وحی شریعت'' کے اپنے لئے سب سے بڑا منصب (یعنی نبوت) ثابت کرلیا اس نے بغیر وحی شریعت کے نبوت کی ایک قسم ظلّی نبوت کو ثابت کرلیا پھر تیسرا منصب خود ہی مرزا سید الرسل ؐ کی نبوت کا عکس اور پرتو بن بیٹھا ۔حالانکہ وحی شریعت کا نزول اس کے ہاں منع ہے ۔مرزا غلام احمد کے ان تمام دعووں کے اسلام ،امت مسلمہ اور دیگر بشریت سب پر مضر اثرات کے بارے میں ہم نے ایک مستقل مقالہ (نظریہ ظلّ و بروز) لکھا ہے جس میں ان امور کا بیان ہے ،مگر یہاں پر اتنا کہنا چاہیں گے کہ مرزا کا یہ غیر شرعی دعوی ایک طرف تو شرعی دلیل سے بالکل عاری ہے اور دوسری طرف عقل و منطق کے بھی کلی طور پر خلاف ہے ،اسلام یا کسی بھی آسمانی تعلیمات میں اصل و عکس ظلّ و بروز کا یہ تصور نہیں جس سے جو غرض مرزا کی یہ رہی ہے کہ وہ منصب رسالت مآب ﷺ پر عکس کے طور پر بیٹھ کر شریعت سازی کرے بلکہ وہ تو جناب نبی کریم ؐ کے ساتھ وحدت وجود قائم کرکے اور اپنے وجود کو آنحضرت ؐ کا وجود اور عین محمد بنا بیٹھا ۔جس کا اعلان اس نے ''چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴'' پر یوں کیا:

''جبکہ میں بروز آنحضرت ؐ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام
کمالات محمد مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں

Marfat.com

منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر
نبوت کا دعویٰ کیا''

قادیانی حضرات پر واجب ہے کہ اس عبارت میں کئی اعتبارات سے تامل کریں ہم اس وقت صرف اتنا ضرور عرض کریں گے مرزا غلام احمد کے مذکورہ حوالوں میں بیک وقت اتنے بڑے بڑے دعوے ہیں جو وحی شریعت کے بغیر ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے۔

اولاً۔ مرزا غلام احمد کا بروزی طور پر محمدؐ ہونا۔
ثانیاً۔ کمالات محمدیہ کا اس میں عکس ہونا۔
ثالثاً۔ مرزا غلام احمد کا آنحضرتؐ سے الگ کوئی انسان نہ ہونا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ ان سب دعووں کے لئے کونسی شرعی وحی نازل ہوئی؟ حق و حقیقت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ یہ سب غیر شرعی دعوے ہیں جن کے لئے نہ شرعی وحی نازل ہوئی نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ غیر شرعی امور شرعی وحی سے ثابت ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ جھوٹے مدعی نبوت کا اسی طرح کا دجل اور کذب ہوتا ہے جسکی طرف آنحضرتؐ نے اشارہ فرمایا کہ ''میرے بعد مدعی نبوت کذاب ہونگے وہ نبوت کے باب میں کذب میں مبالغہ سے کام لینے والے ہونگے اور اس کے ساتھ دجل میں بھی خوب مبالغہ کرنے والے ہونگے۔ لہذا شریعت میں نئی نئی اصطلاحات داخل کرنا، شریعت کے نام پر غیر شرعی دعوے کرنا، حضرت خاتم النبیینؐ کے مقام عالی تک پہنچنے، ان کا ظلّ ہونے، انکا بروز بننے کی خاطر یہ تمام دعوے صرف اس لئے کئے گئے کہ مرزا غلام احمد خود شریعت سازی کے منصب پر براجمان ہو کر غیر شرعی امور کو شریعت

Marfat.com

قرار دیتا چلا جائے۔ کذب تو اللہ کے نام پر جھوٹا دعوی ہے مگر دجل غیر شرعی امور کو شرعی قرار دینا ہے حق کو باطل سے خلط کرنا ہے۔ پھر انہیں وحی قرار دینا اور ساتھ ہی تشریعی نبوت اور وحی شریعت کا بھی انکار بھی کرتے رہنا پھر اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے ختم نبوت پر ایمان کو بھی ثابت کرنا انسانی تاریخ میں ان متنوع دجلوں سے بڑھکر اور کیا دجل ہو سکتے ہیں یقیناً دیگر سب دجل ان سے ہیچ ہونگے۔

ایک شخص انسانی معاشروں کے عقلی ضابطوں کے برخلاف اپنے وجود کو دوسرے کا وجود قرار دے وہ خود کو دوسرے کا عین کہے، وہ خود کو نبی کریمؐ کا ظل وعین بنا کر شریعت سازی کرے اور اپنی نبوت کو خاتم النبیینؐ کی نبوت سے علیحدہ بھی نہ ہونے دے بلکہ اپنی اور آنحضرتؐ کی شخصیت میں دوئیت بھی نہ مانے، غور کریں کتنی بڑی جسارتیں ہیں کہ جو جناب نبی اکرمؐ اور آپؐ کی شریعت کے حق میں کی گئی اتنی بڑی جسارتیں کہ شریعت سازی کے جملہ حقوق خاتم النبیینؐ کے بجائے اپنے لئے حاصل کر لینے کے بعد بھی وہ شخص اپنے آپ کو خادم مصطفیٰؐ، متبع کامل کہے۔ مرزا غلام احمد کی یہ تمام کاروائی انسانی تاریخ میں کذب مبنی بر مبالغہ اور دجل مبنی بر مبالغہ ہر دو کے عدیم النظیر نمونے ہیں۔ یہاں تک ہم نے مرزا غلام احمد کے دعوی بروز کے بعض مضر اثرات کی طرف بھی اجمالاً اشارہ کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں قادیانیت کی بنیاد ہی اس نظریہ بروز پر ہے کہ مرزا غلام احمد جو آنحضرتؐ سے الگ انسان ہے وہ شریعت محمدیہ سے الگ شریعت بھی پیش کر دے۔ جناب خاتم النبیینؐ کی ختم نبوت پر حملہ آور بھی ہو اور ادعائے نبوت بھی کر لے، مگر ساتھ ہی ان کا ظل و بروز بھی بنا رہے۔

Marfat.com

ہماری ابنائے قادیانی ملت سے ناصحانہ گذارش ہے کہ مرزا کے اس عمل کو نہ تو قرآن کی تائید حاصل ہے نہ حدیث رسولؐ کی، نہ امت مسلمہ کے اجماع کی، نہ مجدد ین

اسلام میں سے کسی مجدّد کی۔ لہذا غور کرلیں کہ ان الہامات وکشوفات اور وحیوں کا مصدر جن کے بل بوتے پر مرزا یہ ساری کاروائی کرتا رہا، ہرگز ہرگز وحی رحمانی نہیں تھی کیونکہ اس کا سلسلہ بالاجماع بند ہوچکا ہے، لازماً یہ الہامات اور وحیین کسی اور کے اشارے پر وضع کی جارہی تھیں، تاکہ اسلام کی بیخ کنی اسلام ہی کے نام سے کی جائے۔ وہی مرزا جو نبوت کا دعوی کرنے پر دیگر پر تو لعنت بھیجتے رہا۔ وہ نہ صرف اپنی نبوت کا بلکہ اپنی رسالت کا بھی ببانگ دہل ''ازالہ اوہام مندرج روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۸۸'' میں یوں اعلان کرتا ہے:

''میں رسول بھی ہوں نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا ہوں اور خدا
سے غیب کی خبریں پانے والا ہوں''

پھر (العیاذ باللہ) بزعم خود اپنے اس دعوے میں اللہ کو بھی ساتھ ملا لے بلکہ اللہ کی حقانیت کو اپنی نبوت کے ساتھ مشروط کردے ''دافع البلاء مندرج روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۵'' میں مرزا نے اس بات کا یوں اظہار کیا:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

ابنائے قادیانیت اس میں غور کرلیں کہ قادیان کا لفظ وحی محمدی میں تو نہیں پھر یہ کس وحی میں نازل ہوا ہے؟ نیز مرزا غلام احمد کی شریعت کا تعین کس وحی نے کیا ہے؟ حق یہ ہے کہ یہ دونوں غیر شرعی امر ہیں؟۔

Marfat.com

کیونکہ ''قادیان'' اور ''مرزا کی نبوت'' دونوں غیر شرعی امر ہیں۔جن کے لئے وحی ربانی نہ نازل ہوئی نہ نازل ہوگی نہ اس کی ضرورت ہے، کیونکہ وحی ربانی تو شرعی امور کے لئے نازل ہوتی ہے نہ کے غیر شرعی امور کی خاطر یہ نقطہ سمجھنے کے لائق ہے

مرزا کا عالمگیر نبوت کا دعوی

ہم قارئین کو مرزا غلام احمد کے اس آخری مرحلہ سے بھی متعارف کرانا چاہیں گے۔کہ جو پہلے نبوت کے دعوی کا منکر تھا، پھر بالقوۃ نبی بنا، پھر غیر تشریعی نبی بنا، آخر میں اس نے اپنی نبوت کو عالمگیر اور مستقل نبوت ہونے کا اعلان کردیا وہ ''تذکرہ صفحہ ۳۵۲'' میں یوں کہتا ہے کہ یہ میری وحی ہے:

'' یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ''

اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اگر کوئی قادیانی یہ تاویل کرے کہ یہ تو وحی محمدی ہے یہ تو قرآن کی آیت ہے، تو ہم اتنا عرض کریں گے کہ قرآن کی آیت کا تو مصداق متعین ہے۔اور وہ حضرت خاتم النبیینؐ کی ذات گرامی ہی ہے، مگر تذکرہ میں مرزا غلام احمد کا دعوی ہے کہ یہ اسکی وحی ہے اور اس سے مراد اس کی ذات ہے یہ ایک شرعی امر ہے تو یہ کونسی شرعی وحی سے ثابت ہو رہا ہے؟ یاد رہے کہ اگر یہ وحی محمدؐ ہے تو کسی قرآنی آیت کو اس کے مصداق سے پھیرنا الحاد فی آیات اللہ ہے اور اگر یہ مستقل وحی مرزا کی ہے تو وحی شریعت مرزائی امت کے نزدیک بند ہے۔لہذا دو صورتوں میں ایک صورت متعین ہوگئی کہ یا

Marfat.com

تو یہ وحی شریعت نہیں؟ یا اس کا مصداق مرزا غلام احمد نہیں؟۔ اور مرزا کا یہ دعوی کہ وہ اس وحی کا مصداق ہے درست نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت خاتم النبیین ؐ کی عالمگیر رسالت کے اعلان کے بعد کسی دیگر کی عالمگیر رسالت کا اعلان تو بالا جماع کائنات کا سب سے بڑا کذب اور غیر شرعی امر ہے پھر اس کی خاطر کہ کسی دیگر کے عالمگیر نبی ہونیکی سعی ہو یہ کائنات کا سب سے بڑا دجل ہے۔ آنحضرت ؐ کے معجزانہ کلام نے یہ صراحت کے ساتھ بیان بھی کیا کہ میرے بعد اتنے مدعی نبوت ہونگے اور ہر ایک دو وصف (۱) کذب میں مبالغہ، (۲) دجل میں مبالغہ، کا مرتکب بھی ہوگا۔

ہم قادیانیت کے عقلاء کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ان کے بانی مذہب مرزا غلام احمد قادیانی اپنی زندگی کے ابتدائی باون (۵۲) سال تک نہیں بلکہ آخری مرحلہ میں اس قسم کے خیالات واوہامات کا شکار ہو گئے تھے۔ کوئی ان کے دل میں یہ ڈالتا تھا کہ ''آپ نبی ہیں، آپ محمد ہیں، آپ رسول ہیں، آپ عیسی ہیں، آپ محمد کا ظلّ ہیں، آپ ان کا بروز ہیں، آپ احمد ہیں، آپ خاتم الانبیاء ہیں، آپ کرشن اوتار ہیں، آپ خدا ہیں، آپ مانند خدا ہیں، آپ خدا کی بیوی ہیں، آپ خدا کا باپ ہیں ،آپ خدا کا بیٹا ہیں، آپ شیر ہیں، آپ گورنر جرنل ہیں۔ تو شریعت اسلامیہ میں ایسے اوہام یا الہامات یا وحیوں کا شرعی حل موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ایسے اوہام یا الہاموں کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے ۔''شیاطین بھی اپنے دوستوں کی طرف وحیاں کرتے ہیں تاکہ انہیں حق کا مدمقابل بنا دیں۔'' لہذا ایسے شخص کو اللہ تعالی کی ذات گرامی کی پناہ میں آجانا چاہیے تھا وہ تو نہ ایسے الہامات اور وحیوں کو خود حق سمجھتا

Marfat.com

نہ کسی کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کرتا، بلکہ اپنے رب سے ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کے ذریعہ پناہ مانگتا مگر مرزا نے اس کے برعکس انہی الہاموں کی بنیاد پر اپنے سابقہ عقائد (ختم نبوت پر ایمان، حیات مسیح پر ایمان، دجال، دابۃ الارض، معراج مصطفیؐ، معجزات انبیاء) پر ایمان وعقیدہ سے ہی برات کا اظہار کر دیا اور ''حقیقت وحی'' میں صاف کہہ دیا کہ ''میں خدا تعالی کی بیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں ؟''

یعنی مرزا کو بطور امتی جس وحی کا رد کرنا فرض تھا۔ اس نے شرعی ضابطے اور شرعی مراجع یعنی کتاب وسنت اور اجماع امت بلکہ پوری امت سے تو معذرت کر لی اور اس کے برعکس انہی غیر شرعی الہامات اور وحیوں کو اپنی بالقوۃ نبوت، ظلی نبوت ، بروزی نبوت کی دلیل بنالیا، اس کا یہ عمل خالص غیر شرعی عمل تھا۔ لہذا آج ہم افراد ملت قادیانیت سے بطور نصیحت خاصہ انہیں مزید کہیں گے کہ خدارا وہ ایسی وحی اور الہامات اور ایسے صاحب وحی کے ساتھ شرعی معاملہ کریں۔ اور قرآن وسنت اور صاحب وحی جناب خاتم النبیینؐ اور امت مسلمہ کے ساتھ وفا شعاری کا ثبوت دیں۔ مرزا غلام احمد کی مخالف قرآن وسنت اور مخالف اجماع امت مسلمہ وحی ان سے برات کا اظہار کریں۔ وہ وحی محمدی پر اعتماد کا اظہار کریں جو محفوظ ہے مامون ہے جسے اللہ کی طرف سے جبرئیل امین لے کر آئے اور جناب محمد رسول اللہؐ کے قلب امین پر نازل ہوئی جسکے بعد نہ وحی کی ضرورت، اور جس پر نازل ہوئی ان کے بعد نہ کسی نبوت کی ضرورت، اسی طرح یہ قادیانی حضرات اپنی عاقبت کو درست کر لیں، اپنے خالق کو راضی کر لیں۔ اور امت مسلمہ کے وسیع وعریض دائرے میں داخل ہو کر قلبی سکون و

Marfat.com

اطمینان فکری راحت اور سعادت دارین اور شفاعت حضرت خاتم النبیینؐ کے حق دار بن جائیں۔حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کاوش اور دعاوں کو شرف قبولیت سے بخشے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر چلنے کی توفیق بخشے ،نور اسلام کی نورانیت کو عام کرے اور تمام اہل اسلام کو صراط مستقیم پر استقامت کی توفیق بخشے ۔(آمین)

Marfat.com

خلاصہ مبحث

اب ہم اس مقالہ کا خلاصہ مبحث درج کرتے ہیں جو کہ کچھ یوں ہے۔

۱۔عظمت مقام خاتم النبیینؐ۔

۲۔مرزا غلام احمد کی جسارت یعنی خاتم النبیینؐ کے ساتھ وحدت الوجود کا دعوی۔

۳۔آنحضرتؐ کی شان میں نازل شدہ آیات کا مصداق خود کو ٹھہرانا۔

۴۔مرزا غلام احمد کی نادر نبوت

۵۔مرزا کا عالمگیر نبوت کا دعوی۔

۶۔حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد مرزا کا نزول جبریل اور وحی کا انکار پھر اصرار۔

۷۔آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا اولاً انکار پھر اصرار

۸۔شرعی امور کے لئے تشریعی وحی نزل ہوتی ہے غیر تشریعی امور کے لئے نہیں

۹۔غیر شرعی وحی سے ثابت شدہ تمام دعوہائے مرزا اور قادیانی شریعت خود بخود غیر شرعی قرار پا گئی۔

۱۰۔ابنائے ملت قادیانیت کا شرعی فریضہ اس شریعت سے برات کا اظہار جو غیر شرعی ہے۔

۱۱۔ابنائے ملت قادیانیت کے لئے سعادت دارین صرف اور صرف غیر شرعی تجدیدات مرزا سے براءت کے اظہار میں ہی ہے۔

Marfat.com

نمبر8۔از سلسلۂ ''دین بھلائی ہے''

خصائص حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اور

تجدیدات مرزا غلام احمد

Marfat.com

خصائص حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بتقاضائے حکمت ربانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض خصوصیات سے مشرف فرمایا، جوانہی کا خاصہ ہیں، ان میں سے بعض امور مندرجہ ذیل ہیں۔

* حق تعالیٰ شانہ نے انہیں بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔
* انہیں طفولیت میں قوت گویائی عطا فرمائی گئی کہ بچپن ہی میں انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ کی طہارت وبرات کا اظہار فرمایا، اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔
* انہیں اس حالت میں دعوت توحید ورسالت کی توفیق بخشی گئی۔
* احقاق حق کا ذریعہ بنایا گیا۔
* ان کے معجزات میں سے مردوں کو زندہ کرنا اور مورتیوں کو اڑنے والے پرندے بنا دینا ہے۔
* انہیں دشمنوں کے نرغے سے روح وجسد سمیت آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔(جسے رفع کہتے ہیں)
* قیامت سے قبل غلبہ اسلام کی خاطر وہ اتریں گے، دنیا میں شریعت محمدیہ کا بول بالا کرنے اور اس دنیا سے ظلم کے خاتمہ اور عدل وانصاف کے قائم کرنے میں حق تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں استعمال فرمائیں گے۔
* (یہود نے جب ان کی والدہ ماجدہ کو متہم کیا تو فوراً اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت گویائی عطا فرمائی) اس واقعہ کو حق تعالیٰ جل شانہ نے قرآن کریم میں موضوع بھی

Marfat.com

بنایا۔

* ان کی والدہ صاحبہ عفیفہ طاہرہ حضرت مریم صدیقہؑ کے نام مبارک پر ایک سورت مبارکہ قرآن مجید میں موجود ہے، جس نے پورے قصے کا نقشہ کھینچ کر ان کی کامل برات فرمائی۔

ان فضائل وخصائص اور عظیم الشان ذمہ داریوں کی وجہ سے حضرت عیسٰیؑ کی ذات گرامی کے لئے امت مسلمہ کے ہاں ان کا خصوصی مقام ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام اور اسلام کا ان کے بارے میں اہتمام

اسلام نے حضرت عیسٰیؑ کے اصل مقام ان کی عبدیت اور ان کی نبوت ورسالت کو نہایت اہتمام سے بیان فرمایا، ان کی طرف منسوب امت کی طرف سے کئے گئے مبالغات جو ان کی شان کے منافی تھے ،ان کی نفی فرمائی نیز ان کے خلاف یہود کے غلط پروپیگنڈے کا رد فرمایا۔ اور واضح طور پر حضرت عیسٰیؑ پر اور انکی والدہ محترمہ عفیفہ طاہرہ حضرت مریم علیہا السلام پر یہود کے اتہام کا بھی رد فرمایا۔

اسباب غضب اللہ (یہود پر اللہ کے غضب کے اسباب)

قرآن کریم نے یہود پر اللہ کے غضب کے اسباب کے طور پر جن امور کا ذکر کیا، ان کی توضیح سورت المائدہ میں یوں فرمائی۔

ا۔ ان کا میثاق توڑنا۔

۲۔ اللہ تعالی کی آیات کا کفر کرنا۔

Marfat.com

۳۔اللہ تعالیٰ کے نبیوں کا ناحق قتل کرنا۔

۴۔ان کا یہ قول کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔(بطور کبر کے کہ گویا انہیں حق کو قبول ہی نہیں کرنا اور نہ انہیں اسکی ضرورت ہے)

۵۔حضرت مریمؑ پر عظیم بہتان تراشی۔

۶۔ان کا یہ قول کہ حضرت مسیحؑ کو انہوں نے قتل کیا۔

یہود نے ہی لوگوں میں حضرت عیسیٰؑ کے قتل کی اشاعت کی تھی تو حق تعالیٰ نے اسکی تردید میں قرآن میں یوں فرمایا ''نہ ہی انہوں نے انہیں قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا بلکہ انہیں اشتباہ میں ڈال دیا گیا'' اور جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا یقیناً وہ شک میں ہیں انہیں سوائے گمان کے کچھ علم نہیں، اور یقینی طور پر انہوں نے نہ انہیں قتل کیا نہ سولی چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اس قرآنی بیان کے بعد امت مسلمہ بالاجماع حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتی ہے، جو قرآن وسنت سے ثابت ہے۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا تو وہ بھی اسی عقیدہ پر تھا اور باون (۵۲) سال تک اسی پر قائم رہا پھر اس نے اپنے ہی الہامات کے زور پر اس میں تبدیلی کی اور پھر وہ اپنے خودساختہ نظریہ مثیل کو حضرت عیسیٰؑ کے باب میں اسی انداز سے استعمال میں لایا جس انداز سے وہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں نظریہ بروز کو لایا تھا۔ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰؑ کی حیات ورفع کے بارے میں بھی عقیدہ تبدیل کیا اس نے حضرت عیسیٰؑ پر طعن کے معاملہ میں یہود کے عمل کا نہ صرف اعادہ کیا بلکہ اس میں مزید اضافہ بھی کیا۔ اولاً یہ جاننا نہایت ضروری کہ باون سال کی عمر تک مرزا غلام احمد کا حضرت

Marfat.com

عیسیٰؑ کے بارے میں وہی عقیدہ تھا جو امت مسلمہ کا ہے اس نے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں اسے نقل بھی کیا، مگر بعد میں خود اپنے الہامات کی بنیاد پر اس میں تبدیلی کردی۔

وہ مراحل جن سے مرزا کا گزر ہوا

مرزا کی تحریروں میں معمولی تامل کرنے سے یہ ظاہر ہوگا، کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے باب میں پانچ مراحل سے گذرا ہے۔

پہلا مرحلہ۔۔عظمت عیسیٰؑ کا اعتراف۔

دوسرا مرحلہ۔۔ان کے مثیل ہونے کا ادعا۔

تیسرا مرحلہ۔۔عیسیٰؑ بن مریم ہونے کا دعویٰ۔

چوتھا مرحلہ۔۔ان کی ذات مقدسہ اور ان کی والدہ ماجدہ پر طعن و تشنیع۔

پانچواں مرحلہ۔۔ان پر اپنی فضیلت کا اعلان۔

ہم ان مراحل پر قادیانی مراجع کی روشنی میں کچھ تفصیل پر روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلا مرحلہ۔جس میں مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور قرآنی بیان کے مطابق اظہار خیال کرتے ہوئے ان کی عظمت کے اعتراف کے طور پر ''اعجاز احمدی صفحہ:۲۵، روحانی خزائن جلد:۱۹صفحہ:۱۳۴'' پر لکھتا ہے۔

> ''آپ (یعنی حضرت عیسیٰؑ) خدا کے مقبول اور
> پیارے تھے وہ خبیث ہیں جو ان پر تہمت لگاتے ہیں''

وہ مزید ''براہین احمدیہ جلد:۴صفحہ:۱۰۱، روحانی خزائن جلد:۱۱صفحہ:۲۸۹'' پر رقم طراز

Marfat.com

ہے۔

''ہم عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مانتے ہیں کہ ہمیں قرآن نے یہ تعلیم دی ہے''

دوسرا مرحلہ۔ کہ مرزا مثیل مسیح ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ''تذکرہ صفحہ:۱۷۲، تبلیغ رسالت: جلد:۱ صفحہ:۱۵۹'' میں اب اپنا نیا نظریہ یوں پیش کرتا ہے۔

'' میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اللہ کی وحی اور الہام سے کیا ہے''

تیسرا مرحلہ۔ وہ بعینہٖ عیسیٰ بن مریمؑ ہے۔ اپنی کتاب ''تتمہ حقیقۃ الواحی :۱۷۵، روحانی خزائن، جلد۲۲، صفحہ:۵۲۱'' پر یوں لکھتا ہے کہ

''میں عیسیٰ بن مریمؑ ہوں''

چوتھا مرحلہ۔ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ ماجدہ پر طعن وتشنیع۔ مرزا غلام احمد ''سفینہ نوح، صفحہ:۲۰، روحانی خزائن، جلد:۱۹، صفحہ:۱۸ پر تحریر کرتا ہے۔

''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توراۃ عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار

Marfat.com

کے نکاح میں آئے مگر میں کہتا ہوں یہ سب مجبوریاں تھیں
جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل
اعتراض''

وہ مزید کہتا ہے۔

''آپ (یعنی حضرت عیسیٰ) کے ہاتھ سوا مکر وفریب کے اور
کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا
رہے ہیں آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے
، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں''
(سفینہ نوح صفحہ:۷۱ مندرج روحانی خزائن جلد ۱۹
صفحہ:۱۸)

قارئین کرام جان لیں گے مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہود کے اسی پرانے اسلوب کا نہ صرف اعادہ کیا ہے۔ بلکہ اس میں زیادتیاں کیں پھر خوب کھل کر جو کچھ اس کے ضمیر میں مخفی تھا اس کا اظہار کیا اس کے بالمقابل ہم بھی علمی بحث وتحقیق کا مکمل حق رکھتے ہیں تا کہ اس باب میں حق اور سچ کو پیش کرسکیں جو انسانیت کا مشترکہ سرمایہ ہے، انسانیت کے عظماء اور معصوم ومقدس ہستیوں کے بارے میں زبان درازیاں اگر حریت تعبیر اور فکری آزادی شمار ہوتی ہے۔تو ان مقدس ہستیوں کے تقدس اور ان کی عظمت کی حمایت اہل ایمان کا شرعی واجب اور اخلاقی حق ہے جسے قادیانیت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ پھر جبکہ ہم قادیانیت کے نظریات کو ان کی اصل کتابوں ہی سے نقل کریں اور ان کا ابطال ظاہر ہو جائے تو انہیں اس حق کو

Marfat.com

تسلیم کر کے اپنے ان باطل نظریات سے برات کا اظہار کر کے اپنی اور دیگر انسانیت کی بھلائی کی خاطر ان مقدس حضرات کے تقدس کو بدل و جان تسلیم کر لینا چاہیے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ حضرت عیسٰیؑ کی والدہ ماجدہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں جو کچھ قادیانیت نے کہا ہے کسی بھی مسلمان مجدّد کی زبان وقلم نے اس قسم کی حرکت نہیں کی ہے۔

مرزا کا حضرت عیسٰیؑ کو یوسف نجار کا غیر شرعی بیٹا قرار دینا

خصوصی طور پر باعث تامل ہے یہ امر بھی کہ مرزا غلام احمد کتنی بڑی جسارت کرتے ہوئے حضرت عیسٰیؑ کو حضرت مریم صدیقہؓ کا غیر شرعی بیٹا اور یوسف نجار کی اولاد کہتا ہے۔ وہ سفینہ نوح کے صفحہ ۲۰ مندرج روحانی خزائن جلد: ۱۹، صفحہ: ۱۸ میں یوں لکھتا ہے۔

> ''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا، گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا، اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازوج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آئے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں

Marfat.com

جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ کہ قابل اعتراض''

ایک طرف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی بغیر باپ کی ولادت کو اپنی قدرت کا اظہار بتائے اور حضرت مریمؑ کی طہارت کی قسم کھائے اور دوسری طرف مرزا غلام احمد اس قرآنی بیان اور امت کے اجماع کو توڑتے ہوئے عظیم الشان نبی اللہ اور ان کی والدہ ماجدہ کی اہانت کرنے کا مرتکب ہو پھر قادیانیت کے ہاں یہی مجدّد دین مصلح امت اور انسانیت کا نجات دہندہ کہلائے اور قادیانیت کھلے طور پر اپنے ذرائع ابلاغ عامہ پر اس کی شخصیت کا پرچار کرنے میں رات دن مشغول نظر آئیں ؟ پھر مرزا غلام احمد نے مریم صدیقہؑ کے ساتھ ساتھ غیور افغانیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا (واللہ اعلم اس سے اس کی غرض کیا تھی؟) ساتھ ہی حضرت مریمؑ کو نہایت برے طور پر متہم کیا (العیاذ باللہ) وہ ایام صلح کے صفحہ ۷۴ کے حاشیہ بمع مندرج روحانی خزائن جلد :۱۴، صفحہ :۳۰۰ پر یوں لکھتا ہے۔''پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں، مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلاتکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتیں ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا

Marfat.com

ہے''اس بیان میں حضرت مریمؑ کواس طرح متہم کرنا، حضرت عیسٰیؑ کی گستاخی اوران کی والدہ محترمہ کی اہانت کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی صراحت سے مخالفت اور کھلم کھلا اجماع امت سے خروج ہے۔مگر مرزا غلام احمد کے لئے سب عظماء کی حرمت کو محض اپنی شخصیت کے قائم کرنے کے لئے داو پر لگانا معمول کا عمل ہے۔

مرزا غلام احمد کا حضرت مسیحؑ کے معجزات سے استہزا کرنا

مرزا غلام احمد نے حضرت عیسٰیؑ کے ان معجزات کو جنکا ذکر قرآن حکیم نے صریح لفظوں میں فرمایا گیا نہ صرف کھلے طور پر انکار کیا بلکہ ان کا مذاق بھی اڑایا، وہ ازالہ اوہام جلد:۱،ص:۱۵۴:۱۵۵اور روحانی خزائن جلد:۳،ص:۲۵۴:۲۵۵ میں لکھتا ہے

''سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالی حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک بار مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کر تے رہے اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان

Marfat.com

میں قوی موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی
مدد ملتی ہے''

مرزا قادیانی کی اس تحریر میں قرآن حکیم کے صریح الفاظ کا انکار ہے، نیز حضرت عیسیٰؑ کی اہانت ہے، ان کے بغیر باپ کے پیدائش کا انکار ہے، ان کے معجزات کا بھی انکار ہے، یہ امور جو قطعی نصوص سے ثابت شدہ اور مسلم امت کے ہاں اجماعی طور طور پر مسلمہ ہیں مسائل میں سے ہیں۔

یاد رہے کہ حق تعالی شانہ اپنے انبیاءؑ کو عقل وفراست اور ظاہری و باطنی اوصاف جمیلہ میں کمال عطا فرماتا ہے، مگر مرزا غلام احمد کی جسارت دیکھیں کہ وہ اللہ تعالی کے اولی العزم پیغمبر حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو ''موٹی عقل والا، جاہل عورتوں جیسا، عام لوگوں کی طرح، گالی گلوچ دینے والا، جھوٹ بولنے والا'' تک گردانتا ہے اور پھر مثیل مسیح ہونے کا مدعی بھی ہے وہ انجام آتھم ص:۵، روحانی خزائن جلد :۱۸، ص:۲۸۹، میں کہتا ہے۔

''متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی
تھی آپ جاہل عورتوں سے اور عوام الناس کی طرح مرگی کو
بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے ہاں
آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھے ادنی
ادنی بات میں غصہ آجاتا تھا اپنے نفس کو جذبات سے روک
نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے
افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ

Marfat.com

سے کسر نکال لیا کرتے تھے یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر
جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن جن پیشگوئیوں کا اپنی
نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کا
کتابوں میں نام ونشان نہیں پایا جاتا''

ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ جب بقول مرزا کسی بھی نبی کی اہانت کفر اور سب کی تعظیم واجب ہے مستزاد اس پر مرزا غلام احمد کا حضرت مسیح سے مماثلت بلکہ عین مسیح بن مریمؑ ہونے کا دعوی بھی ہے جن امور میں ان کی تمام ملت ان پر ایمان لائی ہوئی ہے، ان اقوال کے بعد خود مرزا غلام احمد اب مذکورہ اہانتوں کے بعد کس حکم شرعی کا مستحق ٹھہرتا ہے؟۔ دراصل یہ ایسی تضاد بیانی ہے کہ کسی بھی ادنی عقل، ادنی ایمان والے کے قول یا تحریر میں تصور نہیں کی جاسکتی۔ چہ جائیکہ کے مدعی مثیل، مدعی عین مسیح اور مدعی مسیح موعود اور اپنے آپ کو ملہم ومحدث کہنے والے کے کلام میں دراصل یہی وہ تضاد ہے، جس میں ادنی تامل اور غور وفکر نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیقت کو آشکارہ کر دیتا ہے بلکہ ہر ذی عقل وشعور بھی حق وصداقت کو بآسانی پا سکتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالی کی طرف سے اس کے لئے ہدایت مقدر ہو شاید کہ حق تعالی شانہ محض اپنے فضل وکرم سے ابنائے ملت قادیانیت کی آنکھوں کو کھول دے۔

حق تعالی شانہ، کے انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالی سے براہ راست تعلیم پاتے ہیں وہ علم وفضل میں اپنے دور کے اعلم الناس (علم میں سب سے بڑھکر) ہوتے ہیں انہیں کسی بشر سے تعلیم کی حاجت پیش نہیں آتی خود مرزا غلام احمد نے اس بات کا اپنی تحریروں میں اعتراف بھی کیا ہے، مگر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت عیسٰی کو

Marfat.com

برگزیدہ اولی العزم نبی ماننے کے باجود ان کے بارے میں انجام آتھم ص:۶ حاشیہ پر اور روحانی خزائن جلد:۱۱،ص:۲۹۰ پر لکھتا ہے۔

''اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو
جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا
کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے لیکن
جب چوری سے پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں''

دنیا شاہد ہے اور قرآن وسنت ناطق ہیں کہ حق تعالی شانہ نے حضرت عیسیٰؑ کو کثیر معجزات سے نوازا قرآن حکیم کی نصوص قطعیہ نے انہیں ثبت فرمایا، اب کسی مومن کے لئے رواء نہیں کہ وہ ان کے ان قسم ہا قسم کے معجزات کا انکار کر سکے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی ہے کہ اسے حضرت مسیح بن مریمؑ کا کوئی معجزہ نظر ہی نہیں آتا، بلکہ وہ ان کے معجزات کی تضحیک کرتا نظر آتا ہے وہ ان کے پرندوں میں نفخ کے معجزہ کے بارے '' انجام آتھم ص:۶، روحانی خزائن، ص:۲۹۰'' پر لکھتا ہے۔

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے مگر حق
بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے
کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دی اور ان کو
حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا اسی روز سے شریفوں نے
آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور
حرام زدہ بنیں''

نیز امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بشر کو

Marfat.com

معلّم نہیں مقرر کیا جاتا بلکہ ذات باری تعالیٰ ہی خود انہیں تعلیم دیتے ہیں اور اس امر کا اعتراف بھی مرزا غلام احمد نے بھی اپنی سیرت میں کیا ہے؟ مگر حضرت عیسیٰؑ کے باب میں وہ ''انجام آتھم، مندرج روحانی خزائن، جلد: ۱۱، ص: ۲۹۱ میں یوں کہتا ہے۔

''آپ (یعنی عیسیٰؑ) کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہ دیا تھا یا استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا، بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے''

ہم اتنا کہیں گے کہ اس سے بڑھ کر ایک اولی العزم نبی کی کیا توہین ہو سکتی ہے؟ کہ اولاً اس کا معلم مقرر کیا جائے اور پھر اس معلم کو شرارتی اور نبی کو کند ذہن بتلایا جائے (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ انبیاء کو عالی اخلاق، عالی حسب ونسب، والا کمال عقل وفہم والا بنایا ہے مگر مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا اظہار خیال کیا ہے؟ ملاحظہ کیجئے۔ وہ ''سفینہ نوح، ص: ۲۰، روحانی خزائن، جلد: ۱۹، ص: ۱۸ پر لکھتا ہے۔

''اور آپ (عیسیٰؑ) کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں'' (معاذ اللہ)

Marfat.com

پوری امت مسلمہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نہ تو عیب جوئی کرتی ہے اور نہ ہی ان مقدس شخصیات کو عیب دار بناتی ہے کیونکہ یہ ایسا امر ہے جو قائل کو دائرہ اسلام سے نکال خارج کر دیتا ہے۔ حضرات انبیا علیہم السلام جو خود دیگر کیلئے نمونہ ہوتے ہیں وہ بذات خود کس طرح اپنے عیوب گنوائیں گے؟ نہ ہی یہ ان کی سنت ہے کہ ایک نبی دیگر نبی کی عیب جوئی کرے وہ تو ایک دوسرے کی تعظیم وتقدیس سکھاتے ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد جو دعوی تو یہ کرتا ہے کہ وہ ایک جانب سے امتی اور دوسری جانب سے نبی ہے۔ وہ جملہ امتیوں اور تمام انبیاءؑ کی سنت کے برخلاف حضرت عیسیٰؑ کو نہ صرف عیب دار بناتا ہے بلکہ انہیں خود اپنی ہی ذات کے لئے عیب جو بھی بتاتا ہے، پھر خود ان کے ایسے عیب شمار کرنے لگتا ہے، جو کسی عام شریف امتی کی بھی شرافت کے خلاف ہوں، مرزا غلام احمد ''انجام آتھم، ص ۷، روحانی خزائن، جلد :۱۱، ص:۲۹۱'' میں کہتا ہے۔

''عیسائی اس شخص کو تمام عیبوں سے مبراء سمجھتے ہیں جس نے
خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں اور جس نے شراب خوری اور
قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز
رکھا بلکہ آپ اس بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا
تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دیکر کہ وہ اس کے بدن سے
بدن لگاوے اپنی امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں
میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں''

Marfat.com

''جرم ایک کرے مجرم دوسرا ٹھہرے'' کا غیر اسلامی تصور

اسلام اور دیگر کسی بھی دین میں یا انسانی سوسائٹی میں ایک انسان کا جرم دوسروں کے سر تھوپنا خلاف شرع و خلاف عقل ہے، مگر مرزا غلام احمد ہے کہ وہ شرعی پابندیوں یا عقلی ضابطوں اور معاشرتی آداب سے آزاد ہو کر عیسائی امت کی کوتاہیوں کو حضرت عیسٰیؑ کے سر تھوپتے ہوئے ''سفینہ نوح ،ص:۷۳، روحانی خزائن ،جلد:۱۹،ص:۷۱'' پر لکھتا ہے۔

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے
اس کا سبب یہ تھا کہ عیسٰیؑ شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی
بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے''

اپنے ہی قول و فعل کی تردید سب سے بڑی اخلاقی کمزوری اور بزدلی ہوتی ہے مرزا غلام احمد جو حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں لکھتا ہے، جب علمائے اسلام کی طرف سے اس پر اعتراض ہوا تو اس نے دو طریقہ اختیار کئے۔ (اولاً) اعتراض کرنے والے کو برا بھلا کہا۔ (ثانیاً) اپنے اس اسلوب کے لئے عذر لنگ تلاش کر لیا کہ میری نیّت تو اس اہانت سے حضرت نبی اکرمؐ کی شان کو قائم کرنا ہے۔ یاد رہے کہ دین اسلام میں یہ ہر دو امر فی حدّ ذاتہٖ خلاف شرع رہیں مرزا غلام احمد کا عذر لنگ کا تو اس کا حوالہ ہم پہلے پیش کر چکے ہیں اب حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں اسے نصیحت کرنے والوں پر وہ کیسے برستا ہے؟۔ پڑھیے مرزا غلام احمد ''سفینہ نوح ،ص:۲۰، روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۱۹'' پر لکھتا ہے۔

Marfat.com

'مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح بن مریمؑ کی عزت نہیں کرتا، بلکہ میں تو مسیح کے چاروں بھائیوں کی عزت کرتا ہوں کیونکہ وہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں' نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریمؑ بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا، یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، جو یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں'

(اولاً) اس عبارت میں مرزا غلام احمد نے ان لوگوں کو جنہوں نے اسے حضرت عیسٰیؑ کی اہانت پر اسے نصیحت کی، انہیں مفسد اور مفتری کا لقب دیا۔ حالانکہ یہ کھلی حقیقت ہے کہ وہ حضرت عیسٰیؑ اور ان کی والدہ ماجدہ پر خود افتراء پردازی کرتا رہا ہے۔

(ثانیاً) اس نے حضرت عیسٰیؑ کے لئے چار بھائی، بہن ثابت کئے۔

(ثالثاً) جن میں سے دو بہنیں تھیں۔

(رابعاً) ان کی والدہ ماجدہ مریم صدیقہؓ پر شادی سے قبل از نکاح حمل ہونے کی تہمت لگائی۔ (خامساً) انہیں یوسف نجار کی بیوی ثابت کرنے کی سعی کی۔ ہم قادیانیت سے پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد کے یہ اقوال قرآن وسنت کی زبان

Marfat.com

میں افترات نہیں ہیں کیا؟ ایسے کہنے والا خود مفتری نہیں ہے؟ پھر وہ کیسے دوسروں کو مفسد و مفتری کہتا ہے؟۔

حضرت عیسیٰؑ پر مرزا غلام احمد کا بدخلقی کا بہتان

اللہ تعالی اپنے نبیوں کو خود تعلیم بھی دیتے ہیں اور ان کی اخلاق فاضلہ پر خود تربیت بھی فرماتے ہیں عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالی کے تربیت یافتہ اولی العزم نبی تو بقول مرزا بداخلاق ٹھہریں اور مرزا خود اپنے لئے اللہ کی طرف سے اپنی تعلیم و تربیت کی نسبت کر کے خود کو اپنی امت کے لئے ''اسوۃ حسنہ'' ٹھہرا لے؟۔ وہ ''چشمہ معرفت'' کے صفحہ:۱۱، مندرج روحانی خزائن، جلد۲، ص:۳۴۷ میں لکھتا ہے۔

''حضرت عیسیٰ نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا، دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو حق مت کہو، مگر خود اس قدر بد زبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا''

پھر ''ست بچن'' مندرج روحانی خزائن، جلد:۱ص:۲۹۷ میں لکھتا ہے۔

''یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے دعوی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعوی شراب خوری ہی کا ایک بدنتیجہ ہے''

Marfat.com

حضرت عیسی علیہ السلام کی تعظیم ومحبت مشرکانہ عقیدہ

اللہ تعالی نے تو اپنے بندوں کو اپنے مقرّبین کی تعظیم کرنے اوران سے محبت کا حکم دیا ہے، وہی قلوب میں ان کی محبت کو ڈالتے بھی ہیں ارشاد ربانی ہے ''اللہ تعالی لوگوں میں ایمان وعمل صالح والوں کی محبت پیدا فرما دیتے ہیں''۔ حضرات انبیاء علیھم السلام تو قرب الہی کے اعلی مقام پر ہوتے ہیں، پھر حضرت عیسٰیؑ جو صاحب کتاب، صاحب بشارت، صاحب رفع، صاحب نزول اور اس امت محمدیہ کے ساتھ خصوصی تعلق والے ہیں کہ اپنی وفات سے پہلے آنحضرتؐ کے امتی بن کر اسلام کے غلبہ کے لئے کوشاں ہوں گے اور پھر وہ سچے مسیح موعود ہیں جو ہرگز ہرگز ناکام نہیں بلکہ کامیاب ہی کامیاب ہیں۔ ایسے عظیم الشان نبی اللہ اور مسیح موعودؑ کا ذکر خیر اوران سے محبت کیسے جہالت یا شرک ہوسکتا ہے؟ (جبکہ اسمیں اعتدال ہو افراط و غلّو یا تفریط وتقصیر نہ ہوں) مسلمان امت حضرت عیسٰیؑ کے بارے میں جو عقیدہ رکھتی ہے وہ معتدل بھی ہے اور حق بھی ہے اس میں وسطیت بھی ہے اس میں نہ نصاری کا افراط وغلو ہے اور نہ ہی یہود کی تفریط وتقصیر ہے پھر مسلمانوں کے ایسے سچے عقیدے کو مرزا غلام احمد کس طرح مبنی بر جہالت اور اہل شرک جیسی محبت سے تعبیر کرتا ہے جبکہ ہمیں عیسٰیؑ کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے کی تعلیم خود جناب نبی اکرم ﷺ نے دی ہے۔ مرزا غلام احمد ''براہین احمدیہ، مندرج روحانی خزائن، جلد:۲۱، ص:۲۶۲ میں لکھتا ہے۔

''پھر نہ معلوم ناداں لوگوں کو حضرت عیسٰیؑ سے کیسی مشرکانہ

Marfat.com

محبت ہے کہ آنحضرتؐ کے زخم تو قبول کر لیتے ہیں مگر عیسیٰؑ
کا مجروح اور زخمی ہونا انکی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شور
ڈالتے ہیں کہ ان کی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو؟ اور ان کو دنیا
سے الگ خصوصیت دینا چاہتے ہیں وہی آسمان پر چڑھ کر
زمین پر اترنے والے وہی، اس قدر لمبی عمر پانے والے، مگر
خدا نے ان کو (حضرت عیسیٰؑ) کو پیدائش میں اکیلا نہیں رکھا
بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے
تھیں''

اہل اسلام کا ایمان ہے کہ وہ انسانی عظماء جو ہر حال میں کامیاب ہی کامیاب ہوتے ہیں کبھی بھی ناکام نہیں ہوتے، وہ حضرات انبیاء کرامؑ ہی ہوتے ہیں، کیونکہ ان کی کامیابی کی علامت احکام ربانی پہ استقامت سے عبارت ہے۔ جسمیں انبیاء علیھم السلام سرفہرست ہوتے ہیں، لہذا انہیں ناکام اور نامراد کہنا سب سے بڑا کذب ہے اور اہانت انبیاء ہے۔

مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰؑ کے بارے ''نصرت الہی، مندرج روحانی خزائن، جلد ۲۱، ص ۵۸ میں بڑی جسارت سے لکھتا ہے۔

''غرض جس قدر جھوٹی کرامتیں اور جھوٹے معجزات حضرت
عیسیٰؑ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں کسی اور نبی میں اس کی
نظیر نہیں پائی جاتی اور عجیب تر یہ کہ باوجود ان تمام تر فرضی
معجزات کی ناکامی اور نامرادی جو مذہب کے پھیلانے میں

Marfat.com

کسی کو ہو سکتی ہے وہ سب سے اول نمبر پر ہیں کسی اور نبی
میں اس قدر نامرادی کی نظیر تلاش کرنا لاحاصل ہے''

اللہ کے کسی نبی کے بارے میں اس قدر بدزبانی اور ناحق بات کہنا پھر اپنے مافی ضمیر کو اس قدر آزادی سے بیان کرنے والے کو جاننا چاہیے کہ انبیاء علیھم السلام کے ماننے والوں کو بھی اس قسم کی الزام تراشیوں کے رد اور ان میں بحث و تحقیق اور ان کے شرعی حکم کو بیان کرنے کا پورا حق ہے نیز اللہ تعالی کے نبیوں کو ناکام گردانے والے (خود مدعی نبوت بھی) اللہ تعالی کے نبیوں کے معجزات کے منکر (خود مدعی مسیح موعود بھی) کی ناکامیوں اور نامرادیوں کو شمار کرنے کا بھی پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ پھر ایسے بیان باز کے اس عمل کے شرعی حکم کا بیان کرنا ان پر شرعی واجب بھی ہے، تاکہ انسانیت ایسے مفتری کی افتراء پردازی سے محفوظ رہ سکے، جو سچوں کو جھوٹا اور، کامیابوں کو ناکام اور بامراد کو نامراد کہے۔

مرزا غلام احمد کا قدرت باری تعالی سے استہزاء

حق تعالی نے قرآن کریم میں اور نبی اکرمؐ نے حدیث شریف میں حضرت عیسٰیؑ کی بغیر باپ ولادت کو مظہر قدرت ربانی اور خصوصیت عیسٰیؑ شمار فرمایا ہے مگر مرزا غلام احمد ہے کہ وہ اس مظہر قدرت ربانی کو حضرت عیسٰیؑ کی محرومیوں میں شمار کرتا ہے۔ وہ ''چشمہ معرفت، مندرج روحانی خزائن، جلد:۲۰، ص:۳۵۶'' پر لکھتا ہے۔

''جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے
مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدمؑ بھی بغیر

Marfat.com

ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسٰیؑ کی اس پیدائش
سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر ماں باپ
کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے“

مرزا کا انکار حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر افضلیت کا دعویٰ

قرآن وسنت تو حیات عیسیٰؑ کے بارے میں بار بار اعلان کر رہے ہیں اور امت مسلمہ کا ہر دور میں اس پر اجماع رہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی ہے جو اسے باطل عقیدہ قرار دے رہا ہے وہ ”تحفہ گولڑویہ، مندرج روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۹۴ میں لکھتا ہے۔

”حضرت عیسیٰ کا ایک زندہ رسول ماننا یہی وہ جھوٹا عقیدہ
ہے جس کی شامت کی وجہ سے کئی لاکھوں مسلمان اس زمانہ
میں مرتد ہو چکے ہیں“۔

تامل کیجئے! کہ اولاً حضرت عیسیٰ کی عظمت کا قائل پھر اپنے لئے مثیل مسیح ہونے کا مدعی آخر ایک مرحلے میں ان کی شخصیت کو کس قدر بے رحمانہ اور ظالمانہ طور پر مجروح کرنے کی ناکام سعی کرتا ہے اب وہ اس مرحلے میں داخل ہوتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کی حضرت عیسیٰ پر عظمت کا اعلان کرے۔

مرزا غلام احمد ”چشمہ معرفت، مندرج روحانی خزائن، جلد: ۲۰، ص: ۳۵۴ پر لکھتا ہے۔ ”میں عیسیٰ مسیح کی ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادتی نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسی اس کی نسبت معجزات

Marfat.com

کیے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ'' پھر وہ مرزا غلام احمد ''دافع البلاء ص ۱۳'' میں حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

ے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

نیز ''دافع البلاء ص:۱۳، روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۲۳۳ پر محرّر ہے۔

''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے
اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس
دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا''

مرزا غلام احمد نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی ذریت کے لئے بھی وجوہ فضیلت بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ ''تریاق القلوب'' میں لکھتا ہے۔

''یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد
(پنگوڑے) میں باتیں کیں مگر اس لڑکے نے تو پیٹ ہی
میں دو مرتبہ باتیں کیں پھر ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا
ہوا'' پھر اسی ڈگر پر مرزا کی اولاد بھی چلی۔

مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد ''حقیقت النبوت ص:۲۵۷'' پر اپنے والد کی فضیلت میں یوں گوہر افشانی کرتا ہے۔

''بعض اولی العزم نبیوں سے آگے نکل گیا چنانچہ خدا تعالی

Marfat.com

نے مسیح ناصری جیسے اولی العزم نبی پر اسے فضلیت دی‘‘

مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے اپنی آراء کے اظہار یا ان کی شخصیت کی تنقیص اور اپنی تعظیم میں اس قدر وسعت سے جی بھر کر لکھا، کہا، اور بیان کیا کہ بعض علماء نے حضرت مسیحؑ کے بارے میں ان کی حد سے تجاوز کرنے والے (معاذ اللہ) مغلظات اور لفظی دہشت گردی کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دے رکھا ہے۔ اسکے لئے مولانا نور محمدؒ ٹانڈروی کی ’’مغلظات مرزا‘‘ اور حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کی ’’حیات مسیحؑ‘‘ کا مطالعہ کر لیجئے۔

الغرض اللہ کے نبیوں اور امت اسلامیہ کے مجدّدوں اور مصلحین کی نہ یہ زبان ہے اور نہ ہی ایسا اسلوب بیان ہے جو مرزا غلام احمد نے اختیار کیا، کیونکہ جملہ نبیوں اور رسولوں کی عظمت اور ان کی حقانیت پر ایمان امت مسلمہ کے ہر فرد کا جزو ایمان ہے، ہماری حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ وہ جملہ انسانیت کو حق بات کو حق طور پر کہنے اور اسے قبول کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ (آمین)

غرض وغایت اور ان کے حصول کا قادیانی طریق کار

حضرت عیسیٰؑ کے باب میں مرزا غلام احمد کے مذکورہ اسلوب بیان سے اس کی غرض وغایت بعینہ وہی ہے جو اسکی آنحضرتؐ کے باب میں ’’نظریہ بروز‘‘ سے تھی کہ وہ لوگوں کو اپنی شخصیت کی طرف متوجہ کرے، پھر اس غرض کے حصول اور اس مقصد تک وصول کے لئے اس کی روش یوں رہی کہ عظماء کی عظمت کا اعتراف کرے، پھر ان سے مماثلت کا مدعی ہو، پھر ان پر جرح وقدح کرے، پھر ان پر اپنی عظمت

Marfat.com

کے دعوی کرے۔ رہے حضرت عیسی علیہ السلام تو ان کی بابت مرزا غلام احمد کی تحریروں اور مکالمات کا دائرہ کچھ زیادہ ہی وسعت اختیار کر گیا کہ ان کی ذات مقدسہ سے امت مسلمہ کے مستقبل میں بہت سے امور وابستہ ہیں، جنکا ہم نے شروع میں خواص عیسٰی کے عنوان سے ذکر کردیا ہے۔ مرزا صاحب اور اس کی امت کا مستقبل ان کے ان عقائد کی موجودگی میں جو قرآن وسنت کی واضح تعلیمات اور امت مسلمہ کے اجماع کے خلاف ہیں ہرگز روشن نہیں ہوسکتا۔ ہماری دعا ہے کہ حق تعالی قرآن وسنت کے نور سے جملہ انسانی قلوب کو منور کرے، انسانی افکار کو روشن فرمائے۔ انسانیت حق وصداقت سے مالا مال ہوکر دارین کی سعادت کی حقدار ٹھہرے، ہم ملت قادیانیت کے افراد کے لئے بھی اسی مخلصانہ دعا پر اس مقالے کو ختم کرتے ہیں کہ حق تعالی ان کے حق میں بھی درج بالا دعا قبول فرمالے۔

وماذالک علی اللہ بعزیز (آمین)

Marfat.com

خلاصہ مبحث

۱۔حضرت عیسی علیہ السلام کی بعض خصوصیات۔

۲۔حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات عالی میں اولین طعن کرنے والے اور آخرین طعن کرنے والے

۳۔مرزا غلام احمد اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں اس کے تدریجی مراحل ،(اولاً) تعظیم کا اعتراف۔(ثانیاً) مثیل ہونے کا دعوی۔(ثالثاً) ان کی والدہ ماجدہ اور ان کی شخصیت میں طعن۔

۴۔مرزا کا حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات کا انکار اور استہزاء۔

۵۔قرآن کی برات اور مرزا کا حضرت مریم پر اتہام۔

۶۔حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے والد کا اثبات۔

۷۔حضرت عیسی علیہ السلام کی اہانت اور ان پر بد اخلاق ہونے کا الزام۔

۸۔مرزا کا حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع اور ان کی حیات کا انکار۔

۹۔حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں مرزا کا مسلمانوں کے عقیدہ کو جاہلانہ اور مشرکانہ عقیدہ کہنا۔

۱۰۔مرزا کے اہداف اور مرزائی طریقہ کار۔

Marfat.com

نمبر9 ۔از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

وحی متلو/قرآن کریم

وحی غیر متلو/احادیث رسول

اور

مرزا غلام احمد قادیانی کا اسلوب تعامل

Marfat.com

حضرت خاتم النبیین ﷺ کی امت، امت خاتم الامم اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ جس طرح جناب محمد رسول اللہ ﷺ قیامت تک کیلئے پوری انسانیت کے نبی ہیں، اسی طرح ان کی شریعت بھی عالمگیر اور قیامت تک کے انسانیت کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ وہ خالق انسان ہی کی وضع کردہ شریعت ہے اور خالق ہی اپنی مخلوق کیلئے نظام سازی کا حق رکھتا ہے۔ ہر صانع ہی اپنی صنعت کو چلانے کے طریقہ یا سلیقہ سے واقف ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

ألا له الخلق والأمر

اللہ تعالی کی ذات گرامی خالق ہے اور حکمرانی اسی کا حق ہے۔

باری تعالی نے اپنی وحی (جو اس کے وضع کردہ دستور کی نصوص سے عبارت ہے) جناب محمد رسول اللہ پر نازل فرمائی، انہوں نے ہی اپنے نبی کو قرآن اور اس کا بیان عطا فرمایا۔ حضرت خاتم النبیین ﷺ نے تاکیدی طور پر قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھام لینے اور ان کی ہی طرف اپنے ہر معاملہ میں رجوع کرنے کا حکم امت کو دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

میں نے تمہارے اندر اللہ کی کتاب اور اپنی سنت کو چھوڑا ہے، اگر میرے بعد تم ان دو سے وابستہ رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

اس ارشاد نبوی میں اللہ کی کتاب اور جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہر دو کا امت محمدیہ کے ساتھ رہنا، دونوں میں پوری امت کی پورے طور پر رہنمائی کی قابلیت

Marfat.com

کا ہونا، دونوں کا تا قیامت اللہ کے حفظ وعنایت سے محفوظ و ماموں رہنا۔اس کی ضمانت بھی ہے۔

انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہ ہوگا کہ اس میں وحی ربانی یعنی قرآن وسنت حضرت انسان کو یہ کہہ دیں کہ ہم تجھے الوداع کہتے ہیں۔اب تو کسی اور کے حوالے۔ وحی کی رہنمائی میں آجانے کے بعد کسی انسان کو ہرگز ہرگز یہ تصور نہیں کرنا چاہئے کہ اب اس کا کوئی قائد اور راہنما نہیں ہے۔امت مسلمہ تا قیامت قرآن وسنت کی معیت میں رہے گی ۔

اللہ کا فضل وکرم اور عنایت دیکھیں کہ ایک وقت تھا جب الفاظ ونصوص کے خزینے صرف انسانی سینے تھے،حق تعالی کی خصوصی عنایت سے قرآن وسنت انسانی صدور میں محفوظ رہے، پھران سینوں سے قرآن وسنت ہر قسم کی تحریف وتاویل سے پاک قرطاس وکاغذ کی زینت بنے ۔

قرآن کریم (وحی متلو)

قرآن اللہ تعالی کا معجز کلام ہے۔وہ آخری آسمانی کتاب ہے ،جس کا ہر ہر لفظ،قطعی ہے جو محفوظ ہے۔

قرآن کریم کے نزول سے لیکر آج تک پوری انسانیت کو کھلے عام چیلنج دیا گیا کہ اگر تم اس بارے میں شک میں ہو کہ یہ خالق کی طرف سے نہیں تو اس جیسی ایک ہی سورت لے آو۔تمام انس وجن ملکر باہمی معاونت سے بھی ایسا نہیں کر سکتے ۔قرآن تو وحی متلو ہے جو پورے کا پورا متواتر طور پر نقل ہوا ہے۔جناب محمد

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ مہبط وحی ہیں ۔جن پر قرآن نازل ہوا۔اوراس کا بیان بھی جوان پر نازل ہوا۔ ہرقسم کی تحریف، ہرقسم کی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ، یہ تو وحی کی پہلی قسم ہے جسے وحی متلو یا قرآن حکیم کہا جاتا ہے۔

احادیث رسول ﷺ / وحی غیر متلو

وحی کی دوسری قسم غیر متلو ہے چاہے وہ جناب رسول اللہ ﷺ کا مبارک قول، آپ کا عمل یا آپ ﷺ کی طرف سے کسی کے قول وعمل پر موافقت ورضا ۔کیونکہ آپ وحی سے قول فرماتے ہیں۔وحی کے تابع آپ کا عمل ہوتا ہےاوروحی کے موافق آپ کی رضا ورغضب ہوتا ہے۔آپ ﷺ کی ذات گرامی کا قول وعمل اور رضا وغضب بھی اپنی خواہش نفس کے تابع نہیں بلکہ شارع اور صاحب وحی کے تابع ہوتا ہے اس لئے اسے بھی وحی کا درجہ دیا گیا۔مگر دونوں وحیوں میں فرق یہ ہے کہ وحی غیر متلو بتمامہ قرآن کی طرح متواتر طور پر منقول نہیں ہے ۔وحی غیر متلو جو تواتر سے منقول ہے وہ تو متواتر ہےاوراس کے ماسوامشہور یا آحاد ہے مگر سب کی حجیت سے مؤمن کوانکارنہیں۔

نقل وحیین

قرآن وسنت کوتاقیامت امت مسلمہ کے تمام شعبہ جات حیات میں مرجعیت حاصل رہے گی۔اللہ تعالی کی سنت حکیمہ یہ ہے کہ اس نے زمانۂ نزول وحی سے ہی دونوں وحیوں کے نقل وتحمل، ان کے الفاظ ونصوص اوران کے مطالب شارع ومدلول اور مراد شارع کے تحفظ کا خصوصی اہتمام فرمایااوراس کے اسباب کے طور پر ہر دو

Marfat.com

رمیں ایسے رجال کار کو مامور و متعین فرمادیا اور نقل شریعت کا ایسا محکم سنہری سلسلہ قائم فرمادیا کہ ہر سابق کا حفظ وضبط اور علم وعمل لاحقین کیلئے قابل اعتماد رہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اس دین کا ہمیشہ ثقہ اور قابل اعتماد رجال کار تحمل کرتے رہیں گے''۔

قرآن وسنت نے اپنے نزول سے دائمی طور پر تا قیامت پوری انسانیت کے ساتھ چلنا ہے تو حکمت ربانی اور سنت یزدانی کہ قرآن کے الفاظ اور سنت کے نصوص اور ہر دو کے معانی ومطالب اور مراد کا تحفظ فرمایا۔اور یہ عجیب امر بھی واقعی حقیقت ہے کہ آغاز میں دونوں کا جمع وتحفظ بھی صرف سینوں میں رہا۔

وحی متلو قرآن نے اپنے نزول سے آج تک انسانیت کو چیلنج کیا مگر کوئی آج تک اس جیسے کلمات نہ لاسکا۔ ہر دور میں اس کے حفاظ کی کثرت رہی کہ تمام ظاہری وسائل تحفظ ختم بھی ہو جائیں تو وہ تب بھی محفوظ و مامون رہے۔ پھر جمع وتدون کا دور بھی آ گیا اور قرآن بھی یکجا جمع ہوا اور سنت وحی غیر متلو کو بھی مدون کیا گیا جس طرح جامعین قرآن نے اس کے حفاظ سے لیا جامعین سنت نے بھی ایک ایک حدیث کو اس کی سند کے ساتھ قابل اعتماد حفظ سے مدون فرمایا تا کہ اسلام کے مصادر میں تشکیک پیدا کرنے والے اپنی کاروائی نہ کرسکیں۔ پھر بھی ایسے لوگ ہر دور میں پیدا ہوئے جو اہل دین اور شریعت کی آزمائش کا سبب بنے۔ان میں سے بعض نے نصوص میں تشکیک پیدا کرنے کی ناکام سعی کی جبکہ بعض نے نصوص والفاظ کو تو قبول کیا مگر ان کے معانی ومراد کو نہ لیا ۔اس طرز عمل سے ایک طرف اہل حق کی استقامت اور دوسری طرف اہل انحراف کا امتحان ہوا۔اللہ تعالی نے قرآن ہی میں

Marfat.com

ان کے اس کردار کوالحادفی آیات اللہ کہہ کراس طرز تعامل کی مذمت فرمائی اور اہل حق نے نصوص کے مراد کے تحفظ پر پہرہ دیا۔اس خاطرانہوں نے زبان سے، قلم سے، اپنے علم سے حتی کہ اپنے عمل اور مادی قوت سے بھی دین کا تحفظ کیا۔اس کی تفصیل کا مع امثلہ ہمارے مقالہ ''نصوص شریعت اور طرزِ تعامل'' میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

دونوں وحیوں کا تحفظ ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے حفاظت کی اس سنت ربانیہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا کہ اہل علم کا یہ گروہ دین کی اصلی شکل وصورت کو قائم رکھنے اور اس کے منور چہرے کے حسن و جمال کی بقا کی خاطر ہمیشہ جدوجہد کرتا رہے گا اور ہر غلو کرنے والے کی تحریف اور ہر باطل کی کج روی کی نشاندھی کرتے ہوئے دین کا تحفظ کرے گا۔ پھر اس عظیم عمل کو سرانجام دینے والے امت مسلمہ کے آخری طبقہ کے اہل علم کے اس عمل عظیم پر نبی کریم ﷺ نے انہیں امت کے اولین طبقہ اور افضل ترین گروہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ اجر میں شریک ہونے کی بشارت بھی دی ہے۔

کتاب وسنت کے ساتھ مرزا قادیانی کا تعامل

وحیین یعنی کتاب وسنت / وحی متلو اور وحی غیر متلو ہر دو کے ساتھ مرزا غلام احمد کا معاملہ کیا رہا؟ ہم اپنے اس مقالے میں اسی طرف اشارہ کریں گے مگر مناسب ہوگا کہ آغاز میں ہم دونوں وحیوں کے بارے مرزا غلام احمد کے سابقہ اقرارات واعترافات کا بھی ذکر کرلیں تا کہ ان کی بعد والی تحریفات بنام تجدیدات

Marfat.com

کی حیثیت بھی خوب کھل کر سامنے آسکے۔ اوران کا شرعی حکم بھی متعین ہو سکے کہ واقعی یہ تجدیدات نہیں تحریفات ہیں جن سے قبل اس کا اقرار نامہ یوں ہے۔ مرزا غلام احمد کتاب البریہ میں یوں اقرار کرتا ہے :

''ہم کتاب وسنت پر اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام کے اجماع سے سر مو انحراف نہیں کرتے، نہ اجماعی مسائل سے کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالی کی لعنت اوراس کے فرشتوں اور پوری خلقت کی لعنت کا موجب ہے''۔

پھر وہ خود ہی یوں انحراف کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۴۔۷۵ اور تذکرہ جوان کی وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے کے صفحہ ۷۶ پر اپنی وحی اور الہام کے الفاظ یوں نقل کرتا ہے:

انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا أنزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البیضاء. کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔

مرزا غلام احمد اور قادیانیت، جناب خاتم النبیین ﷺ کے بعد وحی تشریع کو محال بتاتی ہے اور آج بھی اپنے ذرائع ابلاغ پر کھلے طور پر وہ اعلان کرتے ہیں اور اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ قرآن محمد اور حدیث محمد کی پیروکار ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ نص (انا انزلناہ قریبا من القادیان) ہم نے اسے

Marfat.com

قادیان کے قریب اتارا) معاذاللہ۔قرآن محمد کی کس سورت کے کس پارہ کی کونسی آیات ہے؟

یقیناً اور ہرگز ہرگز یہ الفاظ وحی محمدی ،وہ متلو ہو یا غیر متلو ہو قرآن مجید ہو یا حدیث نبوی شریف ان میں کہیں بھی اس کا وجود نہیں۔پھر اس نص مرزائی کی خود ہی مرزا غلام احمد یوں تفسیر کرتے ہیں کہ: قادیان سے مراد دمشق ہے اور اس کی مشرقی جانب سے مراد میرا محلّہ ہے جو مشرقی سمت میں ہے۔

سوال یہ ہے کہ کس تفسیر کی رو سے دمشق ،قادیان کی تفسیر بن سکتا ہے؟اور کس لغت میں مشرقی سمت لفظ ''قریب'' کی تفسیر ہو سکتی ہے؟غور کیجئے کہ وحی محمدی (وحی جو شریعت ہے)اور مرزا کی وحی جو مخالف شریعت ہے کے مابین کوئی ربط نہیں۔مرزا کی مذکورہ وحی تو کھلی دلیل ہے کہ ایسے صاحب وحی کا حضرت خاتم النبیین ﷺ کی وحی سے کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔

یہ کیا ماجرا ہے کہ مرزا غلام احمد باوجود نبی کریم ﷺ کے بعد وحی شریعت کے انکار کے بھی نئی نئی وحیاں اور الہامات پیش کرتا رہا۔اس امر کی وضاحت بھی قادیانیت نے خود ہی کر دی ہے۔مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد رقمطراز ہیں:

> ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟قرآن موجود ہوتا تو
> کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟مشکل تو یہی ہے کہ
> قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے ،اسی لئے تو ضرورت پیش آئی
> کہ محمد رسول اللہ کو بروزی طور بر دوبارہ دنیا میں مبعوث

Marfat.com

کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جائے۔

مرزا بشیر احمد کا یہ حوالہ در حقیقت اسلام اور قادیانیت کے مابین فیصلہ کن کلمہ ہے۔ گویا قادیانیت کا یقین وایمان ہے کہ:

☆ قرآن موجود نہیں رہا۔ وہ اٹھ گیا ہے

☆ اگر ہوتا تو کوئی (یعنی مرزا غلام احمد) نہ آتے۔ یعنی آنے والا حسب ضرورت آتا ہے۔

☆ آنے والا محمد رسول اللہ کا بروز بنکر آیا ہے

☆ آنے والے کا مقصد آمد قرآن شریف کا اتارا جانا ہے

قرآن نہ ہونے سے مراد اگر الفاظ نہیں ہیں تو کوئی بشر اس کا قائل نہیں۔ جملہ بنی نوع بشر وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم سبھی قرآن کریم کے تواتر لفظی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر قرآن کے عدم وجود سے مراد اس کے ان معنی ومفاہیم کی نفی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے تھے اور صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین ،مفسرین، محدثین، فقہاء اسلام ،مجددین امت کے واسطہ سے مسلسل سند کے ساتھ امت میں منتقل ہوتے رہے ہیں وہ بھی اسی طرح موجود ہیں۔ علمائے اسلام نے مرزا غلام احمد اور قادیانیت کو اس مذہب کے آغاز سے ہی یہ امر سمجھانے کی سعی کی ہے کہ جب قرآنی الفاظ اور قرآنی مفاہیم ومطالب موجود ہیں، اور ایمان ان دونوں یعنی الفاظ کو اور شارع کی مراد کو ماننا ہے۔

شارع کے الفاظ کو ماننا اور شارع کی مراد کو رد کر دینا قرآن کی زبان میں الحاد فی آیات اللہ ہے۔ قادیانیت کو اپنے اس اسلوب کو ترک کر کے الفاظ شارع اور مراد

Marfat.com

شارع ہر دو کو اپنا عقیدہ وایمان بنانا ہوگا، ہر دو کو تسلیم کرنا ہوگا۔ ورنہ جسے مراد شارع منظور نہیں اللہ تعالی کو اس کا اقرار بھی منظور نہیں۔

خیر ہم بات کر رہے ہیں کہ قادیانیت کا یہ قول کہ قرآن موجود نہیں، یہ قول باطل ہے۔ اس لئے کہ قرآن اپنے الفاظ میں بھی موجود ہے اور اپنے الفاظ کی مراد میں بھی موجود ہے۔ پھر قادیانیت نے اپنے اس مفروضے پر کہ قرآن موجود نہیں دیگر احکام وضع کئے اگر قرآن موجود نہیں تو اب اسے وجود میں لانا ہے۔ اور اسے وجود میں لانے کیلئے کسی نئے کے آنے کی ضرورت ہے اور وہ نیا آنے والا مرزا غلام احمد ہے جو کہ بروز محمد ہے۔ یہ تھا قادیانی بے بنیاد مفروضہ جس پر مرزا اپنی وحیاں وضع کرتا رہا یا اس کی طرف وحی کرنے والا اسے وحیاں بھیجتا رہا۔

ہم کہتے ہیں کہ:

اولاً: قرآن موجود ہے، وہ اپنے الفاظ میں بھی اور اپنے مفاہیم ومراد میں بھی موجود ہے۔ وہ ہرگز ہرگز اٹھ نہیں گیا۔ وہ پوری قوت وروحانیت سے موجود ہے۔ وہ کہیں گیا نہیں کہ اسے موجود کرنے کیلئے کسی کے آنے کی ضرورت پڑے۔ پھر یہ موجود قرآن جس ذات اقدس پر نازل ہوا، ان کی نبوت تا قیامت باقی ہے۔ نہ انہوں نے نہ ان پر نازل قرآن نے ان ظل کی خبر دی ہے نہ سنت میں کہیں اس کا ذکر موجود ہے۔ نہ اس کے بروز کی اللہ تعالی نے خبر دی ہے نہ اللہ کے رسول نے کوئی اشارہ فرمایا۔ لہذا ظل وبروز کے نام پر آنے والا قرآن محمد کو موجود کرنے نہیں آیا بلکہ وہ کسی دیگر وحی والہام کو قائم کرنے آیا ہے۔ اگر وہ قرآن محمد کو قائم کرنے آتا تو **انا انزلناہ فی لیلۃ القدر** کی بجائے اس کی وحی **انا انزلناہ قریبا من**

Marfat.com

القادیان نہ ہوتی اور لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد کی جگہ قادیان محل نبی ہے نہ ہوتی۔ یقیناً مرزا غلام احمد انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کو ماننے کے بعد کبھی نہ کہتا کہ قرآن اٹھ گیا ہے یا قرآن موجود نہیں رہا ۔نیز جب اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو الیوم اکملت لکم دینکم کہہ کر کسی دیگر وحی سے اور ما کان محمد أبا احد ....وخاتم النبیین ...فرما کر کسی دیگر صاحب وحی سے مستغنی کر دیا۔

تو اب کسی وحی کی بات کرنا یا کسی آنے والے کا سوچنا قرآن اور مہبط قرآن کا انکار ہے کیونکہ تا قیامت تو اب صرف قرآن اور صاحب قرآن ہی کا زمانہ ہے کسی دیگر کا نہیں۔

یہاں تک تو ہم نے مرزا غلام احمد کی وحی انا انزلناہ قریبا من القادیان پر بات کی ہے۔اب قرآن کے بارے میں جسے مرزا غلام احمد موجود کرنا چاہتے ہیں، آیئے انہیں کی زبانی سنتے ہیں۔

امت مسلمہ تو قرآن کو اللہ کا کلام کہتی ہے مرزا غلام احمد کا نقطہء نظر جاننے کیلئے ان کی کتاب تذکرہ (مجموعہ الہامات) کے صفحہ ۶۳۵ کا مطالعہ کریں ۔وہ لکھتے ہیں

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں

واقعی جب قرآن سے مراد مرزا غلام احمد کے منہ کی باتیں ہیں تو یہ واقعی موجود موجود نہیں تھا جو مرزا غلام احمد کے آنے کے بعد ہی وجود میں آیا۔مسلم امت کو تو اس پر ایمان کے تناظر میں نہ مرزا غلام احمد کی ضرورت تھی نہ انہیں اس کا انتظار تھا نہ اس کے قرآن کی۔قرآن محمد کے ہوتے ہوئے امت مسلمہ نے مرزا غلام احمد یا اس کی

Marfat.com

مخالف قرآن تعلیمات کو قبول نہ کیا۔

رہے وہ لوگ جنہیں مرزا غلام احمد کا انتظار تھا۔ یا جنہوں نے اسے قبول کیا انہیں ہم دعوت تامل دیتے ہیں اور کچھ سوال بھی کرتے ہیں کہ:

۱۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے دائم اور باقی قرآن کے بعد کیونکر انہیں قرآنِ مرزا کی ضرورت پڑی؟

۲۔ خاتم النبیین ﷺ کی دائمی نبوت عامہ کے بعد انہیں کیونکر کسی دیگر کی نبوت کی حاجت ہوئی؟

۳۔ جب کسی مجددِ امت، کسی ملہم و محدث، کسی صحابی و تابعی بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ نہیں کہا تھا کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں۔ تو ایسی جسارت کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟

۴۔ مرزا غلام احمد کو بروز محمد ہونے کا دعوی ہے۔ اس دعوی کو کس قرآنی آیت یا کس حدیث کی تائید حاصل ہے؟

۵۔ پھر اصل کی وحی اور بروز کی وحی میں کوئی فرق ہوتا ہے؟

۶۔ دونوں کی وحی میں جب فرق ثابت ہو جائے تو مرزا غلام احمد کے بروز ہونے کا دعوی خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد جس عظیم ہستی کے بروز ہونے کا مدعی ہے، وہ خود ہی ان کی اور اپنی وحی میں فرق کا بھی مدعی ہے۔ یعنی خود ہی اپنے دعوے کا رد کرنے والا یہی ہے۔

مرزا غلام احمد حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰ مندرجہ روحانی خزائن ۲۲/۲۲۰ میں

Marfat.com

رقمطراز ہے:

> میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا تعالی کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالی کا کلام جانتا ہوں اس طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

یہ کھلا اعتراف ہے کہ قرآن شریف (وحی محمدی) اور الہامات مرزا دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ پھر وہ مثال سے اس فرق کو مزید اس طرح واضح کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں:

> میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا تعالی کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالی کا کلام جانتا ہوں اس طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

پس یہ کھلا اعتراف ہے کہ اصل یعنی حضرت خاتم النبیین ﷺ پر الگ اللہ کا کلام نازل ہوا اور مرزا غلام احمد جو ان کا بروز ہونے کا مدعی ہے اس پر الگ کلام اللہ نازل ہوا۔ تو اب وہ کیسے بروز محمد رہا؟ اس طرح سے مرزا غلام احمد نے خود ہی اپنے

Marfat.com

نظریہ بروز کو باطل ثابت کردیا۔

پھر مرزا غلام احمد اس امر کی مزید تاکید کر رہا ہے۔ وہ اپنی کتاب نزول مسیح ص۹۹ مندرجہ روحانی خزائن ۱۸/ ۴۷۷ میں اپنے فارسی منظوم میں قرآن محمد اور اس پر نازل ہونے والے کلام اللہ کے بارے میں لکھتا ہے:

> میری وحی قرآن کریم کی طرح ہر غلطی سے پاک ہے۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ وہ بھی کلام مجید ہے جو رب کریم وحدہ سے نکلا ہے، میں اپنی وحی پر یقین میں عیسی کے اپنی وحی پر ایمان سے، موسی کے تورات پر ایمان سے، اور حضرت محمد کے قرآن پر ایمان سے کم نہیں ہوں، ملعون ہے جو جھوٹ بولے۔

کتنا ہی کھلا اعتراف ہے وحی مرزا کے الگ ہونے کا کہ جس طرح ان رسولوں کا اپنی وحیوں پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پر ایمان ہے، میرا اپنی وحی پر اس سے کم پختہ ایمان نہیں ہے۔ تو یہ بھی اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ مرزا بروز محمد نہیں ہے۔ جس طرح وہ بروز موسی نہیں، جس طرح وہ بروز عیسی نہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک اپنی وحی میں دوسرے کا بروز نہیں بلکہ ہر ایک اصلِ مستقل ہے۔ تو جب مرزا غلام احمد علناً اپنی وحی کو مستقل کلام اللہ گردانتا ہے تو کس طرح وہ بروز محمد ہوسکتا ہے؟ اس کا یہ موقف خود اس کے دعوے کی نفی ہے۔

Marfat.com

قادیانیت کودعوت تامل

ہم امت قادیانیت کو دعوت تامل دیتے ہوئے یاد دلاتے ہیں کہ تذکرہ قادیانی ادب میں وہ کتاب ہے جس کے سرورق پر یہ عبارت ثبت ہے ''وحی مقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام''۔ جب مرزا غلام احمد کا خود یہ دعوی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اصل ہیں اور وہ ان کے ظل اور بروز تو مرزا غلام احمد کی تصدیق کرنے والے ان کے ہر امتی کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اسی لئے وہ آنکھیں بند کر کے مرزا غلام احمد کی ہر وحی کو ہر الہام کو، ہر کشف و رؤیا کو مقدس جانتے ہوئے قبول کرتے چلے جاتے ہیں چاہے وہ وحی محمدی ،قرآن محمدی ،حدیث محمدی کے کتنا ہی معارض ومخالف ہو ،قادیانیت ملت کے اس اسلوب کی اصل روح ہی مرزا کا نظریہ ظل وبروز ہے جو ان کا اصل ایمان ہے اور بقیہ سب امور اسی کے مضر اثرات ہیں۔

اس نقطہء نظر کی وضاحت اور قادیانی حضرات کی خیر خواہی اور نصیحت کی خاطر اب ہم چند معروضات برائے تامل پیش کرتے ہیں ۔ہمیں اللہ تعالی ہادیٔ برحق کی ذات سے قوی امید ہے کہ ہر طالب حق قادیانی اگر بغور اس کا مطالعہ کرے گا تو آسانی سے سبیل ہدی پالے گا۔حق اس پر منکشف ہوجائے گا اور عقیدہ بروز وظل کا غیر شرعی عقیدہ جو مرزا غلام احمد کے تمام دعوں کی بنیاد ہے خود بخود اس کا بطلان بخوبی طور پر انہی کے بیانات کی روشنی میں معلوم ہوجائے گا۔

اولا: قادیانی ادب میں تذکرہ کا وجود ایک مسلمہ حقیقت ہے پھر اس کی حیثیت بھی ہر قادیانی کو معلوم ہے، ہر قادیانی پابند ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ مرزا

Marfat.com

غلام احمد کی مقدس وحی ہے۔علاوہ ازیں ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر قادیانی بھی زبان سے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ قرآن مجید وہ وحی مقدس ہے جو حضرت خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوئی۔

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ قادیانی حضرات جب دو الگ اور مستقل وحیوں کو وحی ربانی ہونے کا اقرار کرتے ہیں تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان وحیوں کے مہبط (جن پر یہ وحییں نازل ہوئیں) دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔یہی عقیدۂ بروز کی نفی ہے۔اور دونوں شخصیتوں کے متبائن (الگ الگ شخصیت) ہونے کا اقرار،اور عقیدہ بروز کا ابطال ہے۔دوسری وحی والا نہ پہلے کی عین ہوسکتا ہے نہ اس کا ظل اور نہ ہی بروز ہوسکتا ہے ورنہ دو وحیاں نہ ہوتیں۔نہ ہی دوسرا شخص الگ وحی کا مدعی ہوتا نہ اس کی وحی پہلے سے الگ وحی ہوتی،نہ تذکرہ کا تذکرہ ہی ہوتا،نہ اسے وحی مقدس کا نام دیا جاتا،تذکرہ مرزا غلام احمد کی وحی کا وجود ان کے عین محمد واحمد،ظلِ محمد واحمد اور بروزِ محمد واحمد ہونے کی نفی ہے۔اگر اصل و بروز کی ایک حیثیت ہوتی تو قادیانی دو وحیوں کا وجود نہ مانتے وہ وحی محمد پر اکتفا کرتے،وہ قرآن محمد ہی کو کافی سمجھتے۔انہیں تذکرہ کی حاجب پیش نہ آتی۔

ثانیا: تذکرہ کے محتویات بھی قابل تامل ہیں۔قادیانی حضرات بنظر غائر یا بنظر قادیانیت اس کا مشاہدہ کرتے ہی ہیں،تذکرہ کے مندرجات تین طرح کے ہیں۔

☆ یا تو اس میں وہی الفاظ وتراکیب ہیں جو وحی محمد میں موجود تھیں۔اور مرزا نے دعوی کیا کہ وہ اس پر بھی نازل ہوئیں۔مثال کے طور پر:

انا اعطیناك الکوثر......الخ

Marfat.com

هو الذی ارسل رسوله بالهدی..الخ

وداعیا الی الله باذنه.....الخ ..

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی.....الخ

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین وغیرہ وغیرہ۔

سب جانتے ہیں کہ یہ وحی محمدی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی طرف منسوب کر کے اور ان آیات کا جو حضرت خاتم النبیین ﷺ کی شان میں نازل ہوئی ہیں خود کو مصداق بتا کر الحاد فی آیات اللہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر مرزا مدعی ہے کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں تو پھر یہ تشریعی وحی ہے جو بقول مرزا اور قادیانیت بند ہو چکی ہے۔ اب پھر سے یہ کیسے شروع ہوگئی؟

پھر بھی اگر قادیانیت مصر ہے تو یہ بزعم خود اس بات کا اقرار ہو گیا کہ مرزا بروز محمد نہیں، نہ عین احمد ہے ورنہ اس کی وحی بھی وحی محمد ہوتی، مگر بزعم مرزا غلام احمد یہ اس کی اپنی وحی ہے۔

☆ اب دوسری قسم وہ الفاظ وتراکیب ہیں جو وحی قرآن وسنت سے کاٹ کاٹ کر جوڑا ہوا کلام ہے۔ یہ بھی بذات خود آیات میں تحریف اور پھر اس کے بروز ہونے کی نفی کر رہی ہے۔ ورنہ اس کے بزعم مرزا کی وحی اس شکل وصورت یا بناوٹ میں کیوں مختلف ہوتی؟

☆ تیسری قسم وہ ہے جس کے الفاظ ومفہوم مخالف قرآن ہیں۔ جیسے تذکرہ ۶۳۶ میں یہ وحی (یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیك) اے احمد رحمت تیرے

Marfat.com

ہونٹوں پر بہہ گئی۔

اسی طرح تذکرہ میں ۶۳۶ میں یہ وحی (انت منی بمنزلة عرشی۔ انت منی بمنزلة ولدی)تم میرے لئے میرے عرش کی مانند ہو۔تم میرے لئے میرے بیٹے کے مانند ہو۔

انا انزلناہ قریبا من القادیان ۔ہم نے اسے قادیان کے قریب اتارا۔اور جیسے ''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا'' یا جیسے ''تم میرے لئے ایسے ہو جیسے میری توحید وتفرید''۔

یا یہ کہ'' مرزا غلام احمد ۔محمد ہے، احمد ہے۔موسیٰ ہے'' وغیرہ وغیرہ۔

کیونکہ قرآن میں تو قادیان کا کہیں ذکر نہیں، نیز وحی ربانی قرآن وحدیث میں مرزا غلام احمد کے تخت کا ذکر ہے نہ اس کے سب سے اوپر ہونے کا، نہ ہی قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مرزا کی تعلقِ تفرید وتوحید کا ذکر ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت خاتم النبین ﷺ کے بعد وحی ربانی کا نزول اور کسی بھی شخص کا ادعائے نبوت خلاف شرع امور میں سے ہیں جس کا ارتکاب قادیانیت نے کیا پھر اس پر مستزاد یہ کہ تذکرہ کو وحی مقدس کا نام دیا جائے جبکہ وحی مرزا غلام احمد کے مندرجات اور اس کی مخصوص قسم کی نبوت باہم متناقض امور ہیں۔

تذکرہ میں مندرج الفاظ قرآنی والی وحی ۔یہ قرآنی الفاظ میں سرقہ کا ارتکاب ہے جو شرعی طور پر حرام ہے۔اگر ایسا نہیں بلکہ بزعم مرزا غلام احمد اس کی مستقل وحی ہے تو اس کا ظلیت وبروزیت محمد کا دعوی باطل ہو جاتا ہے۔

تذکرہ میں دوسری قسم وحی محمدی کے الفاظ کو جوڑ کر تیار کیا گئے جملے ہیں۔ یہ عمل

Marfat.com

تحریف کا ارتکاب ہے جو شرعی جرم ہے۔ اور اگر وہ بزعم مرزا غلام احمد اس کی وحی کی شکل ہے تو پھر مرزا غلام احمد کا دعوی ظلیت و بروزیت باطل ہے کہ اس کی وحی حضرت محمد رسول اللہ کی وحی سے علیحدہ ہے۔

تذکرہ میں تیسری قسم کی وحی مرزا جو مخالف قرآن ہے کہ مرزا غلام احمد ''امتی نبی'' ہے یا محمد رسول اللہ کا متبع کامل اور خادم خاص ہے۔ اس کی نفی بھی کر رہی ہے اور ظل و بروز کی بھی نفی کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد کے معارض نبی ہونے کی واضح دلیل ہے۔

یہاں تک تو ہم نے وحی متلو قرآن حکیم اور مرزا غلام احمد کی تجدیدات (تحریفات) کے بارے میں چند معروضات پیش کی ہیں۔ اب وحی غیر متلو حدیث رسول اور مرزا غلام احمد کی تجدیدات (تحریفات) پر کچھ پیش کرتے ہیں۔

امت مسلمہ کے ہاں حدیث رسول اللہ ﷺ اور مرزا غلام احمد کی تجدیدات (تحریفات)

اسلام میں قرآن کریم کے بعد مرجعیت حدیث رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے ۔ وہ اسلامی شریعت کا دوسرا اساسی ماخذ ہے۔ امت مسلمہ کا کوئی فرد ایسا نہیں ہوگا جس کا دل حدیث رسول اللہ کی عظمت سے لبریز نہ ہو جو اس کی حجیت کے بارے میں شک کرے یا کسی دیگر کو تشکیک میں ڈالے نیز امت مسلمہ میں آج تک کوئی ایسا فرد نہیں گذرا جو اپنے کلام کو کلام رسول کا درجہ دے۔

Marfat.com

قادیانیت کے ہاں حدیث رسول کے معیار کی شرط

مرزا غلام احمد قادیانی وہ شخص ہے جس نے پوری امت سے ہٹ کر حدیث کے بارے میں ایسا معیار مقرر کیا جسے قادیانیت اس کی تجدیدات کا نام دیتی ہے جبکہ اصل میں وہ مسلمات امت میں تحریف میں سے ہے کہ اس نے حدیث رسول کی مقبولیت کو اپنے یعنی مرزا غلام احمد کے الہام سے موافقت کے ساتھ مشروط کر دیا۔

وہ اعجاز احمدی مندرج روحانی خزائن ۱۹/۱۴۰ پر رقمطراز ہے

تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں

چونکہ مرزا کے معتقدات مخالف قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ مخالف حدیث بھی ہیں اسی لئے اس کی اسی شرط نے بجائے مخالف حدیث عقائد کو پھینکنے کے ان احادیث رسول کو پھینکنے کا ضابطہ تیار کیا جو اس کے معتقدات کے مخالف ہیں حالانکہ مرزا کا دعوی ہے کہ وہ امتی نبی ہے ظلی نبی اور بروزی نبی ہے۔ امتی ہونے کے ناطے اس کے الہامات کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، بلکہ کسی امتی کے نظریات کی صحت وبطلان کا میزان قرآن وسنت ہیں، نہ کہ حدیث رسول کی صحت کا معیار کسی امتی کے نظریات ٹھہریں اور کہا جائے کہ اگر حدیث فلاں شخص کے نظریات کے مخالف نہیں تو وہ حجت ورنہ ردی میں پھینکنے کے لائق؟ دراصل یہ مرزا غلام احمد کی خلاف شرع ومنطق تجدید (تحریف) ہے جو بنائے قادیانیت کیلئے دعوت فکر وتامل ہے۔

Marfat.com

قادیانی حضرات کو چاہئے کہ وہ بھی امت مسلمہ کی طرح قرآن وسنت کی تعلیمات اور جناب نبی کریم ﷺ اور امت کے سلف وخلف کے مابین اس اجماعی ضابطے کی رعایت کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کے نظریات کو کتاب وسنت پر پیش کریں پھر ان کے مخالف قرآن وسنت ہونے کی بنا پر انہیں رد کر دیں۔ یہی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت اور ان کی ہدایات کی حسن تطبیق ہے۔ یہی حق پر استقامت اور اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا موجب اور سعادت دارین کا ضامن ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کی بات پر کسی کو مقدم نہ رکھو اور اللہ کا تقوی اختیار کرو یقیناً وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ نیز ارشاد ربانی ہے: تمہیں جو کچھ رسول ﷺ عطا کریں لے لو اور جس سے وہ تمہیں باز کریں رک جاؤ۔

قادیانیت کے ہاں حدیث رسول کو مرزا غلام احمد کے مخالف نہ ہونے کے ساتھ مشروط کرنا قرآن وسنت کی تعلیمات کی کھلی مخالفت ہے۔ پھر قادیانیت نے اس باب میں مزید مرزا غلام احمد کو کیا مقام ومنصب دیا ہے؟ اسے مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد کی زبانی سنئے۔

> قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود دونوں خدا تعالی کے کلام ہیں، دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مقدم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیروں سے ہمیں ملی ہے اور الہام براہ راست، اس لئے مرزا صاحب کا الہام مقدم ہے، نہ اس لئے کہ وہ

Marfat.com

رسول اللہ کے قول سے معتبر ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے
راویوں سے معتبر ہیں، مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی
ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں کیونکہ حدیث ہم
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نہیں سنی، سچی
حدیث اور مسیح موعود کا قول مخالف نہیں ہو سکتے۔

مرزا بشیر احمد کے اس بیان میں مندرجہ ذیل امور کا بیان ہے:

۱۔ قرآن مرزا کے کلام سے مقدم نہیں۔

۲۔ حدیث کے راویوں سے مرزا کے قول کے ناقلین معتبر ہیں۔

۳۔ چونکہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ابنائے ملت قادیانیت کے درمیان راویوں کے واسطے ہیں لہذا مرزا کا کلام زیادہ قابل اعتبار ہے حدیث رسول سے۔

جبکہ حق یہ ہے کہ اللہ اور رسول کا کلام ہر دیگر کے کلام سے مقدم ہے۔ کلام اللہ وحی متلو اور کلام رسول اللہ ﷺ وحی غیر متلو ہر دو وحی محمدیہ کی دونوں قسمیں وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (احادیث رسول) دونوں مقدس وحییں ہیں جو سراسر حق ہی حق ہیں، نور ہی نور ہیں، جن کے مخالف کسی دیگر کا کوئی الہام یا وحی ہرگز ہرگز مقدس یا معتبر نہیں ہوسکتا۔

دعائے مخلصانہ

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی انسانیت کو عموما اور ابنائے ملت قادیانیت کو خصوصا ان باطل تعلیمات کے شر سے محفوظ فرمائے۔ انہیں قرآن وسنت کی حقیقی عظمت سے

Marfat.com

آشنائی عطا فرمائے اور ان کی نورانیت اور روحانیت سے مستفید فرمائے کیونکہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میرے بعد اگر قرآن وسنت سے وابستہ رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

Marfat.com

خلاصہ بحث

ہم نے مرزا غلام احمد یا قادیانیت کی ان دو وحیوں کے بارے جو اقوال پیش کیے ہیں ان کا خلاصہ حاضر خدمت ہے کہ قادیانیت کے نزدیک:

۱۔قرآن موجود نہ رہا تو کسی موجود کرنے والے کی ضرورت پیش آ گئی۔

۲۔وہ شخصیت مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے جس کی منہ کی باتیں قرآن کریم ہیں۔

۳۔قرآن کریم اور الہامات مرزا اللہ کا کلام ہیں۔

۴۔قرآن کریم الہامات مرزا پر مقدم نہیں۔

۵۔احادیث رسول اور ہمارے درمیان راویوں کے واسطے ہیں جبکہ مرزا غلام احمد اور اس کے اقوال اور ان کے راویوں کے درمیان ایسے راوی نہیں۔لہذا وہ زیادہ معتبر

۶۔جو حدیث مرزا غلام احمد کے الہام کے مخالف ہو وہ ردی میں پھینکنے کے لائق ہے۔

Marfat.com

نمبر -10- از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

حضرات صحابہ کرام واُمہات المؤمنین

اور

تجدیدات مرزا

یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی صحابہ کرام وامہات المؤمنین کے بارے

میں تحریفات

Marfat.com

اسلام اور امت مسلمہ میں صحابہ کرام کا مقام اور قادیانی تجدیدات

پوری امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد سید الرسل حضرت خاتم النبیین کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام مخلوقات میں افضل ہیں۔جن کی فضیلت میں قرآن حکیم میں آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ان کے قلوب کے ایمان سے مزین ہونے اور ان کے دلوں کے کفر وفسوق اور نافرمانی سے طاہر ومطہر ہونے کا اعلان خود رحمان نے قرآن میں فرمایا۔

علام الغیوب نے صحابہ کرام کے رشد وہدایت پر استقامت اور اللہ کی طرف سے تقوی کے ہر حال میں ان کے ساتھ چسپاں رہنے کی بھی خبر دی۔قرآن حکیم میں شارع نے انہیں معیار ایمان قرار دیا۔نبی کریم ﷺ نے ان کی سنت کو اپنی سنت قرار دیا۔صحابہ کرام اس امت میں ہدایت کے ستارے ہیں،ان کی عظمت ومحبت کو رسول اللہ اپنی محبت کی علامت اور ان سے بغض کو رسول اللہ نے خود اپنے بغض سے تعبیر فرمایا۔

صحابہ کرام کے تشریعی مقام کو ہم نے اپنے مقالہ '' الدین''میں مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ عہد اول سے امت مسلمہ صحابہ کرام کے بارے میں اس عقیدہ پر قائم ہے۔علمائے عقیدہ نے بھی تصریح کی ہے کہ صراط مستقیم پر صرف وہی لوگ ہیں جو صحابہ کرام کا ذکر خیر کریں اور جس نے اس کے علاوہ ان کا ذکر کیا وہ سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔

Marfat.com

لہذا امت مسلمہ حضرات صحابہ کرامؓ اور امہات المؤمنینؓ کے بارے میں گہری عقیدت رکھتی ہے۔وہ ان کا ہمیشہ ذکر خیر کرتی ہے حتی کہ وہ ان کے مابین ہونے والے خلافات میں بھی اپنی زبان دراز نہیں کرتی۔

صحابہ کرام کو شارع کی طرف سے جو شرعی تحفظ اور مخصوص القاب حاصل ہیں مسلمان امت انہیں انہیں کا خاصہ جانتے ہیں۔

مقام صحابہ کے متعلق قادیانی جسارت

دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے شرعی حدود سے کھلے طور پر تجاوز کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔اسی امر کا مطالعہ ہم اس مقالے میں کریں گے۔

قادیانیت ان القاب کو جو آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ،ان کے اصحاب کرامؓ اور امہات المؤمنینؓ کے ساتھ خاص تھے انہیں مرزا اور اس کی بیوی کیلئے استعمال کرنے کی جسارت کی اور جو القاب اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے خاص تھے انہیں کھلے طور پر اپنی کتب میں اپنے بیانات اور اپنے میڈیا پر مرزا غلام احمد قادیانی کے رفقاء کیلئے استعمال کرتی ہے۔وہ مرزا غلام احمد کو ''علیہ السلام''، مرزا کی بیوی کو ''ام المؤمنین'' اور اس کے ساتھیوں کو ''رضی اللہ عنہم'' کہتے ہیں۔

اگر کوئی طعن کرے تو کہتے ہیں کہ یہ تو ہم لغوی اعتبار سے کہتے ہیں جیسے کہ خود مرزا کو جب کسی نے کہا کہ آپ کیسے نبی ہیں؟ جبکہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد تو کوئی نبی نہیں آسکتا۔تو اس نے کہا کہ ''میں لغوی طور پر نبی ہوں۔یعنی خبر دینے والا

Marfat.com

کے معنی میں "۔ قادیانیت کے امت مسلمہ کے افضل ترین عظیم رجال اصحاب رسول کی جگہ مرزائی شخصیات کو دینے کا انداز ملاحظہ فرمائیے۔

صدیق اکبرؓ اور قادیاینت

امت مسلمہ میں صدیق اکبر حضرت خاتم النبیین کے خلیفہ اول، امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا ہے۔ جو بالاتفاق امت مسلمہ کے افضل ترین فرد ہیں مگر مرزا غلام احمد ان پر اپنی فضیلت کا اظہار یوں کرتا ہے۔

وہ مجموعہ اشتہارات کے صفحہ 287/3 پر لکھتا ہے

"میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے
سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں
نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے"

ابوبکرؓ و عمرؓ اور قادیانیت

قادیانیت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں نہ صرف مرزا کی فضیلت کا عقیدہ رکھتی ہے بلکہ انہیں معاذ اللہ اس لائق بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ وہ اس کے جوتے کا تسمہ کھولیں۔

قادیانیت کے رسالہ المہدی جنوری اور فروری 1915 کے شمارہ میں ہے

:

"ابوبکرؓ و عمرؓ کیا تھے وہ تو حضرت مسیح موعود کی جوتیوں کے
تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے" (معاذ اللہ)

Marfat.com

مرزا غلام احمد کا خلیفہ اول قادیانیت کے نزدیک

قادیانیت نے حکیم نورالدین خلیفہ اول مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیانی امت کا ابوبکر قرار دیا۔

سیرۃ المہدی 27/3 پر مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند مرزا بشیر احمد رقمطراز ہے:

> ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نورالدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں اور دوسرے دن مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے''

Marfat.com

مرزا غلام احمد کا حضرت علیؓ سے افضلیت کا دعوی

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی خلافت کو اسلام کے خلیفہ رابع حضرت علی المرتضی شیر خدا سے افضل گردانتا ہے۔

ملفوظات احمدیہ 400/1 پر رقمطراز ہے:

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علیؓ کی تلاش کرتے ہو''

مرزا غلام احمد کا حضرت امام حسینؓ سے افضلیت کا دعوی

قادیانیت کا مرزا غلام احمد تو نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہے۔

امت مسلمہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں اہل جنت کے نوجوانوں کا سردار مانتی ہے۔ ان کی عظمت اور ان کے ساتھ عقیدت سے تمام مسلمانوں کے قلوب لبریز ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں؟ وہ خاتم النبیین کے نواسے، حضرت علی المرتضی اور فاطمۃ الزہراء کے فرزند ارجمند ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن 181/19 میں لکھتا ہے۔

''اور مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے''

Marfat.com

مرزا غلام احمد اپنی کتاب نزول المسیح میں اپنے عربی منظوم میں کہتا ہے

قالوا قد فضل الحسین نفسه أقول نعم والله ربی سیظهر

ترجمہ:

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے خود کو حسین پر فضیلت دی۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں! واللہ میرا رب اس کو ظاہر کرے گا۔

مرزا کا دعوی 100 حسین میری جیب میں ہیں

مرزا اپنے فارسی منظوم میں کہتا ہے:

کربلا است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: میں ہما وقت کربلا میں سیر کرتا ہوں اور سو حسین میری جیب میں ہیں۔

مرزا بشیر الدین ابن مرزا غلام احمد کا یہ بیان مجلّہ فضل عدد نمبر 80 شمارہ برائے جنوری 1926 مین درج ہے

''میرے گریبان میں سو حسین ہیں لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے میں سو حسین کے برابر ہوں لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھکر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے وہ شخص جو اہل دنیا کے فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جب کہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی

Marfat.com

ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے وہ دن رات دنیا کا غم
کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے کون کہہ
سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی پس یہ تو
ادنی سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود امام حسینؓ کے برابر تھے
یا ادنی؟ حضرت امام حسین ولی تھے مگر ان کو وہ غم اور صدمہ
کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح
موعود کو ہوا؟ حضرت امام حسین ایسے وقت ہوئے جب
لاکھوں اولیاء موجود تھے اسلام اپنی شان وشوکت میں تھا
ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا جو اس شخص کو ہوا
جو ایسے حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمد ﷺ
کی بعثت ہوئی تھی؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام
حسینؓ کی شہادت رسول کریم ﷺ کی شہادت سے بڑی
تھی نہیں اس لئے کہ جو تکلیف آپ کو اسلام کے لئے اٹھانی
پڑی وہ حضرت امام حسینؓ کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح
حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑی ہوئی تھی بعض
لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر رہے پھر کس
طرح امام حسین سے بڑھ گئے میں کہتا ہوں کیا محمد ﷺ اسی
طرح فوت ہوئے جس طرح امام حسین فوت ہوئے نہیں
مگر کوئی ہے جو کہے کہ محمد ﷺ کی قربانی امام حسین کی قربانی

Marfat.com

سے کم تھی محمد ﷺ کی ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؓ
کی ساری عمر کی قربانی سے بڑی تھی پس جس طرح محمد ﷺ
کی قربانی بڑی تھی اس طرح وہ شخص جوانہی حالات میں
کھڑا ہوگا جن میں محمد ﷺ کھڑے ہوئے اسکی قربانی بھی
بہت بڑھ کر ہوگی اسی لئے حضرت مسیح موعود نے کہا

کربلا است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ مجھ پہ تو ہر لمحہ سو سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر
گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں

باپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے حضرت امام حسین رضی اللہ سے افضلیت کا دعوی کیا تو بیٹا، باپ کے دعوے پر استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسین سے افضل تھے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد بھی ان سے افضل ہے۔

غور کریں کہ یہ اثر ہے اس خطرناک نظریہ بروز کا کہ مرزا مدعی ہے کہ وہ ظل و بروز محمد ہے۔ لہذا ہر وہ فضیلت جو آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کیلئے ہے، مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس کا پورے طور پر مستحق ہے۔ ہم نے اپنے مقالہ ''ظل و بروز'' میں اس پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت حسین ہر دو سے افضلیت کا دعوی

مرزا غلام احمد قادیانی عیسائیوں اور شیعہ حضرات کو اکٹھے مخاطب ہو کر اپنے آپ کو حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ وہ دافع البلاء صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن 233/18 پر رقمطراز ہے:

''اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھکر ہے اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے''

مرزا کی بیوی اُم المؤمنین

مرزا غلام احمد نے اپنی بیوی کیلئے ام المؤمنین کا لقب جو اہل اسلام کے ہاں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کیلئے بنص قرآن مخصوص ہے اسے اپنی بیوی کیلئے کس طرح ثابت کیا؟ ملاحظہ کیجئے۔

ملفوظات احمدیہ 555/1 پر ہے:

''ام المومنین'' کا لفظ جو مسیح موعود کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں حضرت

Marfat.com

اقدس نے سن کر فرمایا "اعتراض کرنے والے بہت کم غور کرتے ہیں اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بناء پر کیے جاتے ہیں ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر امہات المومنین نہیں ہوتی تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالی کی سنت اور قانون قدرت کے اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو؟ پوچھنا چاہیے ۔کہ تم بتاو جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا کیا اس کی بیوی کو تم ام المومنین کہو گے یا نہیں؟

گویا مرزا غلام احمد نے صراحت کردی کہ چونکہ وہ ظل محمد ہے ۔لہذا وہ اور اس کے متعلقین ہر اس لقب کے مستحق ہیں جس کا حق جناب رسول اللہ ﷺ اور ان کے متعلقین کو تھا۔

مرزا نے اسی نظریہ کے تحت اپنے صحابہ کی تعداد میں 313 کی فہرست تیار کی ۔ابن المرزا سیرۃ المہدی 128/3 پر رقمطراز ہے:

"میاں امام دین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے تین سو تیرہ اصحاب کی فہرس تیار کی تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمار

Marfat.com

انام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے یہ دیکھ کر ہم کو بھی
خیال پیدا ہوا کہ حضور سے دریافت کریں کہ آیا ہمارا نام
درج ہو گیا یا کہ نہیں تب ہم تینوں برادران مع منشی
عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
دریافت کیا اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے آپکے نام پہلے
ہی درج کیے ہوئے ہیں مگر ہمارے ناموں کے آگے ''مع
اہل بیت'' کے الفاظ بھی زائد کئے تھے خاکسار عرض کرتا
ہے کہ یہ فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے
1896,97 میں تیار کی تھی اور اسے ضمیمہ انجام آتھم میں
درج کیا تھا احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنخضرت صلعم نے
بھی ایک دفعہ اسی طرح اپنے اصحاب کی ایک فہرست تیار
کروائی تھی، نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ تین سو تیرہ کا عدد
اصحاب بدر کی نسبت سے چنا گیا تھا کیونکہ ایک حدیث میں
ذکر آیا ہے کہ مہدی کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد کے
مطابق 313 اصحاب ہونگے جن کے اسماء ایک مطبوعہ
کتاب میں درج ہونگے''

مذکورہ قادیانی حوالہ جات میں بیان کردہ معتقدات سے ابنائے ملت قادیانیت واقف ہیں یا نہیں بہرحال یہ مرزائی ادب کا حصہ ہیں جس سے انہیں مفر نہیں۔

Marfat.com

قادیانیت کو دعوت تامل

ہم ابنائے ملت قادیانیت کے تامل اور ابنائے ملت اسلامیہ کی تنبیہ کیلئے عرض کرتے ہیں کہ ظل و بروز اور مثیل کے غیر شرعی نظریہ کے تحت ہی مرزا غلام احمد جناب رسول اللہ ﷺ کی جملہ خصوصیات کو ہر میدان میں اپنے لئے اختیار کرنے کی ناکام سعی کرتا رہا۔

اس نے اپنی بیوی کیلئے ام المؤمنین کا لقب روا رکھا جبکہ حق یہ ہے کہ اس نظریہ کا اسلام یا کسی دیگر آسمانی مذہب میں کوئی وجود ہی نہیں۔ نہ کسی مہذب معاشرے میں اس کو مانا جاتا ہے۔ لہذا مرزا غلام احمد قادیانی کا حضرت خاتم النبیین ﷺ کے خواص وخصوصیات کو اپنے لئے روا رکھنا بھی باطل ہے کہ باطل پر قائم ہونے والا ہر امر باطل ہوتا ہے۔ لہذا شرعی طور پر نہ ان کی زوجہ ام المؤمنین کے لقب کی مستحق ہیں، نہ ان کے رفقاء رضی اللہ عنہ کے القاب کے شرعاً مستحق ہیں کیونکہ خود مرزا غلام احمد بروز محمد علیہ السلام نہیں ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ انسانیت کو عموما اور ابنائے ملت قادیانیت کو خصوصا اس قسم کی باطل تعلیمات سے محفوظ فرمائے۔ اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیمات اور ان حقیقی عظمت سے آشنائی عطا فرمائے اور ان کی نورانیت اور روحانیت سے مستفید فرمائے کیونکہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تم میرے بعد اگر قرآن وسنت سے وابستہ رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

Marfat.com

خلاصۂ مبحث

۱۔اسلام میں اصحاب رسولؐ کا مقام نصوص کتاب وسنت میں متعین

۲۔خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ جو پوری امت میں بالتحقیق افضل ہیں۔قادیانیت مرزا کیلئے ان پر فضلیت کی مدعی ہے۔

۳۔مرزا کے خلفاء رسول اللہ کے خلفاء کے مشابہ ہونے کے مدعی۔

۴۔قادیانیت کے عظماء خلفاء رسول اکرم ﷺ اور نواسۂ رسول سے افضلیت کے مدعی۔

۵۔قادیانیت کا اپنے غیر شرعی ظل وبروز کی بنیاد پر خصوصیات خاتم النبیین ﷺ اور ازواج مطہرات کو اپنے لئے روا رکھنا۔

۶۔باطل پر مبنی امر باطل ہوتا ہے۔

Marfat.com

نمبر 11۔از سلسلۂ ''الدین النصیحۃ''

علمائے اسلام کا

اللہ تعالی، اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ہاں مقام

اور

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کی روش

Marfat.com

علمائے اسلام کا اللہ تعالی، اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ہاں مقام اور قادیانی روش

حق تعالی شانہ نے اہل ایمان کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے ولاء اور وابستگی کے ساتھ ساتھ اہل ایمان سے ولاء اور وابستگی کی بھی تعلیم دی ہے۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ انسان فطرتی طور پر محض اپنی ذات میں منعزل و منفرد نہیں رہتا بلکہ اپنی ذات سے نکل کر وہ دیگر اہل عظمت کی ذوات سے وابستگی میں فکری راحت محسوس کرتا ہے۔ ولایت و وابستگی کے باب میں اللہ نے بندوں کو حسن اختیار کا پابند بنایا ہے۔ بری صحبت اور برے لوگوں سے وابستگی سے قرآن و سنت میں شدت سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی نہی والی آیات کثرت سے موجود ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کو صحبت صادقین، ولاء مؤمنین اور ایمان و تقوی کی بنیادوں پر باہمی وابستگی استوار کرنے کے اوامر بھی موجود ہیں۔ ایسا نہ کرنے پر وعید والی نصوص بھی وارد ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: یا ایھا الذین آمنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ علیھم (اے ایمان والو اللہ کے مغضوب علیہ بندوں سے ولاء اور وابستگی استوار نہ کرنا۔ نیز فرمایا: یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود و النصاری اولیاء.... (اے ایمان والو! تم یہود و نصاری سے ولاء نہ رکھو اور جو کوئی ان سے وابستگی رکھے گا وہ انہیں میں شمار کیا جائے گا)

اس طرح کے بہت سارے ارشادات کتاب و سنت میں موجود ہیں جن میں

Marfat.com

کفار کی ولاء سے منع کیا گیا ہے نیز قرآن نے ولاء، موالات اور وابستگی میں ایمان کی بنیاد پر تعلقات قائم کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ومن یتول اللہ ورسولہ فان حزب اللہ هم الغالبون (اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین سے ولاء رکھے، سو یقیناً اللہ ہی کی جماعت غالب ہونے والے ہیں۔

عموم اہل ایمان اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ اور رسول اللہ سے ولاء کے بعد اہل علم جو انبیاء کرام کے وارث ہیں، ان سے ولاء اور وابستگی قائم رکھے۔ ارشاد ربانی ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (اللہ کے بندوں میں سے علماء اللہ سے ڈرتے ہیں) اللہ کا تقوی وہ خصلت حمیدہ ہے جسے اللہ تعالی نے علماء کا وصف بتایا ہے۔ نیز ارشاد ربانی ہے: یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (اللہ اہل ایمان کو سر بلند کرتے ہیں اور اہل علم کیلئے درجات ہیں)۔

علماء کو حق تعالی شانہ نے مقام رفعت عطا فرمایا ہے، وہ اس امت مسلمہ کا افضل ترین طبقہ ہیں۔ وہ انبیاء کے وارث اس لئے ہیں کہ انبیاء کی میراث مال و دولت نہیں علم شرعی ہے جس کے وہ حاملین ہیں۔ علماء ہی امت میں قرآن وسنت کی حدود کو سلجھانے والے، بیان کرنے والے اور دین کی اقامت کیلئے کوشاں رہتے ہیں ۔وہی امت رسول اللہ میں، جناب خاتم النبیین ﷺ کی نیابت میں وظیفہ ءنبوت ''دعوت'' کو قائم کرنے والے ہیں، وہی سنت رسول کا احیاء کرنے والے ہیں، کتاب وسنت ان کی وجہ سے اور وہ کتاب وسنت کی وجہ سے قائم ہیں۔ وہ قرآن وسنت کے ناطق ہیں۔ قرآن وسنت ان کے بارے میں ناطق ہیں۔ عقائد اہل وسنت کے مرتب عظیم امام طحاوی فرماتے ہیں: علماء کو ہمیشہ ذکرِ خیر سے یاد کیا جائے جو

Marfat.com

اس کے علاوہ سے ان کا ذکر کرے وہ راہِ راست سے منحرف ہے۔قرآن حکیم کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! تم اللہ تعالی، رسول اللہ ﷺ اور اپنے میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔اور یہ اولی الامر امت کے دو طبقے ہیں۔ پہلا طبقہ علمائے کرام ہیں، جو شریعت کے بیان کرنے والے اور شارح ہیں اور دوسرا طبقہ امراء ہیں جو علماء کے بیان کردہ احکام شریعت کی تنفیذ کرنے والے ہیں۔امت مسلمہ کے اولین عہد سے تا حال علماء کرام کی اس عظمت وجلالت پر امت میں اجماع رہا ہے۔رہے علماء کرام تو وہ خود اپنی تواضع اور انکساری کی بات کرتے رہے۔یہاں تک علماء کرام کی عظمت وجلالت اور مخدومیت کا تسلسل چلتا آرہا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس کے برعکس مختلف نظریات کے ساتھ نمودار ہوتا ہے اور وہ علماء کی عظمت کا درس دینے اور عوام الناس کو ان خواص امت کے حقوق سلجھانے کے بجائے صرف اپنی ہی ذات کی بات کرتا ہا۔وہ سب پر اپنی ہی عظمت کا ڈنگا بجانے کی ناکام سعی کرتا ہے (جبکہ علمائے امت اس کے برعکس رہے) امت کے وہ جلیل القدر علماء وصلحاء اور سلف جن کی جلالت علمی وعملی اور مقام عالی پر امت کے عوام وخواص قائم رہے مرزا غلام احمد ان حضرات کی تنقیص اور امت کے ان پر اعتماد کو ٹھیس پہچانے کیلیے ہردم کوشاں رہا۔اور وہ خود اپنے لئے اسلام کی معمول بہ سنت کے خلاف خاتم الأولیاء کا مدعی ہوگیا۔اسی ڈگر پر قادیانیت اور اس کے ذرائع ابلاغ عامہ گامزن ہے۔

Marfat.com

ختم ولایت اور سب پر افضلیت کا دعوی

مرزا غلام احمد اپنے خطبہ الہامیہ کے ص ۷ مندرج روحانی خزائن ۷/۱۶۰ میں اپنے عربی کلام میں خود اپنے لئے اعلی بلندیوں اور اپنے لئے خاتم الاولیاء کا مدعی ہے۔ نیز اس نے اس مقام ولایت کو اپنی ذات اور اپنی نسبت والوں کے ساتھ ہی خاص کرلیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:

انا خاتم الأولياء لا ولي بعدي الا الذي هو مني وعلى عهدي واني ارسلت من ربي بكل قوة وبركة وعزة وان قدمي هذه على منارة ختم على كل رفعة

ترجمہ ملاحظہ فرمائیں

میں خاتم الاولیاء ہوں، میرے بعد کوئی ولی نہیں آئے گا، سوائے اس کے جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہو۔ میں اپنے رب کی طرف سے پوری قوت، برکت اور عزت وشوکت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور میرے قدم ایسے منارے پر ہیں جہاں تمام بلندیاں ختم ہوتی ہیں

اسلام میں تو مقام نبوت ہی وہ منصب ہے جس کے لئے دعوی کرنا اور اس کی دعوت دینے کا نبی مامور ہوتا ہے، مقام ولایت کیلئے ولی کا دعوی کرنا اپنے دعوی کو پیش کرنا تعلیمات اسلام اور سنت اولیائے اسلام کے خلاف عمل ہے۔ اولیاء اللہ کسی

Marfat.com

دعوے کے مدعی نہیں ہوتے مگر مرزا غلام احمد ہے کہ جس نے اسلام میں معمول بہ طریقہ کے خلاف اپنے لئے ولایت کا دعویٰ کیا بلکہ ولایت کو صرف اپنی نسبت میں منحصر کر دیا۔

مرزا غلام احمد کا قدم ہر ولی کی گردن پر

مسلمان اولیاء اللہ باہم ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے وقار کے محافظ ہوتے ہیں اور یہی اہل ایمان کی باہمی ایمانی ولایت کا تقاضا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے :اہل ایمان باہم ایک دوسرے کے (ولی) یعنی خیر خواہ، مخلصین اور دوست ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو زیر کرنے والے یا اپنی تعلّی کا اظہار نہیں کرتے ،تواضع ،عجز وانکساری، یہ اولیاء اللہ کی صفات حمیدہ میں سے ہے مگر اس کے برعکس مرزا غلام احمد اپنے آپ کو دیگر اولیاء اللہ کا افسر وسلطان گردانتا ہے اور سب کو اپنی اطاعت پر مجبور کرتا ہے۔ وہ تذکرہ مجموعہ الہامات کے ۲/ ۷۰۶ پر لکھتا ہے:

> اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا تعلق نہیں رہیگا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائیں یہ اسی قسم کا فقرہ کہ قدمی ہذہ علي رقبۃ کل ولی اللہ۔ یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

ہے۔جس کے معنی ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم

ہے۔

پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعوی کیا کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے اسے غسل دیا، وہ ان کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو گئے اور ان سے برابری کا مقام پالیا مگر ان کے بیٹے کا یہ دعوی ہے کہ یہ قصہ تو شروع کا ہے، آپ تو پوری امت محمدیہ پر سبقت لے گئے۔مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی سیرۃ المہدی ۱۶/۳ پر رقمطراز ہے:

> حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ
> حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں
> ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبد القادر جیلانی آئے ہیں اور آپ
> نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی
> ہے اور گول کمرہ سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے
> لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں پھر
> انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے
> کندھا ملایا تو اس وقت دونوں برابر رہے۔

مرزا غلام احمد کا اپنے لئے ولایت میں خاتمیت کو اپنے لئے ثابت کرنے کے دعوی سے اس کا ہدف بھی صرف لوگوں کی توجہات کو دیگر اسلامی شخصیات اور امت کے اولیاء اللہ سے ہٹا کر اپنی ذات کی طرف مبذول کرانا ہی ہے۔قادیانیت کا یہی ہدف اسلامی مقامات مقدسہ کے بارے میں بھی رہا ہے۔اس باب میں وہ علمائے

Marfat.com

اسلام میں محض اس لئے طعن و تشنیع کرتا ہے کہ مسلم عوام کے دلوں میں ان کی قدر و منزلت نہ رہے اور عوام میں ان کی دینی قیادت اور شرعی امور میں مرجعیت کا سلسلہ قائم نہ رہے، وہ علمائے کرام سے اپنے تعلق کو کم یا ختم کر دیں گے تو مرزائی تحریفات بنام تجدیدات کیلئے کچھ گنجائش پیدا ہو سکے گی۔

مرزا کا دعویٰ اخلاق اور اس کی برعکس نظیر

مرزا غلام احمد جو خود کو اخلاق فاضلہ کا مرقع ہونے کا مدعی ہے۔ وہ اپنی تحریر اربعین ۳/۳۶ روحانی خزائن ۱۷/۴۲۶ میں لکھتا ہے

خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو تہذیب
اخلاق کے ساتھ بھیجا

پھر وہ اپنی اسی کتاب کے نمبر ۴ اور صفحہ ۵ مندرج در روحانی خزائن ۱۷/ ۴۷۱ میں لکھتا ہے

گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں

یہ تو مرزا غلام احمد کی تعلیمات ہیں۔ مگر جب وہ علمائے اسلام سے مخاطب ہوتا ہے تو اللہ اور رسول کی جملہ تعلیمات علمائے اسلام کے شرعی وقار اور خود اپنے بیان کردہ ضابطوں کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے۔

وہ انجام آتھم میں ص ۱۹ کے حاشیہ مندرج در روحانی خزائن ۱۱/ ۲۱ پر علمائے کرام سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟

Marfat.com

کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔

اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا

پیالہ پیا وہی عوام الناس کو بھی پلایا"

مولانا عبدالحق غزنوی کے متعلق بدکلامی

مرزا غلام احمد کا مشہور عالم دین مولانا عبدالحق غزنوی کے نام خطاب انجام آتھم مندرج در روحانی خزائن صفحہ ۱۱/۳۳۴ میں یوں درج ہے:

پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے

نیز انہیں انجام آتھم ص ۳۱۵ مندرج روحانی خزائن ۱۱/ ۳۲۹ میں یوں مخاطب ہوتا ہے:

"اے بدذات یہودی صفت، پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی"

جملہ علمائے اسلام کے متعلق بدکلامی

مرزا غلام احمد کا اپنے مخالف علمائے اسلام کو مجموعی طور پر خطاب انجام آتھم کے صفحہ ۳۱۶۔۳۱۷ پر یوں درج ہے

"یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ علماء خالی گدھے ہیں۔ یہ اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو"

Marfat.com

وارثان انبیاء جن کے بارے میں حق تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا کہ: اللہ کے بندوں میں سے علماء اہل تقوی ہیں ۔ نیز فرمایا: اللہ اہل علم کے درجات کو بلند فرماتا ہے ۔ مرزا غلام احمد نے ان کے خلاف بدزبانی اور بداخلاقی کی تمام حدود توڑ دیں ۔ انہیں اردو، عربی اور دیگر زبانوں میں مطعون کیا۔

مرزا غلام احمد کا علمائے کرام کے ساتھ عربی انداز تخاطب ملاحظہ فرمائیں

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق بدکلامی

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کو گالی دیتے ہوئے مرزا نے سارے ریکارڈ توڑ ڈالے ۔ ان کی شان میں کہتا ہے:

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا

غولا لعینا نطفة السفهاء

اور لئیموں میں سے ایک فاسق چھوٹے سے آدمی

کو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک ملعون شیطان

سفیہوں کا نطفہ ہے

شکس خبیث مفسد و مزور

نخس یسمی السعد فی الجهلاء

بدگو، خبیث، مفسد اور ملمع ساز منحوس ہے، جاہلوں

میں اس کا نام سعد ہے

آذیتنی خبثا فلست بصادق

ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

Marfat.com

تو نے اپنی خباثت سے مجھے اذیت دی، اے کنجر کے
بچے! اگر تو ذلیل ہو کر نہ مرا تو میں سچا نہیں
ہوں

الغرض اپنے زمانے کے مشاہیر علماء کرام، فقہاء عظام، محدثین میں سے محدث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالحق دہلوی، پیر مہر علی شاہ، آف گولڑہ شریف اور دیگر کوئی بھی مرزا غلام احمد کی گالیوں سے محفوظ نہ رہ سکا جبکہ مرزا غلام احمد ست بچن کے صفحہ ۲۱ در روحانی خزائن ۱۰/۱۳۳ پر یہ ضابطہ بیان کرتا ہے:

اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے

خود ہی اپنے اس فتوی کے شکار مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے ہاں نہ ہی اسلامی مقدسات مقدسات رہے، نہ علمائے اسلام لائق تعظیم رہے، شخصیت رہی تو صرف ایک ہی، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی۔ مقامات مقدسہ رہے تو حرم قادیان اور مرزا کی قادیان میں مسجد اقصی اور اس کا منارہ جس پر قادیانیت کے مسیح نے اترنا تھا مگر وہ منارہ بھی قادیانی مسیح موعود کی وفات کے بعد پایہ تکمیل تک پہنچا۔

قادیانی امت کو دعوت فکر و تامل

ہم ابنائے ملت قادیانیت مرزا غلام احمد، اس کے اتباع اور عمومی قادیانیت کو اس اسلوب میں تامل کی دعوت دیں گے کہ جن مقامات کے تقدس کو قرآن وسنت نے ان کے محل وقوع سمیت بیان فرما دیا۔ مرزا غلام احمد نے ان کے مصداق کو ان

Marfat.com

کے محل وقوع کو بدلنے کی ناکام سعی کی۔ وہ واضح طور ان وارثان انبیاء جن کی رفعت شان کیلئے قرآن وسنت کی نصوص قطعی طوناطق ہیں ان کی شان میں مذکورہ اسلوب گفتگو اختیار کیا۔ رہا یہی اس کا اس باب میں تجدیدی عمل ہے؟ خدارا غور کیجئے کہ جنہیں حق تعالی شانہ رفعت دے، جنہیں قرآن نصوص قطعیہ سے معظم ٹھہرائے ان کی توہین وتعظیم انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ خدارا سوچئے اور راہِ حق اختیار کیجئے، سبیل ہدایت پر چلئے۔ ہماری دعا ہے کہ حق تعالی شانہ اس اسلوب تعامل میں مبتلا ہونے والے حضرات کوتوفیق تامل بخشے۔ آمین

Marfat.com

نمبر:12۔ سلسلہ ”دین بھلائی ہے“

اسلامی مقاماتِ مقدسہ

(یعنی مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ)

اور تجدیداتِ مرزا

یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریفات

Marfat.com

نقطہء آغاز

اسلام اور امت مسلمہ کے معروف ومشہور مقامات مقدسہ یا مساجد ثلاثہ جن کے فضائل اور محل وقوع ہر دو امر اسلامی شریعت کے مصادر میں متعین اور بیان شدہ ہیں پھر نہ صرف مسلمان امت بلکہ پوری انسانیت ان سے متعارف ہے، جنکے بارے میں پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''تین مساجد کے لئے سفر کا قصد کیا جائے، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی کیلئے۔

مسجد حرام مکہ مکرمہ میں ہے، مسجد نبوی مدینہ منورہ اور مسجد اقصی کا محل وقوع بیت المقدس ہے۔

آج تک تاریخ اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا چہ جائیکہ کوئی مدعی مجددیت، محدثیت، یا مدعی نبوت ہو پھر وہ ایسی جسارت کا مرتکب ہو کہ وہ ان مقامات کے مصداق میں تبدیلی کرنے کی یا ان مقامات کے فضائل دیگر مقامات کے لئے ثابت کرنے کی ناکام سعی کرے۔

یقیناً ایسا کرنا شریعت کی رو سے ''الحاد فی آیات اللہ'' کہلاتا ہے، پھر یہ تحریف فی ذاتہ کذب اور عظیم دجل بھی ہے جو حق وباطل میں خلط کرنے کی ایسی مثال ہے جس کا دیگر نمونہ ملنا مشکل ہے، مسلمان تو مسلمان غیر مسلم مورخ بھی جب کبھی مسجد حرام، مسجد نبوی یا مسجد اقصی کی تاریخ لکھنے لگے تو اس کا قلم لرز جائیگا کہ وہ حرم مکی، حرم مدنی اور مسجد اقصی کے محل وقوع کو بجائے عربستان کے ہندوستان اور قادیان قرار دینے لگے یا دنیا کے کسی اور خطے کو اس شرف سے مشرف کرنے کا تصور بھی کر سکے

Marfat.com

جو شارع نے ان کیلئے بیان فرمایا ہے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی ہے کہ اس نے یہ سب کچھ کیا پھر اس نے اپنی اس کاروائی کی خاطر نام بھی وحی اور الہام وکشف کا استعمال کیا۔ قبل اس کے ہم اس مرزائی کاروائی کا قادیانی حوالوں سے ذکر کریں مناسب ہوگا، کہ ہم ان تینوں مقامات کے بارے میں شرعی مصادر سے ان کے کچھ فضائل اور محل وقوع کی طرف اشارہ کریں۔

مسجد حرام

یہ اللہ تعالی کا پہلا وہ قدیمی گھر ہے جو اس کائنات میں لوگوں کی ہدایت کے لئے بنایا گیا، جسے خود خالق نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے ہی کرہ ارض میں حرم محترم قرار دے دیا جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ قرآن حکیم میں اس کے مقام ومنزلت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ''ان اول بیت ۔۔۔ الخ'' یہ وہ پہلا گھر ہے جو دنیا جہان کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بنا، جس میں آیات بینات یعنی واضح نشانات قدرت ہیں۔ یہاں مقام ابراہیم ہے۔ گویا مکان ومحل وقوع بھی متعین کہ مکہ مکرمہ میں ہے اور مقام ومنزلت بھی بیان شدہ ہے کہ یہ سرچشمہ ہدایت ہے۔ نشانات وعلامات پر مشتمل ہے، کرہ ارض کے مکین اسی کا حج کرتے ہیں اور یہ شہر مولد خاتم النبیین ؐ بھی ہے۔ حق تعالی شانہ اس کی قسم کھاتے ہوئے فرماتے ہیں ''لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد'' میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ ؐ اس شہر میں مقیم ہیں ''یہ وہ حرم محترم ہے جو محبوب رب العالمین ﷺ اور رب العالمین کو سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے، امت مسلمہ کے قلوب اکناف عالم سے اس کی طرف کھنچے

Marfat.com

چلے آتے ہیں، یہ قبلہ عالم ہے، حرم محترم کی قدر ومنزلت کے مختلف پہلوؤں پر قرآن وسنت کی نصوص کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ایک فرض نماز کا اجر ایک لاکھ نماز شمار ہوتا ہے۔

مسجد نبوی کا مقام ومنزلت

جناب رسول خاتم ﷺ کے دار الہجرت اور مدینۃ الرسولؐ میں حضرت خاتم النبیینؐ کے ہاتھوں تاسیس پانے والی اور تعمیر ہونے والی مسجد ہے، جس نے جناب نبی کریم ﷺ کی زبانی ''خاتم المساجد'' ہونے کا لقب پایا ہے کہ جس کے بعد کسی نبی کے ہاتھوں تعمیر ہونے کا شرف کسی دیگر مسجد کو حاصل نہ ہو سکا۔ اور نہ ہو سکے گا۔ اس میں ایک نماز کی ادائیگی ہزار نماز کے برابر ہے، مسجد نبوی کا یہ شرف اور مقام ہر دو متعین ہیں، اس کا مکان ومحل وقوع مدینۃ الرسول ہے، دنیا کا دیگر کوئی مقام ایسا نہیں جس شہر کے رہنے والوں کو قرآن نے انصار کے لقب سے مشرف فرمایا، جنھوں نے اللہ کے رسول کو ہجرت کی دعوت دی پھر کمال درجہ ان کی نصرت بھی فرمائی، مہاجرین مکہ کا مکمل طور پر ساتھ دیا، یہیں پر جناب خاتم النبیینؐ نے اپنی بقیہ حیات طیبہ گزاری، یہیں پر اوّلین اسلامی مملکت کی تاسیس اور شریعت اسلامیہ کا عملی نفاذ عمل میں آیا، اس شہر کو مدینۃ الرسول کا لقب مل گیا اور اس مسجد کو مسجد نبوی ہونے کا شرف ملا، یہی شہر مدفن رسول ﷺ ہے۔ مسجد حرام ہو یا مسجد نبوی ہر دو محترم مقام ہیں جن کی زیارت ہر مومن کی انتہائی تمنا ہوتی ہے۔

Marfat.com

مسجد اقصی

یہ تیسری وہ مسجد ہے جس کا قصد سفر باعث شرف وفضیلت ہے۔ یہی وہ قبلہ اول ہے جس کی طرف متوجہ ہوکر اہل اسلام نے ایک مدت تک نمازیں ادا کیں ،حضرت خاتم النبیینؐ کے اسراء مبارک کا آغاز تو مسجد حرام سے ہوا اور اس کا منتہا یہی مسجد اقصی ہے۔ قرآن کریم اس کی عظمت میں یوں ناطق ہے۔

"سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من
المسجدالحرام الی المسجد الاقصی الذی
بار کنا حولہ"

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو مسجد حرام سے
مسجد اقصی تک سفر کرایا جس کے ماحول کو ہم نے مبارک
بنایا تا کہ اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں"۔

مسجد اقصی کے فضائل میں سے ہے کہ اس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے

تاریخ میں کوئی ایسا نہیں گذرا

تاریخ اسلام میں اس کے اوّلین عہد سے لے کر آج تک کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے حرم محترم مکہ مکرمہ، حرم محترم مدینہ منورہ یا قبلہ اول مسجد اقصی کے متعین مصداق میں تبدیلی کی سعی کی ہو یا کسی دیگر جگہ کے لئے وہ فضائل ثابت کرنے کی جسارت کی ہو جو ان مذکورہ اسلامی مقامات مقدسہ کے لئے قرآن وسنت سے

Marfat.com

ثابت ہیں۔ وحی محمدی میں جب ان کے اسماء اوران کے فضائل اوران کے مقامات میں نہ کوئی شک والتباس ہے نہ کسی قسم کا اشکال بلکہ پوری وضاحت اور کمال قطعیت سے ثابت شدہ ہیں اور پوری امت مسلمہ کے ہاں اجماعی طور پر مسلمات میں سے ہیں۔لہذاان میں تحریف کی جسارت کسی ادنی ایمان والے سے کیسے متوقع ہوسکتی ہے؟ بلکہ کوئی غیر مسلم بھی ایسی جرأت نہیں کرسکتا کہ مسجد حرام، مسجد نبوی یا مسجد اقصی کے مصداق میں تحریف وتبدیلی کی جسارت کر سکے مگر مرزا غلام احمد کس طرح یہ جسارت کرتا ہے۔اس کا مطالعہ کیجئے۔

مرزا غلام احمد کا دعوی ہے کہ قادیان کا نام قرآن میں ہے

مرزا غلام احمد ''ازالہ اوہام جلد:۱ص:۷۰ روحانی خزائن جلد:۳ص:۱۴۰پر یوں رقم طراز ہے۔

''اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ''انا انزلنہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو،لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جودیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف

Marfat.com

کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے، تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان"

یہ ہے قادیان جو مرزا غلام احمد کا مولد ہے۔ جسے مرزا قرآن میں داخل کرنیکی ناکام سعی کر رہے ہیں۔

مسجد اقصی اور مرزائی تحریف

قرآن حکیم میں حق تعالی شانہ نے تو مسجد الحرام اور مسجد اقصی کا ذکر کرتے ہوئے مسجد الحرام کو حضرت خاتم النبیینؐ کے اسراء کا آغاز اور مسجد اقصی کو اس کا منتہا قرار دیا سورت اسراء میں یوں ارشاد ربانی ہے۔

"سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ"

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا ہے"۔

یہ تو حق تعالی شانہ کا مسجد حرام اور مسجد اقصی کا تعین فرمانا ہے پھر امت مسلمہ کے ہاں حضرت خاتم النبیینؐ کی ذات اقدس کا اسراء و معراج کے حوالے سے دونوں

Marfat.com

مسجدوں سے تعلق ہونے کی وجہ سے بھی دونوں کا مقام متعیّن ہے نیز امت مسلمہ بالاجماع اس آیت میں مسجد اقصیٰ سے مراد اُس مسجد کو لیتی ہے جو حضرت خاتم النبیینؐ کے اسراء کی منتہا ہے، اور جس کا وجود بیت المقدس میں ہے۔ اس کے برعکس قادیانیت کا دعویٰ ہے کہ ''المسجد الاقصیٰ'' سے مراد اس کی (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی) قادیان میں مسجد ہے۔

قادیانیت کے خطبہ الہامیہ مندرج روحانی خزائن جلد:۱۶،ص:۲۱ میں ہے۔

> ''مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے ''مبارک مبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ'' اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت ''بارکنا حولہ'' کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
>
> ''سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ''

قادیانیت کے مذکورہ حوالہ میں مندرجہ امور قابل تامل ہیں۔

اولاً۔ یہ الفاظ ''مبارک مبارک و کل یجعل فیہ'' بقول مرزا غلام احمد قادیانی یہ خدا کا کلام ہے۔

ثانیاً۔ یہ کلام سورت اسراء میں وارد اللہ تعالیٰ کے کلام ''سبحان الذی

Marfat.com

اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بار کنا حولہ" کے مطابق ہے۔

ثالثاً۔ بقول قادیانیت مسجد اقصی سے مراد قادیانیت کے مسیح موعود کی وہ مسجد ہے جو قادیان میں ہے۔

یہ اسلام کے مقدس مقامات میں تحریف اور انسانوں کو اسلامی مقامات مقدسہ سے ہٹا کر قادیانی مقامات مقدسہ کی طرف متوجہ کرنے کی ناکام سعی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کھلی مثال ہو سکتی ہے؟

حج بیت اللہ اور حج قادیان کا تصور

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ قادیان کی زیارت نفلی حج سے افضل ہے۔ وہ "آئینہ کمالات صفحہ: ۳۵۲، مندرجہ روحانی خزائن جلد: ۵، صفحہ: ۳۵۲" میں لکھتا ہے

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر
اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں
نقصان اور خطرہ ہے۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی
ہے۔"

مرزا کے اس قول سے بھی غرض دراصل لوگوں کی توجہات کو اسلامی مقامات مقدسہ سے قادیانی مقامات مقدسہ کی طرف مبذول کرانا ہے۔ یہی ظل و بروز کے اس نظریہ کی جو قادیانیت کی بنیاد ہے، اس کی سلبی تاثیر ہے جس نظریہ کا تصور اسلام یا

Marfat.com

دیگر کسی مذہب میں نہیں ہے۔

قادیان کا حرم محترم ہونا

مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ سرزمین قادیان حرم محترم ہے۔ وہ درثمین صفحہ :۵۲ پر وہ اپنے منظوم کلام میں گویاں ہے:

''زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے''

غور کریں کہ اپنے آپ کو بروزِ محمد کہنے والا، اسلام کے حرم محترم کی جگہ اپنا ایک دوسرا حرم بھی پیش کر رہا ہے۔

قادیانی مقامات کی زیارت کی ترغیب

جس طرح اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اسلامی مقامات مقدسہ کی زیارت کی ترغیب دی ہے قادیانیت بھی اپنے پیروکاروں کو قادیانی مقامات مقدسہ کی زیارت کی ترغیب دیتی ہے، خلیفہ قادیان مرزا محمود ''حقیقت الرویاء، صفحہ:۴۶'' میں لکھتا ہے۔

''حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو۔ کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا

Marfat.com

ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں''

خلیفہ قادیان مسلمانوں کے اصل مرکز ہدایت، مھبط وحی، مولد خاتم النبیینؐ، اور مھجر رسول اعظمؐ، کی برکات کا انکاری ہو کر یہ کہہ رہا ہے کہ اس کی چھاتیاں خشک ہو چکی ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ انسانیت اور امت کی ضرورت اب قادیان سے پوری ہو گی نہ کہ مکہ اور مدینہ سے جن کی چھاتیاں خشک ہو چکی ہیں ،اور اصل مقصد جس کی خاطر ظل و بروز کے بانی مرزا غلام احمد نے یہ تمام مساعی کی ہیں یہی ہے کہ اہل اسلام کی توجہات کو حرمین شریفین اور مسجد اقصی سے ہٹا کر قادیان کی طرف مبذول کرایا جائے۔

دعوت مخلصانہ

ہم ابنائے ملت قادیانیت کو تامل کی دعوت دیتے ہیں کہ اسلامی مقامات مقدسہ کی جگہ قادیانی مقامات مقدسہ کو لانا پھر ان کی عظمت کا بیان اور ان کی زیارت کی ترغیب دینا اس کی غرض اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جن مقامات کی عظمت خود اللہ تعالی نے پھر اللہ تعالی کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے بیان فرمائی اور امت مسلمہ کے قلوب میں وہ عظمت راسخ ہے اور وہ بھی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی نسبت کی وجہ سے اب لوگوں کو ان سے ہٹا کر انہیں دیگر مقامات سے وابستہ کیا جائے تاکہ لوگ اصلی مقامات کے تقدس سے ہٹ کر بروزی مقامات سے منسلک ہو جائیں پھر امت مسلمہ اور دیگر انسانیت کے سامنے اس تجدید کو پیش کرنا یقیناً یہ مرزا غلام احمد

Marfat.com

اور قادیانیت کی مقامات مقدسہ کے باب میں وہ تجدید ہے جو شریعت میں تحریف اور الحاد فی آیات اللہ کا کھلا نمونہ ہے جس سے غرض محض وہی ہے کہ لوگوں کو حقیقی اسلام سے ہٹا کر ظلی اسلام اور حضرت خاتم النبیین ؐ سے ہٹا کر بروزی نبی اور ظلی و بروزی نبوت سے اور اصلی مقامات سے ہٹا کر ظلی مقامات سے وابستہ کر دیا جائے۔ پھر عجیب امر یہ ہے کہ اس تمام کاروائی کی کوئی بھی شرعی دلیل کتاب و سنت سے نہیں ہے محض مرزا غلام احمد کے اپنے خود ساختہ الہامات ہیں۔

یاد رکھیں کہ نبی برحق کی وحی اور الہام کے علاوہ کسی بھی دیگر الہام و کشف کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوتی۔ پھر جو الہامات

مخالف قرآن ہوں

مخالف حدیث ہوں

مخالف اجماع امت ہوں

ان سے وابستگی آپ حضرات کے کسی کام نہ آئے گی۔ دنیا و آخرت کی سعادت صرف اور صرف ذات مصطفے اور ان کی شریعت سے وابستگی میں ہیں نہ کہ مدعی ظل و بروز کے امتی ہونے میں۔ حق تعالی شانہ راہ ہدایت دکھائے۔ آمین

Marfat.com

خلاصہ مبحث

یہ مبحث مندرجہ ذیل نقاط پر مشتمل ہے۔

۱۔مقامات مقدسہ مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی کی قدر و منزلت اور محل وقوع نہ صرف امت مسلمہ بلکہ پوری انسانیت کے نزدیک متعین ہیں۔

۲۔تاریخ میں کسی مسلمان یا غیر مسلم مورخ کو اس میں تبدیل وتحریف کی جرات نہیں ہوسکی۔

۳۔مرزا غلام احمد (قادیانی جو نظریہ ظل و بروز کا بانی ہے) نے ان اسلامی مقامات مقدسہ کی جگہ قادیانی مقامات مقدسہ کو لانے کی ناکام سعی کی ہے۔

۴۔قادیانیت نے مرزا کی مسجد کو مسجد اقصی اور قادیان کو حرم محترم کہا ہے۔

۵۔قادیانیت کے ہاں قادیان کی زیارت نفلی حج سے افضل ہے۔

۶۔قادیانیت نے اپنے مقامات مقدسہ کی زیارت کی ترغیب بھی دی ہے۔

۷۔نظریہ بروز کا بانی ہر میدان میں اصل کا بدل اور ظل پیش کرتا ہے تاکہ وہ انسانیت کو اصل سے ہٹا کر ظل کی طرف متوجہ کرسکے۔

۸۔ابنائے ملت قادیانیت کو دعوت مخلصانہ۔

Marfat.com

نمبر:13۔سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

اجراءنبوت

کے قادیانی دلائل

اوران کی تحقیق ومناقشہ

Marfat.com

نقطۂ آغاز

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت کا بند ہونا یا اس سلسلے کا جاری رہنا دو متناقض نظریات اور متباین عقیدے ہیں۔ چونکہ دونوں نظریات ایک دوسرے کے مخالف ہیں لہذا دونوں نظریات ایک ہو سکتے ہیں نہ ان کے ماننے والے ایک ہی امت ہو سکتے ہیں۔ پھر ہر دو فریق اپنے منہج میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے چونکہ نبوت سے امت تشکیل پاتی ہے۔ ایک مخصوص نبوت پر ایمان یا اس کا انکار انسانوں کو الگ الگ امت بنا دیتے ہیں اور ہر ایک کا الگ الگ مخصوص عقیدہ اور کردار ہوتا ہے۔

ہمارے آقا و مولی جناب محمد رسول اللہ اس معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ وہ افضل الرسل بھی ہیں اور آخری نبی بھی۔ ان کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہوا نہ ہوگا۔

خاتم کے لغوی معنی اور خاتم النبیین کے شرعی مفہوم کو جس معنی میں رسول اللہ نے بیان فرمایا، اصحاب رسول کا اس پر اجماع ہوا۔ امت کے تمام طبقات، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین و فقہاء علماء اسلام اور امت مسلمہ کے خواص و عوام کا اسلام کے عہد اول سے اس پر اجماع رہا اور تا قیامت رہے گا۔

اس پورے مضمون کو ہم نے اپنے مستقل مقالہ ''مفہوم خاتم النبیین اور اس کی ادلہ کتاب و سنت اور اجماع سے'' کے عنوان سے بیان کیا ہے۔

اس مقالہ میں ہمیں صرف اس امر کی وضاحت مقصود ہے کہ جس طرح مسلم امت اپنے اس عقیدے پر روز اول سے قائم ہی کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ پر نبوت

Marfat.com

ورسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

قادیانی ملت اس کے برعکس اس عقیدے کی قائل ہے کہ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔قادیانیت کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ان کی افضلیت کے معنی میں ہے۔یعنی نبی کریم علیہ السلام تمام انبیاء کے ''خاتم بمعنی افضل ہیں''۔مگر آخری نہیں ہیں۔آپ کے بعد بھی انبیاء کا سلسلہ جاری رہے گا۔نبوت کا سلسلہ اور باب بند نہیں ہوا ہے۔

گویا امت مسلمہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی تسلیم کرتی ہے اور قادیانیت جناب رسول اللہ کو خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین مانتی ہے آخری نہیں۔یادرہے کہ قادیانیت کے ذرائع ابلاغ یا ان کی بیعت کے سلسلہ کے وقت جناب نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین کہنے کا یہی قادیانی مفہوم ہے جو مسلم امت اور عقیدۂ اسلام کے سراسر خلاف ہے۔لہذا امر واقعی یہ ہے کہ یہاں پر دو نظریات ہیں:

نظریہ نمبر ۱: جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد سلسلہ ''نبوت بند ہے''۔اس نظریہ کے قائل مسلمان ہیں۔

نظریہ نمبر ۲: جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے بعد ''نبوت جاری ہے''۔ آپ آخری نبی نہیں بلکہ افضل النبیین ہیں۔اس عقیدے کے قائل قادیانی ہیں۔

مذکورہ دونوں فریقین اپنے دلائل کو قرآن وسنت سے ثابت کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔

Marfat.com

لہذا ہر دو کے اپنے اپنے نظریہ اور عقیدہ کی روشنی میں الگ الگ علمی واجبات ہیں:

جو فریق اس امر کا قائل ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد بھی نبوت ''جاری ہے''۔

اس فریق سے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے جاری رہنے کے نظریہ سے آج تک کتنے حضرات اور کون کون حضرات مستفید ہوئے ہیں، ان کے نام بتائیں؟ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد ڈیڑھ ہزار برس میں ان شخصیات کی تعیین کریں۔

۲۔ اگر حضرت خاتم النبیین کے بعد مطلقاً نبوت کا اجراء ثابت ہو تو اس سے قادیانیت کی مخصوص نبوت کیسے ثابت ہوگی؟

۳۔ اگر حضرت خاتم النبیین کے بعد مطلقاً اجراء نبوت ثابت ہو تو ''مرزا غلام احمد کی وہ نبوت بقول قادیانیت جس کی نظیر سابقہ نبوتوں میں نہیں ہے۔ ایسی نبوت کیلئے مطلق نبوت کی دلیل کیسے دلیل بن سکتی ہے؟

۴۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت ہی اگر آنحضرت ﷺ کی سابقہ انبیاء پر افضلیت کی دلیل ہے جیسے کہ قادیانیت کا خیال ہے کہ حضرت موسیٰ اور ابراہیم کی ذریت میں نبوت کی وجہ سے ان کی فضیلت تھی تو قادیانیت کو تین امور کا تعین کرنا ہوگا: اولاً: یہ کہ ان کی ذریت میں کتنے نبی ہوئے؟ ثانیاً: آپ

Marfat.com

کی ذریت میں کتنے نبی آپ کی ان پر افضلیت کا موجب ہوسکیں گے ؟ ثالثاً: ذریت والے نبی یقیناً تعداد میں ذریت کے ابراہیم وموسی کے نبیوں سے بڑھ کر ہی ہوں گے ؟

۵۔ ذریت محمد میں آج تک کتنے نبی گذرے ہیں جو حضرت خاتم النبیین ﷺ کی افضلیت کا موجب بنے؟

۶۔ وہ کون کون تھے؟

۷۔ آنحضرت ﷺ کے زمانۂ بعثت سے مرزا کے ادعاء نبوت تک ذریت والے نبیوں کا کس کس مجدد نے ذکر کیا ہے؟

۸۔ مرزا غلام احمد کی وفات سے تاحال ایسے (ذریت والے نبی) کتنے لوگ ہوئے ہیں؟

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت کا مدعی فریق قادیانی امت کو ان سوالات کے جوابات دینا ہوں گے پھر ان کے وہ جوابات بھی قرآن وسنت سے ہوں گے کسی دیگر کے اقوال سے نہیں۔ کیونکہ نبوت ایک شرعی قضیہ ہے ۔کسی فرد کا خصوصی مسئلہ نہیں، نہ اس میں کسی کی خصوصی اصطلاح یا انفرادی مراد پر مقام مرجعیت پاسکتی ہے۔

جو فریق اس امر کا قائل ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد بھی نبوت ''نبوت ختم ہے ''۔

اور آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ کی آخری کڑی ہیں۔

اس نظریہ کے حامل مسلم امت کو قرآن وسنت کی ادلہ سے حضرت خاتم النبیین

Marfat.com

ﷺ کے بعد ''انقطاع نبوت'' کے اثبات کے ادلہ کے ساتھ ساتھ قادیانیت کی وجوہ استدلال کا بھی جواب دینا ہوگا اور ہر دو امر میں مرجعیت قرآن وسنت اور اجماع امت کو حاصل ہوگی جو ہر دو فریق کے ہاں مسلمات میں سے ہیں۔

آغاز

اب ہم اولاً قادیانیت کے اجراء نبوت کے دلائل اور وجوہ استدلال کے بیان اور ان کے جوابات سے شروع کرتے ہیں۔ رہا لفظ ''خاتم'' کے لغوی معنی اور ''خاتم النبیین'' کا شرعی مفہوم اور عقیدۂ ختم نبوت کے ادلہ کا کتاب وسنت سے اس کا بیان تو انہیں آئندہ کے مستقل مقالہ میں پیش کریں گے۔

قادیانیت کے اجراءِ نبوت کے ادلہ قرآن کریم سے

پہلی آیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا بنی آدم إما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی.
اعراف ۳۵.

اے بنی آدم تمہارے پاس رسول آتے رہیں گے جو میری آیات تمہیں سناتے رہیں گے۔

قادیانی وجوہ استدلال

حق تعالیٰ شانہ اس آیت میں پوری بشریت سے مخاطب ہے اور وہ انہیں

Marfat.com

تاکیدی خبر دے رہے ہیں کہ ان کے پاس انہی میں سے رسول آتے رہیں گے کیونکہ (یـأتیـن) فعل مضارع ہے جو نون تاکید ثقیلہ سے مؤکد ہے اور اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ بنی آدم میں ''رسول'' ہمیشہ آتے ہی رہیں گے اور نبوت کا یہ سلسلہ کسی بھی دور میں منقطع نہ ہوگا۔ چاہے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کی بعثت بھی ہو جائے تب انقطاع نبوت نہ ہوگا۔

اگر ہم یہ کہیں کہ یہ سلسلہ آپ کی نبوت کی بعثت کے بعد منقطع ہو گیا ہے تو یہ آیت قرآنی بلا مدلول رہ جائے گی جو قرآن کریم میں غیر معقول امر ہے۔

رہا ہمارے نبی کریم ﷺ کا ''خاتم'' ہونا تو یہ اس معنی میں نہیں کہ نبوت ان پر ختم ہے یا وہ اس سلسلے کے خاتم یعنی ختم کرنے والے ہیں بلکہ یہ اس معنی میں ہے کہ آپ افضل النبیین ہیں۔ جیسے کہ لوگ کہتے ہیں فلاں شخص خاتم المفسین ہے اور معنی یہ ہوتا ہے کہ اس فن میں وہ افضل ہے۔

بحث و تحقیق

قادیانیت کو اپنی رائے پیش کرنے کا مکمل حق ہے جسے وہ اپنی نسبت سے ذکر کریں تو انہیں کھلے دل سے ہمارے بحث و تحقیق کے حق کو بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

اسی غرض سے ہم اس قادیانی رائے اور وجہ استدلال پر گفتگو کرتے ہیں قبل اس کے ہم آیت کے مضمون کو اس کے شان نزول کے تناظر میں بیان کریں۔ ہم لفظ ''رسول'' کا قادیانی ادب سے مفہوم پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بالفرض اس آیت سے اجراء نبوت ثابت بھی ہو جائے تو تب بھی قادیانیت کیلئے

Marfat.com

مرزا کی نبوت اس آیت سے ثابت کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس کا دعوی تو اس مخصوص نبوت کا ہے جو کسبی اور تدریجی نبوت ہے بلکہ کبھی لغوی نبوت ہے کبھی بالقوۃ نبوت ہے پھر کبھی غیر تشریعی اور کبھی تشریعی نبوت ہے ،کبھی کمال اتباع سے ملنے والی نبوت ہے جس کا اسلام یا سابقہ نبوتوں سے کوئی تعلق ہے نہ اس کی نظیر ہے۔

☆ مرزا غلام احمد کمالات اسلام مندرج درخزائن روحانیہ جلد ۵ ص ۳۲۲ پر لکھتے ہیں

''رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں''

ہم کہتے ہیں کہ جب قرآنی آیت ''رسالت مطلقہ'' کو بیان کررہی ہے تو اسکو مخصوص رسالت یعنی نبوتِ مرزا سے مقید کرنا خود مرزا کے ہاں عظیم شر ہے کیونکہ وہ نورالقرآن مندرج درخزائن روحانیہ ۹/۴۴۴ پر لکھتا ہے:

''عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے''

لہذا ہم کہتے ہیں:

اولاً: مطلق رسالت ونبوت کو مرزا کی مخصوص نبوت کیلئے مقید کرنا بانی قادیانیت کے ہاں شرعظیم ہے۔ وہ مخصوص نبوت جو کبھی محدثیت ہے کبھی بالقوۃ نبوت ہے کبھی ظلی نبوت ہے اور کبھی لغوی نبوت ہے۔ وہ لفظ عام ہے سے کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟ لہذا قادیانیت کی یہ وجہ استدلال درست نہیں ہے۔

ثانیاً: قادیانیت کا دعوی مخصوص نبوت کا ہے اور دلیل رسالت مطلقہ کی ہے ۔دلیل اور دعوی کے اختلاف سے دلیل خود بخود ساقط ہوجاتی ہے۔

Marfat.com

ثالثاً: اگر اس آیت کو اجراء نبوت پر حمل کرلیا جائے تو لفظ ''رسول'' تو بقول مرزا محدث، نبی، رسول، سب کو شامل ہے۔ تو یہ عام لفظ کیسے مرزا کی مخصوص نبوت کی دلیل بن سکتی ہے؟

☆ مرزا خود ایام صلح کے صفحہ ۱۷۱ اور عہد جدید کے صفحہ ۱۳۵ پر لکھتا ہے:

''رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں چونکہ سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الأنبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے''۔

☆ نیز وہ شہادت القرآن مندرج در خزائن روحانیہ ۶/۳۲۳-۳۲۴ پر لکھتا ہے:

''رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالی کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں''۔

ہم کہتے ہیں جب رسول کے لفظ سے مجدد اور محدث جو قادیانیت کے ہاں بھی غیر نبی ہیں جیسے لوگ مراد ہیں تو یہ آیت کسی بھی اعتبار سے قادیانیت کی مرزا کی نبوت ثابت کرنے کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ مجددین کے آنے سے امت مسلمہ کو انکار نہیں، انکار تو نبیوں کے آنے سے ہے تو جب لفظ رسول سے مراد غیر نبی ہیں تو اس سے مرزا کی نبوت کیسے ثابت ہوگی؟

Marfat.com

رہا امت مسلمہ میں حضرت خاتم النبیین کے بعد مجددیت کی آمد تو اس کی خبر تو خود حضرت خاتم النبیین نے دی۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ:

اللہ تعالی اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے۔ (ابوداود۔۴/ ۱۰۹ حدیث نمبر ۴۲۹۱۔)

رابعاً: قرآن حکیم کی مذکورہ آیت میں ''رسل منکم'' مذکور ہے (یعنی وہ رسول تم میں سے ہوں) یہ نہیں آیا۔ ''رسل منا'' (ہماری طرف سے رسول ہوں)۔

یعنی وہ جو آتے رہیں گے وہ لوگوں میں سے ہیں، اللہ کی طرف سے آنے والے رسول نہیں۔ اور لوگوں میں جو ہوں گے وہ داعی حضرات اور مبلغین ہیں ۔قرآن حکیم میں رسول کا لفظ داعی اور مبلغین حضرات پر بولا گیا ہے۔ سورۂ یٰس میں آیا ہے: اذ جاء ہم المرسلون ۔اسی طرح حدیث میں رسول کا لفظ داعی اور مبلغ کیلئے آیا ہے۔ حدیث معاذ کے آخر میں ہے: (..... الحمد لله الذى وفق رسول رسول الله لما يحب الله ورسوله) تمام تعریفیں اللہ تعالی کیلئے ہیں جس نے رسول اللہ کے رسول کو اس امر کی توفیق دی جسے اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں ....)

لفظ رسل کا دعاۃ اور مبلغین کیلئے بولے جانا کا اعتراف خود مرزا کے اس بیان میں ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا غلام احمد احمدیہ پاکٹ کے صفحہ ۴۷۸ پر لکھتے ہیں:

''سواس معنی میں رسولوں کی آمد ماننے میں کوئی حرج نہیں''

Marfat.com

رسول بمعنی داعی اور مبلغ، پھراس کی جمع رسل بمعنی مبلغین اور داعیان ہے۔ یہ تو ہر دور میں آتے رہتے ہیں اوران کے آنے سے کسی کو کچھ اعتراض نہیں ہے۔ اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ محل اعتراض صرف خاتم النبیین کے بعد اجراء نبوت کا ہے۔

اس لئے مطلقاً رسالت کا یہ معنی ومفہوم کسی اعتبار سے بھی فریق قادیانی کی تائید میں نہیں ہے کہ اس سے وہ سلسلۂ نبوت ورسالت ربانیہ کے اجراء پر استدلال کرسکیں۔

خامساً: یہاں یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ اس آیت سے حضرت خاتم النبیین کے بعد سے لیکر آج تک کسی مفسر یا مجدد نے اجرائے نبوت پر استدلال نہیں کیا ہے ،لہذا یہ مرزائی استدلال اجماع امت سے خروج ہے۔ جو قادیانیت کی تجدید نہیں بلکہ عین تحریف ہے۔ قادیانی تصنیف عسل مصفی میں جن مجددین کے نام مذکور ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس آیت سے اجراء نبوت پر استدلال نہیں کیا ہے۔

سادساً: اگر ہم کچھ دیر کیلئے یہ مان بھی جائیں کہ یہ آیت حضرت خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت پر استدلال کرتی ہے تو وہ آیات جن میں شریعتوں کی آمد کا ذکر ہے جیسے کہ (فاما یأتینکم منی هدی. بقرة :۳۸) میری طرف سے شرائع آتی رہیں گیں۔ تو کیا اس سے یہ مان لیا جائے کہ شریعت محمدی کے بعد نئی شریعتوں کی آمد بھی متوقع ہے؟

حالانکہ اس بات کو قادیانی بھی تسلیم نہیں کرتے اور وہ بھی شریعت محمدیہ کو آخری شریعت تسلیم کرتے ہیں۔

Marfat.com

اصل حقیقت

ان آیات کے متعلق حقیقت یہی ہے کہ اس طرح کی جملہ آیات اس عہد ومیثاق کی حالت بیان کر رہی ہیں جب بنی آدم سے ربانی نبوتوں اور ربانی شریعتوں کے بارے میں عالم ارواح میں کہا گیا تھا یہی جملہ مفسرین نے کہا ہے۔ کیونکہ شریعت محمدیہ جس کے بارے میں قرآن نے ربانی فیصلہ یوں سنایا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی......الخ) آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا گیا اور اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں اور نبوت محمدیہ کے بارے میں قرآن نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین. احزاب. ۴۰)

حضرت محمد خاتم النبیین ہیں۔ درحقیقت ان دونوں آیات نے امت کو غنی عطا کر دی۔

آیت کمال دین نے امت کو شریعت محمدیہ کے بعد کسی بھی دیگر شریعت سے اور آیت خاتم النبیین نے نبوت محمدیہ کے بعد کسی بھی دیگر نبوت سے امت مسلمہ کو مستغنی کر دیا حتی کہ پہلوں میں سے دوبارہ آنے والے نبی حضرت عیسی علیہ السلام بھی اس شریعت کے پیروکار ہوں گے۔

اس آیت مبارکہ کی صحیح تفسیر

جس آیت سے قادیانی امت اجراء نبوت پر استدلال کرنے کی سعی کرتی

Marfat.com

رہی ہے۔ جملہ اہل اسلام اس آیت کو کس طرح سمجھتی ہے؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

ہر ذی عقل کو آیت کے سیاق وسباق سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی شانہ تمام بنی آدم کو جملہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی اتباع کرنے اور اس کے منافع بیان کرنے پھر ان کی مخالفت نہ کرنے اور حضرات انبیاء کی مخالفت کے انجام بد سے آگاہی کے بارے میں اصولی بیان فرمارہے ہیں۔ بنی آدم کے کسی مخصوص گروہ، جماعت یا امت یا کسی خصوصی نبی کے بارے میں نہیں ہے نہ کسی خاص امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ خطاب باری تعالی تمام بنی آدم کو عام وشامل ہے۔ جس میں تمام انبیاء ورسل کی آمد کی خبر ہے۔

اس کی دیگر مثالیں بھی اسی سورت اور اسی آیت کے ماقبل اور مابعد میں موجود ہیں جیسے کہ حق تعالی کا یہ ارشاد گرامی:

یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان ....اے بنی آدم تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے۔

یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوائتکم۔اے بنی آدم! ہم نے تمہارا لباس اتارا ہے جو تمہاری پردہ پوشی کرتا ہے...

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ..اے بنی آدم! ہر سجدہ کے وقت زینت اختیار کرو

یا بنی آدم اما یأتینکم رسل منکم ....اے بنی آدم تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آتے رہیں گے...

نیز یہ بھی فرمایا: اے بنی آدم! تمہارے پاس میری ہدایتیں آتی رہیں گے۔

Marfat.com

تو ایسی آیات کو جو بنی آدم کو عمومی خطاب ہے اور سب کے سب بنی آدم ان کے مخاطب ہیں تو اس کا محل وقوع وہی مقام ہے جہاں سب بنی آدم کو جمع کیا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ الستُ بربکم؟ اے بنی آدم! کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا: آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

ان خطابات کے مخاطب صرف امت محمدیہ نہیں ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی مخصوص حکم دیا جارہا ہے۔ نہ کہیں یہ نشاندہی کی گئی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کی ذات گرامی کے بعد تمہارے پاس نئے رسول اور انبیاء اور ان کی شریعت کے بعد نئی شریعتوں اور ہدایات ربانی کے سلسلے جاری ہوں گے۔

قرآن کریم کی تفسیر سمجھنے کیلئے بلکہ کسی بھی متکلم کے کلام کو سمجھنے کیلئے سیاق وسباق کا سمجھنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ صرف "لا تقربوا الصلاۃ" کی آیت سے حرمت صلاۃ کا حکم سمجھا جائے گا۔ لیکن جب اس کے سیاق وسباق پر نظر رہے گی تو اس آیت کا صحیح مفہوم واضح ہوگا۔ اور وہی مراد شارع ہوتا ہے۔

اس لئے اس مقام پر بھی اس آیت کا صحیح مفہوم مراد شارع یہی ہے کہ حق تعالی شانہ نے یہاں تمام بنی آدم کو تمام انبیاء اور تمام رسل اور تمام شرائع کی اتباع کی تلقین تمام ارواح بنی آدم کو جمع کر کے فرمائی تھی۔ جس کا ان آیات مذکورہ میں بیان ہے۔

اسلوب قرآنی سے اس کی تائید

ان آیات کے سیاق وسباق اور مخصوص خطابات کے علاوہ اگر ہم قرآن حکیم

Marfat.com

کے عمومی اسلوب بیان میں تامل کریں کہ: یا بنی آدم، یا بنی اسرائیل، یا ایھا الناس، یا ایھا الذین آمنوا ۔ یہ اسالیب خود بتاتے ہیں کہ پہلے قسم کا پہلا خطاب جملہ بنی آدم کیلئے ۔ دوسرا مخصوص خطاب بنی اسرائیل کیلئے ،تیسرا خطاب امت دعوت کیلئے اور چوتھا خطاب امت اجابت کیلئے ہے ۔ یہی قرآن کریم کا عمومی اسلوب خطاب ہے۔

جب حق تعالیٰ شانہ نے یا بنی آدم کہہ کر حضرت آدم کی ذریت کو متوجہ فرمایا تو اس وقت اس کا وہ خطاب مخصوص بنی اسرائیل یا مخصوص امت محمدیہ کیلئے نہ تھا۔ کہ ان کا مخصوص وجود تو متحقق ہی نہ تھا۔ اگر اسے امت محمدیہ کیلئے سمجھا جائے تو نہ تو وہ جملہ بنی آدم ہیں نہ وہ اس وقت موجود تھے ۔ یہ قصہ اس وقت کا ہے جب حضرت آدم ابلیس کے اغواء کے بعد جنت سے نکلے اور زمین پر اترے اور اس خطاب کا مورد بنے ۔ سورۂ اعراف ہی میں ان جملہ خطابات کے علاوہ خصوصی امت محمدیہ کے نام بھی خطاب ہے جو عمومی خطاب کے ذکر کے علاوہ ہے جس میں حضرت خاتم النبیین کی بعثت کا ذکر یوں ہوا ہے

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا... آپ فرما دیجئے کہ میں اللہ کی طرف سے تم سب کیلئے رسول ہوں ۔ اس میں آپ کی امت کا خصوصی ذکر ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نبی امی کے متبع ہیں لوگ جن کا ذکر تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ۔ وہ انہیں امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہی عن المنکر کرتے ہیں ۔ ان کے نبی ان کیلئے اچھی چیزوں کو حلال اور خبائث کو حرام کرتے ہیں ۔

قرآن کی سورۂ اعراف میں اولاً: جملہ انبیاء اور جملہ شرائع ربانی کا عمومی ذکر

Marfat.com

ہے پھر خاتم النبیین اور ان کی شریعت کا خصوصی ذکر ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے بعد قادیانیت کو ہماری مخلصانہ دعوت تامل ہے وہ غور کریں کہ یہ آیت اور اس جیسی دیگر آیات کسی بھی اعتبار سے حضرت خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت کو بیان کرتی ہیں نہ کسی مجدد و مفسر نے اس آیت کی ایسی تفسیر کی ہے کہ یہ سلسلہ نبوت تو آنحضرت کے بعد بھی جاری رکھنے کو بیان کر رہی ہے ۔ہاں ایک فرد مرزا غلام احمد کا یہ استدلال ہے تو کیا تمہارا امت کے سلف صالحین کی بات ماننا اجماع سے خارج کسی انسان کی بات ماننے سے زیادہ تمہارے لئے نفع بخش ہوسکتا ہے کیونکہ اجرائے نبوت کی یہ دلیل نہیں اور ختم نبوت کی بیسیوں آیات اور احادیث صیحہ دلیل ہیں اور صحابہ کرام سے روز اول سے تا حال امت کا اس کے جملہ طبقات سمیت عقیدہ ختم نبوت پر اجماع ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں۔تمہاری سعادت بھی امت کے سلف و خلف کے ساتھ مربوط اور ان سے جڑے رہنے میں ہے۔

قادیانیت کے ہاں اجرائے نبوت کی دوسری دلیل

قادیانیت حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت پر استدلال کے طور پر دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔سورۂ حج آیت ۷۵ میں آیا ہے:

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً و من الناس.

اللہ تعالی فرشتوں اور لوگوں میں سے رسولوں کا انتخاب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

لفظ "یصطفی"، فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال پر دلالت کرتا ہے۔جس سے آیت کا یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ اللہ کا رسولوں کو چننا حال میں بھی ہے اور مستقبل میں بھی ہوگا۔لہذا رسالت کا دروازہ کھلا ہے اور نبوت کی بعثت ہمیشہ جاری رہے گی۔اور رسالت کا یہ سلسلہ انسانوں میں بھی جاری رہے گی اور فرشتوں میں بھی۔

مناقشہ

ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ آیت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو یہ رسالت عامہ ہے۔اور مرزا صاحب کا دعوی تو نبوت خاصہ کا ہے۔تو عمومی رسالت کی دلیل خصوصی نبوت کو ثابت نہیں کرسکتی ہے۔لہذا دلیل دعوی کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے خود بخود ساقط ہوگئی۔

نیز مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک تو لفظ "رسول" ایک عام کلمہ ہے۔جو مجدد، محدث، ملہم اور رسول سب کو شامل ہے۔پھر اس سے مراد نبوت ہی کیونکر ہوسکتی ہے؟

مرزا غلام احمد ایام صلح مندرج در روحانی خزائن ۱۴/ ۴۱۹ میں لکھتا ہے:

رسول کا لفظ عام ہے یعنی مجدد محدث ملہم بھی رسول ہیں۔

اسی طرح وہ نور القرآن مندرج در روحانی خزائن ۹/ ۴۴۴ میں لکھتا ہے

عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔

لہذا اولاً مرزا صاحب یا کسی قادیانی کا لفظ "رسول" کو مرزا صاحب کی نبوت

Marfat.com

خاصہ پر محدود کرنا بقول مرزا کے صریح شرارت ہے۔ کیونکہ قرآنی آیت میں تو کہیں ظلی نبوت ، بروزی نبوت ، امتی رسالت ونبوت کا ذکر نہیں تو اس رسالت سے مخصوص نبوت کو مراد لے کر حضرت خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت پر استدلال کرنا درست نہیں۔ جب دلیل دعوی کے مطابق نہیں ہے۔ تو خود بخود ساقط ہوگئی۔

ثانیا: آیت مذکورہ میں لفظ ''اصطفاء'' خود بتارہا ہے کہ یہ کسبی رسالت ونبوت نہیں ہے۔ یہ تو من جانب اللہ وہبی رسالت ہے جبکہ مرزا کی نبوت کسبی نبوت ہے ۔لہذا یہ دلیل بھی دعوی کے عدم توافق کی وجہ سے ساقط ہوگئی ہے۔

ثالثا: آیت مذکورہ میں لفظ ''یصطفی'' مضارع کا صیغہ ہے۔ جو کہ حال اور مستقبل دونوں پر دلالت کرتا ہے لیکن بیک وقت ایک ہی معنی پر اس کی دلالت ممکن ہے۔ یا تو وہ حال پر دلالت کرے یا مستقبل پر۔ اگر حال پر دلالت کرتا ہو تو معنی استقبال پر دلالت نہیں ہوسکتی اور اگر مستقبل پر دلالت کرے تو معنی حال پر دلالت ممکن نہیں۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ یہ آیت کریمہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ۔حق تعالی شانہ لوگوں کو یہ بتارہے ہیں کہ اللہ تعالی کی سنت انتخاب رسل میں یہ ہے کہ وہ جسے چاہیں بطور رسول انتخاب فرماتے ہیں۔ تو جس ذات عالی نے اپنے سابقہ رسولوں کا انتخاب فرمایا ہے اسی رب تعالی نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب فرمایا ہے۔ اور وہی تو رب ہے جس نے ان کے انتخاب کے بارے میں یہ بھی صریح فرمادیا کہ یہ رسول بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی ہیں۔

تو ''یصطفی'' کا کلمہ حال کیلئے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

Marfat.com

کے وقت کے عین مطابق ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ جس طرح اللہ تعالی نے انبیاء کا انتخاب فرمایا ہے اس نے اس حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نبی اور رسول آپ کے زمانہ میں اصطفاء فرمایا ہے۔اور اس کا بیان بھی قرآن نے بتا دیا کہ ان کا اصطفاء بطور رسول اللہ اور خاتم النبیین کے ہوا ہے۔

تو یہ آیت اپنے معنی میں ان تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کا جو اللہ تعالی کی طرف سے منتخب شدہ تھے اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بطور خاتم النبیین آئے انتخاب فرمانا بتا رہی ہے۔اس آیت کا حضرت خاتم النبیین کے بعد میں اصطفاء سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور نہ آپ کے بعد یہاں پر اصطفاء کا کوئی ذکر ہے۔اور نہ اس بات کا ذکر ہے کہ جس طرح اللہ تعالی پہلے اصطفاء کرتے رہے ہیں وہ مستقبل میں بھی اسی طرح اصطفاء کرتے رہیں گے۔اگر کسی کا بھی اصطفاء اللہ تعالی کی طرف سے ہونا ہوتا تو اس کی صراحت اور ذکر و بیان تو پہلوں کے ذکر سے زیادہ ضروری تھا کہ ان سے اس امت نے ملنا تھا پھر بعد والوں کا زمانہ مذکورہ آیت کے زمانہ نزول سے مستقبل ہی میں تھا مگر اس کا ذکر نا بالکل پید ہے۔

اس کی مثال ہمیں ایک اور قرآنی آیت میں یوں ملتی ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے

(کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکیم.شوری.۳)

اے پیغمبر! اللہ غالب وحکمت والا ہی آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف وحی کرتا ہے۔

Marfat.com

اس آیت میں لفظ ''یوحی'' فعل مضارع ہے۔اس میں حضرت خاتم النبیین اور آپ سے پہلے انبیاء کی وحی کا ذکر ہے۔یہ بعینہٖ ''یصطفی'' کی طرح ہے۔اس میں حضرت خاتم النبیین اور آپ سے پہلوں کے انتخاب کی تصریح ہے اور بعد والوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔کیونکہ اس آیت کا معنی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے رسولوں کا انتخاب فرمایا ہے اور اس زمانہ حال میں حضرت محمد رسول اللہ کا انتخاب ہوا ہے کسی دیگر کا نہیں ہے، مستقبل میں تو کسی کے انتخاب کا سوال ہی نہیں کیونکہ جن کا حال میں بیان ہو رہا ہے وہ خاتم النبیین ہیں۔آج مرزا غلام احمد کے دعوی کے وقت عہد میں تو آیت ماضی زمانہ کی حکایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی بعثت فرمائی گئی تھی۔قادیانیت کو تو اپنے مرزا کی نبوت اور جدید حالیہ نبوتوں کیلئے نئی آیت کو پیش کرنا ہوگا۔

سابقہ نبوتوں کا ذکر کسی طور پر ان کی نبوت یا مستقبلی نبوتوں کی حجت نہیں بن سکتی۔نیز ہمارا قادیانیت سے سوال ہے کہ جب تم نبوت کے دروازے کو بند نہیں کرنے دیتے تو بعثت خاتم النبیین سے مرزا غلام احمد تک کوئی نبوت بھی ثابت کر کے دکھاؤ۔اگر مرزا سے پہلے کسی کی بعثت نہ ہوئی تو مرزا غلام احمد کو بھی ایک صدی گذر گئی ہے۔اس کے بعد ہی کسی نبی کی بعثت ثابت کر دو۔پھر تمہارے نت نئے وہ آنے والے نبی کیسے ہوں گے؟ ہر ملک کے اعتبار سے یا شہر وقریہ کے اعتبار سے؟ نبوت کے جاری رہنے سے نبوت کے بھیجنے والے کے عمل کا کیا نتیجہ اور ماحصل ہے؟ ذرا اس کا جواب بھی سوچ لیں۔

Marfat.com

قادیانیت کے ہاں اجرائے نبوت کی تیسری دلیل

قادیانیت حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے استدلال کے طور پر تیسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔سورۂ نساء آیت ۶۹ میں آیا ہے:

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا.

''جوکوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ
نبیوں،صدیقین،شہداء اور صالحین کی معیت میں ہوگا.....

طریقۂ استدلال:

اس آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت سے امت محمدیہ میں انبیاء،صدیقین ،شہداء اور صالحین بننے کا ذکر ہے۔

جب مسلمان اللہ اور رسول کی اطاعت سے صدیقین،شہداء اور صالحین بننے کے قائل ہیں تو اطاعت سے نبی بننے کے کیوں منکر ہیں؟اس لئے جس طرح اطاعت سے صدیق،شہید اور صالح بنتے رہیں گے اسی طرح امت محمدیہ میں مطیع نبی بھی آتے رہیں گے۔

اس اعتبار سے یہ آیت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اجرائے نبوت کی دلیل ہے مگر وہ نبی، مطیع نبی ہوں گے جیسے مطیع صدیق، مطیع شہید

Marfat.com

اور مطیع صالح۔ جب تین درجوں کا حصول اطاعت سے ممکن ہے تو نبوت کا کیوں نہیں؟

مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت سے مطیع لوگوں کی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی معیت ورفاقت حاصل ہوگی۔ یہ غلط ہے بلکہ وہ خود ان چاروں درجات کو اطاعت سے حاصل کریں گے۔ اور یہاں پر لفظ ''مع'' اس معنی میں استعمال ہوا جس معنی میں آیت ''وتوفنا مع الابرار'' میں ہے کہ ہمیں ابرار میں سے بنا کر موت دینا۔

مناقشہ

ہم کہتے ہیں کہ:

اولاً:

یہ آیت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ صحابہ کرام اس کے نزول کے گواہ ہیں۔ پھر امت کے جملہ طبقات، وہ اصحاب رسول ہوں یا تابعین، یا تبع تابعین، ائمہ وفقہاء ہوں یا محدثین ومفسرین ومجددین (بلکہ وہ تمام مجددین جو قادیانیوں کے ہاں مجددیت میں مسلمہ ہے اور قادیانیت نے اپنی تالیف عسل مصفی میں مجدد شمار کیا ہے)۔ کسی نے بھی آج تک اس آیت کی یہ تفسیر بیان نہیں کی، نہ مرزا غلام احمد کی طرح اس آیت سے حضرت خاتم النبیین کے بعد اجرائے نبوت پر استدلال پیش کرنے کی جسارت کی ہے۔

لہذا قادیانیت کا نبوت تک پہنچنے کا استدلال صرف اس کی اپنی تحریف ہے جس

Marfat.com

میں امت کے کسی طبقہ کی اس کو حمایت حاصل نہیں۔اس اعتبار سے قادیانیت کا اجماع امت سے خروج خود بقول مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور پوری انسانیت کی لعنت کا موجب ہے۔(کیونکہ اجماع سے خروج کا بھی یہی حکم مرزا غلام احمد کا بیان کردہ ہے)

ثانیا:

خود مرزا غلام احمد کے مشہور شاگرد لاہوری قادیانی گروپ کے بانی اور صدر معروف قادیانی مفسر مولوی محمد علی نے خود ہی قادیانیوں کو اس خطرناک تحریف سے ڈرایا کہ ''منعم علیہ'' بندوں والی آیت میں لفظ نبی کے آنے سے انہیں عظیم ٹھوکر نہ لگنی چاہئے۔

وہ لکھتا ہے:

''یہاں نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے اور گویا کہ ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعے سے طلب کرتا ہے۔یہ ایک اصولی غلطی ہے ،اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں۔نبوت اول میں سے ہے۔پس مقام نبوت

Marfat.com

کیلئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے''۔

گویا مولوی محمد علی کے نزدیک منعم علیہ بندوں کی معیت کی دعا تو درست مگر نبوت کا مرتبہ پانے کی تمنا یا دعا کا تصور اس کے نزدیک گمراہی بلکہ اصولی غلطی ہے۔

ثالثا:

منعم علیہ بندوں والی آیت میں بیان شدہ ترتیب میں اولاً نبی ہیں، پھر صدیق ہیں، پھر شہداء ہیں پھر صالحین ہیں۔

قادیانیت ''واؤ'' کے ترتیب کیلئے آنے پر بہت زور دیتی ہے تو یہاں بھی ''واؤ'' ترتیب کیلئے ہے۔ ان کے ضابطے کے مطابق منعم علیہ، یا اللہ تعالی اور رسول کے مطیع بندے اولاً نبی بنتے ہیں۔ پھر صدیق پھر شہید پھر آخر میں صالحین۔

ہم قادیانیت کو دعوت تامل دیتے ہیں اگر :

''واؤ'' ترتیب کیلئے ہے تو وہ لازم آتا ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا ان کی ترتیب والا ضابطہ تو ان کے اپنے قول وعقیدہ سے ہی ٹوٹ گیا۔ لہذا یہ بات مسلم ہے کہ منعم علیہ بندوں میں سے اس آیت میں اول الذکر انبیاء ہیں پھر صدیق ہیں پھر شہید ہیں پھر صالحین ہیں۔ اور اللہ اور رسول کے مطیع کو ان کی معیت حاصل ہوگی مگر قادیانیت اس سے اطاعت سے ملنے والی نبوت کو جاری رکھنے کی دلیل بات کس وجہ سے کرتے ہیں۔

رابعا:

ہم کہتے ہیں کہ سورۂ نساء کی اس آیت میں جس سے قادیانیت نے اجرائے

Marfat.com

نبوت ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔وہ طاعت سے مذکورہ درجات کی معیت کے حصول کو بیان کررہی ہے جسے پوری صراحت سے حق تعالی نے شروع میں لفظ ''مع'' اورآخر میں لفظ ''رفیق'' لاکر متعین فرمادیا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:جوکوئی اللہ اور رسول کا مطیع ہوگا وہ نبیوں ،صدیقوں،شہداءاورصالحین کی معیت میں ہوگا جو بہترین رفقاء ہیں۔

قرآن نے تو مطیعوں کو نبیوں،صدیقوں،شہداء اور صالحین کی معیت کی بشارت دی ہے جنکی معیت بہترین رفاقت ہے۔یہاں سے مطیع کا نبی بننا کیسے ثابت ہوا؟

قادیانی تحریف

قادیانیت نے مذکورہ آیت کے الفاظ میں سے ''مع'' اورلفظ ''رفیق'' کو یکسر بھلاکراس میں یہ تحریف کی اوراللہ اوررسول کومطیع نبی ہوسکتا ہے اس طرح اس نے اس آیت میں الٹے معنی ڈال دیئے جس کوقرآن الحادفی آیات اللہ سے تعبیر کرتا ہے ۔قادیانیت کہتی ہے کہ ''مع'' اپنے معنی میں نہیں بلکہ ''من'' کے معنی میں چلا گیا ہے۔

لہذا جواللہ اوررسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں میں سے ہوگا،صدیقوں میں سے ہوگا،شہداء میں سے ہوگا اورصالحین میں سے ہوگا۔لہذا

اس امت محمدی کے مطیع نبی.........سابقہ نبیوں کے ساتھ

اس امت محمدی کے مطیع صدیق....سابقہ صدیقوں کے ساتھ

اس امت محمدی کے مطیع شہداء....سابقہ شہداء کے ساتھ

Marfat.com

پھر اس امت محمدی کے صالح.........سابقہ صالحین کے ساتھ

اور معیت ورفاقت جس کے بیان کیلئے یہ آیت نازل ہوئی اور پوری امت ،اصحاب رسول سے تاحال یہی معنی کرتی رہی ،قادیانیت نے اس سے یکسر خروج کرلیا۔اس کا یہ عمل اور تفسیر وتاویل نہیں بلکہ کھلی تبدیلی اور تحریف ہے۔

ایسا کیوں کیا؟

قادیانیت کا اسلوب ہے کہ وہ مسلم امت کے مسلمہ عقائد میں تشکیک پیدا کرنے کی خاطر خود قاعدے بنا کر اسے علماء امت کی طرف یا اپنے کسی عقیدہ وقول کو کسی سلف کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جس کی مثالیں ہم اسالیب قادیانیت میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

الحاصل قادیانیت کا یہ عمل کئی جرائم پر مشتمل ہے۔

۱۔اجماع امت سے خروج

۲۔الفاظ قرآنی میں الحاد وتحریف

۳۔مسلمہ عقائد میں تشکیک

۴۔انسانیت کی تضلیل

۵۔اپنے غیر شرعی عقائد کا اثبات

۶۔غیر شرعی عزائم کی تکمیل۔

ہمارا فریضہ

قادیانیت کے اس عمل میں اسے حریت رائے کا حق ہے تو ہمیں حریت تحقیق

Marfat.com

کا علمی حق ہے جسے استعمال کرنے سے اولاً: شرعی نصوص کا تحفظ ہوگا۔ ثانیا: قرآن کے مدلول کا تحفظ ہو۔ ثالثاً: مسلمہ عقائد کا تحفظ ہو۔ رابعا: انسانیت پر حق وصواب واضح ہوگا اور اس کا افصاح و بیان ہوگا۔ خامسا: عقائد صحیحہ کی تثبیت ہوگی۔ سادسا: غیر شرعی عمل کی اصلیت اور ایسا کرنے والے لوگوں کے عزائم پر لوگ مطلع ہوں گے۔ اور ہماری غرض ان سب سے نصیحت اور بھلائی ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام کا قول مبارک ہے: دین بھلائی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ: کس کیلئے؟ فرمایا: اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کیلئے۔

اللہ کی کتاب کی درست تفسیر و بیان اللہ کے ساتھ نصیحت ہے

سنت رسول کا صحیح بیان رسول اللہ کے ساتھ نصیحت ہے

اور اہل ایمان کے سامنے حق کا افصاح و بیان ان کے ساتھ نصیحت و بھلائی ہے۔

حق وصواب کیا ہے؟

اس عمل نصیحت کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ سورۂ نساء کی مذکورہ آیت میں قادیانیت نے عدل وانصاف، لغت اور سلف سب سے ہٹ کر یکسر الگ موقف اختیار کیا ہے۔ اس آیت کی صحیح اور صائب تفسیر یہ ہے کہ '' اس میں حق تعالی شانہ اللہ اور رسول کے مطیع کو چاروں درجات والوں یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کی معیت کی بشارت دیکر یہ بتارہے ہیں کہ یہ تمہارے بہترین رفیق ہیں۔ لہذا تم حق تعالی شانہ سے صراط مستقیم اور منعم علیہ بندوں کے راستہ پر چلنے کی

Marfat.com

دعا کرتے ہوتا کہ تمہیں ان کی معیت حاصل رہے جو بہترین رفاقت ہے۔

اس آیت میں ان مقامات کے حصول کا ذکر سرے سے ہی نہیں ہے۔ یہی جملہ مفسرین کی تفسیر ہے۔

ہم مزید تاکید کیلئے اس آیت کی شان نزول کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں تا کہ اس آیت کے صحیح مفہوم کے سمجھنے میں معاونت ملے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی (آزاد کردہ غلام) تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت فرماتے تھے۔ آپ کی فرقت کے تصور سے بھی گھبراتے تھے۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کا رنگ فک تھا، جسم میں کمزوری تھی، حزن وملال کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ: ثوبان! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: یارسول اللہ! مجھے کوئی بیماری یا تکلیف نہیں مگر جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا اشتیاق آپ کی طرف اور بڑھ جاتا ہے۔ میری وحشت اور گھبراہٹ اس وقت تک دور نہیں ہوتی جب تک آپ کی زیارت نہیں ہوتی ہے۔ پھر جب آخرت کا سوچتا ہوں تو یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ وہاں شاید آپ کو نہ دیکھ سکوں کیونکہ آپ تو اعلیٰ درجات میں حضرات انبیاء کے ساتھ ہوں گے اور میں تو اگر جنت میں داخل بھی ہوا تو بھی کسی دور کے درجہ میں ہوں گا۔ اور اگر نہ داخل ہوا تو پھر تو کبھی بھی آپ کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ اسی فکر نے میری یہ حالت کردی ہے۔

اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ جس نے انہیں مطمئن کردیا کہ اللہ اور رسول کے

Marfat.com

مطیع نبیوں، صدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت میں رہیں گے۔

اس شان نزول سے اس بات کی بھی تعیین ہو جاتی ہے کہ آیت کی نص اور نزول ہر دو ان اہل درجات کی معیت ہی کو متعین کر رہے ہیں۔ ان درجات کے حصول یا وصول پر اس کو حمل کرنا محض تحریف ہے۔

مزید تحقیق کیلئے۔

قرآن حکیم کی ایک آیت جو سورت حدید میں درجات کے حصول میں ہے جو ان درجات بیان کر رہی ہے وہ یوں ہے:

والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم.

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہی اپنے رب کے ہاں صدیقین اور شہداء ہیں۔

مؤمنین چونکہ اطاعت سے نبوت کو حاصل نہیں کر سکتے لہذا اس آیت میں جہاں ایمان والوں کے اطاعت سے درجات کو پانے کا بیان ہے، وہاں نبوت کا یکسر ذکر ہی نہیں ہے کیونکہ نبوت اطاعت سے حاصل ہونے والا منصب نہیں محض اللہ کا انتخاب ہے جس کا سلسلہ حضرت خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔

دعوت تامل

قرآن حکیم کی اس آیت نساء میں اطاعت سے نبوت ملنے کی تاویل قادیانی اگر ان کے ہاں مسلم ہے تو کیا یہ تمام درجات ظلی و بروزی ہیں یا اصلی اور حقیقی

Marfat.com

ہیں؟۔ اگر مطیع بندے اصلی صدیق اصلی شہید اور اصلی صالحین بن جاتے ہیں تو انہیں نبوت کیونکر ظلی اور غیر حقیقی، غیر تشریعی، غیر فعلی ملتی ہے؟۔ کس دلیل نے نبوت اور دیگر درجات میں تفریق کی ہے کہ اطاعت سے ملنے والی نبوت ظلی ہو مگر دیگر درجات حقیقی ہوں؟ کیونکہ حقیقی نبوت کا حصول تو قادیانیت کے ہاں بھی ممکن نہیں صرف ظلی نبوت مخصوص نبوت، بروزی نبوت، وغیرہ وغیرہ جتنی قسمیں نبوت کی وہ کرتے ہیں انہیں کا حصول ممکن ہیں جن میں سے بقول قادیانیت تین درجے تو حقیقی اور اصلی ہوئے مگر نبوت ظلی و بروزی ہوئی ہے جس قول کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حقیقت وحق یہی ہے کہ یہ آیت جیسا کہ اس کے صریح الفاظ اور اس کے شان ونزول سے واضح ہے محض اطاعت ربانی اور اطاعت رسول سے ان اصحاب درجات کی معیت ورفاقت کی خوشخبری دے رہی ہے ۔

کوئی امتی اطاعت سے نہ نبی پہلی امتوں میں بنا، نہ حضرت خاتم النبیین کے بعد بنے گا۔ انبیاء سابقین کا بھی اللہ تعالی نے انتخاب فرمایا اور سید الرسل کا بھی اسی نے انتخاب فرمایا اور انہیں خاتم النبیین بنا کر ان کے بعد بعثت نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند فرمایا۔ اسی لئے حضرت خاتم النبیین نے اپنے بعد ہر مدعی نبوت کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

دعوت تامل

ہم مکرر قادیانیت کی تاویل جو مخالف اجماع امت ہے اس سے متاثر ابنائے قادیانیت کو دعوت تامل دیتے ہیں کہ صحابہ کرام سے بڑھ کر مطیع رسول کون

Marfat.com

تھا؟ کون مخلص خادم اور محبّ رسول تھا؟ کون کامل فرماں بردار تھا؟

کیا ان میں سے کوئی اللہ کی اطاعت سے منصب نبوت حاصل کر سکا؟ یقیناً جواب نفی میں ہے۔تو ان کے بعد تا قیامت کوئی امتی اطاعت سے کبھی بھی اس منصب تک نہیں پہنچ سکتا جو خاتم النبیین پر ختم کیا جا چکا ہے۔

اول المؤمنین خلیفۂ رسول اللہ،صدیق اکبر تو بنے مگر امتی نبی یا مطیع نبی نہ بن سکے۔

خلیفۂ ثانی عمر بن الخطاب جن کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہی ہوتا۔وہ شہید ہوئے مگر مقام نبوت نہ پا سکے۔

تو کون ہے وہ تابع کامل،عاشق صادق،ان کے علاوہ جو کمال اطاعت سے اس مقام کو پا سکتا ہے؟

یاد رکھیں اطاعت سے نبوت کا تصور اسلامی نہیں نہ کسی دیگر آسمانی دین میں اس کا کوئی وجود ہے۔یہ صرف اور صرف غیر اسلامی،غیر سماوی قادیانی نقطۂ نظر ہے جس کی کوئی شرعی دلیل اور آسمانی حجت نہیں ہے۔

عجیب تناقض در قادیانیت اور کلام مؤسس

ایک طرف تو قادیانیت اطاعت سے نبوت کے منصب تک پہنچنے پر زور دیتی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ مرزا غلام احمد کے ان اقدامات اور کھلے بیانات کو آج تک حذف نہ کر سکی۔وہ لکھتا ہے:

''ہمارے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں

Marfat.com

اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں
آسکتا۔ اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے
گئے۔"

مرزا غلام احمد کے اس بیان نے قادیانیت کی جملہ تاویلات کو یکسر جھٹلا دیا بلکہ بقول قرآن کریم (ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا) تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سارا دھاگا محنت سے کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

یہی قادیانیت اور مرزا غلام احمد کے مذکورہ عمل کی نظیر ہے جو قرآن میں ثبت ہے۔

قرآن کریم قادیانیت کی تاویل کے خلاف

قرآن حکیم کی کتنی آیات میں وہی لفظ "مع" معیت کیلئے آیا ہے یعنی ایک دوسرے کے ساتھ ہونے کو بیان کرتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کا عین ہونے کیلئے ہرگز نہیں آیا۔ جس طرح مطیع بندہ نبوت کی معیت تو پا سکتا ہے مگر وہ عین نبی نہیں ہو سکتا۔

قرآن کہتا ہے:

☆ وہو معہم: اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ وہ ان میں سے ہو گیا

☆ انی معکم: میں تمہارے ساتھ ہوں۔ یہ ہرگز نہیں کہ اللہ فرشتوں میں سے ہو گیا

☆ ان اللہ معنا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔ اس کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ

Marfat.com

اللہ تعالی ہم میں سے ہوگیا۔

☆ان اللہ مع الصابرین: اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔اس کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالی صابرین میں سے ہوگیا۔

حدیث پاک قادیانیت کی تاویل کے خلاف

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مذکور ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں یہ دعا فرماتے رہے ۔مع الرفیق الاعلی فی الجنۃ۔ اسی طرح (مع الذین انعمت علیہم)اوراسی طرح آپ کا قول(مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین)۔

کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے رفیق اعلی (باری تعالی) بننے کی دعاء فرمائی؟یا نبی بننے کی دعاء فرمائی؟یا معاذ اللہ وہ صدیق نہیں تھے ،صدیق بننے کی دعا فرمائی؟وہ شہید نہیں تھے ،شہید بننے کی دعا فرمائی؟وہ صالح نہیں تھے،صالح بننے کی دعا فرمائی؟(العیاذ باللہ)

ابنائے ملت قادیانیت تامل کریں کہ ان کی تحریف کی زد کہاں کہاں پہنچتی ہے ۔’’مع‘‘ کے معیت کے معنی میں ہونے کی بیسیوں مثالیں قرآن وحدیث میں موجود اس قادیانی تحریف کی تکذیب کررہی ہیں۔

خود مرزا کا کلام قادیانی تاویل کی تکذیب میں

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

’’تم پنج وقتی نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرو’اہدنا الصراط

Marfat.com

المستقیم"۔ یعنی اے ہمارے خدا اپنے منعم علیہ بندوں کی
ہمیں راہ بتا۔ وہ کون ہیں؟ نبی اور صدیق اور شہید اور
صلحاء۔ اس دعاء کا خلاصہ مطلب یہی تھا کہ ان
چار گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ اس کے ساہ صحبت
میں آجاؤ اور اس سے فیض حاصل کرو"

مرزا کے اس صریح بیان نے منعم علیہ والی آیت سے حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد اجرائے نبوت پر استدلال کو خود ہی باطل کر دیا ہے کہ وہ ان کی معیت میں آئیں گے نہ کہ ان درجات کو پالیں گے۔

مرزا غلام احمد اپنے عربی منظوم میں اہل مکہ کیلئے دعا کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے

وفقکم اللہ معیة الأنبیاء والرسل والصدیقین
والشھداء والصالحین.

اللہ تعالی تمہیں نبیوں، رسولوں، صدیقوں، شہیدوں اور
صالحین کی معیت کی توفیق بخشے۔

نیز اس نے اہل مکہ کیلئے حمامة البشری ص ۹۶ مندرج در روحانی خزائن ۷/۳۲۵ میں یہ دعا کی ہے:

نسألہ أن یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء
والرسل والصدیقین والشھداء والصالحین

ہم اس سے یہ طلب کرتے ہیں کہ وہ تمہیں اپنی ملکوت
میں نبیوں، رسولوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کی معیت

Marfat.com

میں داخل کرے۔

ذرا غور کریں کہ کیا مرزا نے اہل مکہ کیلئے نبوت کی دعا کی تھی؟

مجددین کی تفسیر قادیانی تحریف کے خلاف

قادیانی امام رازی کو مجددین کی فہرست میں شمار کرتے ہیں۔ وہ ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں کیا کہتے ہیں؟ حکمت ربانی میں غور کیجئے کہ سینکڑوں برس پہلے اللہ تعالی نے ان کی زبان وقلم پر وہ جاری فرمادیا جس نے صراحت سے قادیانی تحریف کی تغلیط فرمادی۔

وہ ''من یطع اللہ والرسول'' یعنی منعم علیہ بندوں والی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ اللہ اور رسول کے مطیع انہیں درجات میں بعینہ ہوں گے کیونکہ یہ مستحیل ہے۔ پھر انہی کے قول نے آیت ''وتوفنا مع الابرار'' کی تفسیر میں بھی قادیانی تحریف کی قلعی کھول دی۔ وہ فرماتے ہیں:

اس آیت کی تفسیر اوران کی وفات ان کی معیت میں ہونا، کا معنی یہ ہے کہ وہ ان جیسے اعمال کر کے اس دنیا سے جائیں تاکہ قیامت کے دن ان جیسے درجات پاسکیں۔ جیسے کوئی شخص کہتا ہے: میں اس مسئلہ میں امام شافعی کے ساتھ ہوں۔ یعنی ان جیسی رائے رکھتا ہوں۔

حکمت ربانی

یہ تکوینی امر ربی ہے کہ آٹھ سو سال قبل امام رازی کے قلم سے حق تعالی شانہ نے قادیانیت کے اس استدلال کا ابطال کھلے الفاظ میں جاری فرمادیا ہے۔

Marfat.com

قادیانیت کے ہاں اجرائے نبوت کی چوتھی دلیل

قادیانی حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے استدلال کے طور پر چوتھی دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔سورۂ نور آیت ۵۵ میں آیا ہے:

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم. النور. ۵۵

اللہ تعالی نے تم میں سے اہل ایمان اور نیک اعمال والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور بضرور تم کو زمین پر خلافت دے گا جیسا کہ تم سے پہلے والوں کو خلافت دی تھی۔

طریقہ استدلال

اس آیت میں امت محمدیہ کے اندر یقینی طور پر خلفاء ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے ۔جیسا کہ پہلی امتون میں ان کی ذریت میں انبیاء کے خلفاء ہوتے تھے اور وہ بھی انبیاء ہی ہوتے تھے۔

تحقیق ومناقشہ

اس آیت قرآنی سے خلفائے رسول اکرم سے لیکر آج تک امت مسلمہ کے کسی فرد نے خلفاء سے مراد انبیاء نہیں لیا۔ نہ صحابہ کرام نے ،نہ تابعین اور تبع تابعین،نہ ائمہ مجتہدین،مفسرین ومحدثین اورفقہاء نے۔

بلکہ خود مرزا غلام احمد شہادۃ القرآن ص ۳۷ مندرج در روحانی خزائن

Marfat.com

۳۵۳/۶ میں لکھتا ہے:

''کیونکہ خلیفہ دراصل رسول کا ظل ہوتا ہے پس جو شخص
خلافت کو ۳۰ برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت
کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے''

پھر وہ اسی کتاب شہادت القرآن کے صفحہ ۵۹۔۶۰ مندرجہ روحانی خزائن ۳۵۵۔۳۵۶ پر رقمطراز ہے:

''نبی تو اس امت میں آنے کو رہے۔اب اگر خلفائے نبی
بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ
دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے''۔

مرزا غلام احمد جو قادیانیت کے مؤسس اور بانی ہیں۔اس کا یہ بیان قادیانیت کیلئے کافی ہونا چاہئے کہ وہ ان کے نزدیک ملہم ہے۔اس نے خود خلیفہ کو نبی کے معنی میں نہیں لیا ہے۔لہذا اس سے تمہارا اجرائے نبوت پر استدلال خود تمہارے بانی نے ہی باطل کر دیا ہے۔

جبکہ خلفائے راشدین،خلفائے بنی امیہ،خلفائے بنی عباس،خلفائے مسلمین میں سے کسی نے ادعاء نبوت کیا نہ اس سے اجرائے نبوت پر استدلال کیا ہے۔

بلکہ خلفائے راشدین ،اور ان کے بعد تمام طبقات امت ،وہ مفسرین ہوں یا ائمہ مجتہدین ہوں یا محدثین خلافت کے قائل اور

Marfat.com

آپ کے بعد نبوت کے باب ختم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

دعوت ناصحانہ

ہم نہایت اخلاص کے ساتھ ابنائے قادیانیت کو اجرائے نبوت اور ختم نبوت کے دلائل میں مقارنہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ ہمارے اس ترتیب شدہ مقالے کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو حق وحقیقت کو یقیناً پالیں گے۔

حق تعالیٰ شانہ انہیں اور جملہ انسانیت کو حضرت خاتم النبیین کے دامن سے جوڑے رکھے۔ اور انہیں حضرت رحمت للعالمین کے ظل عاطفت میں جگہ عطا فرمائے تاکہ وہ آخرت میں ظل رحمان میں آجائیں جس دن سوائے اس کے عرش کے کوئی ظل نہ ہوگا۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

یہ مبحث مندرجہ ذیل نقاط پر مشتمل ہے۔

۱۔ حضرت خاتم النبیین کی ختم نبوت اور آپ کے بعد اجرائے نبوت دو متضاد نظریات ہیں اور ہر نظریہ کے حامل افراد مستقل امت ہیں۔

۲۔ ہر صاحب نظریہ کے نظریاتی واجبات میں چند سوالات کے شرعی جوابات ہیں۔

۳۔ بقول قادیانیت مرزا کی نبوت مخصوص نوع کی نبوت ہے جس کی نظیر پہلوں میں نہ تھی۔ اس کا تقاضا ہے کہ اس کی دلیل بھی عام رسالت کی دلیل نہ ہو بلکہ خصوصی نبوت کی دلیل ہو۔ جب ایسا نہیں تو دلیل ساقط اور دعوی بھی باطل۔

۴۔ لوگوں میں سے رسل کا معنی اللہ کے انبیاء ورسول نہیں بلکہ دعاۃ ومبلغین ہیں۔

۵۔ مرزا کے اپنے پیروکاروں میں موجود اصولی اختلاف قابل تامل ہے۔

۶۔ معیت ایک کے دوسرے کا عین ہونے کا تقاضا نہیں کرتی۔

۷۔ قادیانیت کا اجماع امت سے ہٹ کر نصوص شریعت میں تحریف کی غرض اسلامی مسلمات میں تشکیک پیدا کرنا ہے۔

Marfat.com

نمبر14 از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

لفظ ''خاتم'' کا لغوی معنی و مفہوم

''خاتم النبیین'' ﷺ کا شرعی مدلول

بمعنی ''آخری نبی''

قرآن و سنت اور اجماع امت اسلامیہ کی روشنی میں

Marfat.com

خلاصہ مبحث

اس بحث میں مندرجہ ذیل امور بیان ہونگے۔

۱۔ لفظ خاتِم اور خاتَم کا لغوی معنی اور خاتم النبیین ﷺ کا مدلول ''آخرالنبیین ﷺ''

۲۔خاتم کا شرعی معنی اور قرانی مدلول جس میں سترہ آیات قرآنی کا حوالہ کے طور پر بیان ہوگا۔

۳۔سنت مطہرہ میں سے (۲۰) بیس احادیث کی روشنی میں خاتم النبیین ﷺ بمعنی آخری نبی کا بیان۔

۴۔امت مسلمہ کے مختلف طبقات جیسے

طبقہ صحابہؓ

طبقہ محدثین

طبقہ مفسرین

طبقہ فقہاء

طبقہ متکلمین

اہل سلوک وتصوف

کے نزدیک ''خاتم النبیین ﷺ'' کے مدلول کا بیان ۔

۵۔کتب قدیمہ سے ''خاتم النبیین'' کے مدلول کا بیان۔

۶۔قادینت کو دعوت تامل اور حق وصواب کو اختیار کر لینے کی دعوت۔

Marfat.com

تمہید۔

حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام مجید میں آقائے نامدار فخر موجودات سید الرسلؐ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی ذکر کر کے اس اسم کے مبارک مسمّٰی کے لئے جس خصوصی اعزاز کا ذکر فرمایا ہے وہ یوں ہے۔

" ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين "

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی اعزاز، ان کا ''خاتم النبیینؐ'' ہونا ہے۔

خاتم کا لغوی مفہوم۔

اس آیت کریمہ میں لفظ ''خاتم'' تا کے فتحہ کے ساتھ یعنی ''خاتَم'' اور تا کے کسرہ کے ساتھ یعنی ''خاتِم'' دونوں طرح آتا ہے۔ خاتَم اور خاتِم دونوں کے مشترکہ معانی مندرج ذیل ہیں

(۱) نگینہ مہر جس پر نام کندہ ہو (۲) انگوٹھی جو انگلی میں پہنی جاتی ہے (۳) قوم کا آخری یہ اکثر مستعمل ہے (۴) گدھی کے نیچے کا گڑھا (۵) گھوڑے کے پاوں میں تھوڑی سی سفیدی۔

Marfat.com

(۶) خاتَم کے ساتھ خاص معنی۔۔مھر کا نقش جو کاغذ پر طبع ہوتا ہے۔(یہ خاتِم کا معنی نہیں ہے)

(۷) خاتِم کے ساتھ خاص معنی۔۔جس سے کسی شئی کو ختم کیا جائے۔(یہ خاتَم کا معنی نہیں ہے)

ان سات معانی میں مستعمل یہ دونوں خاتَم اور خاتِم ہیں مگر پہلے پانچ معانی دونوں میں مشترک ہیں اور نمبر ۶ خاتَم کے ساتھ خاص ہے جب کہ نمبر ۷ خاتِم کے ساتھ خاص ہے۔

آیت ختم النبیینؐ میں معنی خاتم کا تعیّن۔

قرآن کریم میں ''خاتم النبیینؐ'' ہونا جناب محمد رسول اللہ کی صفت اور اعزاز ہے لہذا اس میں انگوٹھی، نگینہ یا مہر حقیقی طور پر مراد نہیں ہو سکتے ہیں نہ ہی گدی کا گڑھا اور گھوڑے کے پاوں کی سفیدی کا کسی عقل مند کو وہم بھی ہو سکتا ہے نہ ہی مہر کا نقش معنی بن سکتا ہے، صرف دو کا احتمال رہ جاتا ہے ایک ''آخری'' دوسرا جس سے ''ختم'' کیا جائے۔لہذا اس آیت میں حضرت محمد رسول اللہ کے خاتم النبیینؐ ہونے کا معنی ''انبیاء کا آخری اور انہیں ختم کرنے والا'' رہ گئے جب قرآن میں ت کے فتحہ اور کسرہ ہر دو طرح آیا ہے تو خاتم کو ''ت'' کے فتحہ سے پڑھیں گے تو اس کا معنی خاص ''آخری'' ہے اور جب خاتم کو ''ت'' کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنی خاص ''ختم کرنے والا'' ہے۔

اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ انبیاء علیہم السلام کے

Marfat.com

سلسلہ کی آخری کڑی ہیں اور جناب محمد رسول اللہ اس سلسلہ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔

لغت اور عقیدہ امت مسلمہ۔

محض عربی لغت میں نظر کرنے والا منصف اس نتیجہ پر آسانی سے پہنچ جاتا ہے کہ جب جناب محمد رسول اللہ بنص قرآن ''خاتم النبیین'' ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرف نبوت پانے والے بنی نوع انسانوں میں سے آپؐ ہی وہ آخری انسان ہیں جنہیں اس اعزاز سے اللہ کی طرف سے یوں نوازا گیا ہے کہ ان کے بعد کسی انسان کو نبوت کا منصب عطا نہیں کیا گیا ہے، نہ عطا ہوگا۔ پھر جب جناب محمد رسول اللہؐ خاتِم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرف نبوت پانے والوں کے سلسلہ کو آپؐ نے ختم فرمادیا۔ اور آپؐ کے بعد کوئی انسان نبوت ربانی کا منصب نہیں پاسکتا کہ یہ سلسلہ ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذات گرامی پر ختم فرمادیا ہے۔

اگر کوئی منصف اور طالب حق محض عربی لغت کو ہی دیکھ لیں تب بھی وہ امت مسلمہ کے عقیدہ کی صحت کے لئے کافی ہے کہ جناب محمد رسول اللہؐ سلسلہ نبوت کے آخری ہیں، اور وہ اس سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں یعنی وہ سب انبیاء سے آخر میں آئے اور ان پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔

علمائے تفسیر اور خاتم النبیینؐ کا مفہوم۔

ا۔ علامہ راغب اصفہانی ''مفردات القرآن'' میں کہتے ہیں۔

آپ کو خاتم النبیینؐ فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ کی آمد سے نبوت کا سلسلہ ختم فرمایا

Marfat.com

گیا ہے۔ اسی مفردات کے بارے میں علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ قرآنی لغات میں اس جیسی کوئی تصنیف موجود نہیں (یاد رہے کہ امام سیوطیؒ کا نام قادیانیوں نے مجددین کی فہرست میں درج کیا ہے)

۲۔ سیدہ ''محکم'' میں کہتے ہیں اور ہر شئی کا خاتم یا خاتمہ آخری ہونا ہے۔

۳۔ علامہ آلوسیؒ ''روح المعانی'' میں کہتے ہیں کہ ''خاتَم'' اسم آلہ ہے جس کے معنی ہے مہر لگانے کا آلہ جیسے ''طابع'' اسم آلہ ہے جس سے طبع کرتے ہیں تو خاتم النبیینؐ کے معنی ہے جس سے انبیاء کے سلسلہ کو مستقل طور پر بند کر دیا گیا ہے لہذا آپؐ نبوت ربانیہ کے ختم کرنے والے ہیں۔

۴۔ علامہ ازہری نے ''تہذیب'' میں لکھا ہے کہ خاتَم اور خاتِم آنحضرتؐ کے مبارک ناموں میں سے ہیں قرآن حکیم میں ارشاد ہے 'ما کان محمد ابا احد من رجا لکم ولکن رسول الله و خاتم النبین ''خاتم النبیین'' یعنی انبیاء علیہم السلام میں آپؐ آخری ہیں۔

۵۔ ''لسان العرب'' میں ہے حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم یا خاتم کا معنی آخری ہونا ہے

لغوی ضابطہ یہ ہے کہ لفظ خاتِم یا خاتَم جب قوم کی طرف مضاف ہو تو معنی قوم کا آخری ہوگا اور مضاف الیہ بتائے گا کہ وہ کس کا آخری ہے؟۔

۶۔ ''تاج العروس'' میں ہے کہ خاتم اور خاتم آنحضرتؐ کے اسماء میں سے ہیں اور آپ کی ذات گرامی وہ ہے جن کی آمد سے سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔

Marfat.com

۷۔''مجمع البحار''میں ہے کہ خاتَم اور خاتِم آنحضرتؐ کے نام ہیں خاتَم ''ت'' کے فتحہ سے معنی ہے''آخری''اور خاتِم''ت'' کے کسرہ سے معنی ہے وہ جس نے اس سلسلہ کو ختم کیا گیا ہے۔

۸۔ابوالبقاء نے''کلیات''میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی اکرمؐ کا نام نامی خاتم الانبیاء اسلئے ہوا کہ خَاتَم قوم کا آخری ہوتا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین''تو اس آیت نے وضاحت فرمادی کہ آپؐ کا نام خاتم النبیینؐ اس لئے ہے کہ آپؐ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

صاحب کلیات لکھتے ہیں کہ جب قرآن حکیم نے آنحضرتؐ کے بعد کسی کی نبوت کی نفی فرمادی جو عام ہے تو اسمیں آنحضرتؐ کے بعد کسی کی رسالت کی نفی بھی بطور اولی ہوگی کیونکہ عام کی نفی سے خاص کی خود بخود نفی ہو جاتی ہے لہذا جناب محمد رسول اللہ کے بعد کسی قسم کا تشریعی یا غیر تشریعی رسول نہیں آسکتا۔

ائمہ لغت کی ان تصریحات سے لفظ خاتَم اور خاتم النبیینؐ کا مفہوم متعین اور خوب واضح ہوگیا کہ خاتم کا معنی آخری اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا ہے۔

آنحضرتؐ کا افضل النبیین ہونا مع خاتم النبیین ہونے کے

قرآن حکیم کی آیت مذکورہ جس میں آپؐ کے لقب خاص''خاتم النبیین''کا بیان ہے

Marfat.com

یہ اس امر کے لئے نص قطعی ہے کہ آپ ؐ نبوت ورسالت ربانی سلسلہ کی آخری کڑی ہیں آپ ؐ کی آمد کے بعد اللہ تعالی کی طرف سے کسی شخص کو کسی بھی قسم کی نبوت ورسالت نہیں ملے گی آپ ؐ کا آخری نبی ہونا آپ ؐ ہی کا خصوصی اعزاز ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ ؐ کا افضل الرسل ہونا آپ ؐ کا دیگر شرف ہے اور یہ دونوں آپ ؐ کی ذات گرامی میں جمع ہیں۔ آپ ؐ کا آخری نبی ہونا آپ ؐ کے افضل الرسل ہونے کے منافی نہیں اور نہ ہی آپ ؐ کا افضل الرسل ہونا آپ ؐ کے آخری نبی ہونے کے منافی ہے ،دونوں آپ کے شرف واعزاز ہیں اور ہر دو کو قرآن حکیم نے الگ الگ بیان فرمایا ہے۔

سبھی جانتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ایک جگہ باری تعالی کی طرف سے لئے گئے اس عہد ومیثاق کا ذکر موجود ہے جو انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا اور ہر نبی سے اس نبی کی اطاعت اور نصرت کا عہد لیا گیا جو سب کے بعد آنے والے ہیں، یعنی سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں اور تمام انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو گویا افضل الرسل تو وہی ہے جو خاتم النبیین ؐ ہیں ہماری غرض اس جگہ صرف اسی امر کا بیان کرنا ہے کہ خاتم اور خاتم کے الفاظ لغت میں وضع اور قرآن میں استعمال ہی صرف آخری اور ختم کرنے والے میں ہوئے ہیں پھر یہ لفظ ''خاتم یا خاتم ہمارے آقا ومولی جناب محمد رسول اللہ ؐ کے اسمائے مبارکہ ہیں جو سلسلہ نبوت کے آخری ہیں اور اسے ختم کرنے والے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ لغت عربی میں جو لفظ دو معنوں کے لئے ہو اسے مشترک کہتے ہیں اور جو ایک ہی متعین معنی کے لئے وضع ہو اسے خاص کہا جاتا ہے اور یہ لفظ خاتم یا خاتم

Marfat.com

مشترک نہیں ہے۔لغت میں خاتَم کا لفظ دو معنوں ''آخر اور افضل'' کے لئے وضع نہیں ہوا کہ وہ دونوں کا احتمال رکھے پھر یہ گنجائش ہو کہ ایک فریق ''آخری'' معنی مراد لے لے اور دوسرا فریق ''افضل'' کا معنی مراد لے لے جیسے کہ بعض قادیانی حضرات کہتے ہیں۔

پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ ''افضل'' کا لفظ مادہ ''ختم'' سے مشتق نہیں اور نہ آخری کا لفظ مادہ فضل سے مشتق ہے ۔لہذا قادیانیت کا لفظ خاتم کو افضل اور آخری میں مشترک قرار دینا باطل اور دجل ہے۔نیز خاتم میں آخری اور افضل ہر دو معنوں کا اشتراک ہے ہی نہیں۔اس میں اشتراک ثابت کرنا سراسر جہالت ہے۔

دجل

یاد رکھنے کے لئے نہایت اہم نقطہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لفظ کو مجازی طور پر کسی معنی میں استعمال کرے تو اس مجازی استعمال کو اس لفظ کا معنی نہیں کہا جاتا ہے ہے جیسے کہ

کسی شخص نے بہادر آدمی کو ''شیر'' کہہ دیا۔

یا مکار آدمی کو ''لومڑی'' کہہ دیا۔

یا بہت باتیں کرنے والے کو ''کوا'' کہہ دیا۔تو اس مجازی استعمال کی وجہ سے لفظ شیر کا معنی بہادر، یا لومڑی کا معنی مکار، یا کوّا کا معنی باتونی نہیں ہوگا۔کوئی عقل مند ایسے کہے گا، نہ ہی یہ تسلیم کرے گا کہ اب لغت میں شیر لفظ بہادر مرد اور جنگل کا بادشاہ ہر دو میں مشترک ہے۔یا لومڑی کا معنی لغت میں مکار شخص اور جانور ہر دو میں مشترک

Marfat.com

ہے یا کوے کا لفظ با تونی شخص اور پرندے میں مشترک ہے۔

لوگ اگر مبالغہ کے طور پر کسی شخص کو اس کے کثیر علم کی بناء پر یہ کہہ دیں کہ فلاں صاحب ''خاتم العلماء'' ہیں کہ ان پر علم ختم ہے یا فلاں محدث خاتم المحدثین ہیں کہ ان پر فن حدیث ختم ہے۔ یا فلاں فقیہ خاتم الفقہاء ہیں کہ ان پر فقاہت ختم ہے یا فلاں خطیب خاتم الخطباء ہیں کہ ان پر خطابت ختم ہے۔ اس کا یہ ہرگز ہرگز مطلب نہیں کہ خاتم افضل اور آخری میں مشترک ہے کیونکہ مجازی طور پر کسی لفظ کا مدلول اس کا لغوی معنی نہیں ہوتا جس طرح لغت میں شیر کا لفظ جنگل کے بادشاہ میں اور بہادر میں مشترک نہیں پہلے میں حقیقت اور دوسرے میں مجاز ہے، اسی طرح خاتم کا لفظ افضل عالم، افضل محدث، یا افضل فقیہ یا افضل مفسر یا افضل خطیب اور آخری عالم، آخری خطیب، آخری محدث میں ہر دونوں میں مشترک نہیں بلکہ ایک میں حقیقت اور ایک میں مجاز ہے۔

بندہ اگر کسی کو خاتم المحدثین، خاتم المفسرین یا خاتم القضاء وغیرہ کہہ دے تو اس کا معنی یہ نہیں کہ اب کوئی محدث کوئی مفسر کوئی فقیہ کوئی عالم پیدا نہیں ہوگا یا کوئی خطیب پیدا نہیں ہوگا کیونکہ بندہ عالم الغیب نہیں وہ تو صرف مبالغہ کے طور پر ہی یہ کہہ رہا ہے کہ یہ فن فلاں پر ختم ہے جو حقیقت کے خلاف ہے اس کو کیا خبر کہ اس زمانے میں دیگر کس قدر اس فن کے ماہر ہیں یا اس کے بعد اس فن میں کیسے کیسے ماہر پیدا ہونگے؟ کتنے بڑے بڑے خطیب، کتنے بڑے بڑے فقیہ، کتنے بڑے بڑے محدث، کتنے بڑے بڑے مفسر موجود ہیں یا آئندہ پیدا ہونگے کسی انسان کا کسی کو کسی فن میں آخری بتانا اس کی صرف دو ہی صورتیں۔ ا۔ مبالغہ کے طور پر کہنا ۲۔ سراسر جھوٹ کہنا

Marfat.com

۔ کیونکہ یہ بات بڑی واضح ہے کہ کوئی انسان عالم الغیب نہیں تو پھر اس کا یہ کہنا یا تو مجازاً ہے یا مبالغہ کے طور پر ہے۔ حقیقت نہیں ہوگا۔ یا وہ جھوٹ بول رہا ہے اور اس امر میں رائے زنی کر رہا ہے جو اس کے علم کے احاطہ سے باہر ہے۔

جب کہ اللہ تعالی کی ذات عالم الغیب ہے اس کا علم ہر شئے پر محیط ہے اسے علماء، خطباء، فقہا، اور محدثین کا علم ہے کتنے علماء کتنے محدث، کتنے فقیہ، کتنے خطباء، کتنے مفسرین، دنیا میں ہیں یا آئندہ پیدا ہونگے یہ سب باری تعالی کے علم میں ہے وہی اللہ تعالی ہے جو نبیوں کو نبوت اور رسولوں کو رسالت عطا کرنے والا ہے اب اگر اللہ تعالی کسی کو آخری نبی کہے تو یہ کہنا مبالغہ نہیں نہ معاذ اللہ کذب ہے بلکہ عین حق وصواب اور سراسر حقیقت ہی حقیقت ہے کیونکہ یہ فرمان عالم الغیب اللہ کا ہے اب اللہ جل مجدہ فرمائے کہ یہ شخص اس سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا: وہ ''خاتم النبیین ؐ'' ہیں تو یہ فرمان باری تعالی سراسر حقیقت ہے، یہ عالم الغیب کا قول ہے نبی بھیجنے والے کا اور نبی بنانے والے کا فرمان ہے ماضی، حال اور مستقبل کو جاننے والا اس کا قائل ہے لہذا اس کا معنی صرف اور صرف یہی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں وہ سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں ان پر نبوت ورسالت ربانی حقیقی طور پر ختم ہے یہ مبالغے کے لئے نہیں کہ اس کو مجازی طور پر افضل کے معنی لے کر آپ کے بعد کسی کی جھوٹی نبوت کو سہارا دیا جائے اس احتمال کو ہی خود خاتم النبیین ؐ ہی نے لا نبی بعدی فرما کر جڑ سے اکھاڑ دیا تا کہ کوئی شخص دجل کر کے حق وباطل کو خلط نہ کر سکے۔

Marfat.com

خاتمیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآنی بیان کی طرف

اجمالی اشارہ

قرآن حکیم کی تمام وہ آیات جو حضرت محمد رسول اللہؐ کی رسالت و نبوت کے پوری انسانیت کے لئے ہونے اور آپؐ کی شریعت کے، آپؐ کے دعویٰ نبوت سے لے کر قیامت تک کے لئے جملہ انسانیت کے لئے دستورِ حیات ہونے کو بیان کرتی ہیں۔ وہ سب آیات آپ کی خاتمیت بمعنی آخری نبی ہونے کو بیان کر رہی ہیں جیسے ارشاد باری تعالی

"قل یایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا"

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالی کا رسول ہوں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے

"وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین "

ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے

"ومارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً"

ہم نے آپ کو جملہ انسانیت کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

الفاظ قرآنیہ جمیع "عالمین" اور "کافۃ للناس" کے الفاظ بلا تخصیص و استثناء پوری انسانیت کو شامل ہیں وہ جس زمانے میں ہوں، جس خطۂ ارض پر مقیم ہوں، جس

Marfat.com

زبان اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں، سبھی کے لئے جو ذات اقدس نبی اللہ، رسول اللہ اور اسوۂ حسنہ ہے وہ جناب محمد رسول اللہ کی ذات گرامی ہی ہے۔

اس قرآنی اجمال کی کچھ تفصیل

اب ہم قرآن حکیم کی ان آیات کے بارے میں جو جناب محمد رسول اللہؐ کے ''آخری نبی'' اور ساری ''انسانیت کے نبی'' اور رسول اللہ ہونے اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کے پوری انسانیت کی شریعت ہونے پر دلالت کرتی ہیں ان کا کچھ تفصیلی بیان کرتے ہیں۔

آیت نمبرا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''ماکان محمد اباا حد من رجا لکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین''

حضرت محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

قرآن حکیم کی آیت ''خاتم النبیینؐ'' میں ہمارے نبی اکرمؐ کا جو خصوصی اعزاز ہے اس کا مفہوم ومدلول خود ذات خاتم النبیین اور اصحاب رسولؐ کے نزدیک کیا ہے؟ اس کا مطالعہ پیش ہے۔

ا۔ مشہور محدث ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں خلقت میں سب انبیاء سے اول اور بعثت میں سب انبیاء سے آخر میں ہوں۔ خاتم النبیین کا یہ مفہوم خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

نزدیک متعین ہے۔ اب آپؐ کی تفسیر کے بعد آپؐ کے خلاف میں کسی کی تفسیر یا تاویل محض تحریف ہی ہوگی جسے قرآن حکیم نے الحاد فی آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے کہ کوئی شخص قرآنی الفاظ کے ایسے معنی بتائے جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے معنی کے خلاف ہوں۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کیا کسی کی تاویل لائق التفات ہوگی؟ ہرگز نہیں۔

۲۔امام سیوطیؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے ''خاتم النبیین'' کی تفسیر میں یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ''حق تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر انبیاء کو ختم فرمادیا اور آپؐ کو آخری نبی کے طور پر مبعوث فرمایا ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر میں وہ فرماتے ہیں:

''ختم اللہ النبیین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان آخر من بعث. الخ'' (الدر المنثور فی التفسیر بالماثور ۶:۶۱۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد پر انبیاء کو ختم فرمایا۔ وہ آخری انسان ہیں جو نبی مبعوث ہوئے....اس کا یہ صاف مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت سے نہیں نوازا، نہ نوازے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قرب قیامت آئیں گے تو ان کو نبوت کا منصب تو آنحضرتؐ سے پہلے عطا ہوا ہے، آپؐ کے بعد نہیں، آپ کے بعد یہ اعزاز کسی کو بھی نہ ملے گا۔

امام سیوطیؒ نے شعبیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے پاس ایک شخص نے کہا ''صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین لا نبی بعدہ'' اللہ تعالیٰ کی رحمت

Marfat.com

ہو جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جو خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یاد رہے کہ امام سیوطیؒ کا یہی مذہب ہے کہ خاتم النبیین وہ ہیں جنکے بعد کوئی نبی نہیں اور امام سیوطیؒ کا نام قادیانیت کے ہاں مجدّدین کی فہرست میں شامل ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ امام سیوطیؒ نے اپنی اس تحقیق کی نسبت کو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور اپنے سے پہلے سلف صالحینؒ کی طرف سند متصل سے بیان فرمایا ہے۔

یاد رہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر نبوی، تفسیر صحابہ کرامؓ، تفسیر تابعینؒ کے بعد کسی کی تحریف لائق التفات نہیں ہو سکتی۔

۳۔ امام طبری حضرت قتادہؒ سے اللہ تعالی کے ارشاد گرامی ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کی تفسیر میں یوں نقل فرماتے ہیں ''کہ اللہ نے انہیں رسول اللہ اور آخری نبی بنایا''

۴۔ امام طبری نے ''آیت خاتم النبیین'' کی تفسیر میں فرمایا

''ولکنه رسول الله وخاتم النبيين الذی ختم النبوة فطبع عليها ،فلا تفتح لاحد بعده الى قيام الساعة ،وبنحو الذی قلنا قال اهل التاويل''

لیکن آپؐ رسول اللہ ہیں اور خاتم النبیینؐ ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا اس پر ایسی مہر لگا دی کہ آپؐ کے بعد قیامت تک وہ کسی کے لئے نہیں کھلے گی۔

نیز امام طبری فرماتے ہیں ''یہی جملہ اہل تفسیر نے خاتم النبیینؐ کا مفہوم بیان فرمایا ہے، ابن جریر طبری نے حضرت علی بن الحسینؒ کا ''خاتم النبیین'' کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ''خاتَم النبیین'' اور ''خاتِم النبیین'' ہر دو کا مدلول یہی ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں۔

Marfat.com

۵۔زمخشری ''کشاف'' میں لکھتے ہیں کہ خاتَم تاء کے فتحہ سے کا معنی ہے ''مہر لگانے والا آلہ'' اور ''نقش کرنے کا آلہ''۔اور خاتم تاء کے کسرہ کے ساتھ ''ختم'' کا اسم فاعل ہے جس کا معنی ہے ختم کرنے والا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات سے بھی اسی کی تقویت ہورہی ہے۔ ان کی قرات یوں ہے: (ولکن نبیا ختم النبیین) ''لیکن آپؐ ایسے نبی ہیں جنہوں نے انبیا کا سلسلہ ختم فرمادیا''۔

پھر زمخشری ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ آپ کہیں گے کہ آپؐ کس طرح آخری نبی ہیں جب کہ عیسی بن مریم آخری زمانے میں نازل ہونگے؟

تو اسکے جواب میں وہ خود ہی فرماتے ہیں کہ مَیں کہتا ہوں کہ: آپؐ کے آخرالانبیاء ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی اور عیسی علیہ السلام کو تو آپؐ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔

اس طرح قادیانیت یا دیگر کسی فرقہ کا حضرت عیسیؑ کے حضرت خاتم النبیین کی بعثت کے بعد دوبارہ اس دنیا میں آمد پہ اعتراض کہ یہ ختم نبوت کے منافی ہے اس کا جواب زمخشری نے نہایت ہی آسان اور واضح اسلوب میں دے دیا ہے۔

٦۔سید آلوسی ''روح المعانی'' میں خاتم النبیین کا مدلول یوں بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے خاتم ہونے کا صاف معنی یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے اس اعزاز سے موصوف ہونے کے بعد اس کائنات میں انس وجن میں سے کوئی دیگر شخص وصف نبوت سے موصوف ومتصف نہیں ہوسکتا اور اس امر پر پوری امت مسلمہ کا ایسا پختہ اجماع ہے جس میں کسی کو کوئی اشکال نہیں ہے اسی پر قرآن وسنت شاہد ہیں۔اسی پر

Marfat.com

ایمان لانا اہل ایمان کا واجب ہے۔ اس عقیدہ ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔

رہا حضرت عیسیٰؑ کا نزول تو وہ اس عقیدہ کے اس لئے منافی نہیں کہ انہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شرف نبوت سے نوازا گیا ہے۔

۷۔ تفسیر خازن میں ''خاتم النبیین'' کا مفہوم یوں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالی نے انبیا کو آنحضرتؐ پر ختم فرمادیا لہذا نہ آپؐ کے بعد کسی کی نبوت ہوگی نہ آپؐ کے ساتھ کسی کی نبوت ہوگی۔

۸۔ امام نسفیؒ خاتم النبیین کے معنی میں کہتے ہیں کہ خاتَم تاء کے فتحہ کے ساتھ طابع کے معنی میں آتا ہے جس کا مطلب ہے ''آخری'' یعنی آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد کسی کو شرف نبوت سے نہیں نوازا جائے گا۔ رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ آپؐ سے پہلے نبی بنائے گئے ہیں اور خاتِم تاء کے کسرہ کے ساتھ طابع اور ختم کرنے والے کے معنی میں ہے۔

۹۔ زرقانی نے المواہب الدینہ کی شرح میں ''خاتم النبیین'' کی تفسیر میں لکھا ہے۔ یہ آنحضرتؐ کا خصوصی اعزاز ہے کہ آپؐ انبیاو مرسلین کے خاتم ہیں یعنی آخری نبی ہیں اللہ تعالی نے ان پر سلسلہ نبوت ختم فرمادیا ہے۔

۱۰۔ امام احمدؒ اور ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی اکرمؐ نے فرمایا رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی سو اب میرے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ نیز فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ختم نبوت کے خلاف نہیں کہ وہ آپ سے پہلے نبوت کے شرف سے شرف یاب ہوئے ہیں اور جب تشریف لائیں گے تو آپؐ ہی کے

Marfat.com

دین پر ہونگے۔

۱۱۔قاضی عیاضؒ "خاتم النبیین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں "کہ جس کسی شخص نے خود اپنے لئے نبوت کا دعوی کیا یا نبوت کو کسی طریقے سے پالینا روا رکھا یا نبوت تک قلب کی صفائی سے پہنچنا جائز کہا، جیسے کہ فلاسفہ اور غالی صوفی کہتے ہیں پھر اسی طرح ان میں سے کسی نے نبوت کا دعوی کر دیا اور یہ کہا کہ اسے وحی ہوئی ہے چاہے اس نے نبوت کا دعوی نہ بھی کیا ہو یا یہ کہا ہو کہ وہ آسمان پر چڑھا وہ جنت میں داخل ہوا، اس نے حورعین سے معانقہ کیا تو ایسے تمام لوگ کفار ہیں اور وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کیونکہ آپؐ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ وہ "خاتم النبیین" ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں پھر آپؐ نے تو اللہ تعالی کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ وہ "خاتم النبیین" ہیں اور تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر مبعوث ہوئے ہیں۔لہذا "خاتم النبیین" ہیں تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر ہی پر محمول ہوگا اور اس کا مفہوم متعین ہے اس میں کسی تاویل یا تخصیص کی گنجائش ہی نہیں ،لہذا ایسے تمام گروہ کے کفر میں قطعی طور پر اجماع ہو چکا ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔

۱۲۔امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ " آنحضرت ﷺ کے "خاتم النبیین" ہونے سے پوری امت یہی سمجھتی ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد ہمیشہ کے لئے نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی رسول ہوگا اور اسمیں کوئی تاویل نہیں کوئی تخصیص نہیں اگر اسمیں کوئی دیگر تاویل کرے تو اسکا قول قابل اعتبار نہیں کیونکہ وہ ایسی قرآنی نص کا منکر ہے جس میں کسی تاویل یا تخصیص کی ہرگز ہرگز گنجائش ہی نہیں ہے"۔

Marfat.com

یہاں تک تو ہم نے آیت ''خاتم النبیین'' میں وارد لفظ ''خاتم النبیین'' کے قطعی مفہوم کو جناب رسول اللہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ ائمہ مجتہدین اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں بیان کر دیا ہے۔

دوسری آیت برائے تعین مراد خاتم النبیین بمعنی آخری نبی

قرآن حکیم کی سورۃ المائدہ میں جو آیت جناب نبی اکرمؐ کی خاتمیت رسالت اور اسلام کے خاتمیت شریعت ہونے پر کھلی دلیل ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین پسند کیا۔

اس آیت کے بارے میں ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ''یہ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے کہ اس نے ان کے دین کو مکمل فرما دیا اور وہ اب اس کے سوا کسی دیگر دین کے محتاج نہ ہونگے نہ اپنے نبی علیہ اسلام کے علاوہ کسی دیگر نبی کے محتاج ہونگے اسی لئے انہیں ''خاتم الانبیاء'' بنایا گیا ہے۔

آیت اکمال دین کا شان نزول

آیت اکمال دین حجۃ الوداع میں جمعہ کے روز میدان عرفات میں نازل ہوئی اسکے بعد آنحضرتؐ اسی روز تک زندہ رہے اور آپؐ پر حلال وحرام میں سے کوئی امر

Marfat.com

نازل نہ ہوا۔

الغرض قرآن حکیم کی یہ آیت امت محمد یہ پر باری تعالی کی طرف سے احسان عظیم کا اعلان کررہی ہے جسکے بارے میں یہود نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ تم ایسی آیت کی تلاوت کررہے ہو کہ اگر ہم میں نازل ہوتی تو ہم اس دن کو بطور عید کے مناتے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا ''میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ کہاں پر نازل ہوئی؟ اور جناب رسول اللہؐ اس وقت کہاں تھے؟ واللہ یہ آیت آنحضرتؐ پر عرفات میں نازل ہوئی اور جمعہ کے دن نازل ہوئی اسکے نزول میں ہماری دوعیدیں جمع ہوگئیں ایک یوم عرفہ، دوسرا یوم جمعہ۔

بعض راویوں نے حضرت عمرؓ کا یہ جملہ بھی روایت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے اسے ہمارے لئے عید بنایا۔

خازن نے تو حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن ہماری پانچ عیدیں جمع ہوگئیں

(۱) جمعہ، (۲) عرفہ، (۳) یہود کی عید، (۴) نصاری کی عید، (۵) مجوس کی عید جو اس سے قبل ایک دن میں کبھی بھی جمع نہیں ہوئیں تھیں اور نہ آئندہ ایک ہی دن میں یہ عیدیں جمع ہونگی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امت محمدیہ ایسی خصوصیت سے مشرّف ہوئی ہے جس کا اعتراف اہل کتاب نے بھی کیا ہے اور امت کے دین کا بایں طور کامل ہونا ہے کہ یہ امت قیامت تک اپنے عقائد کے باب میں اخلاق کے باب میں عبادات کے باب میں اور معاملات کے باب میں نیز اپنے سیاسی نظام میں اپنے اقتصادی نظام میں

Marfat.com

اپنی دنیاوی معاش میں یا آخرت کے امور میں کسی دیگر شریعت کی یا کسی دیگر نبوت کی محتاج نہ ہوگی پھر اسمیں امت مسلمہ کے دین کے تا قیامت باقی رہنے کی بھی بشارت ہے پھر یہ کہ اس دین میں اب قیامت تک نسخ نہ ہوگا یہ قیامت تک مٹ نہ سکے گا، قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ میں اس کی مخاطب امت مسلمہ اس عظیم شرف سے مشرف ہوئی پھر دین کا کمال اور نعمت ربانی کا اتمام بذات خود جناب نبی کریمؐ کی ''ختم نبوت'' کی عظیم الشان ظاہر و باہر قوی دلیل ہے کہ دین محمدؐ کے بعد کوئی دین نہیں اور نبوت ورسالت محمدیہؐ کے بعد کوئی نبوت ورسالت نہیں شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت نہیں گویا خاتم الانبیاء خاتم الادیان کے ساتھ مبعوث کیے گئے جن کی امت بھی خاتم الامم قرار پائی۔ اسی آیت کا یہی مفہوم جملہ مفسرین قرآن اور ان تمام مجددینِ دین کے ہاں مسلم ہے جنکی مجددیت کو قادیانیت بھی تسلیم کرتی ہے انہی مجددین حضرات میں سے ابن اکثیرؒ، فخر الدین رازیؒ، امام غزالیؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، حافظ ابن حجرؒ، ملاعلی قاریؒ، امام محمد بن عبدالوہابؒ، اور امیر صنعانیؒ، محدث عبدالعزیز دہلویؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ ہیں ان سب کے اسمائے گرامی قادیانی تصنیف ''عسل مصفی'' میں مجددین کی فہرست میں درج ہیں۔

تیسری آیت/آیت عہد و میثاق

سورت آل عمران میں ارشاد باری تعالی ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثمّ جاء کم رسول مصدّق لما معکم لتومننّ به و لتنصرنّه (آل

Marfat.com

عمران: ۸۱)

اور جب اللہ تعالی نے نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ تمہیں جو کتاب وحکمت عطا کی ہے پھر تمہارے سب کے بعد ایک رسول آئے جو تمہارے سب کے ساتھ جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ تمہیں ضرور بضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور بضرور اس کی مدد کرنا ہوگا۔

اس آیت میں اس عظیم عہد و میثاق کا ذکر ہے جو ازل میں اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے اپنے آخری رسولؐ کے بارے لیا جسکا عنوان قرآن کریم نے یہ بتایا کہ صاحب ختم رسالت اگر تمہاری حیات میں مبعوث ہوئے تو تمہیں ان پر ضرور بالضرور ایمان لانا ہوگا اور انکی یقینی طور پر مدد کرنا ہوگی، مذکورہ آیت کی تفسیر میں جملہ مفسرین نے یہی فرمایا ہے۔

زرقانی کہتے ہیں کہ: ''اللہ تعالی نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے کا عہد و پیمان لیا۔ قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے افضل الرسل اور آخر الانبیاء ہونے کی دلیل ہے کیونکہ وہ ذات گرامی جس کیلئے تمام نبیوں سے ایمان ونصرت کا عہد لیا گیا وہ ذات گرامی سب سے آخر میں آئے گی۔ اسی لئے ارشاد ربانی ہے۔

''ثم جاء کم رسول'' تمہارے بعد ایک رسول آئیں گے ،،

حق تعالی شانہ کی طرف سے یہ نص صریح ہے کہ صاحب افضلیت صاحب آخریت ہیں یعنی سب سے افضل وہی ہیں جن کی بعثت سب سے آخر میں ہوگی، تو

Marfat.com

افضل الرسلؐ، خاتم الرسلؐ ہی ہیں ۔قرآن حکیم کی رو سے جملہ انبیاء ربانی کو یہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے افضل اور آخری نبی ہونے کا بتایا گیا تھالہذا جناب محمد رسول اللہ آخریت اور افضلیت دونوں شرف کے حامل ہیں آیت خاتم النبیینؐ اگر آپؐ کے آخری نبی ہونے میں نص قطعی ہے تو یہ آیت میثاق آپؐ کی افضلیت اور آخریت ہر دو باب میں نص قطعی ہے اب کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ افضلیت وآخریت میں فصل کر سکے اور کہے کہ وہ آپؐ کو افضل تو مانتا ہے مگر آخری نہیں اور خاتم النبیینؐ کو افضل النبیین ہونے کے معنی میں مانے ،جس طرح قادیانیت کا دجل ہے کہ قادیانی جب آپؐ کو خاتم النبیین کہتے ہیں تو آخریت کی نفی کے ساتھ کہتے ہیں اور مسلمان آپ کو آخری اور افضلی دونوں وصف کے ساتھ مانتے ہیں۔

چوتھی آیت ۔

قل یایھا النّاس انّی رسول اللـه لیکم جمیعاً لـه ملک السماوات والارض (الاعراف :۱۵۸)

پانچویں آیت۔

تبارک الّذی الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیراً (الفرقان: ۱)

چھٹی آیت۔

وارسلناک للناس رسولا (النساء: ۷۹)

Marfat.com

سا تویں آیت۔

ان هو الا ذکر للعالمین (یوسف : ۱۰۴)

یہ تمام آیات قرانیہ ختم نبوت کے مفہوم کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا خاصہ یہ ہے کہ ان کی بعثت عمومی اس کائنات کے جملہ انسانوں کے لئے ہے اور وہ تمام عالم کے جملہ مکانوں اور زمانوں کو شامل ہے۔

آپ ؐ کی بعثت آپ ؐ کی رسالت اور شریعت کے عموم میں کوئی تخصیص یا استثناء نہیں انس و جن کا کوئی فرد آپ ؐ کی دعوت سے خارج نہیں ،آپ ؐ قیامت تک تمام زمانوں کے لئے اللہ کے آخری نبی بنکر مبعوث ہوئے ہیں۔

اس لئے آپ ؐ تمام انبیاء رسولوں کے بعد مبعوث ہوئے ہیں آپ ؐ کی نبوت و رسالت کے عموم نے انسانیت کو کسی بھی دیگر نبوت سے مستغنی کر دیا اور آپ ؐ کی لائی ہوئی شریعت کے شمول نے انہیں کسی دیگر شریعت سے مستغنی کر دیا ہے اسی لئے آنخضرت ؐ نے فرمایا: ''میں اسکا بھی نبی ہوں جس نے مجھے زندگی میں پالیا اور اسکا بھی ہوں جو میرے بعد پیدا ہوا''

ابن کثیرؒ کہتے ہیں یہ ''خاتم''یعنی آخری نبی ہونا آنخضرت ؐ کا اعزاز خاص ہے ۔

آٹھویں آیت

قرآن حکیم کی آیت ''و اوحی الی هذا القرآن لا نذرکم به ومن

بلغ"

(الانعام : ۱۹)

''آپ فرما دیجئے کہ میری طرف یہ قرآن وحی ہوا تا کہ میں تمہیں اور جن تک یہ قرآن پہنچے سب کو اللہ تعالی سے ڈراؤں''۔

یہ آیت بھی اس باب میں نصِ قطعی ہے کہ آنحضرتؐ پر نازل شدہ قرآن قیامت تک کے جملہ انسانوں کا دستور حیات ہے یہ آیت قرآن حکیم کے خاتم الکتب ہونے پر حجت قطعی ہے اور صاحب قرآن کے آخری نبی ہونے پر بھی حجت قطعی ہے جن کے بعد کوئی نبوت نہیں نہ کسی پر وحی ربانی نازل ہوگی کیونکہ خاتم الشرائع اللہ تعالی کی طرف سے خاتم النبیینؐ پر اتر چکی ہے جو خاتم الامم کا قیامت تک کے لئے دستور حیات ہے۔

نویں آیت

ارشاد ربانی ہے۔

"ومن یکفر به من الاحزاب فالنار موعده "(هود:۱۷)

''اور گروہوں میں جو اس کا انکار کریگا تو آگ ہی اس کا ٹھکانہ ہے''

جملہ مفسرین جنہیں قادیانیت نے بھی مجددیت کا درجہ دیا ہے بیک زبان کہتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ''الاحزاب'' (گروہوں) سے مراد تمام اقوام عالم ہیں ۔لہذا اس آیت نے تمام اقوام عالم کی جہنم سے نجات کو صرف اور صرف جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں منحصر کر دیا ہے لہذا البشریت کسی دیگر نبی و مرسل کی محتاج

Marfat.com

نہیں رہی۔

دسویں آیت

ارشاد ربانی ہے۔

"یاایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فآمنو خیرا لکم "(النساء: ۱۷۰)

"اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق لیکر رسول آ چکے ہیں تم ایمان لے آ و تمہارے لئے خیر ہے"

جملہ مفسرین اور مجددین ملت کے نزدیک اس آیت میں "الرسول" سے مراد جناب محمد رسول اللہ کی ذات گرامی قدر ہے انہی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور "الحق" سے مراد وہ دین اسلام ہے جسے خاتم النبیینؐ لائے ہیں اور "النّاس" سے مراد تمام انسان ہیں پھر جب پوری بشریت کی خیریت جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں ہے، تو جناب خاتم النبیینؐ کی بایں طور بعثت بھی بذات خود عقیدہ ختم نبوت کی پختہ دلیل قرار پائی۔

گیارہویں آیت۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔

"وماارسلناک الا رحمۃللعالمین" (الانبیاء:۱۰۷)

"ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

یہ آیت دووجہوں سے عقیدہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے ۔

Marfat.com

پہلی وجہ۔اس میں آپ کی عمومی بعثت کا بیان ہے جسے یہ امر لازم ہے کہ ایسی صاحب نبوت ہستی آخری نبی ہی ہیں۔

دوسری وجہ۔اس آیت نے اللہ تعالیٰ کے پختہ فیصلہ کا اعلان فرمادیا ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اوران پر تمام جہانوں کے لئے ایمان لانا نجات کی ضمانت ہے، دارین میں سعادت کی ضمانت ہے تو پھر کسی کو کس بنیاد پر کہنے کا حق ہے کہ کوئی دوسرا شخص ان کے قائم مقام ہو گیا جسے ماننا نجات کی ضمانت ہے۔

جس طرح کہ آج قادیانیت اپنے ذرائع ابلاغ عامہ پر کھلے عام یہ اعلان کرتی ہے کہ دنیا کا امن اور انسانیت کی نجات آسمانی مبعوث مرزا غلام احمد کی ذات کو قبول کرنے سے وابستہ ہے۔اگر معاذ اللہ ایسی بات درست ہو تو حق تعالیٰ شانہ کا مذکورہ آیت میں اعلان غلط ہوا۔

جب اللہ تعالیٰ کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں رحمت للعالمین ہونے کا اعلان سچ اور حق ہے تو پھر کسی دیگر آسمانی مبعوث کا اعلان وہ قادیانیت کا ہو یا کسی دیگر کا لغو و باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے رحمت للعالمین ہونے کے اعلان کرنے کے بعد کس صراحت سے یہ بات ثابت ہوگی آپؐ کے بعد کوئی ہستی نہیں جس پر بطور نبوت ایمان لانا واجب ہو اور اس کا انکار کفر ٹھہرے پھر انسانیت کی سعادت کسی دیگر کی نبوت پر ایمان لانے سے وابستہ رہے۔

لہذا آیت رحمت نے ضمنی طور پر ثابت کردیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم

Marfat.com

النبیین ہیں یعنی آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔

بارہویں آیت۔

ارشادِ ربانی ہے۔

ومن یشاقق الرّسول من بعد ما تبیّن له الهدی ویتّبع غیر سبیل المومنین نولّه ما تولّی ونصله جهنّم وساء ت مصیرًا

(النساء:۱۱۵)

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد جب حق اس پر ظاہر ہو جائے اور اتباع کرے غیر مؤمنین کے راستے کی تو ہم اسے متوجہ کریں گے وہاں جہاں وہ متوجہ ہے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے جو کہ برا ٹھکانا ہے۔

اگر آنحضرتؐ کے بعد کسی دیگر نبوت نے چلنا ہوتا تو آنے والا دو حالتوں سے خالی نہیں۔

اولاً۔ اس آیت کے مقتضی کے مطابق وہ ''سبیل المومنین'' پر چلنے والا ہو۔

ثانیاً۔ وہ اپنی نبوت کے مقتضی کے مطابق لوگوں کو اپنی اتباع کی دعوت دے۔

پہلی صورت۔ اگر مدعی نبوت اہل ایمان کے راستے کا کاربند ہوا تو یہ منصب نبوت کے منافی عمل ہے۔ نبی مومنین کا پیروکار نہیں ہوتا وہ تو دوسروں کو اپنی پیروی کی دعوت دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

ومارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله (النساء:٦٤)

Marfat.com

''ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ اللہ کے حکم سے دیگر کا مطاع ہو''
یعنی دیگر اس کی پیروی کریں نہ کہ وہ دیگر کی پیروی کرے، لہذا اس آیت نے بتایا کہ آنحضرت خاتم النبیینؐ کے بعد سبیل المومنین کا تارک شخص وعید کا مستحق ہے۔

دوسری صورت۔ اگر وہ کسی کا مطیع نہیں تو مذکورہ انجام اگر دوسرے اس کے متبع نہیں تو پھر وہ مطاع بھی نہیں بلا حاجت نبی ٹھہرا تو یہ امر بھی حکمت شارع کے خلاف ہے کہ وہ بغیر ضرورت کسی کو نبی بنادے۔

لہذا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعی نبوت ہر دو صورتوں میں خائب وخاسر ہوگا۔ مطیع نہ ہو کے بھی اور مطاع نہ ہو کے بھی۔

''سبیل المومنین'' کا مطیع نہ ہوا تو ارشاد ربانی ہے'' نولّہ ما تولّی ونصلہ جھنّم''۔ یہ فیصلہ ہے اور مسلمان بالاجماع اس عقیدے پر قائم ہیں کہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد انسانوں کو کسی نئی نبوت کی ضرورت ہی نہیں۔

لہذا قادیانی حضرات کو بھی ہم دعوت تامل دیتے ہیں کہ اس باب میں وہ ''سبیل المومنین'' کو ہی اختیار کریں اور اسے ترک کر کے اس وعید سے خود بھی بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائیں جو سبیل المومنین کے تارکین کے لئے قرآن کریم نے تحریر فرمائی ہے۔

تیرہویں آیت۔

اہل جنت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

ثلّة من الاوّلين *و قليل من الآخرين (الواقعة:۱۳، ۱۴)

Marfat.com

وہ پہلوں میں سے کثیر اور پچھلوں میں سے قلیل ہیں۔

اس آیت کریمہ میں ''الآخرین'' کا کلمہ امت محمدیہ پر بولا گیا ہے، یہ وہ امت ہے جن کا نبی آخری نبی ہے اور وہ خود آخری امت ہیں، حضرت خاتم النبیین کے بعد نبی نہیں ہوگا اور آخرالامم کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

ابن جریر طبری اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اللہ جل ذکرہ نے پہلی امتوں سے کثیر جماعت کا اور امت محمدیہ سے قلیل کا ذکر فرمایا، اور وہ امتوں میں سے آخری ہیں کیونکہ ان کے نبی حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے آخری ہیں یہی پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

ہم ابنائے ملت قادیانیت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ امت مسلمہ کے اس اجماعی عقیدہ کو اختیار کر کے صفِ امت محمدیہ میں شامل ہو جائیں قرآن وسنت اس باب میں امت مسلمہ کی تائید میں ہیں اور امت کے مفسرین ومجددین بھی اسی پر قائم رہے ہیں۔امت سے خروج یا سلف صالحین کے مسلک سے عدول ہرگز ہرگز مفید نہ ہوگا۔

چودہویں آیت۔

اہل جنت کے بارے میں پھر ارشاد ربانی ہے۔

ثلّة من الاوّلين *و ثلّة من الآخرين (الواقعة:٣٩:٤٠)

وہ پہلوں میں سے کثیر ہیں اور اور آخرین میں سب سے بھی کثیر ہیں۔

اس آیت میں پہلوں اور پچھلوں ہر دو کی کثرت کا بیان ہے اللہ تعالی کا امت

Marfat.com

محمدیہ کو آخری امت قرار دینے کا اعلان ان کے نبی کے آخری ہونے کا بھی اعلان ہے کیونکہ امت کی تشکیل نبی کی نسبت سے ہوتی ہے۔

اس آیت میں پہلوں کے شان نزول میں جو مفسرین نے ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یوں ہے کہ پہلی امتیں اہل جنت میں مجموعی طور پر جس کثیر تعداد میں ہوں گی ۔اور امت محمدیہ بذات خود ان سب کے مجموعہ سے کم ہوگی ۔اس مفہوم کو پہلی آیت میں ذکر کردیا گیا ہے مگر چونکہ امت محمدیہ کی تعداد فی نفسہ بھی بہت زیادہ ہوگی لہذا دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ حقیقت میں آخری امت کی بذات خود تعداد کثیر ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک طویل حدیث کے آخر میں فرمایا کہ: ''میں نے جنابؐ محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپؐ فرمارہے تھے۔کیا تم راضی ہو کہ پورے اہل جنت کا ربع (چوتھائی) حصہ تم ہو؟ ہم نے کہا ہاں یارسول اللہؐ پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم راضی ہو کہ اہل جنت کا ثلث (دوتہائی) حصہ تم ہو ؟ تو ہم نے کہا ہاں یارسول اللہؐ پھر آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہوگے ۔ہم نے تکبیر کہی تو آنحضرت ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''ثلۃ من الاوّلین * وثلۃ من الآخرین'' کہ اہل جنت سابقہ امتوں میں سے بھی کثرت سے ہونگے اور آخرین میں سے بھی کثرت سے ہونگے۔

Marfat.com

پندرہویں آیت۔

ارشاد ربانی ہے۔

الم نھلک الاوّلین *ثمّ نتبعھم الآخرین

(المرسلات: ت١٦: ١٧)

"کیا ہم نے اولین کو ہلاک نہیں کر دیا پھر ہم آخرین کو ان کے پیچھے لائیں گے"

اس ارشاد گرامی کی تفسیر میں جملہ مفسرین لکھتے ہیں کہ اولین سے مراد ان تمام سابقہ امتوں کے کفار ہیں جو حضرت خاتم النبیینؐ سے پہلے گذرے اور آخرین سے مراد امت احمدیہ کے کفار ہیں۔اس میں بھی لفظ اول نے لفظ آخر کا واضح معنی متعین کر دیا ہے کہ جس نبی کے منکر آخری منکرین ہیں وہ نبی آخری نبی ہیں ان کو ماننے والے آخری امت ہیں ان کے نہ ماننے والے آخری منکرین ہیں حضرت خاتم النبیینؐ پر ایمان لانے والے مومنین کو آخری امت ہونے کا اور نہ ماننے والوں کو آخری منکرین ہونے کا وصف اس طرح ملا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔

اب آیت کا مفہوم یہ ہوگا ہمارا معاملہ پہلے منکرین اور آخری منکرین کی ہلاکت کے باب میں ایک ہوگا، اس آیت قرآنی نے بھی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کو وضاحت سے یہاں بیان فرمادیا ہے۔

Marfat.com

سولھویں آیت۔

ارشاد ربانی ہے۔

وان تسألوا عنها حين ينزّل القرآن تبد لكم (المائدہ:۱۰۱)

اور اگر تم ان کے بارے میں نزول قرآن کے وقت پوچھ لو تو تم پر ظاہر کر دیا جائے۔

اس آیت میں بیان اشیاء کیلئے حین ینزل القرآن کی قید بڑھا کر بتایا گیا کہ نزول قرآن کے بعد کوئی ذریعہ وحی کی صورت سے بیان احکام کا باقی نہ رہے گا۔ یہ آیت نزول قرآن کے بعد انقطاع وحی کا اعلان کرتی ہے۔

سترھویں آیت۔

ارشاد ربانی ہے۔

هو الّذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحقّ ليظهره على الدّين كلّه (سورۃ الفتح:۲۸۔سورۃ التوبہ:۳۳۔سورۃ الصّف:۹)

اللہ تعالی وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تا کہ تمام ادیان پر اسے غالب کر دے۔

یعنی حق وہی ہے جسے محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے جس کی غرض تمام ادیان پر اسی کا غلبہ ہے تو وہ حق جسے تمام ادیان پر غالب آنا ہو اسے لانے والا تمام انبیاء کا آخری نبی ہی ہوتا ہے جس کے بعد اللہ تعالی کی طرف سے کوئی نبی یا رسول نہیں آتا۔

ہم نے ان چند آیات قرآنیہ کو بایں طور ترتیب دیا ہے کہ ہر ذی عقل وشعور یہ

Marfat.com

سمجھ لے کہ حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیینؐ ہونے کا مفہوم کیا ہے؟ اور وہ ہے ان کا آخری نبی ہونا۔

قرآن حکیم کے نازل کرنے والے کی ''اس اعزاز عالی مرتبت سے کیا مراد ہے؟ اور وہ ہے اس اعزاز والے کا آخری نبی ہونا۔

خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ارشاد گرامی نازل ہوا وہ اس سے کیا سمجھے تھے؟ حضرات صحابہ کرامؓ کو کیا سمجھ آئی؟ اس کے بعد تابعین اور پوری امت مسلمہ کے علماء عوام وخواص آنحضرتؐ کے خاتم النبیینؐ ہونے سے ان کا آخری نبی ہونا ہی مراد لیتے ہیں۔

قرآن حکیم کی آیات سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر حضرت مفتی محمد شفیعؒ کی کتاب ''ختم نبوت''میں مزید تفصیل ملے گی۔ نیز ہمارے ساتھی فاضل نوجوان جناب مولانا محمد سیف الرحمٰن صاحب، مدرس گوجرانوالہ نے قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ہر سورت سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر استدلال کیا ہے اس موضوع پر ان کی کتاب کا مطالعہ بھی نہایت مفید رہے گا۔

مذکورہ تفصیل کا پھر سے اجمال

☆ عربی زبان میں لفظ خاتم کی وضع اور لغت میں اس کے استعمال ہر دو سے اس لفظ کا معنی صرف اور صرف آخری ہی ہے۔

☆ قرآن حکیم میں ''خاتم النبیین'' کا وصف تمام انبیاء میں سے خصوصی طور

Marfat.com

پر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی اعزاز خاص ٹھہرا ہے۔

☆ اس لئے جملہ اہل اسلام اور دنیا کے ذی عقل وشعور تمام انسان سلسلہ نبوت کی آخری کڑی صرف اور صرف بلا استثناء جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔

☆ آیت خاتم النبیین آپ کے آخری نبی ہونے میں نص قطعی ہے۔ یہ الفاظ قطعی الثبوت ہیں ان کا مدلول ومفہوم بھی قطعی ہے جس میں کسی دیگر معنی کی گنجائش ہے ہی نہیں۔

☆ قادیانیت کی اللہ کے قطعی ارشاد (خاتم النبیین) کو جو قطعی الثبوت بھی ہے اور قطعی المدلول بھی ہے۔ اسے ظنی المفہوم بنانے کی سعی کرنا اور حضرت محمد رسول اللہ کے بارے میں ارشاد علام الغیوب ''خاتم النبیین'' کو غیب نہ جاننے والی مخلوق کسی انسان کے کسی دیگر کے بارے قول ''خاتم المحدثین'' یا ''خاتم المفسرین'' پر قیاس کرنا خاتم النبیین کے شرعی مفہوم میں تشکیک پیدا کرنا ہے جو لغت عربی، قرآن کریم کے اسلوب، مذکورہ ودیگر آیات قرآنیہ، خود منزل قرآن (ذات باری تعالی) اور مہبط قرآن (ذات رسول اقدس ﷺ) شہود قرآن حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین ائمہ محدثین، مفسرین، علمائے اسلام اور جمہور امت محمدیہ کے ہاں مسلّمہ عقیدہ سے فرار ہے۔ یہی اللہ تعالی کے ہاں الحاد فی آیات اللہ ہے کہ اس کے کلام میں اس کی متعین مراد سے ہٹ کر اپنی مرضی کے معنی ڈالنا ہے اور یہ حق تعالی کے نزدیک آیات اللہ کا انکار ہی ہے۔

دوسری طرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل النبیینؑ ہونا بھی خود

Marfat.com

قرآن حکیم نے بیان کر دیا ہے۔ قرآن نے انہیں رحمت للعالمین فرمایا، قرآن حکیم ہی نے ان پر تمام انبیاء علیہم السلام سے ان پر ایمان لانے اور انکی نصرت کے پختہ عہد و میثاق کا بیان کیا ہے، جس طرح ان پر نبوت کا سلسلہ ختم ہے ان پر شرف رسالت بھی ختم ہے، آپ پر خاتمیت زمانی اور مرتبی ہر دو ختم ہیں، یعنی آخریت وافضلیت دونوں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں جمع ہیں، یہ آپ کیلئے دو متناقض وصف نہیں ہیں۔

مزید یاد رہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی آخریت کا منکر یعنی آپ کو آخری نبی نہ ماننے والا کبھی بھی آپ ؐ کی افضلیت کا قائل نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن نے صاحب افضلیت، صرف اور صرف صاحب آخریت کو بتایا ہے۔ لہذا یہ کذب صریح ہے کہ کوئی شخص آپ کو آخری نبی تسلیم کرنے سے انکار کرے پھر کہے کہ میں تو انہیں افضل نبی ہی مانتا ہوں، آخری نہیں۔ جیسے کہ قادیانیت کا عقیدہ ہے۔ اس لئے ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم اس امر کو عوام وخواص پر خوب واضح کر دیں کہ جناب محمد رسول اللہ کی افضلیت پر ایمان شرعاً اس وقت قابل تسلیم ہوگا جب ان کی آخریت پر ایمان ثابت ہوگا۔ یہی آیات قرآن کریم کا ماحصل ہے جو عقیدۂ ختم نبوت کو بیان کر رہی ہیں۔

Marfat.com

ختم نبوت فی الحدیث

احادیث نبویہ کا لاتعداد مجموعہ جو مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتا ہے اسکا مکمل طور پر استیعاب تو بہت دشوار ہے لیکن اس کا کچھ حصہ مختصراً یہاں ترتیب دے رہے ہیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا۔ اس معنی میں کہ وہ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد سلسلۂ نبوت بند ہے۔ اس کو جاری رکھنے والے قرآن کی طرح احادیث مصطفیٰ کے بھی خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ احادیث کے ذخیرہ کو دیکھ کر بلا تامل یہ کہا جاسکتا ہے کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں۔

﴿۱﴾

عن أبی هريرة :أن رسول الله ﷺ قال:ان مثلی ومثل الأنبياء من قبلی كمثل رجل بنی بيتا فأحسنه وأجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة وأنا خاتم النبيين (رواه البخاری فی كتاب الأنبياء ومسلم فی الفضائل وأحمد فی مسنده والنسائی والترمذی)

Marfat.com

وفی بعض ألفاظه فکنت أنا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل هکذا فی الکنز عن أبی العساکر.

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ آراستہ و پیراستہ کیا مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پس لوگ اس کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں خاتم النبیین ہوں۔

﴿۲﴾

عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول الله ﷺ مثلی ومثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فأتمها الا لبنة واحدة فجئت أنا فأتممت تلک اللبنة (رواه مسلم

Marfat.com

وأحمد)

اسکا حاصل اور ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گذرا ہے

-

﴿۳﴾

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ مثلی ومثل الأنبياء من قبلی كمثل رجل بنی بيتاً فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة؟ قال: فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين. (رواه الشيخان والترمذی وبن ابی حاتم)

اسکا حاصل اور ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گذرا ہے

-

﴿۴﴾

عن أبی حازم قال قاعدت ابا هريرة خمس سنين فسمعته يحدث عن النبی ﷺ قال كانت

Marfat.com

بنو اسرائیل تسوسهم الأنبیاء
کلما هلک نبی خلفه نبی و انه لا
نبی بعدی

حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ رہا میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود انکے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر فرماتے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿۵﴾

عن جبیر بن مطعم أن النبی ﷺ
قال : ان لی أسماء أنا محمد و أنا
الماحی الذی یمحوا الله بی
الکفر و أنا الحاشر الذی یحشر
الناس علی قدمی و أنا العاقب)
و العاقب الذی لیس بعد نبی(رواه
البخاری و مسلم)

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

Marfat.com

میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی اللہ تعالی میرے ذریعے سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آئے گی اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

﴿٦﴾

عن أبی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لقد كان فيما مضى قبلكم من الأمم محدثون فان يک فی أمتی احد فانه عمر بن الخطاب .

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے پس میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔

﴿٧﴾

عن سعد بن أبی وقاص قال قال رسول الله ﷺ لعلی رضی الله عنه :أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسي . وفی لفظ المسلم:(الا انه لا نبی بعدی)

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے
حضرت علی سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم
میرے ساتھ ایسے رہو جیسے حضرت ہارون موسیٰ کے ساتھ؟
اور مسلم کے روایت میں ہے (مگر میرے بعد کوئی
نبی نہیں ہوسکتا۔)

﴿۸﴾

عن ثوبان قال: قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم :وإنه
سيكون في أمتي كذابون ثلاثون
كلهم يزعم أنه نبي وأنا خاتم
النبيين لا نبي بعدي) (رواه أحمد
وأبو داؤد)

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ
میرے امت میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ہر ایک
دعوی کریگا کہ وہ نبی ہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے
بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

﴿۹﴾

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن

Marfat.com

رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال: فضلتُ على الأنبياء
بست: أعطيت جوامع الكلم
ونصرت بالرعب واحلت لي
الغنائم وجعلت لي الأرض طهوراً
ومسجدا وأرسلتُ إلى الخلق
كافة وخُتم بي النبيون)

حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔اور یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی (مخالفین پر میرا رعب پڑ کران کو مغلوب کر دیتا ہے) تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا اور چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی اور زمین کی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

یہ حدیث مبارکہ آپ کے خصائص وفضائل پر مشتمل ہے اور اس میں سے آپ کی ایک خصوصیت اور اعزاز آپ کی ختم

Marfat.com

نبوت ہے۔آپ خاتم الأنبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

﴿۱۰﴾

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : لم يبق من النبوة إلا المبشرات قالوا: وما المبشرات؟قال: الرؤيا الصالحة.

(رواه البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ نہیں بچا۔صحابہ نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سچے خواب۔

اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہوچکی ہے اور سلسلۂ وحی منقطع ہوگیا ہے البتہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو مبشرات باقی ہے یعنی سچے خواب مسلمان دیکھتے ہیں ۔

حدیث میں سلسلۂ نبوت کے انقطاع پر صاف ارشاد ہوتا ہے اور قادیانی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بتلایا گیا

Marfat.com

ہے کہ نبوت کا ایک جزو باقی ہے جس سے نفس نبوت کا بقاء ثابت ہوتا ہے جیسے پانی کا ایک قطرہ بھی باقی ہو تو پانی کو باقی کہا جا سکتا ہے۔ معمولی تامل کرنے والا جانتا ہے کہ کسی جزو کے ثابت ہونے سے کل ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ نماز کے ایک جزو "اللہ اکبر" کو پوری نماز نہیں کہہ سکتے ہیں۔ وضوء کے ایک جزو "ہاتھ دھونے کو" پورا وضو نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اگر کسی چیز کے جزو ثابت ہونے سے کل کا وجود قرار پائے تو ایک اینٹ کو پورا مکان کہنا بھی درست ہوگا اور ایک لحظہ کیلئے کھانا ترک کرنا بھی روزہ کہلائے گا۔ جس طرح یہ امور غیر شرعی، غیر منطقی ہیں اسی طرح حدیث مبشرات سے اجزائے نبوت پر قادیانیت کا استدلال بھی غیر معقول ہے۔

﴿11﴾

دارمی نے حضرت عطاء بن رباح کی حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

أنا قائد المرسلين ولا فخر وأنا خاتم النبيين
ولا فخر وأنا أول شافع وأول مشفع ولا
فخر

میں رسولوں کا سردار ہوں اور فخر نہیں کرتا، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں کرتا، اور میں پہلا شافع ہوں اور فخر نہیں کرتا اور میں سب سے پہلا (سفارشی ہوں) جس کی سفارش قبول ہوگی اور فخر نہیں کرتا۔

﴿۱۲﴾

ابوداؤد اور ترمذی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے

عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم: لا تقوم الساعة حتى تلحق
قبائل من أمتي بالمشركين وحتى
يعبدوا الأوثان وأنه سيكون في
أمتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم
أنه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي
بعدي

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ
اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت
کے بعض قبائل مشرکین سے نہ مل جائیں اور بت پرستی
شروع کریں اور میری امت میں تیس جھوٹے آئیں جن

Marfat.com

میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ میں نبی ہوں۔ جبکہ درحقیقت میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

﴿۱۳﴾

ابن ماجہ اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت نقل کرتے ہیں

إذا صليتم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأحسنوا الصلاة عليه فإنكم لا تدرون لعل ذلك يعرض عليه ـ قال فقولوا له فعلمنا . قال قولوا: اللهم اجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة...

جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو نہایت اچھا انداز اختیار کرو۔ تمہیں کیا خبر کہ وہ ان پر پیش ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں سکھلا دیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کہو: اے اللہ تو اپنی رحمت و برکت رسولوں کے سردار اور خاتم الانبیاء محمد ﷺ پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں، جو خیر کے امام اور قائد اور رسول رحمت ہیں۔

﴿۱۴﴾

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ کی یہ روایت نقل کی ہے جس میں شفاعت کا ذکر ہے:

(يا محمد أنت رسول الله وخاتم الأنبياء وقد غفر الله لك ما تقدم من

Marfat.com

ذنبك وما تأخر أشفع لنا إلى ربك....)

اے محمد آپ اللہ کے رسول اور خاتم الأنبیاء ہیں اور اللہ تعالی نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ بخش دیئے۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت فرما دیجئے۔

﴿۱۵﴾

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا:

إني عبدالله وخاتم النبين وإن آدم عليه السلام لمنجدل في طينته وسأنبئكم بأول ذلك دعوة أبي ابراهيم وبشارة عيسى

میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین ہوں اس وقت سے جبکہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ میں ابراہیم خلیل اللہ کی دعا ہوں ۔میں عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

﴿۱۶﴾

معجم کبیر کے اندر طبرانی نے حضرت علی الہلالی سے روایت کی ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس بیماری کی حالت میں جس میں آپ کی وفات ہوئی......اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

(يا فاطمة! ونحن أهل بيت قد اعطانا الله

Marfat.com

سبع خصال لم يعط أحد قبلنا ولا
يعطى أحد بعدنا أنا خاتم النبيين
وأكرم النبيين على الله وأحب
المخلوقين إلى الله عز وجل)

اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کو سات خصائل عطا فرمائے جو ہم سے پہلے کسی کو نہ ملے اور نہ ہمارے بعد کسی کو ملیں گے۔ میں خاتم النبیین ہوں اور اللہ کے ہاں افضل النبیین ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہوں۔

﴿۱۷﴾

حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپنے انہیں فرمایا: ''چچا جان! آپ اپنی جگہ پر ہی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہجرت کو ختم فرمایا ہے جیسا کہ مجھ پر نبوت کو ختم فرمایا ہے''۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے خاتم المہاجرین ہونے کو اپنے خاتم النبیین ہونے سے تشبیہ دی کیونکہ وہ آخری مہاجر ہے۔

Marfat.com

قادیانی شبہ اور اس کا ازالہ

شبہ:

مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے اپنی نبوت کی نفی تو نہیں کرتا کہ وہ ان ہی کا ظل و بروز ہے۔ اس کے ادعائے نبوت سے مہر ختم نبوت نہیں ٹوٹتی مگر عیسی علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ٹوٹ جائے گی لہذا آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا بھی حضرت عیسی کی حیات کی نفی کرتا ہے۔

ازالہ:

ہم کہتے ہیں کہ کیا حضرت عباسؓ کا خاتم المہاجرین ہونا دیگر مہاجرین جو ان سے قبل تھے ان کی موت کی دلیل نہیں نہ ان کی حیات کے معارض ہے۔ بعینہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ان سے ماقبل انبیاء کی موت کی دلیل نہیں ہے نہ حیات عیسی علیہ السلام کے معارض ہے۔

﴿۱۸﴾

حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے اللہ تعالی
کے قول(و إذ اخذنا من النبيين
ميثاقهم ومنك ومن نوح وابراهيم
وموسى وعيسى ابن مريم و اخذنا
منهم ميثاقا غليظا) کی تفسیر میں روایت
کرتے ہیں (میں خلقت میں سب سے پہلا نبی

Marfat.com

اور اور بعثت میں سب سے آخری نبی ہوں)

اس حدیث نبوی نے خاتم النبیین کے مفہوم کو پوری وضاحت سے بیان فرمایا کہ وہ آخر النبیین ہی ہے جن کی بعثت تمام انبیاء کے بعد ہوئی۔ (نیز اس میں یہ مفہوم نہیں ہے کہ تمام انبیاء وفات پا چکے ہیں)۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا معنی و مفہوم آپ ہی کی زبانی آپ کی آخر میں بعثت ہونے سے متعین ہو چکا ہے جسے پھر آنحضرت نے اس محل کی مثال سے بھی خوب واضح فرمایا کہ جس کی تکمیل میں صرف ایک اینٹ کی کمی سے رہ گئی تھی اور آپ کے آنے سے وہ کمی پوری ہوگئی۔ اس محل کی تکمیل میں دیگر کسی اینٹ کی ضرورت نہیں۔ اس طرح نبوت کے باب میں بھی دیگر کسی نبوت کی ضرورت نہیں رہی۔

﴿۱۹﴾

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ محمد کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے آپ کے آخری بیٹے ہیں۔

کسی بیٹے کا آخری ہونا دیگر کی موت کا مقتضی نہیں ہوتا۔ ہاں اسکے بعد دیگر کی نفی کا ضرور تقاضا کرتا ہے۔ لہذا آپ کا آخری نبی ہونا آپ کے بعد مین نبوت کی نفی تو ضرور ہی قبل کی موت کا متقاضی نہیں ہے۔

﴿۲۰﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

Marfat.com

(أنا خاتم الأنبیاء ومسجدی خاتم المساجد)

میں خاتم الأنبیاء ہوں اور میں مسجد خاتم المساجد ہے۔

خاتم المساجد کا یہ مطلب ضرور ہے کہ اس کے بعد دیگر کوئی مسجد ایسی نہیں جو کسی نبی اللہ کے ہاتھوں سے تعمیر ہوئی مگر یہ ہرگز نہیں کہ دیگر مساجد جو آنحضرت کے زمانے مین دیگر انبیاء کی تعمیر کردہ تھیں وہ منہدم ہوگئیں۔

ماحصل

الحاصل مذکورہ حوالہ جات سے ہم جن دو امر کی طرف اشارہ کر رہے تھے وہ ہیں:

اولا:

آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا آپ کی سب سے آخر میں بعثت کیلئے متعین ہے۔اس کے علاوہ کوئی دیگر اس کا مفہوم نہیں ہے۔اور جملہ احادیث اس کی تائید فرما رہی ہیں۔یہی مفسرین نے تفسیر کی۔یہی امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔لہذا قادیانیت اسے افضل النبیین پر حمل کرنا خلاف لغت،خلاف قرآن،خلاف حدیث اور خلاف اجماع امت ہے۔قادیانی جب بھی اپنے ذرائع ابلاغ میں یا مرزا کے خلیفہ کی بیعت کے وقت جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار کرتے ہیں تو وہ اس خاتمیت سے افضلیت کا معنی مراد لیتے ہیں،آخری نبی ہونا مراد نہیں لیتے ہیں۔اور آپ کے آخری نبی ہونے کی نفی کرنا ہرگز ہرگز ایمان نہیں بلکہ

Marfat.com

کھلا اور واضح کفر ہے۔

ثانیا:

آپ کا آخری نبی ہونا۔ یہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات (بمعنی موت) کی دلیل نہیں ہے جیسا کہ آخر المساجد ہونا دیگر مساجد کے فنا کی دلیل نہیں کیونکہ آپ کی خاتمیت کا معنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملنا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو آپ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔

یہاں تک ہم نے خاتم النبیین کے مفہوم کو (آپ کے آخری نبی ہونے ہی میں منحصر ہونے کو احادیث نبوی کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اب ہم خاتم النبیین کا مفہوم اجماع امت کی رر شنی میں بیان کرتے ہیں۔

امت مسلمہ کے جملہ طبقات اور جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین بمعنی '' آخری نبی ہونے پر ان کا اجماع

امت مسلمہ کے مختلف طبقات کا اپنے اپنے دور میں اس امر پر اجماع رہا کہ جناب رسول اللہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت کذاب ودجال ہے۔ چاہے وہ کسی نوع کی بھی نبوت کا مدعی کیوں نہ ہو۔

یہ عقیدہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، محدثین ومفسرین، سبھی کے ہاں اجماعی عقیدہ، مسلمات اسلامیہ اور ضروریات دین میں سے رہا ہے۔ کسی دور میں کسی طبقہ نے اس کا انکار نہیں کیا نہ کسی کی کسی نوع کی نبوت کو جائز کیا۔ کیونکہ یہ عقیدۂ خاتم النبیین کے قطعی الفاظ کا قطعی اور متعین مفہوم ومدلول ہے جس میں کسی

Marfat.com

شک وظن یا تشکیک کی ہرگز گنجائش نہیں ہے اور جس کو ماننا ہر امتی کا فرض ہے۔

پھر امت مسلمہ کا یہ شرف اور افضلیت کہ وہ خاتم الأمم ہے، یہ اسی عقیدہ کی مرہونِ منت ہے کہ اس امت کے نبی خاتم النبیین ہیں ۔کسی امر پر اجماع امت بذات خود بھی حجت شرعی ہے کہ یہ امت بطور مجموع بزبان شارع غلطی سے مبرأ ہے ۔امت مسلمہ کبھی غلطی اور گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی ہے۔یہی خاتم النبیین کا ارشاد گرامی ہے۔لن تجتمع امتی علی ضلال۔میری امت ہرگز گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

یہی علمائے اصول نے تصریح فرمائی ہے جیسا کہ صاحب توضیح اجماع کے باب میں لکھتے ہیں کہ:امت محمدیہ کا کسی دور میں کسی امر پر اجماع اس امر کی حجیت کی دلیل ہے کیونکہ حضرت خاتم النبیین کے بعد وحی نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

علمائے امت مسلمہ کا اجماع حجت قطعیہ ہے جس کی اتباع واجب ہے بلکہ یہ سب سے پختہ دلائل میں سے ہے جو دیگر امور کا مقدمہ ہے....پھر فرماتے ہیں:اس اصل کو آپ جملہ کتب اصول میں پائیں گے۔یہ وہ حقیقت ہے جس میں امت مسلمہ کے فقہاء اور جملہ مؤمنین میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(اقامۃ الدلیل ۲/۱۳)

اجماع کے بارے اس مختصر ضروری تمہید کے بعد اب ہم طبقات امت کے مختلف حضرات کے اجماع کا بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

اولاً: اصحاب رسول کا اجماع

اسلامی تاریخ میں در عہد خیر القرون ہی امت مسلمہ کے افضل ترین حضرات اصحاب رسول کا نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں ایک ایسے مدعی نبوت کے خلاف اجماع ہوا جو عقیدۂ ختم نبوت کا منکر اور بقیہ بہت سے امور دین کو ماننے والا تھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کا حضرت خاتم النبیین کے بعد مدعی نبوت کے خلاف جہاد کا حکم جو اس کے اسلام سے خروج کی بنا پر تھا وہ صرف اس کے عقیدۂ ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے تھا۔ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی ماننا یہ ایمان بالرسل کا حصہ ہے۔ اور ایمان بالرسل ارکان ایمان میں سے ایک رکن ہے۔ ارکان ایمان میں سے کسی رکن کا انکار کرنے والا دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

مسیلمہ کذاب جو تمام ارکان ایمان کا اقرار کرتا تھا۔ اس نے صرف عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا تھا صحابہ کرام نے بالاجماع اسے خارج از دین سمجھ کر خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر کے حکم کی تعمیل فرمائی اور مسیلمہ کے خلاف جہاد کیا۔ مسیلمہ کذاب کا معاملہ مرزا غلام احمد سے اس لئے شبیہ ہے کہ ہر دو انکار ختم نبوت کے ساتھ ساتھ دونوں مصادر شریعت قرآن وسنت کا زبانی اقرار کرتے ہیں۔ مسیلمہ کے بارے میں طبری اپنی تاریخ میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ وہ اذان میں بھی اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا تھا۔ اس کا مؤذن عبد اللہ بن حجر تھا۔ جب وہ اس کے لئے اقامت میں لفظ شہادت کے قریب پہنچتا تو مسیلمہ اسے کہتا کہ حجیر! یہ شہادت ذرا بلند آواز سے کہو۔

Marfat.com

الحاصل تاریخ اسلام کا پہلا مدعی نبوت جو مسیلمہ کذاب کے نام سے معروف ہے، وہ اور اس کے جملہ پیروکار اپنے زعم میں قرآن کو مانتے تھے، اس کی تلاوت کرتے تھے اور نماز اور روزہ کا اہتمام کرتے تھے اور دیگر امور دین بھی بجالاتے تھے ۔اس صورت حال کے باوجود اصحاب رسول بالا جماع اس کے کفر پر متفق ہو گئے ۔صحابہ کرام نے دین اسلام میں انکار ختم نبوت کے اس فتنے کی سرکوبی کی خاطر مال وجان کی قربانی دی اور دین اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ فرمایا۔صحابہ کرام میں سے کسی نے نہیں کہا کہ مسیلمہ اور اس کی جماعت ہماری طرح نماز پڑھتی ہے ۔ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرتی ہے۔وہ ہمارا ذبیحہ کھاتے ہیں۔اے خلیفہ رسول آپ کس حجت پر انہیں دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں؟ کیونکہ سبھی کو علم تھا کہ ایمان کیلئے تمام ایمانیات کو ماننا ضروری ہے جبکہ کفر کسی بھی رکن ایمان کے انکار سے ثابت ہو جاتا ہے۔صحابہ کرام کا مذکورہ اجماع اسی شرعی ضابطے اور اصل کی بنیاد پر تھا۔

دجل اور ضابطہ شرعی

آج کی قادیانیت یہ حدیث پڑھ کر کہ رسول اللہ ﷺ نے مؤمن کی تعریف صرف اتنی ہی فرمائی ہے کہ:"جو ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کا رخ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھالے تو وہ مؤمن ہے"۔

قادیانیت سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا اصحاب رسول سے تمہارا فہم زیادہ ہے؟ ان کے سامنے نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی نہ تھا؟ انہوں نے پھر کیونکر مسیلمہ

Marfat.com

کذاب کو خارج از دین سمجھ کر اس کے خلاف جہاد کیا؟ اور کیونکر یہ سمجھا کہ ارکان ایمان میں سے کسی ایک رکن کا اور ضروریات دین میں سے کسی ایک ضروری امر کا انکار مؤمن کو دائرۂ اسلام سے خارج کر کے دائرۂ کفر میں داخل کر دیتا ہے۔ پھر دائرۂ اسلام سے خروج کے بعد اسکی نماز، اس کا قبلہ رخ ہونا، اس کا مسلمانوں کا ذبیحہ کھانا اسے دائرۂ اسلام میں واپس نہ لا سکے گا۔ جب تک وہ اس امر کے بارے ایمان وتسلیم کا اظہار نہ کرے جس کا اس نے انکار کیا۔

صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے دین میں بعض ارکان ایمان کا انکار تمام امور ایمان کا انکار ہوتا ہے۔ ایمان کے باب میں تفریق وتقسیم نہیں، لہذا ایمان تو تسلیم کرنا ہے جبکہ کسی ایک امر کا انکار کر دینا کفر ہے۔

یہ وہ شرعی ضابطہ اور اصل الأصول ہے جس کی بنیاد پر جناب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے یہ عظیم الشان قربانی پیش فرمائی پھر ایمان وکفر کا مسئلہ صحابہ کرام سے بڑھکر کون سمجھ سکتا ہے؟ قرآن وسنت کی تعلیم اور مہبط وحی جناب خاتم النبیین ﷺ کی تربیت سے انہوں نے یہی سیکھا تھا کہ ایمان کے باب میں ہرگز جزء بندی نہیں کہ کوئی شخص آدھا یا جزوی طور پر مؤمن ہے بلکہ قرآن حکیم نے تو ایمان کے باب میں جزء بندی کے قائل کو نہ صرف کافر کہا بلکہ اسے پکا کافر کہا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ کو مانتے اور کچھ کو نہیں مانتے ہیں وہی پکے کافر ہیں۔

یہ صراحت اور شدت اسلئے کہ تمام امور کے منکر کے کفر سے عام آدمی کسی شک وشبہ میں نہیں پڑتا اور وہ اسے فوراً کافر ہی سمجھتا ہے لیکن وہ شخص جو کچھ چیزوں کو مانتا اور کچھ چیزوں کو نہیں مانتا اس کے بارے میں عام انسان شک وشبہ کا شکار ہو جاتا ہے

Marfat.com

اور دھوکہ میں آجاتا ہے۔شریعت کے اندر جزء بندی نہیں ہے۔اسی لئے اس ضابطے کی وضاحت کیلئے ایمانیات میں جزء بندی کرنے والوں کو قرآن نے ''کافروں حقا'' ''پکے کافر'' قرار دیا تاکہ لوگ ان کے دجل سے محفوظ رہیں۔یہی وہ ضابطہ اور اصل الاُصول ہے جس پر امت مسلمہ خیر القرون سے تاحال قائم رہی اور اہل حق اہل دجل کے دھوکہ میں نہیں آتے۔آج بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی ظلی نبوت، بروزی نبوت، بالقوۃ نبوت، لغوی نبوت، آنحضرت ﷺ کے فیض کی نبوت، آنحضرت ﷺ کی اتباع سے نبوت، امتی نبوت، جزوی نبوت، کو جملہ اہل اسلام الحمدللہ عقیدۂ ختم نبوت کے منافی جانتے ہیں اور اس میں کسی تاویل کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

پھر جب انکار ختم نبوت کیوجہ سے قادیانیت بالاجماع خارج از اسلام ہے تو وہ اپنے پیروکاروں کے جم غفیر کو، یا ان کے اعمال کو، ان کے نماز وروزہ، تلاوت قرآن، تعمیر مساجد، قرآن اور اس کے تراجم کی نشر واشاعت کو دخول اسلام اور اپنے مسلمان ہونے کی دلیل بنانے کی کیوں کوشش کرتے ہیں؟۔ بات واضح اور بالکل سیدھی ہے کہ اپنے کفریہ عقیدہ سے توبہ اور عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار کے بغیر ان جملہ اعمال سے ان کا دخول اسلام ممکن نہیں ہے۔اگر مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کو مسجد، اذان، اقامت، نماز، روزہ، تلاوت قرآن، زکوۃ اور حج نے عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کی صورت میں کوئی فائدہ نہ دیا تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کو عقیدۂ ختم نبوت پر شرعی ایمان کے بغیر مذکورہ اعمال کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔

مسیلمہ کذاب کی تعداد کی کثرت اور قوت یہ تھی کہ اس نے چالیس ہزار شہسوار

Marfat.com

حضرت ابوبکر کے لشکر کے مقابلے کیلئے تیار کرر کھے تھے جن کے پیچھے دیگر بھی کثیر تعداد میں عورتیں، مرد بچے اور ضعفاء تھے ۔لہذا کثرت عدد اور دنیوی شوکت اور اعمال ظاہرہ مدعی نبوت اور اس کی جماعت کو ان کے رکن ایمان کے انکار کے بعد اسلام سے خروج سے نہیں بچاسکتے ۔یاد رہے کہ صحابہ کرام کا تاریخ اسلام میں اولین اجماع عقیدۂ ختم نبوت کے رکن ایمان ہونے اور اس کے منکر کے کفر کے ثابت ہونے پر ہی ہوا۔صحابہ کرام کے نزدیک یہی حال اور حکم ان تمام مدعیان نبوت کے بارے میں تھا جو مسیلمہ کے علاوہ تھے جیسے کہ اسود عنسی ،طلیحہ اسدی اور سجاح۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ منکرین ختم نبوت کے ساتھ جو معاملہ صحابہ کرام نے فرمایا تاریخ اسلام میں بہت سے خلفاء وملوک اسلام نے بھی صحابہ کرام ہی کے فتوی پر عمل کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت کے ساتھ وہی معاملہ کیا اور ان کے زمانے کے علماء کرام نے ان خلفاء اسلام کے عمل کی تصویب فرمائی اور اس مسئلہ میں ان کے مخالف کی تکفیر کی۔

قاضی عیاض یہ بھی فرماتے ہیں کہ: چونکہ نبی کریم نے خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور آپ نے اللہ تعالی کی طرف خبر دی کہ یقیناً وہ خاتم النبیین ہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ لفظ ظاہر پر حمل ہوگا اور اس کا مفہوم ومراد متعین ہے جس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

لہذا تمام ایسے گروہ اور جماعتیں جو آپ کو آخری نبی نہیں مانتی ہیں وہ بالا جماع قطعی طور پر کافر ہیں۔

Marfat.com

عقیدۂ ختم نبوت پر طبقۂ محدثین کا اجماع

حضرات محدثین کرام جیسے کہ امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ان ماجہ، امام مالک، احمد بن حنبل، امام طحاوی، امام ابن ابی شعبہ طیاسی، طبرانی، ابن شاہین، ابو نعیم، ابن حبان، ابن عساکر، حاکم، بیہقی اور ابن خزیمۃ وغیرہ تمام حضرات ختم نبوت کے مضمون پر مشتمل احادیث خاتم النبیین کو نقل فرمایا اور انہیں ان کے ظاہر پر محمول کیا اور ان میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص نہیں کی اور بلا تاویل حضور کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی مانا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر مفسرین کا اجماع

ہم نے آیات ختم نبوت اور مفسرین اسلام کے جن اقوال کو نقل کیا ہے کہ وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مانتے ہیں۔ اب ہم ان کے ناموں کی فہرست اشارۃ کرتے ہیں تاکہ مفسرین کا عقیدۂ ختم نبوت پر اجماع سمجھنے میں آسانی ہو۔

ان مفسرین میں بہت سارے ایسے حضرات بھی ہیں جن کو قادیانیت نے اپنے مجددین کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔ امام تفسیر وحدیث امام طبری، امام راغب اصفہانی، امام ابن کثیر، علامہ زمخشری، امام نسفی، امام بغوی، امام رازی، قاضی بیضاوی، علامہ سیوطی، ابوحیان۔

یاد رہے کہ ان میں سے ابن کثیر، طبری، سفیان، سیوطی اور نسفی کے نام قادیانیت کے ہاں "عسل مصفی" کے مجددین کی فہرست میں صدی وار مذکور ہیں

Marfat.com

۔ان تمام کے عقیدۂ ختم نبوت اور حضرت خاتم النبیین کے آخری نبی ہونے پر اجماع ہے جن کے اقوال ہم تفسیر آیات میں نقل کر چکے ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت پر فقہاء کا اجماع

امت مسلمہ کے مشہور فقہاء امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، امام حسن زیاد جملہ فقہاء اور ان کے تلامذہ جناب محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی مدعی نبوت یا اس کے ماننے والے کو عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔

ابن نعیم فرماتے ہیں کہ:

> اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ جناب محمد رسول اللہ آخری نبی ہیں تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ آپ کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے ۔ایسا شخص جو یہ کہے کہ ''انبیاء نے جو فرمایا اگر حق اور سچ ہے یا یہ کہے کہ میں رسول اللہ ہوں تو ایسا شخص کافر ہے۔

اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ رسولوں اور انبیاء کی حقانیت کے بارے یقین، یہ اہل ایمان کے واجبات اور ان امور میں سے ہے جس کے بغیر بندۂ مؤمن نہیں ہوسکتا اور ان کی حقانیت میں شک کرنا یا حضرت خاتم النبیین کو بمعنی آخری نبی نہ ماننا کہ ان کے بعد نبوت کو جاری ماننا۔ مذکورہ قول، ان کے قائل کو دائرہ اسلام سے

Marfat.com

خارج کردیگا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:

اگر کوئی شخص نہیں جانتا کہ جناب محمد رسول اللہ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر یہ کہے کہ وہ رسول اللہ ہے یا فارسی میں کہے کہ میں مبعوث ہوں اور مراد اس کی پیغمبرو نبی ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

شارح بخاری ابن حجر کہتے ہیں کہ:

جس شخص نے حضرت خاتم النبیین کے بعد نزول وحی کا عقیدہ رکھا وہ اجماع امت سے کافر ہے۔

ملاعلی قاری شمائل کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

: مہر نبوت کی نبوت کی طرف نسبت اسلئے ہے کہ بیت نبوت کو اس سے سیل کر دیا گیا ہے کہ اس میں اب کسی کا بھی داخلہ محال ہے۔ وہ فقہ اکبر کی شرح میں کہتے ہیں کہ

: ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے۔

یادرہے کہ ملاعلی قاری کا نام نامی بھی قادیانیت کی فہرست مجددین میں شامل ہے۔

مشہور مفسر علامہ آلوسی مفتی بغداد لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

ہمارے نبی کریم کا خاتم النبیین ''خ'' کے کسرہ کے ساتھ
ہونا بمعنی نبیوں کو ختم کرنے والا۔ قرآن اس کا شاہد، سنت
اس کی ناطق اور امت کا اس پر اجماع ہے۔

مفسرین میں سے ابن حزم نے مسئلہ ختم نبوت کو اپنی مشہور تالیف الملل والنحل میں کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ وہ اس کے صفحہ ۷۷ جلد ا میں لکھتے ہیں:

حضور ﷺ خاتم النبیین آخری نبی ہونے کا اقرار واجب
ہے اور آپ کے بعد نبوت کا تصور باطل کیونکہ یہ ہرگز
روا نہیں ہے۔

نیز وہ صفحہ ۲۴۹ جلد ۳ میں لکھتے ہیں:

جناب رسول اللہ کی بعثت کے بعد انبیاء میں سے حضرت
عیسی کے علاوہ کسی کی آمد نہ ہوگی اور کوئی کسی دیگر کی نبوت کا
قائل ہوا تو اس کے کفر میں کسی مسلمان کا کوئی اختلاف نہیں
ہے اور اس عقیدہ پر شرعی حجت قائم ہو چکی ہے۔

وہ صفحہ ۱۱۳ جلد ۱۱ اور صفحہ ۱۹۸ جلد ۴ میں لکھتے ہیں کہ

: یہ کیسے روا ہوگا کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد کسی کی نبوت
کا کوئی مسلمان قائل ہو۔

امت مسلمہ کے طبقہ صحابہ، مجتہدین، محدثین اور مفسرین کے بعد اب مسلم متکلمین کے عقیدہ ختم نبوت اور جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی

Marfat.com

ہونے پر اجماع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

طبقہ متکلمین کا عقیدہ ختم نبوت پر اجماع

علامہ تفتازانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ:

"نبی کریم کے ارشادات اور آپ پر نازل شدہ قرآن ہر
دو اس بات کے کھلے ثبوت ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ
خاتم النبیین ہیں، جنہیں تمام انسانیت کی طرف بھیجا گیا
ہے بلکہ وہ تمام جن وانس کے نبی ہیں اور وہ "آخر الانبیاء"
ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

علامہ عبدالسلام شرح اتحاف المرید میں لکھتے ہیں کہ:

ہمارے رب نے ہمارے نبی کریم پر نبوت انبیاء کو ختم فرمایا
۔وہ ختم المرسلین بھی ہیں کیونکہ عام کے خاتمہ سے خاص تو
بطور اولی ختم ہو گئے۔ نبی کریم کے بعد اب کسی نبوت
و شریعت کا آغاز نہ ہوگا۔

علامہ عبدالغنی نابلسی شرح کفایۃ العوام میں فرماتے ہیں:

انبیاء کے اول آدم ہیں تو ان کے آخر محمد بن عبداللہ ہیں جن
کے بعد کوئی نبی نہیں۔ وہ خاتم النبیین بھی ہیں، خاتم المرسلین
بھی ہیں۔ وہ ایسے نبی ہیں جن کی نبوت ان کی وفات کے
بعد بھی دنیا کے خاتمہ تک باقی رہے گی۔

Marfat.com

جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے پر اہل سلوک کا اجماع

عارف باللہ شیخ جامی اپنے عقائد میں لکھتے ہیں کہ:

جناب محمد رسول اللہ خاتم الأنبیاء بھی ہیں، خاتم المرسلین بھی ہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان کے بارے میں فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ پھر آنحضرت نے حضرت علی کو فرمایا کہ: تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون۔ مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ نیز آپ نے فرمایا: میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ:

جو شخص جناب محمد رسول اللہ کے ساتھ یا ان کے بعد نبوت کو جائز سمجھے وہ قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ قرآن کی نص ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں، وہ آخر المرسلین ہیں، پھر حدیث میں ہے کہ وہ عاقب ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اللہ اور رسول کے یہ ارشادات اپنے ظاہر پر ہیں اس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ان میں کوئی تاویل نہیں ہے۔

Marfat.com

شیخ عمادالدین حیات القلوب میں لکھتے ہیں:

ہمارا ایمان ہے کہ جناب محمد رسول اللہ تمام انبیاء سے افضل اوران کے آخری اور خاتم ہیں۔

ابن العربی کہتے ہیں کہ:

نبوت اور نبی کے الفاظ صاحب شریعت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ نیز وہ جسے رؤیا صالحہ میں وحی کی گئی ہومگر رؤیا صالحہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ نبی کے رؤیا تو صالحہ ہوتے ہیں مگر ہر رؤیا صالحہ والا نبی نہیں ہوتا۔ جب تک نبوت کے جملہ اجزاء بطور مجموعہ اس میں جمع نہ ہوں۔ اور یہ نبوت منقطع ہوچکی ہے۔ لہذا قادیانیت کا یہ قول کہ ابن العربی غیر تشریعی نبوت کو روا رکھتے ہیں، باطل قول ہے۔ وہ نبوت اور نبی کے الفاظ کو صاحب شریعت کے ساتھ مخصوص ہونے کی بات کرتے ہیں۔

اگر کوئی ابن العربی کی بات نہ سمجھتے ہوئے اپنا مطلب نکالتا ہے تو نکالے ہم تو اللہ اور رسول کی صریح بات سے حق کو بیان کرنا جانتے ہیں جن کے قول پر کسی کا قول مقدم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے:

اے ایمان والو تم اللہ اور رسول کی بات پر کسی کی بات کو مقدم نہ سمجھو

پھر عقیدۂ ختم نبوت تو قرآن وسنت کے صریح ارشادات اور اجماع امت

Marfat.com

مسلمہ اور اس کے تمام طبقات کے اجماع سے مؤید ہے جس کے بعد کسی کی بات لائق استماع نہ ہوگی۔

شیخ عبدالغنی بابلسی فصوص الحکم میں لکھتے ہیں:

ہمارے رسول اور نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ پر نبوت و رسالت ختم ہو چکی قیامت تک اس کے ساتھ کسی دیگر کو موصوف نہ کیا جائے گا۔

امت کے جملہ طبقات صحابہ، تابعین، مجتہدین، محدثین، مفسرین، متکلمین، علمائے سلوک و تصوف سبھی جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے اور آپ کے بعد کسی کے نبوت کے ساتھ موصوف نہ ہونے پر متفق ہیں۔

اب قرآن وسنت اور امت مسلمہ کے اجماع کے بعد آپ کے خاتم النبیین ہونے پر سابقہ کتب کے حوالہ جات کو پیش کیا جاتا ہے جن میں آپ کو انبیاء سابقین کی کتب نے بھی جناب نبی کریم کے خاتم النبیین ہونے اور امت مسلمہ کے خاتم الامم ہونے کو بیان کیا ہے

ابن جریر طبری حضرت موسی کے بارے میں اللہ تعالی کے اس ارشاد ...واخذ الالواح..الخ.انہوں نے تختوں کو پکڑا...کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب ان تختیوں میں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو خلقت میں سب سے آخر میں ہے اور جنت میں داخلہ میں سب سے پہلے ہے۔اے میرے رب! انہیں میری امت

Marfat.com

بنا دے۔تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ: یہ تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ابو نعیم نے دلائل نبوت میں حضرت حسان بن ثابت کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ میں سحری کے وقت فارغ مقام پر تھا جہاں یہود کے پختہ قلعے تھے تو میں نے ایک آواز سنی جس سے زیادہ اثر کرنے والی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ دیکھتا ہوں کہ ایک یہودی مدینہ منورہ کے اس مرتفع مقام پر ہے اس کے پاس آگ کا ایک شعلہ ہے۔لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور پوچھا کہ: تمہاری بربادی ہو کیوں ایسا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔ یہ ستارہ صرف نبوت کی ساتھ ہی طلوع ہوتا ہے اور سوائے احمد کے کسی کی نبوت باقی نہیں رہی ہے۔ابو نعیم نے ہی حضرت حویصہ بن مسعود کا قول بھی ذکر کیا ہے۔انہوں نے وہب بن منبہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف اللہ کی وحی میں آیا ہے کہ میں ایک ایسے امی نبی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعہ سے میں بہرے کانوں ،بند قلوب اور اندھی آنکھوں کو کھول دونگا اس کی پیدائش کا مقام مکہ اور اس کی ہجرت کی جگہ طیبہ ہے۔اس کا ملک شام میں ہے۔جس میں آگے یہ فرمایا کہ: میں اس کی امت کو خیر امت بناؤں گا،ان کی کتاب پر تمام کتب کو ان کی شریعت پر تمام شریعتوں کو اور ان کے دین پر تمام ادیان کو ختم کر دوں گا۔

ابو نعیم ہی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ اور رومی بادشاہ کے مابین ہونے والی گفتگو کو یوں نقل کیا ہے کہ :

حضرت محمد ایسے نبی ہیں جنہیں تمام انسانیت کی ہدایت

Marfat.com

کیلئے بھیجا گیا ہے ان کا دین تمام ادیان پر غالب رہے گا اور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں۔ انہوں نے ایک پادری سے ملاقات کے دروان اس سے پوچھا کہ انبیاء میں سے کسی کی بعثت باقی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں! انہی کی بعثت باقی ہے جو آخری نبی ہیں اور ان کے اور عیسی کے درمیان کوئی نبی نہیں ۔ ہمیں حضرت عیسی علیہ السلام نے انہی کی اتباع کا حکم دیا تھا۔ وہ نبی امی ہیں اور عربی ہیں۔

طبرانی نے بلال بن حارث کے حوالے سے ان کے شام کے تجارتی سفر کا یہ قصہ لکھا ہے کہ وہاں پر اہل کتاب کے عالم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو نبوت کا دعویدار ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہاں ہے؟ تو وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ جب میں نے آپ کی سیرت و کردار کو مکمل طور پر اس کے سامنے بیان کر دیا تو کہنے لگا کہ: اس سے قبل جتنے بھی نبی گذرے ان کے بعد دیگر نبی آجاتے سوائے اس نبی کے اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ابن جریر نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے یہ دعا فرمائی کہ اے میرے رب ان میں (یعنی میری ذریت میں) انہی میں سے ایک رسول بھیجنا جو انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ فرمائیں۔ تو رب تعالی نے فرمایا کہ: آپ کی دعا قبول کی گئی ہے اور یہ آخری زمان میں ہونے والا ہے (ابن جریر نے یہ بات مذکورہ دعاء ابراہیمی کی تفسیر میں ذکر کی ہے)

Marfat.com

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ :

حضرت ابراھیم کے صحیفوں میں لکھا تھا کہ تیری ذریت میں سے قوم در قوم ہوتی رہے گی یہاں تک ان میں سے نبی امی آجائیں جو کہ خاتم الأنبیاء ہیں۔

ابونعیم نے حضرت سعد بن ثابت کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی جناب رسول اللہ کی صفات ذکر کرتے رہتے تھے اور جب سرخ کوکب نمودار ہو گیا تو سبھی کہنے لگے: نبی آگئے، وہی نبی جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور جن کا نام احمد ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی امت کی گواہیاں تو آنحضرت کے زمانے تک ان کی کثیر تعداد میں موجود رہیں۔ بعض آج تک بھی ہیں۔

الغرض جناب محمد رسول اللہ کی نبوت ورسالت اور آپ کا اس سلسلہ کی آخری کڑی ہونا قرآن وسنت کے علاوہ سابقہ کتب اور ان کے ماننے والوں کے مابین بھی معروف رہا۔

لفظ خاتم کے لغوی مدلول، اور خاتم النبیین کے شرعی مفہوم اور کتاب وسنت سے اس پر دلائل اور امت مسلمہ کے اجماع اور ہمارے نبی کریم پر نبوت ورسالت ربانیہ کے سلسلہ کے ختم ہو جانے کی اتنی گواہیاں سن لینے کے بعد کہ جس کے شاہد اول خود ذات باری تعالی ہیں پھر اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر ان کے اصحاب کرام ہیں پھر امت مسلمہ کے تمام طبقات پھر سابقہ عظماء

Marfat.com

حضرات انبیاء علیہم السلام اوران کی کتب اوران کی امم اس مفصل بیان کے بعد کسی بھی ذی شعور عاقل کے پاس انہیں قبول کر لینے اوران کے سامنے سر تسلیم خم کر لینے اور آنحضرت کی ذات گرامی میں ہر دو شرف افضلیت اور آخریت کو مان لینے کے کسی امر کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے۔

دعوت مخلصانہ برائے ابنائے قادیانیت

ہم آخر میں ابنائے ملت قادیانیت کو مخلصانہ دعوت پیش کرتے ہیں کہ وہ بنظر غائرعقیدۂ ختم نبوت اور خاتم النبیین کے شرعی مفہوم کے بارے ان مذکورہ دلائل میں فکر وتامل کریں۔ وہ یقین کرلیں کہ ہم رحمت للعالمین کی امت ہیں۔ ہمارے قلوب میں کسی کیلئے حقد وحسد اور بغض وعناد نہیں ہے۔ ہاں بھلائی اور خیر خواہی سب کیلئے ہے۔

یاد رکھیں کہ امت محمدیہ اسی لئے خیر امت ہے کہ وہ اخرجت للناس ہے۔ اسے تو سب انسانوں کی بھلائی کیلئے ہی نکالا گیا ہے۔ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اس ایمان اوران کی طرف اسی نسبت سے اس امت کی تشکیل ہوئی ہے۔ آپ کی ذات گرامی رحمت للعالمین ہے۔ وہ رؤوف بھی ہیں اور رحیم بھی ہیں۔ وہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے حریص بھی ہیں۔

اے ابنائے ملت قادیانیت! مرزا غلام احمد اور قادیانیت کے بانیوں نے جناب محمد رسول اللہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس محکم عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرکے قادیانی حضرات نے نہ اپنے لئے خیر چاہی اور نہ

Marfat.com

دیگر انسانیت کیلئے۔ اس فاسد عقیدہ کا ضرر اولاً اس کے بانیوں کو پہنچا۔ ثانیا: ہر اس شخص کو پہنچا جو قادیانیت کے دھوکہ میں آ گیا۔ پھر قادیانیت کا یہ اسلوب ہے کہ اس نے تمام ملتوں کے ان عظماء کو جو اللہ کے رسل اور انبیاء تھے حتی کہ خاتم الرسل اور ان کے اصحاب کبار، امت کے صلحاء و علماء سب پر زبان درازیاں کیں۔ جس کا حساب وہ اللہ کے سامنے دے رہے ہیں ۔اس بارے ان کی آراء اور اقوال کی تحقیق اور افصاح و بیان ہمارا شرعی واجب ہے جو الحمد للہ ہم کر رہے ہیں۔ مگر اے ابنائے ملت قادیانیت! جنہیں اب تک اللہ نے قید حیات میں رکھا ہے۔ آپ کیلئے غنیمت اور بہترین موقع ہے کہ آپ اس عقیدہ میں خوب غور کریں جو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال سلف صالحین، حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام اور امت مسلمہ کے تمام طبقات کے واضح طور پر ہم نے حوالہ جات پیش کیے ہیں ان میں خوب غور و تدبر کر لیں۔ اور یہ بھی یاد رکھئے کہ امت سے کٹنے میں آپ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ جڑنے ہی میں خیر خواہی، بھلائی اور حکمت و دانشمندی ہے۔ حق اور انصاف کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جس طرف اللہ تعالی، اس کا کلام، رسول کریم اور ان کی احادیث، اصحاب رسول، مجتہدین و مفسرین و مجددین اور امت کے خواص و عوام جس عقیدہ پر جمع ہیں انہیں اختیار کرنے میں ہی آپ کی بھلائی ہے اور ان سے ہٹ کر ایک ایسے فرد کے پیچھے چلنا جو کلام اللہ، کلام رسول اور اجماع صحابہ و تابعین، اجماع مفسرین و محدثین، اجماع علماء و صلحاء، اجماع مجتہدین و فقہاء، اجماع اہل سلوک و کلام اور پوری امت کے خواص و عوام سے ہٹ کر الگ عقیدہ رکھنے والا ہے۔

Marfat.com

اے ابنائے ملت قادیانیت! اللہ سے ڈرو، اپنی ذات کے بارے میں، اپنے اہل وعیال کے بارے میں، اپنی دنیا و آخرت کے بارے میں اور حق اور صواب کو بخوشی قبول کر کے امت کے دھارے میں داخل ہو جاؤ۔

یقیناً یہ بات باعث الم ہے جیسے کہ جناب رحمت للعالمین کو الم ہوتا تھا۔ آپ لوگوں کے صراط مستقیم سے انحراف پر اس قدر حزین ہوتے تھے حتی کہ باری تعالی کو آپ کو وحی کے ذریعہ کہنا پڑا کہ: اے پیغمبر! آپ خود کو (لوگوں کے) غم میں ہلاک نہ کریں کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے .... ہمیں بھی آپ کے عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کا الم اور حزن ہے اور آپ کے راہ ہدایت کو اختیار کرنے سے خوشی ہو گی۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے وہ چاہے اسے ہی ہدایت مل سکتی ہے اور وہی اس نعمت سے مستفید ہو سکتا ہے مگر کسب خیر کیلئے کوشش اور ارادہ بندے کی طرف سے ہوتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہر کسی کو اپنا حساب دینا ہے۔ ہماری انتہائی تمنا ہے کہ آپ صراط مستقیم پر آ کر رحمت للعالمین کی رحمت میں آ جائیں، امت کی تفریق کے بجائے امت کی تقویت کا باعث بنیں۔ اپنے اوپر رحم کریں،، اپنے اہل وعیال پر رحم کریں۔ خود اپنے آپ سے پوچھیں، اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ ان نصوص شرعیہ اور قوی ادلہ اور براہین کے بعد اور حضرت خاتم النبیین کے ظہور کے بعد بھی کسی دیگر کی نبوت کی اور شریعت محمدیہ کے بعد کسی کی تجدیدات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے

Marfat.com

خلاصۂ مبحث

۱۔لفظ خاتم کا لغوی معنی اور خاتم النبیین کا شرعی مفہوم اور مراد آخری نبی۔

۲۔قرآن کریم کی آیات کی عقیدۂ ختم نبوت پر واضح دلالت

۳۔احادیث رسول کریم کی عقیدۂ ختم نبوت پر واضح دلالت

۴۔امت کے مختلف طبقات (صحابہ،تابعین،مفسرین،محدثین،فقہاء،متکلمین،اہل سلوک) کا خاتم النبیین بمعنی آخری بنی ہونے پر اجماع

۵۔قدیم کتب،سابقہ انبیاء علیہم السلام اوران کی امتوں کے حوالہ سے جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین (بمعنی آخری نبی) ہونے کا بیان۔

۶۔قادیانیت کومخلصانہ دعوت اوردعا۔

Marfat.com

نمبر:15۔ سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت

اور

قرآنی اسالیب بیان

جنہوں نے حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی تدریجی، ظلی، بروزی، بالقوۃ، بالفعل تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی آمدی کی گنجائش نہیں چھوڑی

Marfat.com

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر تا حال اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع رہا ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا کہ ہمارے آقا و مولی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کی بعثت کے بعد تا قیامت کسی شخص کو نبوت و رسالت ربانی کے منصب سے نوازا نہ جائے گا۔

ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ایمان بالرسل (اللہ کے رسولوں پر ایمان) ہے جس کا تقاضا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی حقانیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی پختہ یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالی نے جناب محمد رسول اللہ کو آخری نبی بنایا ہے۔ اور ان پر سلسلۂ نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔ اسی عقیدہ پر ایمان میں اہل ایمان کی نجات ہے ۔اور بطور رسول اللہ صرف انہیں کی اطاعت و فرمانبرداری میں رب تعالی کی رضا ہے۔ اللہ تعالی کا غضب صرف ان کے رسول کی مخالفت اور آپ کی ختم نبوت کے انکار پر ٹوٹتا ہے۔ یہ مسلمہ ایمانی جس میں سے حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کی توحید کے بعد اگر جناب رسول اللہ کی ختم نبوت پر ایمان مذکورہ شرعی طریقہ سے نہ رکھے گا تو وہ اللہ کے ہاں دین اسلام کے دائرہ سے خارج ہے۔

گویا ایمان بالرسل کا شرعی مفہوم تمام انبیاء کو برحق اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرنا ہے۔ بغیر اس کے ایمان بالرسل کا تحقق نہ ہوگا۔

مفہوم خاتمیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں؟

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت و رسالت کا ہرگز یہ مفہوم

Marfat.com

نہیں ہے کہ انسانیت آپ کی بعثت کے بعد نعمتِ نبوت ورسالت سے ہی محروم ہوگئی ہے۔یا انسانیت پر جس انعام کا اللہ تعالی نے جناب محمد رسول اللہ کی بعثت فرما کر اظہار فرمایا اور قرآن میں اسے بطور احسانِ عظیم ہمیں جتلایا ہے۔اب اللہ کا وہ انعام اور احسان امت مسلمہ سے چھین لیا گیا ہے۔یا بشریت ان ہدایات ربانی سے جو بذریعۂ وحی ورسالت انہیں ملی تھیں ان سے استفادہ وافادہ نہیں کرسکتی یا بشریت سے صراط مستقیم اوجھل ہوگئی یا وہ راہ ہدایت اور صراط مستقیم جسے لیکر جناب خاتم النبیین مبعوث ہوئے اور اس پر چل کر امت کی راہنمائی فرمائی تھی وہ راستہ بند ہوگیا۔یا وہ شریعت محمدیہ جس سے امت مسلمہ اپنی زندگی میں راہنمائی لینے کی پابند ہے وہ اس پر غائب ہوگئی ہے۔یا وہ ہدایت جس سے نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اکناف عالم کو روشن فرمایا،وہ شمع رسالت وہدایت اب بجھ گئی ہے اور اب وہ علوم ومعارف جو امت مسلمہ کیلئے جامع علمی سرمایہ تھا کہ جس نے انہیں دیگر نبوت وشریعت سے مستغنی کردیا اب وہ چرالی گئی یا ناپید ہوگئی ہے ۔جناب محمد رسول اللہ کی خاتمیت کا ہرگز ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے۔

مفہوم خاتمیت خاتم النبیین ﷺ کیا ہے؟

خاتمیت خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عظیم نعمتِ ربانی جو نبوت ورسالت کے نام سے انسانیت کے مختلف ادوار میں مختلف اشخاص کے نام سے انسانوں کو ملتی رہی۔جناب محمد رسول اللہ کے نام نامی پر پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی ہے۔

جناب خاتم النبیین ﷺ پر حق تعالی شانہ نے اپنی رسالت کو تمام فرمادیا

Marfat.com

۔اپنی نبوت کو ختم فرمایا۔اب انسانیت صرف انہی کی لائی ہوئی ہدایت سے راہنمائی لے گی۔انہی کے لائے ہوئے نور سے روشنی حاصل کرے گی،انہی کی لائی ہوئی شریعت سے تا قیامت اپنی زندگی کو سنوارتی رہے گی۔تمام بنی نوع انسان کی حیات طیبہ صرف انہی کی سیرت مطہرہ کو اسوۂ حسنہ کے طور پر اختیار کرنے میں ہے۔تمام زمانوں اور تمام ادوار میں انہی کی نبوت کا سکہ چلے گا۔اب زمانہ بدلنے سے،دور کے اختلاف سے،نبوت ورسالت میں تبدیلی نہ ہوگی کیونکہ آپ وہ عظیم الشان مبعوث ہیں جو خاتم النبیین ہیں جن کی لائی ہوئی شریعت خاتم الادیان ہے۔شارع کی طرف سے اس شریعت کے جملہ ستون اللہ تعالی کی حفظ وعنایت سے مضبوطی سے قائم ہو چکے اور قائم رہیں گے ۔اس شریعت کی حفاظت کی ذمہ داری خود رب تعالی نے لی ہے۔اسی ذات عالی نے اس شریعت کے لانے والے کو نبوت ورسالت میں شرف خاتمیت سے نوازا ہے ۔اس نے ان کی شریعت کو بھی شرف خاتمیت سے نوازا بلکہ اس کی امت کو بھی شرف خاتمیت سے نوازا ہے۔

نبوت میں خاتمیت ،رسالت میں خاتمیت ،قبلہ میں خاتمیت ،امت میں خاتمیت ،شریعت میں خاتمیت ،دراصل ہر میدان میں وہ کمال ہے جس کا حق تعالی شانہ نے خود یوں اعلان فرمایا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا

Marfat.com

اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

یہ وہ خاتمیت کا مفہوم ہے جس کا ادراک، جس کا یقین واذعان، جس پر ایمان ہر مؤمن کا بنیادی واجب ہے کہ اس میں شک وشبہ کرنے والا دائرۂ ایمان سے خارج ہو جائے۔

جناب محمد رسول اللہ کی رسالت ابدی ہے۔آپ کی لائی ہوئی شریعت ابدی ہے۔وہ پوری بشریت کیلئے پورے عالم کیلئے، تمام زمانوں کیلئے ہے۔یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ موجودات کے عدم کا فیصلہ فرمالیں۔

جناب محمد رسول اللہ کی خاتمیت وآخریت رسالت ونبوت اپنے اندر جملہ حقائق کو شامل ہیں۔آپ کی خاتمیت نبوت کا تقاضا ہے کہ آپ کی آمد کے بعد کسی دیگر کی نبوت کا سکہ نہ چل سکے۔اگر کوئی نبی برحق پہلوں میں سے ہی آجائے تو اسے بھی صرف آپ کی خاتمیت کی یوں تعمیل کرنا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ ہی کو دستور حیات بنائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(والذی نفسی بیدہ لو کان موسی حیا ما وسعہ الا ان یتبعنی)

خدا کی قسم !! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کیلئے بھی میرے اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے مسلمہ عقائد میں سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانیہ پر اسی خاتمیت محمدیہ کا عملی نمونہ پیش فرماتے ہوئے حضرت خاتم النبیین کی شریعت کی اتباع فرمائیں گے۔

Marfat.com

خاتمیت رسالت مآب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی دعوت اور دائرۂ نبوت ورسالت سے کوئی فرد، کوئی مکان، کوئی زمان مستثنیٰ نہیں۔ جس طرح آپ اپنے ابنائے زمانہ کیلئے مبعوث فرمائے گئے آپ کے بعد آنے والے ہر زمانہ میں جملہ بنی نوع انسان آپ ہی کی بعثت کے زیر سایہ ہوں گے۔

آپ کا ارشاد گرامی ہے: ''میں اپنے ابنائے عصر اور اپنے بعد آنے والے ابنائے عصر سب کا نبی ہوں''۔

خاتمیت کے اس معنی پر اول المؤمنین ابوبکر صدیق سے لیکر آج تک امت قائم رہی اور تا قیامت تمام ابنائے امت مسلمہ رہیں گے۔

خاتمیتِ خاتم النبیین یا عقیدۂ ختم نبوت

امت مسلمہ کا عقیدۂ ختم نبوت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا خاتم مانتی ہے کیونکہ نبوت کا منصب اللہ کا انتخاب ہے اور اس ذات عالی کا فیصلہ اور واضح اعلان ہے کہ اس باب میں خاتمیت کا تاج جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سجادیا گیا ہے۔ مگر قادیانیت جو اس بات کا زبانی اعلان کرتی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے ہاں خاتمیت کا مذکورہ اسلامی مفہوم نہیں بلکہ ان کی اس باب میں اپنی مخصوص تجدید یا کھلی تحریف ہے۔

اس باب میں قادیانی تجدید کیا ہے؟ اس کا ملاحظہ کریں:

اولاً:

قادیانیت کے ہاں نبوت کسبی امور میں سے ہے۔ نبوت کا حصول اطاعت

Marfat.com

وریاضت سے ممکن ہے قادیانیت کا زعم ہے کہ حضرت خاتم النبیین نبوت کی ایسی مہر ہیں جس سے نبی بنتے ہیں۔لہذا آپ کا مطیع کامل منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے ۔جس کی مثال مرزا غلام احمد ہیں جو کمال اطاعت کی وجہ سے مرتبۂ نبوت تک پہنچ گیا۔

قادیانیت کے ہاں نبوت صرف ایمان کا ایک اعلی درجہ ہے۔اللہ اور رسول کی اطاعت سے نبی بنتے ہیں۔

تین ضروری امور

یہاں پر تین ضروری امور ہیں جنہیں ہمیں یادرکھنا چاہئے۔ان میں سے پہلا امر حضرت خاتم النبیین سے متعلق ہے جبکہ اور دو امور حضرت مسیح موعود حضرت عیسی علیہ السلام سے متعلق ہیں۔

پہلا امر جو حضرت محمد رسول اللہ سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین اس معنی میں ہیں کہ آپ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔رہے مسیح موعود حضرت عیسی علیہ السلام جن کا رفع ہوا تھا، وہ آسمان سے دوبارہ نازل ہوں گے اور اس دنیا میں آکر شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوں گے کیونکہ یہ زمانہ حضرت خاتم النبیین کی بعثت کا زمانہ ہوگا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق جو دو امور ہیں۔ان میں اولا: یہ کہ ان کو نبوت حضرت خاتم النبیین سے پہلے ملی۔ثانیا: سابق انبیاء میں سے صرف وہی اکیلے ایسے نبی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت میں دوبارہ آئیں گے۔

قادیانیت کے نزدیک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا، آپ

Marfat.com

کے صانع النبیین ہونے کے معنی میں ہے جن کی مہر سے نبی بنتے چلے جائیں گے جبکہ اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کے ہاں آپ کا خاتم النبیین ہونا، آپ کا سلسلۂ نبوت کو ختم کرنا ہے۔(اس کا مفصل بیان آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اجماع امت کی روشنی میں اپنے مقالہ ''ختم النبوۃ'' میں بیان کر چکے ہیں)

بہر حال یہ واضح فرق ہے قادیانیت اور امت مسلمہ میں '' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں یا آپ کی خاتمیت کے بارے میں''۔ مسلمان انہیں خاتم النبیین بمعنی سلسلۂ نبوت کا ختم کرنے والا اور قادیانی انہیں خاتم النبیین بمعنی نبوت کو جاری رکھنے والا اور صانع نبوت قرار دیتے ہیں۔

اس باب میں موجودہ قادیانیت کا تناقض

مرزا غلام احمد کی تالیفات میں تو آنحضرت کی ختم نبوت اور مرزا کی نبوت کے بارے میں تناقض ہے ہی (جس کا ذکر ہم تناقضات مرزا کے مقالہ میں کر چکے ہیں) مگر آج کی قادیانیت اپنے ذرائع ابلاغ پر آپ کی خاتمیت کے بارے میں جس تناقض کا شکار ہے اسے بھی یاد رکھ لیں۔ پھر اس کا M.T.A پر مشاہدہ بھی کر لیں۔ جس کی کچھ تفصیل یوں ہے:

خاتَم بمعنی افضل

آج کی قادیانیت اپنے خاتم النبیین کے پروگرام میں ایک زبان سے تو یہ کہتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا خاتم النبیین کہنا افضل ہونے کے معنی میں ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی محدث ومفسر کو خاتم المحدثین یا خاتم المفسرین بایں طور کہہ دے۔ جبکہ

Marfat.com

دوسری زبان سے دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔اس معنی میں کہ وہ آخری نبی ہیں۔ پھر وہ نبوت کی تقسیم مندرجہ ذیل طور پر کرکے آنحضرت ﷺ کو نبوت کی ایک مخصوص قسم کا خاتم کہتا ہے۔اور وہ قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔تشریعی اور مستقل نبوت: جسے وہ خالص عطیہء ربانی مانتے ہیں جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت۔

۲۔نبوت غیرتشریعی غیر مستقل: یہ بھی اللہ تعالی کا عطیہ ہے۔جیسے حضرت ہارون کی نبوت۔

۳۔نبوت غیرتشریعی غیر مستقل: جیسے حضرت خاتم النبیین کی اطاعت سے حاصل شدہ نبوت ۔قادیانیت کے ہاں یہ مخصوص نبوت امت محمدیہ کا خاصہ ہے اور آنحضرت کی اطاعت کامل سے ملنے والی نبوت کی مثال میں یہ کہتا ہے ۔جیسے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت۔جو محض وہبی نہیں ہے۔اس میں ان کے کسب واطاعت کا بھی دخل ہے۔

یاد رکھیں

یہ غیر شرعی فلسفہ ہے مگر قادیانیت کے پہلے قول اور دوسری تقسیم کا ماحصل ایک ہی ہے کہ حضرت خاتم النبیین جنہیں اللہ تعالی نے سلسلۂ نبوت کا خاتم بنایا ہے

Marfat.com

اورخود جناب رسول اللہ نے اسے اپنی خصوصیت بتلایا ہے۔صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت کا اس پر اجماع چلا آرہا ۔قادیانیت اپنی تجدید یا تحریف میں اس عظیم ہستی کو صانع نبوت قرار دے رہی ۔یہی قادیانیت کا نرالا اور نہ سمجھ آنے والا اسلوب ہے جس کا شریعت اسلامیہ اور اس کے مصادر قرآن وسنت اور اس کے مفسرین وشارحین اور امت کے مجددین کے ہاں کوئی تصور نہیں ہے۔

قادیانیت کے اس قول کی مرجعیت

ہر امتی کا یہ حق ہے کہ وہ قادیانیت سے استفسار کرے کہ مذکورہ نبوت کی اقسام کی مرجعیت کیا ہے؟ ان کا ثبوت آپ کو کہاں سے ملا؟ قرآن وسنت سے؟ کیا کسی مجدد اسلام ،مفسر اسلام ،مجتہد امام یا محدث نے ان اقسام کو بیان کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے تو تشریعی وغیر تشریعی نبوت کی تقسیم مفہوم ہے مگر کسبی اور اطاعت سے ملنے والی نبوت کی وہاں گنجائش ہے نہ آپ کے بعد گنجائش ہے پھر حضرت خاتم النبیین کی بعثت کے بعد والی نبوت کہاں سے ملتی ہے؟ نبوت ربانی کے ختم ہونے کے بعد یہ سلسلہ دوبارہ کس نے شروع کر دیا؟ پھر مرزا تو پہلی دفعہ اس دنیا میں آیا ہے۔وہ مسیح ابن مریم یا مسیح موعود اور معاد کیسے مانا جائے؟ پیدا ہونے والا کیسے نازل ہونے والا بن گیا؟ پھر مرزا مسیح بن مریم کیسے ہو گیا وہ تو ابن چراغ بی بی ہے۔

ابنائے ملت قادیانیت کو کچھ غور وتامل کرنا چاہئے اور انہیں یہ معلوم ہونا

Marfat.com

چاہئے کہ ان تمام دعوں کیلئے قادیانیت کے ہاں کوئی شرعی مرجعیت نہیں ہے۔

خاتم نبوت یا فاتح نبوت؟

جناب محمد رسول اللہ، اللہ کے ہاں اور امت مسلمہ کے ہاں ''خاتم النبیین'' ہیں جن پر اللہ نے اپنے نبیوں کا سلسلہ ختم فرما دیا۔

کسی سلسلے کا خاتم (ختم کرنے والا) یا سلسلۂ نبوت پر مہر بن جانے والا کہ جس پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا جائے۔

یاد رکھیں:

وہ کس طور پر اسی چیز کو شروع کرنے والا بن سکتا ہے جس کیلئے وہ خاتمہ بن کر آیا یا اس مہر نبوت سے دیگر نبوتوں کا اجرأ کر سکتا ہے جو ان پر ختم نبوت کی مہر ہے۔ پھر نبوت کا خاتم کس طرح صانع نبوت ہو سکتا ہے؟

نبوت ایک وہبی امر ہے۔ اور اس کی عطا اللہ کے ہاں سے ہوتی ہے، وہی انبیاء کو منتخب اور پسند کرتا ہے۔ اس نے اس سلسلے میں آخری انتخاب حضرت محمد رسول اللہ کو بطور آخری نبی مبعوث فرما کر اس سلسلے کو ہی بند فرما دیا۔ اب جس نے اس ذات عالی کو بھیج کر دروازۂ نبوت کو سیل کر دیا اور بند کر دیا، اب کیسے اسی ذات کو فاتح نبوت قرار دے گا کہ ان کی اطاعت سے نبی بننے شروع ہو جائیں؟ اور وہ بند دروازہ ان کی اطاعت سے پھر سے کھل جائے۔ جن پر اللہ نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہو، وہ کیسے اس دروازہ کو کھولنے والے بن سکتے ہیں؟ خاتم نبوت کا صانع نبوت بننا عقلاً اور نقلاً محال ہے۔

Marfat.com

آمد عیسیٰ علیہ السلام

اس اسلامی مفہوم کے ہرگز یہ مخالف نہیں کہ سابقہ نبیوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ جائیں کیونکہ وہ تو پہلے سے اس باب کے اندر ہیں، یعنی انہیں شرف نبوت آخری نبی کی بعثت سے پہلے مل چکا ہے۔ انہوں نے ہی بنی اسرائیل کو آخری نبی کی خوشخبری سنائی تھی جسے قرآن میں یوں نقل فرمایا گیا: واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد فلما جاء هم بالبینات قالوا هذا سحر مبین۔ الصف۔

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تورات کا تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی ہے اور بشارت دینے والا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں، جن کا نام احمد ہے.....الخ

کون مسیح موعود؟

یاد رکھیں کہ قرآنی نص کے مطابق مسیح موعود وہ ہے جن کی بعثت حضرت خاتم النبیین سے قبل ہو چکی ہو اور ان کے بعد حضرت خاتم النبیین آئیں۔ لہٰذا جس سے قبل خاتم النبیین آئے ہیں وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح جب پہلے والا دوبارہ آئے تو اس پر "نازل ہونیوالا" یا "موعود" کا معنی بھی صادق ہو جاتا ہے اور

Marfat.com

اس کے آنے سے انبیاء کی فہرست میں اضافہ بھی نہیں ہوتا۔جس کی وجہ سے ختم نبوت کے معنی ثابت رہتے ہیں۔اور انہیں کسی نقص کا سامنا نہیں ہوتا۔

اس سے یہ امر واضح ہوگیا کہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے دروازہ کو بند کرنے والے ہیں اور حضرت مسیح موعود اس بند دروازہ کو کھولنے والے نہیں کہ ان کی نبوت انہیں پہلے مل چکی۔جبکہ اس بند دروازہ کو کھولنے کی ناکام سعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ہر مدعی نبوت کرنے والا ہے اور یہی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ہوا ہے۔مرزا صاحب کے اس عمل کی عقل اور نقل ہرگز اجازت نہیں دیتیں۔

قادیانیت کے دو حقیقی متعارض قول

قول اول

قادیانیت کبھی ''خاتم النبیین'' کا معنی افضل النبیین کرتی ہے ۔اس سے وہ اللہ کے فرمان حقیقی ''خاتم النبیین'' کو بندوں کے مبالغہ کے طور پر مجازی قول مخلوق اور علم غیب نہ جاننے والے انسان کا قول ''خاتم المفسرین'' پر قیاس کرتی ہے۔اور پھر یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ جس طرح افضل محدث اور افضل مفسر پر محمول ہوتا ہے حقیقت پر نہیں اسی طرح اللہ کا قول بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔حضرت محمد رسول اللہ کا خاتم النبیین ہونا آپ کے افضل النبیین کے معنی میں ہے۔

دوسرا قول

قادیانیت یہ بھی کہتی ہے کہ لفظ ''خاتم'' افضل اور آخری ہر دو میں مشترک ہے

Marfat.com

۔مسلمان امت ''آخری'' والا معنی لیتی ہے اور ہم ''افضل'' کا معنی لیتے ہیں اور ہمارا افضلیت پر حمل کرنا آخری سے حمل کرنے پر بہتر ہے۔

قادیانیت کا یہ اسلوب

اولاً: تو دو متناقض قولوں سے عبارت ہے۔

ثانیا: قرآنی لفظ ''خاتم'' جو خالق جل وعلا عالم الغیب نے استعمال فرمایا ہے ۔یہ مخلوق اور غیر عالم غیب کے مجازی استعمال جیسا ہے جبکہ غیر عالم الغیب، علم غیب نہ ہونے کے باعث جب کسی کو آخری کہے گا تو یا تو وہ جھوٹا ہوگا یا مبالغہ کرنے والا ہوگا مگر اللہ تعالی کا خاتم کو استعمال کرنا حقیقی معنی میں ہے اور وہ آخری نبی ہی ہے ۔وہ افضل کے معنی میں ہے، نہ وہ افضل اور آخری میں مشترک ہے۔لہذا قرآنی نص میں یہ عمل الحاد فی آیات اللہ کہلاتا ہے اور اس کی تفصیل آپ ہمارے مقالہ ''لفظ خاتم کا لغوی معنی اور شرعی مراد'' میں دیکھ سکتے ہیں۔

ہم یہاں صرف مختصراً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ:

لفظ ''خاتم'' افضل کیلئے انسان اگر مجازاً استعمال کریں تو اس مجازی استعمال کو معنیٔ لفظ کہنا قائل کی جہالت یا بدنیتی کی علامت ہے جس سے اس کی غرض صرف خاتم النبیین کے شرعی مفہوم میں الحاد ہے اور بندوں کو شبہ میں ڈالنا ہے جیسے دجل کرتے ہیں۔

''خاتم'' کا لفظی معنی ''آخری'' ہی ہوتا ہے اور ہر خاتم اس کا آخری ہوتا ہے جس کی طرف وہ مضاف ہو۔لہذا ''خاتم'' جب ''نبیین'' کی طرف مضاف ہے تو

Marfat.com

اس کا معنی ''آخری نبی'' ہوتا ہے۔

اس طرح خاتم کے لفظی معنی آسانی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔اس کے بعد دیگر نصوص،اجماع امت،مفسرین ومحدثین ،ائمہ کرام اور امت مسلمہ اس پر دلیل مستزاد۔

حدیث ''لا نبی بعدی'' مرزا قادیانی کے ہاں بھی حدیث مشہور ہے۔قادیانیت کا خاتم کو افضل اور آخر کے معنی میں مشترک کہنا خلاف لغت ہے۔نیز خود مرزا اور قادیانیت اس سے مراد صرف آخری نبی ہی لیتے رہے ہیں۔جس کی تفصیل ہمارے مقالے ''ختم نبوت'' میں مع حوالہ مذکور ہے۔

تیسرا قول

قادیانیت کا تیسرا قول یہ ہے کہ آپ خاتم بمعنی مہر ہیں۔اور آپ کی مہر سے آگے نبی بنتے ہیں۔اس قول کے مطابق مہر نبوت کو توڑا گیا کیونکہ جب خاتم الانبیاء نبیوں کی مہر سے نبی بنتے رہیں گے تو وہ صانع الانبیاء ہو گئے۔

قادیانیت اپنے عقیدہ کی تعیین کرے

ہم قادیانیت کو نصیحت کرتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے ذوی العقول اصحاب نظریات ہیں جو اپنے نظریات کی تعیین کرتے ہیں،چاہے وہ حق ہوں یا باطل۔

لہذا:

اولا: قادیانیت ''خاتم النبیین'' کے مفہوم ومدلول کی تعیین کرے اور لوگوں میں تشکیک پیدا نہ کرے۔

Marfat.com

ثانیا: قادیانیت ''ختم نبوت'' کے باب میں اپنے عقیدے کی تعیین کرے اور لوگوں میں تشکیک پیدا نہ کرے۔ لوگوں میں تشویش پیدا کرنا یقیناً شرعی اور انسانی اخلاقی جرم ہے۔ یہ انسانوں کی عقول اور اذہان سے کھیلنا ہے۔

ثالثا: قادیانیت مندرجہ ذیل امور میں تامل کر کے ان کے جوابات مرتب کریں۔

س ۱: کیا صحابہ کرام، تابعین حضرات، ائمہ مجتہدین، مفسری ومحدثین یا مجددین میں جن کی مجددیت کے قادیانیت بھی قائل ہے کوئی بھی مطیع اور متبع کامل نہیں ہوا جو طاعت سے نبوت کے حصول میں کامیاب ہوا ہو؟

س ۲: اگر مطیعین نبوت کے حاملین امت محمدیہ میں ہیں تو خیر القرون اور اس کے بعد سے یعنی بعثت نبوی سے ادعاء مرزا تک تقریبا تیرہ صدیوں میں کتنے اور کون کون مطیعین انبیاء تھے؟

س ۳: آیا یہ زمانہ، زمانہ فترۃ ہے؟ (معاذ اللہ) جو رسالت ونبوت سے خالی عہد ہے؟

س ۴: اگر عقیدۂ ختم نبوت انسانیت کو نعمت نبوت سے محروم کرتا ہے جیسا کہ قادیانی زعم ہے تو انسانیت کو مرزا غلام احمد کے ادعائے نبوت تک اس نعمت سے محروم رکھا گیا؟

س ۵: اگر امت محمدیہ میں مطیع نبوت کا جاری رہنا حضرت خاتم الانبیاء کی سابق انبیاء پر افضلیت ہے تو اس غرض کی تکمیل کتنے عدد سے پوری ہوگی؟

Marfat.com

س ۶: مرزا کے ادعاء نبوت سے لیکر آج تک سو سال سے زائد کے عرصہ میں امت محمدیہ میں کتنے مطیع کامل نے قادیانی مخصوص نبوت خاصہ کو پایا ہے؟

حق اور حقیقت صرف یہی ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت اور مفہوم ''خاتم النبیین'' روز روشن سے بڑھکر ظاہر وثابت ہیں مگر قادیانیت کا شرعی نصوص میں تحریف سے یا نبوت کی نئ قسموں کی اختراع سے یا حضرت خاتم النبیین کے لیۓ ان کی امت میں مطیع نبوت کو باعث فضیلت قرار دینے سے یا دیگر کسی طریقہ سے اسلام کے مسلمات میں تشکیک سے نہ مرزا کی نبوت ثابت ہوگی نہ انکار ختم نبوت کا عقیدہ ثابت ہوگا نہ امت مسلمہ اپنے مسلمات سے انحراف کرے گی۔

لوگوں پر حقائق کو خلط کر کے اِن کے اذہان میں تشویش پیدا کرنا خلط کرنے والے کیلیۓ باعث عقوبت ہوگا کیونکہ یہ عمل انسانیت کے ساتھ کھلی فکری دہشت گردی ہے۔

ہم ابنائے ملت قادیانیت کو حق وحقیقت کو قبول کرلینے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت اور رحمت للعالمین کی نبوت عالمگیر کو تسلیم کرنا ہی ان کے باعث خیر وبرکت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت تمام بشریت پر اللہ تعالی کا انعام ہے

حق تعالی شانہ اپنے بندوں پر رحیم وکریم ہے۔ اسکا ان پر احسان عظیم ہے۔ جس کا ذکر قرآن حکیم میں بھی کئی بار ہوا کہ انہوں نے سب انسانیت کی سعادت ایک انسان کی اطاعت میں منحصر فرمایا اور ایک انسان کو پوری انسانیت کے لئے اسوۂ

Marfat.com

حسنہ ٹھہرایا۔تمام عالم کے انسانوں کا ایک رسول اعظم،ایک رسول خاتم اور افضل الرسل کا مطیع ہونا، یہ تشریع ربانی ہے، یہ حکمت یزدانی ہے اور بندوں کیلئے آسانی ہے کیونکہ انسان اپنی شخصیت کی تعمیر میں جب صرف ایک انسان کی سیرت کا متبع ہوتو یہ اس کیلئے اس سے کہیں آسان ہے کہ اس کیلئے کئی انسانوں کو اسوۂ حسنہ قرار دیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر اپنے اس احسان عظیم کا ذکر یوں فرمایا:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين۔آل عمران ١٦٤۔

اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں سے جو ان پر آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ پہلے صریح گمراہی پر تھے۔

نبوت ربانیہ وہبی امر ہے۔اور حق تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اپنے تدبیر سے جسے چاہا نبوت کیلئے اختیار فرمایا پھر اس نے اپنے اختیار سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر اس سلسلہ کو ختم فرمایا تاکہ آپ بعثت سے تاقیامت اولین وآخرین کے لئے رسول ہوں۔آپ کی خاتمیت نبوت آپ کی عموم رسالت آپ کی افضلیت رسالت کا یہی تقاضا ہے۔اسی نعمت ربانی کا بیان اس آیت میں ہوا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

هو الذى بعث فى الأميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين وآخرين

Marfat.com

منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ۔الجمعہ ۲۔۳

وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے بھیجا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔اور اس رسول کی بعثت ان کیلئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں۔اور اللہ زبردست اور حکیم ہے۔

نبی خاتم ہی اولین اور آخرین کیلئے مبعوث ربانی

حق تعالی شانہ نے حضرت محمد رسول اللہ کو امیین کیلئے اپنا نبی ہونے کا شرف بخشا جو امت محمدیہ کی اولین اور سابقین حضرات ہیں۔ساتھ ہی انہیں آخرین امت محمدیہ کا بھی نبی ہونے کا شرف بخشا۔آپ کی بعثت اولین اور آخرین کیلئے ہے ۔ھوالذی بعث فی الأمیین ...الخ اور وآخرین منھم لما یلحقوا بھم...الخ سے آپ ہی مراد ہیں۔یہی خصوصیت ہے حضرت خاتم النبیین کی کہ ان کی بعثت اولین وآخرین کیلئے ہوئی۔آپ کی بعثت امت کے تمام طبقات کو شامل ہے۔قادیانیت کی تحریف ہے کہ اس نے آپ کی بعثت کو تقسیم کردیا۔جن کے نزدیک ۱۴ صدیوں تک آپ کی پہلی بعثت ہے اور اس کے بعد دوسری بعثت شروع ہوئی اور معاذ اللہ آپ کی بعثت ثانیہ مرزا غلام احمد کی بروزی صورت میں تھی پھر قادیانیت یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ آپ کی بعثت ثانیہ بعثت اولی سے روحانیت میں زیادہ زوردار، زیادہ اکمل اور زیادہ مکمل تھی (معاذ اللہ) جبکہ قرآن کریم آیت جمعہ میں حضرت محمد رسول اللہ کی ایک ہی بعثت کو اولین وآخرین کیلئے قرار دے رہا ہے جو کسی زمانہ یا مکان پر آکر منقطع نہیں

Marfat.com

ہوئی نہ ہی منقسم ہوئی۔آپ اپنے زمانے والوں کیلئے بھی نبی ہیں اور اپنی حیات کے بعد والوں کیلئے بھی نبی ہیں۔ یہ شرف ایک طرف تو حضرت خاتم النبیین کیلئے ہے تو دوسری طرف اولین امت اور آخرین امت کیلئے بھی ہے کہ وہ آخر الامم ہیں۔

آپ کیلئے اس شرف عظیم میں دیگر کوئی فرد شریک نہیں نہ کوئی آپ کا بروز ہے نہ ظل ہے نہ قرآن نے ایسا کہا نہ سنت سے یہ ثابت ہے۔ یہ شرف صرف اللہ کا اختیار ہے وہ جسے چاہے اس کا انتخاب کرے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔المائدہ ٥٤۔

یہ اللہ کا خاص فضل ہے جسے چاہے وہ دیتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شرف عظیم سے مشرف ہیں۔اور آپ کی یہ عظیم ذمہ داری ہے کہ امت کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں اور ان کا تزکیہ فرمائیں۔تو اللہ تعالی کی حکمت تکوینی یہ رہی کہ نبی خاتم ﷺ نے اپنے اصحاب کو براہ راست خود تعلیم دی خود ان کا تزکیہ فرمایا پھر اس وراثت پیغمبری کو ان کے وارثین تا قیامت آپ ہی کے منہج کے مطابق ادا کرتے رہیں گے۔تو جو عمل بھی صحابہ کرام کے بعد تابعین، تبع تابعین ان کے اتباع اور آج تک علماء اسلام کرتے رہے اور تا قیامت کرتے رہیں گے یہ آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ آپ ہی مربی اعظم اور اس امت کے معلم اول ہیں۔ایسا نہ ہوا اور نہ آئندہ ہوگا کہ ہر ملک، ہر خطے، ہر علاقے، ہر شہر، ہر بستی کیلئے آپ کے بروز پیدا ہوتے رہیں بلکہ تا قیامت ہر معلم ومربی جو بھی آپ کی لائی ہوئی کتاب وحکمت اور آپ کے قائم کردہ منہج تزکیہ پر لوگوں کی تعلیم

Marfat.com

وتربیت کا عمل سرانجام دے گا تو وہ اسی اولین وآخرین کی طرف مبعوث معلم ومربی اعظم کے عمل تعلیم وتربیت سے مربوط ہوگا۔ یہی آپ کی اولین وآخرین میں بعثت کامفہوم ہے جسے شاہ ولی اللہ نے بیان کیا ہے (اس کا ذکر ہم مستقل مقالہ ''اغالیط القادیانیۃ'' میں کریں گے)۔

یہی امت مسلمہ میں حق تعالی شانہ کی جاری کردہ سنت ہے یہی وہ سنہری سلسلہ ہے جو متصل سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تاحال قائم ہے اور تاقیامت قائم رہے گا۔ یہی اللہ تعالی کے اس ارشاد کا مظہر ہے کہ اس نے تمام بنی آدم کوفرمایا

فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الأمی الذی یؤمن باللہ و کلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔اعراف ۱۵۸

تم اللہ اور رسول اس نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتاہے اوراس کی پیروی کرو امید ہے کہ تم راہ راست پالوگے۔

حق تعالی شانہ نے بعثت نبی امی فرماکر تمام انسانیت کی ہدایت کو ان کی اتباع سے وابستہ کردینا اور پھر امت کے لئے اس عمل کو ہر دور میں، چاہے وہ دور اسلام کا اولین عہد ہو یا اس کے بعد مختلف ادوار ہوں یا تاقیامت جس قدر ادوار بھی آئیں انہیں آسانی سے وہی تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ میسر رہے گا جو حضرت خاتم النبیین کی بعثت کا مقصد تھا

اس لئے فرمایا: وھو العزیز الحکیم ۔وہی عزیز وحکیم کی قدرت کا مظہر ہے۔

Marfat.com

تحریف قادیانیت

قادیانیت نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو چودہویں صدی میں توڑ مروڑ کر نئی بعثت کی صورت نکالی یہ حضرت خاتم النبیین کی اولین و آخرین کیلئے بعثت میں تحریف ہے۔ پھر پہلی صدی سے چودہویں صدی تک کی بعثت کو قادیانیت نے پہلی اور اصلی اور اس کے بعد والی بعثت کو ظلی و بروزی کہا اور اسے مرزا غلام احمد کی صورت میں قرار دیا۔ اس کی تفصیل تو ہم نے مستقل طور پر ایک مقالہ بنام ''اغالیط القادیانیۃ'' کے عنوان کے ذیل میں لکھا ہے۔ اسکا مراجعہ بہتر رہے گا۔ مگر یہاں پر اتنا عرض کر دیں کہ قادیانیت کا یہ تصور آپ کے خاتم نبوت ہونے، آپ کے رحمت للعالمین ہونے، آپ کی نبوت و رسالت کے کافۃ للناس ہونے، کے قرآنی صریح بیان کی کھلم کھلا مخالفت اور انکار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ امت مسلمہ کے خیر الامم ہونے، اس کے خاتم الامم ہونے، امت محمدیہ کے ہر دور میں وظیفۂ نبوت تعلیم و تربیت کے عمل کو جو قائم شدہ ہے اور موجود ہے اس کا بھی انکار ہے اور الحاد فی آیات اللہ ہے۔

قادیانیت کا تو یہاں تک زعم ہے کہ قرآن نہ رہا، توحید نہ رہی، تعلیمات اسلام نہ رہیں جن کو قائم کرنے کیلئے ان کا بانی بروز محمد و احمد بن کر آیا بلکہ قادیانیت نے یہاں تک کہہ دیا کہ آنحضرت ﷺ اپنے وظیفہ رسالت کی بوجہ عدم وسائل کے تکمیل نہ کر سکے جیسے مرزا غلام احمد نے کیا۔۔

سوال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے خود اس شریعت کے تحفظ کی ذمہ داری

Marfat.com

لی۔حضرت خاتم النبیین نے خود فرمایا کہ قرآن محفوظ رہے گا،ان کی تعلیمات محفوظ رہیں گی تو پھر ان کے خاتمہ کا دعوی تو اللہ و رسول کی کھلم کھلا تکذیب ہے۔قادیانیت یہ اسلوب قرآن وسنت نہیں، ہاں تکذیب کتاب وسنت ضرور ہے کہ اللہ اور رسول تو یہ کہیں کہ تا قیامت خاتم الشرائع محفوظ رہے گی اور قادیانیت نہیں رہے گی اور نہ رہی ۔قادیانیت تامل کرے کہ وہ کونسا دور اسلام کی تاریخ میں آیا ہے کہ حق تعالی شانہ کا وعدہ برائے تحفظ دین پورا نہ ہوا ہو؟۔یا رسول اللہ کی پیش گوئی برائے حفاظت دین معاذ اللہ غلط ثابت ہوئی۔اسلام کی تاریخ میں اس عالم میں جہاں پر اور جس شخص نے سرِ مو شریعت محمدیہ سے ہٹ کر کسی امر کو شریعت محمدیہ کہنے کی جسارت کی اللہ تعالی نے اس امت کے رجال کار کے ہاتھوں ہی اس کی تحریف کے ابطال کا نظم فرمادیا جنہوں نے دین میں ہر خلط اور غلو کا افصاح فرمایا اور دین خالص کتاب وحکمت اپنی اصل شکل میں محفوظ رہا اور تا قیامت محفوظ رہے گا اور امت کی نبوی تعلیمات کی بنیاد پر تربیت وتزکیہ کا عمل جو جاری رہا اور تا قیامت جاری رہے گا ۔کیونکہ جناب محمد رسول اللہ کی بعثت کے بعد کسی دیگر کی بعثت فالتو ہے۔وہی اولین کے لئے مبعوث ہوئے اسی طرح آخرین کیلئے بھی جن کی آپ کے ہاتھوں براہ راست تعلیم کتاب،تزکیہ اور حکمت ہوا۔وہ اس امت کے سرخیل اصحاب عدول اور امناء امت ہیں جو بغیر کسی نقص کے اس کتاب وحکمت اور منہج تزکیہ کے محافظ رہے پھر اس امانت نبوی کو انہوں نے بعد والوں کو پوری امانت سے پہنچایا پھر تسلسل سے تا حال بھی اور تا قیامت ایسا ہی ہوتا رہے گا۔یہی عزیز وحکیم کی قوت کا مظہر ہے ۔اسی احسان عظیم کا آیت آل عمران اور آیت جمعہ اور دیگر سورتوں میں بیان

Marfat.com

مکرر ہوا تا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مفہوم تا قیامت محفوظ رہے بعینہ اسی طرح جس طرح اللہ تعالی نے چاہا اللہ کے رسول نے بیان فرمایا۔اصحاب رسول نے سمجھا۔اس عقیدہ ختم نبوت کے بیان کی اہمیت ہی ہمارے اس مقالہ کا موضوع وعنوان ہے۔اب ہم اس کی اہمیت اوراس کے بیان کی تاریخ کا ذکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالی کے ہاں عقیدۂ ختم نبوت کے بیان کا اہتمام

اللہ تعالی کے ہاں جناب محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کا بیان اس قدر مہتم بالشان امر ہے کہ اس کا اقرار واعلان عالم ارواح میں اس وقت ہو چکا جب ابھی انسان اول بھی اس دنیا میں نہیں آیا تھا۔امام احمد نے اپنی مسند میں روایت فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اس وقت خاتم النبیین تھا جب آدم ابھی مٹی گارے میں تھے۔جناب محمد رسول اللہ پر شرف نبوت کے خاتمہ کا بیان واعلان تمام انبیاء کی بعثت سے بھی بہت قبل ہوگیا تھا اگر چہ اس افضل الرسل نبی خاتم کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی۔

آپ حضرت آدم حضرت نوح حضرت موسی وعیسی کی ولادت سے قبل ہی خاتم النبیین تھے۔یہ مقام خاتمیت آپ کو حاصل تھا۔اس ربانی فیصلے کے بعد اگر تمام کی بعثت آپ کی خاتمیت کی منافی نہیں تو حضرت عیسی کا دوبارہ آنا آپ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہوسکتا۔پھر اللہ تعالی کے اس اقرار و بیان کے بعد آدم ودیگر انبیاء کی خلقت وآمد ہوتی رہی پھر بعثت ہوتی رہی مگر نبی خاتم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کی جب بعثت ہوگئی تو اب آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملنے کا حتمی ربانی فیصلہ واعلان ہے پھر نبوت کو نبی خاتم سے پہلے پالینے والے کی آمد دوبارہ آمد نبی خاتم کی ختم نبوت کے معارض نہیں۔ جیسے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد ثانیہ۔ لہذا قادیانیت کا حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد کو آپ کی ختم نبوت کے منافی قرار دینا ایک باطل امر ہے کیونکہ ان کی بعثت صاحب ختم نبوت کے بعد نہیں اس سے پیشتر ہے۔ آمد ختم نبوت کے منافی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ البتہ قادیانیوں کا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اثبات نبی خاتم کی ختم نبوت کے ضرور منافی ہے کیونکہ نبی خاتم کے بعد کسی بھی نبی کی بعثت شرعاً مستحیل اور ناممکن ہے۔ نہ اکتساب سے اور نہ کسی اور طریقے سے۔ نبی خاتم کے بعد تاقیامت انہی کی نبوت وشریعت رہے گی اس لئے جب حضرت عیسی علیہ السلام بھی دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ بھی آپ ہی کی شریعت کی اتباع فرمائیں گے۔

رہا آپ کی اطاعت سے نبوت کا حصول، تو یہ اسلامی تعلیمات میں سے نہیں ہے اور نہ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔ دین میں کسی بھی طرح سے امتی کے نبی بننے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ نبی خاتم کی ختم نبوت کے عالم ارواح میں اعلان کے ساتھ ساتھ جملہ انبیاء کرام سے ان پر ایمان لانے اور ان کی نصرت کرنے پر پختہ عہد لیا گیا تھا۔

ارشاد باری تعالی ہے

واذ اخذ الله میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم

Marfat.com

رسول مصدق لا معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال أأقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین۔فمن تولی بعد ذلك فاؤلئك هم الفاسقون۔ آل عمران ۸۱۔۸۲

یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت ودانائی سے نوازا ہے، پھر ایک رسول تمہارے پاس انہی تعلیمات کی تصدیق کرنے والا آئے گا اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔اللہ نے ان سے پوچھا: کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ سب نے کہا کہ: ہم اقرار کرتے ہیں۔اللہ نے فرمایا: سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔اور جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے۔

تو اس آیت میں آپ کی ختم نبوت کے اقرار لینے کا بیان ہے۔اور اس نبی خاتم جس پر شرف نبوت ختم ہے۔اس کے زمانۂ بعثت کی بھی تعیین ہے اور سب سے آخر میں ہے اس طرح نبی خاتم پر خاتمیت مرتبت کے ساتھ ان کیلئے خاتمیت زمانی کا بھی اعلان ہے کہ ان کے بعد کوئی اس شرف ومنصب سے نوازا نہ جائے گا اس نبی کا فرمان ہے: " **لانبی بعدی** " کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس نبی کا فرمان حضرت قتادہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان سے

Marfat.com

ایک دوسرے کی تصدیق کرنے اور حضرت محمد رسول اللہ کے آخری ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کے نہ ہونے پر عہد لیا۔

پھر جب نبی خاتم کی بعثت کا زمانہ آگیا تو ان کی خاتمیت کا اعلان قرآن نے یوں فرمایا کہ

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و کان اللہ بکل شیء علیما۔احزاب ۴۰۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

نبی خاتم کی ختم نبوت کا قرآن کی مذکورہ آیت اور اس کے علاوہ بے شمار آیات میں اقرار و اعلان ہے۔اور صحیح احادیث نبویہ بھی اس باب میں وارد ہیں۔جیسا کہ احمد بیہقی اور ابن حبان نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب آدم علیہ السلام مٹی گارے میں تھے۔

حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جناب محمد رسول اللہ کی روح مبارکہ کو خاتم النبیین قرار دے دینا یہ مسئلہ ختم نبوت یا عقیدہ ختم نبوت کا اللہ کے ہاں عظیم الشان اور ذی اہتمام ہونے کی دلیل ہے۔جس کے پیش نظر عالم ارواح میں روح محمد رسول اللہ کیلئے خاتم النبیین ہونا قرار دیا گیا اور عالم ارواح میں ہی اجسام کی خلقت سے بھی پہلے آپ کی ختم نبوت کا بیان ہوگیا۔

جب آپ کی بعثت ہوئی ہے تو قرآن کریم نے اپنی بے شمار آیات بینات میں

Marfat.com

بیان کے جملہ اسالیب کو اس عقیدہ ختم نبوت کے بیان میں صرف کر دیا ہے۔

اب ہم ان اسالیب کو بیان کرتے ہیں جو عقیدۂ ختم نبوت کو بیان کرنے کیلئے اختیار کیے گئے ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق قرآنی اسالیب

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں جب بھی ایمان باللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے ساتھ ایمان بالرسل کو اس پر عطف کرتے ہیں۔ اور تمام امت مسلمہ بخوبی طور پر جانتی ہے کہ ایمان بالرسل سے مراد تمام رسولوں اور انبیاء پر ایمان اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان ہے۔

پہلا اسلوب

ایمان بالرسل کے بیان کا پہلا قرآنی اسلوب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ایمان بالرسل کو ماضی کے صیغہ میں بطور خبر ذکر کیا۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إنا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنبيين من بعده واوحينا الى ابراهيم واسماعيل واسحاق ويعقوب والاسباط وعيسى وايوب ويونس وهارون وسليمان وآتينا داؤد زبورا ورسلا قد قصصناهم عليك من قبل ورسلا لم نقصصهم عليك وكلم الله موسى تكليما۔ النساء۔١٦٣۔١٦٤۔

اے محمد! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد

Marfat.com

یعقوب، عیسی، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی۔ہم نے داؤد کو زبور دی۔ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم نے کیا اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر آپ سے نہیں کیا۔ہم نے موسی سے اس طرح بات کی جس طرح بات کی جاتی ہے۔

اس قرآنی ضابطے میں حق تعالی شانہ نے ایمان بالرسل کے باب میں دو وحیوں کے وحی ربانی ہونے کی خبر دی ہے اولاً تو وحی محمدی ہے جو آپ پر نازل ہوئی اور ثانیا: وہ وحی جو آپ سے ماقبل انبیاء کی وحی ہے۔لہذا اہل ایمان صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے ماقبل انبیاء کرام کی نبوت پر ایمان لانے کے پابند ہوئے۔

دوسرا قرآنی اسلوب

اس ایمان بالرسل کے بیان کا دوسرا قرآنی اسلوب یہ ہے کہ حق تعالی شانہ نے ایمان بالرسل کو صیغۂ مضارع میں مؤمنین کی بطور صفت لازمہ کے بیان فرمایا جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے:

والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم یوقنون۔البقرة۔٤

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں جو آپ کے اوپر نازل ہوا اور جو آپ سے سے پہلے والوں پر نازل ہوا اور وہ آخرت پر یقین رکھنے والے ہیں۔

اس آیت میں بھی صرف دو وحیوں کا ذکر ہوا ہے۔١۔آپ کی وحی۔٢۔آپ

Marfat.com

سے سابقہ انبیاء کی وحی۔ مؤمن کہلانے کے وہی حقدار ہیں جو ان دو وحیوں پر ایمان لائے۔ اس لئے آپ کے بعد نبوت اور وحی کا ذکر اسلام میں کہیں بھی نہیں ہے۔

تیسرا قرآنی اسلوب

ایمان بالرسل کے بیان کا تیسرا قرآنی اسلوب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قرآن کے اندر اپنے مخاطب بندوں کو صیغۂ امر کے ساتھ مخاطب ہوئے اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ تم ان رسولوں پر یا وحیوں پر ایمان لاؤ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا۔النساء۔۱۳۶۔

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی۔ اور جو کوئی یقین نہ کرے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے کتاب پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر تو بے شک وہ گمراہ ہو گیا۔

حق تعالیٰ شانہ نے ایمان بالرسل کا مطالبہ فرمایا تو صرف آپ پر اور آپ سے قبل رسولوں پر، کتاب پر ایمان کا مطالبہ کیا تو صرف اسی کتاب پر جو خاتم النبیین پر نازل ہوئی اور جو ان سے پہلے رسولوں پر نازل کی گئیں۔ پورے قرآن کے مطالعہ سے آپ کو کہیں بھی یہ نظر نہ آئے گا کہ آپ کے بعد بھی کسی نبوت کا مطالبہ یا کسی کتاب پر ایمان لانے کا کہا گیا ہو۔ حالانکہ اگر نبی خاتم کے بعد کوئی نبوت یا کتاب

Marfat.com

ہوتی تو اس کا ذکر کرنا بدرجہ اولی ضروری اور اس کا بیان مہم تھا کیونکہ اس کا تعلق ہم سے تھا۔ کیونکہ ایسی نبوت کا اور کتاب اور وحی کا اللہ کے ہاں وجود ہی نہیں ہے۔ یہ بات واضح ہے جو نبوت ربانی ہے اور وحی یزدانی ہے اور جس پر مؤمنین کو ایمان لانا ہے وہ صرف اور صرف جناب خاتم النبیین کی نبوت ورسالت اور وحی و کتاب ہے اور آپ سے پہلی نبوت ورسالت اور وحی و کتاب ہے لہذا صرف ان دو کو ہی اللہ تعالی نے قرآن میں صیغۂ ماضی میں بیان فرمایا اور انہیں اللہ تعالی نے صیغۂ مضارع میں بیان فرمایا ہے اور انہی دو کو صیغۂ امر میں بیان فرمایا ہے۔ جو اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ واجب الایمان نبوت خاتم النبیین اور ماقبل انبیاء کی ہے اور واجب الایمان وحی، وحی خاتم النبیین اور ماقبل انبیاء کی وحی ہے۔ نبی خاتم کے بعد کی نبوت، وحی اور کتاب، نہ نبوت الٰہی ہے نہ کتاب و وحی ربانی نہ واجب الایمان واطاعت ہے بلکہ واجب انکار ورد ہے اور انسانیت ان سے مستغنی ہے۔

نبی خاتم کے بعد بشریت کا نبوت اور شریعت جدیدہ سے استغنا

قرآن حکیم نے مکمل وضاحت اور پوری صراحت کے ساتھ نبی علیہ السلام کے بعد کسی نبوت کے اجراء کی نفی کی ہے تا کہ بشریت کو عموماً اور امت مسلمہ کو خصوصاً اس بات کا کامل یقین رہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبوت اور شریعت کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ اولاً: آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور ثانیاً: حضرت خاتم النبیین کی لائی ہوئی شریعت آخری شریعت ہے اور یہ اس دنیا کے آخری آنے والے انسان تک

Marfat.com

کیلئے ہے۔یہی ساری بنی نوع انسان کیلئے دستور حیات ہے۔انہیں کسی بھی نئی شریعت کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔

خاتمیت نبوۃ محمدیہ اور خاتمیت شریعت محمدیہ کو جن آیات نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔ارشاد باری تعالی ہے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا_المائدہ ۔۳

آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اورتم پر اپنی نعمت کو تام کردیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کیا۔

قبل اس کے کہ ہم کسی مسلم مفسر کا اس آیت کے بارے میں تفسیر کا حوالہ کریں ۔ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی رائے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ا۔وہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۱ پر رقمطراز ہے

ومثل ذلك في آية (اليوم اكملت لكم دينكم) وآية (ولكن رسول الله وخاتم النبيين) قد ختم الله النبوة على محمد صلى الله عليه وسلم صراحة، كما صرح بأنه صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء۔

مرزا غلام احمد کی اس عربی میں رائے کا اردو ترجمہ یہ ہے:

اوراس کی مثال آیت کمال دین اور تمام نعمت ہے اسی طرح
آیت خاتم النبیین ہے یقیناً اللہ تعالی نے نبوت کو حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمادیا ہے جیسے کہ اس نے تصریح
فرمادی کہ وہ خاتم الأنبیاء ہیں۔

Marfat.com

علامہ ابن کثیر (یاد رہے کہ ان کا نام قادیانیت کے ہاں مجددین کی فہرست میں شامل ہے) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ اللہ تعالی کی عظیم نعمتوں میں سے ہے جو ان کی اس امت پر ہیں کہ اللہ تعالی نے ان کے دین کو مکمل فرمایا۔ وہ اس کے لائے ہوئے دین کے سوا کسی دیگر دین کے محتاج نہیں ہیں۔ اور نہ وہ اس نبوت کے بعد کسی دوسری نبوت کے محتاج ہیں اسی لئے اللہ تعالی نے انہیں خاتم الأنبیاء بنایا اور انہیں تمام انس وجن کی طرف مبعوث فرمایا۔ حلال وہی ہے جو انہوں نے حلال فرمایا اور حرام وہی ہے جو انہوں نے حرام فرمایا۔ اور دین صرف وہی ہے جو ان کی شریعت ہے۔ اور جس امر کی آپ نے خبر دی ہے وہ حق اور سچ ہے جس میں نہ جھوٹ ہے اور نہ خلاف ہے۔

علامہ ابن کثیر آیت خاتم النبیین (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

یہ آیت نص ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کے بعد کسی کے رسول نہ ہونے کی بطریق اولی نفی ہوگی کیونکہ مقام رسالت مقام نبوت سے بڑھکر خاص ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اس موضوع پر جناب

Marfat.com

رسول اللہ سے متواتر احادیث ثابت ہیں جنہیں صحابہ کرام

کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو عامر ازدی نے روایت کیا ہے، ان سے زہیر بن محمد نے، ان سے عبداللہ بن محمد بن عقیل نے، ان سے طفیل بن ابی کعب، ان سے ان کے والد نے جنہوں نے رسول اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

نبیوں میں میری مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک مکان بنایا، اسے انتہائی خوبصورت تعمیر کیا اور اس کی تکمیل بھی کر دی۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے اور اس کے حسن و جمال پر تعجب کرتے اور کہنے لگتے کہ کاش اس اینٹ کی جگہ کو پر کر دیا جاتا۔ میں نبیوں میں سے اس اینٹ کی جگہ پر ہوں۔

حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ:

بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہیں۔ سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

مجھے انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت بخشی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے۔ رعب سے میری نصرت کی گئی۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا۔ میرے لئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ کر دینے والی بنایا گیا۔ میری بعثت تمام مخلوق کی طرف ہوئی۔ مجھ پر نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ کی بعثت بندوں پر اللہ تعالی کی رحمت ہے پھران کا یہ شرف ہے کہ ان پر نبیوں اور رسولوں کو ختم کر دیا گیا۔ ان پر دین حنیف کو کامل کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور ان کے رسول نے متواتر سنت میں یہ خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ وہ جان لیں کہ آپ کے بعد جس کسی نے اس مقام کا دعوی کیا وہ جھوٹا، بہتان تراش، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ چاہے وہ خلاف عادت امور اور شعبدہ بازی کی مہارتیں دکھائے، جادو ٹونا کرے، اہل عقل کے ہاں یہ سب مستحیل اور گمراہی ہے۔

اللہ تعالی نے یمن کے اسود عنسی کے ہاتھ کئی امور ظاہر کئے۔ یمامہ میں مسیلمہ سے بھی کئی فاسد اور بے بنیاد اقوال صادر ہوئے مگر امت مسلمہ کے ہر ذی عقل و شعور نے ان دونوں کو جھوٹا اور گمراہ ہی سمجھا اور اللہ کی ان پر لعنت ہو۔ قیامت تک ہر مدعی نبوت کا یہی حکم ہوگا تا آنکہ مسیح دجال پر اس سلسلے کا خاتمہ ہو۔ اللہ تعالی نے آزمائش کی خاطر ان کے جھوٹوں کے ساتھ بہت سے امور ظاہر کرتے رہیں گے مگر اہل علم اور مؤمنین ان کی تکذیب ہی کریں گے۔

مرزا غلام احمد اور خاتمیت کے درست مفہوم کا اعتراف

۲۔ مرزا غلام احمد حمامۃ البشری میں خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت و رسالت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

(ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین) الا تعلم أن الرب

Marfat.com

الرحيم المتفضل يسمى نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء بغير استثناء وفسره نبينا صلى الله عليه وسلم في قوله: لا نبي بعدي.

محمد رسول اللہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔کیا تمہیں خبر نہیں کہ فضل فرمانے والے رب رحیم نے ہمارے نبی کریم کو خاتم الانبیاء بنایا ہے بغیر کسی استثناء کے۔اور اس کی تفسیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے'' سے فرمائی ہے۔

۳۔مرزا غلام احمد کتاب البریہ ۱۸۴ پر لکھتے ہیں:

قال النبي صلى الله عليه وسلم :لا نبي بعدي۔ وحديث (لا نبي بعدي) كان من الاحاديث المشهورة ولم يكن لأحد الكلام في صحته ثم ان القرآن الكريم الذي كل لفظ منه قطعي يصدق هذا الأمر في آيته (ولكن رسول الله وخاتم النبيين) والحق أن النبوة قد ختمت على نبينا صلى الله عليه وسلم۔

۴۔مرزا غلام احمد ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں:

هذا الامر مستحيل للمستحيل بأن يبدأ نزول جبريل عليه السلام على الارض بعد خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم وان يوجد كتاب الله الجديد المتوارد في مضمونه القرآن الكريم وما

Marfat.com

یستلزم المستحیل ایضا۔

۵۔مرزا غلام احمد تبلیغ رسالت ۵/ ۲۵ پر رقمطراز ہے

اے لوگو! مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کی بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیئے جاؤ گے۔

۶۔تبلیغ رسالت ۶/ ۲ پر رقمطراز ہے

ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

۷۔حمامۃ البشری میں صفحہ ۹ پر عربی میں رقمطراز ہے

وما كان لى أن ادعى النبوة وأخرج عن الاسلام والحق بقوم كافرين

میرے لئے درست نہیں کہ میں نبوت کا دعوی کروں اور اسلام سے خارج ہو کر کافروں کے اندر شامل ہو جاؤں

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ خاتمیت رسالت محمدیہ کا جو مفہوم اور آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر جناب رسول اللہ سے ثابت ہے اور مسلم امت کا جس پر اجماع ہے مرزا غلام احمد نے اس کا اعتراف کیا ہے۔اس کی یہ بھی رائے رہی ہے کہ اس کا منکر ان کے ہاں مستحق لعنت ہے اور اس کا شمار کافروں میں سے ہوگا۔

Marfat.com

آخر کیوں؟

مگر مرزا غلام احمد نے پھر اس صحیح عقیدہ میں کیوں تبدیلی کی؟ قادیانیت کے پاس اس امر کا کیا جواز ہے؟ اور وہ اس کیلئے کیا عذر پیش کرتی ہے؟

ہم صاف طور پر کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ صرف اپنے مقررہ اہداف ومقاصد کے حصول کی خاطر کیا گیا اور وہ مقاصد وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے تفصیل سے اپنے تیسرے مقالے ''غیر آسمانی نظریہ'' میں کیا ہے۔ انہی کی خاطر مرزا غلام احمد نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی اور اپنے آپ کو بروز خاتم النبیین ٹھہرایا۔ مگر اس کے ساتھ قادیانی لٹریچر مندرجہ ذیل تناقضات سے بھی پُر ہے

۸۔ مرزا غلام احمد تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہے

والآن وقد انقطعت النبوات كلها الا النبوة
المحمدية لا يمكن ان يأتي نبي تشريعي
ويمكن ان يأتي نبي غير تشريعي ويجب ان
يكون امتيا قبله وعلى هذا يكون امتيا ونبيا

ایضا

۹۔ مرزا غلام احمد کے مذکورہ بیان کے ساتھ ساتھ اس کی تصریح بھی ریویو آف ریلیجز صفحہ ۸ مندرج در خزائن روحانیہ ۱۹/ ۲۱۶ جس میں وہ نبوت اور امتی ہونے کو دو متناقض حقیقتیں بتاتا ہے۔

متناقض امور کا جمع کرنا جیسے نبی + امتی۔ مسیح موعود + مہدی

Marfat.com

یہ مرزا غلام احمد کے ہاں معروف اسلوب ہے۔

مرزا کا نقیضوں کو جمع کرنا اور مقصود

مرزا غلام احمد نے اپنے متناقض امور یا متبائن اوصاف کو جمع کرنا روا رکھا کیونکہ اس کے اہداف اس کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ وہ یہ کہہ کر کہ نبوتوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، کوئی تشریعی نبی نہیں آسکتا ہے۔ ہاں غیر تشریعی نبی آسکتا ہے جو اس سے پہلے امتی ہو۔ دراصل مرزا غلام احمد اس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد کا انکار کرنا چاہتا ہے۔ پھر اسی کو اپنے ادعاء نبوت کی سیڑھی بنا کر خود اپنے لئے، امتی نبی، کبھی بالقوۃ نبی، کبھی ظلی نبی، کبھی غیر تشریعی نبی اور آخر کار تشریعی نبوت کا بھی دعوی کر لیتا ہے۔

مگر اس نے یہ تمام دعوے کسی شرعی دلیل یا کتاب وسنت کے حوالے سے نہیں کئے بلکہ سب میں اپنے ذاتی الہامات اور کشوفات کو حجت بنایا۔

مرزا غلام احمد تو اپنے بے بنیاد الہامات اور مخالف کتاب وسنت وحیوں اور کشوفات کی بنیاد پر خاتمیت نبوت ورسالت سے فارغ ہو گیا اور اپنے مذکورہ فتوی کی روشنی میں امت کے دائرہ سے خارج اور بابِ لعنت میں داخل ہو گیا مگر امت مسلمہ کتاب وسنت کی مرجعیت کی بنیاد پر اپنے عہد اول سے تا حال ثابت شدہ عقیدہ پر قائم رہی اور بفضل اللہ تا قیامت قائم رہے گی۔ کیونکہ وہ عقیدہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ سے ثابت ہے۔ اسی پر امت کے سلف وخلف کا اجماع ہے اور پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ کسی کے الہامات وکشوفات سے ثابت عقیدہ باطل اور فاسد ہے

Marfat.com

جبکہ کتاب وسنت سے ثابت عقیدہ ہی مستحکم، حق، سچ اور صواب ہے۔

قابل تأمل امر

مرزا غلام احمد جو ایک امتی تھا۔ اس نے کیوں کر اپنے آپ کو سادات انبیاء اور رسل اور حضرات معصومین کی صف میں بے بنیاد طور پر لا کھڑا کر دیا؟

مرزا غلام احمد کی اس کاروائی میں اس کا طریقۂ کار یہ رہا کہ وہ نبوت کے مفہوم میں یا خاتم النبیین کے مدلول میں تحریف کرے۔

۱۰۔ وہ براہین احمدیہ کے ضمیمہ مندرج در خزائن روحانیہ ۲۱/ ۳۰۶ میں لکھتا ہے:

لیس مفهوم النبی الا المخبر باصلاح من الله عن طریق الوحی والمشرّف بشرف المکالمات والمخاطبات الالهیة ولیس من الضروری أن یأتی بشریعة کما لیس من الضروری أن یکون متبعا لرسول صاحب تشریع .

۱۱۔ اسی طرح تجلیات الہیہ صفحہ ۲۶ مندرج خزائن روحانیہ ۲۰ ۴۱۲ میں رقمطراز ہے

النبی عندی یقال لمن ینزل علیه کلام الله علی وجه الیقین والقطع بالکثرة والمشتمل علی الغیب فلذا سمانی الله نبیا لکن بغیر شریعة ۔

۱۲۔ مرزا غلام احمد حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۸ مندرج در خزائن روحانیہ

Marfat.com

۲۲/۳۰ پر رقمطراز ہے

لقد مضى فى هذه الامة ببركة طاعة النبى صلى الله عليه وسلم آلاف الأولياء كما وجد فيهم من هو نبى وامتي ايضا۔

الحاصل مرزا غلام احمد عصمت ونبوت کے دائرہ میں قدم رکھنے کیلئے یا تو نبوت کے مفہوم میں تحریف کی یا خاتم النبیین کے مفہوم میں تبدیلی۔

مرزا غلام احمد تدریجاً اپنی مزعوم نبوت تک پہنچنے کے بعد کیا کہتا ہے؟

۱۰ اپریل ۱۹۰۸ کے ایک جریدہ الحکم میں ملاحظہ فرمائیں:

لستُ نبياً جديداً فقد خلا من قبلى مئات من الرسل

۱۴۔ مرزا غلام احمد حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶۔ مندرج در روحانی خزائن ۲۲/۹۹ پر رقمطراز ہے

من رحمة الله بأنه قد بلّغ متبع النبى صلى الله عليه وسلم الى منزله هو امتى من جانب ونبى من جانب آخر۔

قادیانیت سے استفسار برائے تامل وتدبر

آخر میں قادیانیت سے ہمارا یہ استفسار ہے کہ جب مرزا غلام احمد نے خود یہ اعلان کیا کہ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں، مجھ سے پہلے بھی نبی گذرے ہیں۔ تو تم اپنے ذرائع ابلاغ میں کس بنیاد پر ختم نبوت کی سیریز میں یہ اعلان کرتے ہو کہ مرزا غلام احمد کی نبوت مخصوص قسم کی نبوت ہے۔ یہ ایسی نرالی نبوت ہے جس کی نظیر نہیں۔

تامل وتدبر سے کام لو شاید سبیل ہدایت کو پالو۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

۱۔ پوری امت مسلمہ کا عہد اول سے تا حال اس پر اجماع ہے کہ جناب محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

۲۔ رسولوں پر ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ جناب محمد رسول اللہ پر اس سلسلہ کو ختم مانا جائے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت رسالت و نبوت کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے کہ انسانیت نعمت نبوت سے محروم ہوگئی ہے بلکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ نعمت نبوت کامل ہوچکی ہے جو تا قیامت باقی رہے گی۔

۴۔ کوئی انسان، یا اس دنیا کا کوئی زمانہ حضرت خاتم النبیین کی دعوت رسالت و نبوت سے خارج نہیں ہے

۵۔ نبوت ربانی کسبی نہیں بلکہ وہبی نعمت ہے۔ یہ اللہ تعالی کا انتخاب جس کا سلسلہ حضرت خاتم النبیین پر ختم ہو چکا ہے اور تا قیامت انہی کی نبوت رہے گی۔

۶۔ ختم نبوت کے باب قادیانیت کے تناقضات

۷۔ عقیدہ ختم نبوت میں قرآن حکیم کے تین اسالیب

۸۔ مرزا کا حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد سے انکار اور اپنے لئے ادعاء نبوت اور مسیحیت کا راستہ ہموار کرنا۔

۹۔ مرزا نے اپنے دعووں میں کتاب وسنت یا کسی شرعی مستند پر نہیں اپنے الہامات وکشوفات پر اعتماد کیا۔

Marfat.com

نمبر 16 از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

لفظ ''خاتم'' سے ''افضلیت''

ثابت کرنے کی قادیانی کوشش کیوں؟
اس سے ان کی غرض اور اس کا شرعی حکم

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ومنزلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور خاتم الأنبیاء ہیں۔خاتم الأنبیاء سے مراد ان کا آخری نبی ہونا ہے۔یعنی تمام انبیاء اور رسل کے بعد آپ کی بعثت ہوئی ہے نبوت ورسالت کے منازل آپ پر ختم ہوگئے ہیں۔خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔یہی تفسیر حدیث مبارکہ''لا نبی بعدی'' میں خود نبی خاتم نے فرمائی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبی اور زمنی دونوں خاتمیت حاصل ہیں۔نبی خاتم پر رتبۂ نبوت بھی ختم ہے کہ کوئی نبی یا رسول آپ کا رتبہ حاصل نہیں کرسکتا اور آپ پر نبوت باعتبار زمانہ بھی ختم ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کی بعثت نہیں ہوگی۔نبی خاتم کی ان دونوں خاتمیتوں کا اعلان وبیان قرآن وسنت میں کئی اسالیب کے ساتھ کئی مقامات پر ہو چکا ہے۔

زمنی خاتمیت کے لئے مستقل نصوص وارد ہیں اور رتبی خاتمیت کیلئے مستقل نصوص موجود ہیں۔

حق تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔

ہم نے اپنے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔

مقام نبوت ورسالت آپ کی ذات گرامی پر ختم ہے ۔نبوت ورسالت کے باب میں سب سے ارفع مقام آپ ہی کو حاصل ہے۔آپ کے مقام عالی سے برتر

Marfat.com

صرف ذات باری تعالی ہے۔ بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر

زمانی اور رتبی دونوں خاتمیت ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔

حق تعالی شانہ نے اپنے فصیح و بلیغ کلام میں ہر عنوان کو مستقل عبارت، نص اور الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

خاتمیت زمانی کیلئے وہی تعبیر اختیار فرمائی جو عربی لغت کے اندر اسی مفہوم و مدلول کیلئے متعین ہے اور اہل لغت سنتے ہی اس کو سمجھ لیتے ہیں ۔اور اس کا معنی اور مراد ان پر واضح ہو جاتا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو جامع کلمات کے صفات سے موصوف ہیں انہوں نے بھی خود اپنی اس خاتمیت زمانی کیلئے مخصوص اور صریح الفاظ میں اس کی وضاحت فرمائی کہ ہر سننے والا سن کر فوراً اس کی مراد کو سمجھ لے۔

آپ کی خاتمیت زمانی چونکہ ایک اہم مسئلہ تھا اس لئے باری تعالی نے اس مسئلہ کی وضاحت کیلئے بہت ہی صریح انداز میں ایسے الفاظ اور نصوص میں اسے بیان فرمایا کہ جس میں کسی طرح کا کوئی شبہ اور غموض باقی نہیں رہتا۔

اسی طرح نبی علیہ السلام کے بیان سے بھی اس مسئلے کی وضاحت میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ متعین الفاظ کے ساتھ متعین مفہوم جس کے اندر کسی بھی طرح کی کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی ہے اور بالکل واضح انداز میں ہر شخص ان مفاہیم تک پہنچ سکتا ہے۔

نبی خاتم کے دونوں مرتبوں خاتمیت رتبی اور خاتمیت زمنی کا بیان چونکہ دین کے اہم دو مسئلوں کا بیان ہے۔ اور ان کا تعلق عقائد سے ہے اس لئے باری تعالی نے

Marfat.com

انہیں خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔اور دنوں مسئلوں کو الگ الگ مستقل نصوص اور الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا۔آپ آخری نبی ہیں اور آپ پر نبوت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوتا ہے اور یہ کہ آپ افضل الرسل ہیں ۔

نبی خاتم کا افضل ہونا کسی کا آپ سے افضل نہ ہونا۔اور نبی خاتم کا آخری نبی ہونا اور آپ کے بعد کسی کی بعثت نبوت کا نہ ہونا۔ ہر ایک کا الگ الگ بھی مستقل بیان فرمایا جس کا واضح اور صاف مطلب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی خاتم کے دو خاتمیت کے مراتب ہیں۔ایک نہیں۔

ایک آپ کی خاتمیت بایں معنی کہ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور دوسر خاتمیت یہ کہ آپ تمام رسل میں مقام کے اعتبار سے ارفع اور افضل ہیں،اور آپ پر مراتب نبوت ختم ہیں۔

امت مسلمہ کے اس عام فہم عقیدہ کو جو نصوص شرعیہ قرآن وسنت سے ثابت ہے ہر ذی عقل وشعور آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

قادیانی تاویل

اس واضح ،عام فہم اور اسلام کے نہایت ہی اہم عقیدہ کو قادیانیت نے خلط ملط کرنے کی اس طرح کوشش کی ہے۔اور جن دو مراتب کا بیان خود باری تعالی اور نبی علیہ السلام نے واضح نصوص میں بیان فرمایا ہے ۔اس سے انحراف کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صرف ایک ہی مرتبہ کو روا رکھتی ہے اور دوسرے عقیدہ کی نفی کرتی ہے۔

Marfat.com

قادیانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت سے ان کی زمانی خاتمیت کی نفی کرتے ہوئے ایک عجیب غیر عقلی منطق پیش کرتی ہے کہ جس کیلئے اس کے پاس کوئی شرعی، لغوی اور عقلی دلیل بھی نہیں ہے۔

قادیانیت کا دعوی ہے کہ آپ کی خاتمیت سے مراد آپ کا آخری نبی ہونا نہیں بلکہ آپ کا افضل النبیین ہونا مراد ہے۔ اور دلیل کے طور پر قادیانیت عوام کے اس مقولہ کو پیش کرتی ہے کہ جس طرح عوام کسی شخص کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ ''فلاں شخص خاتم المحدثین ہے'' تو ان کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس شخص کے بعد کوئی محدث نہیں بلکہ اس سے ان کی مراد اس کا افضل محدث ہونا ہوتا ہے۔ اس طرح اللہ کا قرآن کریم میں نبی خاتم کو خاتم النبیین کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ آخری نبی ہیں بلکہ عوام کے مقولہ کی طرح یہ مطلب ہے کہ آپ افضل نبی ہیں۔

اس مقام پر قادیانیت سے سوال کرنے کیلئے تو بہت کچھ پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ نے اللہ تعالی اور رسول اللہ کے واضح نصوص کے سامنے عوام کے ایک مقولہ سے اس مسئلہ کو خلط کرنے کی جسارت کیسے کی؟ مگر ہماری غرض صرف اس امر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہاں پر خاتمیت سے افضلیت ثابت کرنے سے قادیانیت کا مقصود صرف نبی خاتم کی ختم نبوت کا انکار ہے۔ آپ کی افضلیت کا بیان نہیں۔

جب قرآن وسنت آپ کیلئے آخری اور افضل دونوں مراتب کا اعلان کرے اور امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہو اور قادیانیت دونوں رتبوں میں سے ایک کا اقرار نہ کرے۔ تو یہ سب سے پہلے ختم نبوت کا انکار ہے۔ جس کیلئے آیت خاتم النبیین نص قطعی کے طور پر موجود ہے پھر نبی خاتم کی افضلیت تو مستقل طور پر آیت میثاق

Marfat.com

النبیین اور وہ آیات موجود ہیں جو آپ کی نبوت عامہ، رسالت عامہ اور نذارت عامہ اور بشارت عامہ بیان کررہی ہیں۔ان سے نبی خاتم کی افضلیت کو کیوں ثابت نہیں کرتے ہو؟

آیت خاتم النبین میں تامل کیجئے۔ارشاد باری تعالی ہے

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین۔

اس آیت کا تفصیلی بیان ہم نے اپنے مقالہ نمبر ۱۷ بعنوان ''آیت خاتم النبیین کی تفسیرات'' میں اس کے شان نزول کے ساتھ بیان کیا ہے۔خلاصہ کے طور پر یہاں یہ ذہن نشین کرلیں کہ حق تعالی شانہ نے لے پالک بیٹے کی رسم کا خاتمہ چاہا تو اس کیلئے آپ کی ذات کا اختیار فرمایا۔اور اس میں آپ کے ذکر کا تاقیامت باقی رکھنے کا بھی اعلان فرمایا کہ صرف نسب ہی ذکر کی بقا کا سبب نہیں بلکہ نبوت اس سے بڑھکر ہے۔نسب سے تو صرف اولاد ہی احیاء ذکر کا سبب بنتی ہے جب کہ نبوت سے پوری امت ذریعہ بنتی ہے۔پھر فرمایا کہ جناب محمد رسول اللہ تو خاتم النبیین ہیں جن کی امت تاقیامت رہے گی کیوکہ ان کی تاقیامت رہنے والی نبوت تاقیامت جملہ انسانوں کو آپ کی امت بناتی رہے گی۔

یوں باری تعالی نے پوری صراحت سے آپ کے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا پھر نبی کریم نے بھی اپنے اس بیان میں انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں) میں اس کی وضاحت فرمائی۔لہذا یہی

Marfat.com

امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ آپ کی ختم نبوت کا رہا ہے اور آج بھی ہے۔ قادیانیت کیوں آیت خاتم النبیین سے آپ کی ختم نبوت کا اقرار نہیں کرتی؟

نیز لفظ خاتم کا معنی لغت کے اندر ''آخری ہونا'' متعین ہے

خاتم کا معنی شرع کے اندر ''آخری ہونا'' متعین ہے

قرآن میں آپ کے بارے خاتم النبیین فرمانا۔ یہ تو اللہ تعالی علام الغیوب کا کلام ہے، مخلوق کا نہیں ۔ جبکہ بندے کا کسی کو ''خاتم المحدثین'' کہنا، یہ بشر کا کلام ہے جسے غیب کا علم نہیں۔ اور اس نے کسی شخص کے فن حدیث میں کسی محدث کے افضل ہونے کیلئے بطور مبالغہ اسے خاتم المحدثین کہہ دینا یہ بطور مبالغہ کے ہوتا ہے اور یہ استعمال مجازی کہلاتا ہے کیونکہ حقیقی طور پر کسی کو آخری محدث نہیں کہہ سکتا ہے جبکہ اللہ تعالی حقیقی طور پر جناب محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ بندہ چونکہ عالم الغیب نہیں ہوتا لہذا اس کا کلام یا جھوٹ ہوگا یا مبالغہ مگر اللہ کا کلام حق اور حقیقت ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ آخری نبی ہیں۔ اب خالق کے حقیقی کلام کو مخلوق کے مجازی کلام پر قیاس کرنا، یہی الحاد فی آیات اللہ ہے۔ پھر یہ آیت خاتم النبیین کی رسول اللہ کی تفسیر کا انکار ہے۔ یہ صحابہ کرام کی تفسیر کا انکار ہے۔ یہ تابعین، تبع تابعین، فقہاء، محدثین، مفسرین علماء اسلام کے اجماع سے انحراف ہے۔

قرآن کی جو آیت آخریت کیلئے مقرر ہوئی اس سے افضلیت کو ثابت کرنے سے قادیانی غرض آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا اور آپ کے بعد سلسلۂ نبوت کو جاری رکھنے کی غرض سے ہے۔

Marfat.com

امت مسلمہ بالاجماع آپ کی آخریت سے آپ پر نبوت کو ختم مانتی ہے ۔کیونکہ قرآن کی آیت خاتم النبیین اسی عقیدہ کا اثبات کرتی ہے۔

امت مسلمہ نبی خاتم کو افضل النبیین بھی مانتی ہے مگر وہ اسے اس خاتم النبیین والی آیت سے نہیں بلکہ دیگر ادلہ سے ثابت کرتی ہے جو آپ کی افضلیت کیلئے نازل ہوئی ہیں ۔امت مسلمہ آپ کے آخری نبی ہونے کو آپ کی افضلیت کے منافی نہیں سمجھتی ہے۔جبکہ قادیانیت اس کے برعکس آیت خاتم النبیین سے افضلیت پر اس لئے زور دیتی ہے کہ وہ آپ کی ختم نبوت کا انکار کر سکے۔

امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ جن آیات سے آپ کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے ۔وہ تو آپ کی افضلیت ہی کی دلیل ہیں مگر جو آپ کی خاتمیت کی دلیل ہے اسے بھی افضلیت پر ہی محمول کرنے کا واضح مطلب یہی ہے کہ جب آیت ختم نبوت سے آپ کی افضلیت کا ثبوت ہو جائے تو آخریت کی نفی کی جائے۔اس طرح سے قادیانیت کی کوشش آیت خاتم النبیین کو غیر مؤثر کر کے ادلہ ختم نبوت کا انکار ہے۔

یہاں تک ہم نے اس موضوع کے حوالے سے اس زاویہ کا جائزہ لیا ہے کہ قادیانیت کا خاتمیت سے افضلیت کا معنی مراد لینا ، یہ آپ کی ختم نبوت سے انکار کا ایک حربہ اور چالبازی ہے،اس کے علاوہ قادیانیت کی کچھ غرض نہیں جبکہ امت مسلمہ قرآنی نصوص کو جناب نبی کریم کی تفسیر اور سلف امت کی لی گئی مراد کے مطابق مانتی ہے اور اسی پر عمل کرتی ہے۔یاد رہے کہ " آیت خاتم النبیین " یہ ایسی نص قرآنی ہے جو اپنے ثبوت کے اعتبار سے بھی قطعی ہے۔اور اپنے مفہوم و مراد کے اعتبار سے بھی قطعی ہے،مگر قادیانیت اسے اپنے مدلول کے اعتبار سے ظنی قرار دیتی ہے، قطعی

Marfat.com

نہیں مانتی۔ یہی اس کا الحاد فی آیات اللہ ہے۔

لہذا یاد رہے کہ لغت عربی میں اللہ کے کلام ''خاتم النبیین''

پھر جناب رسول اللہ کے بیان برائے ''خاتم النبیین''

صحابہ کرام کے فہم برائے ''خاتم النبیین''

مفسرین کی تفسیر برائے ''خاتم النبیین''

اور علمائے کرام، مسلم خواص وعوام کے عقیدہ برائے آیت خاتم النبیین نے اس آیت کے نزول سے لیکر تا حال اس کے مذکورہ مفہوم کو سند متصل سے محفوظ رکھا ہے۔ اس سے کسی کا بھی کسی دیگر معنی کو ثابت کرنا، یہ کھلم کھلا لغت کی، قرآن کی، سنت کی، اجماع صحابہ کی، اجماع فقہاء کی عاجماع محدثین کی، اجماع مفسرین اور اجماع امت کی مخالفت ہے۔

آیت خاتم النبیین سے نبی خاتم پر نبوت کا ختم ہونا اور آپ کا آخری نبی ہونا اس معنی میں کہ آپ کے بعد قیامت تک کسی نبی کی بعثت نہ ہوگی، مذکورہ آیت میں صرف اور صرف آپ کی اسی خاتمیت کا بیان ہے۔ یہ آیت اس باب میں نص قطعی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ اس کی تفسیر میں خود آپ نے فرمایا کہ (لا نبی بعدی) اسی پر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، جملہ مفسرین، محدثین، فقہاء اور علماء اور جمہور امت کا اجماع ہے۔ اور کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

قادیانیت پیدا ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ تو مرتبی خاتمیت کا بیان ہے، یعنی آپ نبوت کے باب میں اعلی وارفع مقام پر آپ فائز ہیں کہ اس سے آگے دیگر مقام نہیں ہے۔ اس آیت کا قادیانیت کے نزدیک یہ معنی نہیں کہ آپ کے بعد کوئی

Marfat.com

نبی نہیں ہے۔قادیانیت نے مزید یہ تلبیس کی کہ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں خاتم المحدثین ہے،جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ علم حدیث میں فلاں شخص افضل ہے کہ اس جیسا دیگر محدث نہیں۔وہ اس مقام میں انتہا پر ہے۔وہ اس رتبہ میں اعلی مقام پر فائز ہے۔اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس کے بعد کوئی محدث نہیں ہے۔

تحلیل مکر

خوب یادرہے کہ قادیانیت کی یہ چال ایک دجل ہے۔یہ آپ کی افضلیت کو ثابت کرنے کی نیک سعی ہرگز نہیں بلکہ اس کے پس پردہ آپ کی خاتمیت کی نفی اور عقیدۂ ختم نبوت کو مشتبہ کرنے کی ایک خطرناک سازش ہے۔اس کے تفصیلی جوابات ہم نے متذکرہ مقالہ میں ذکر کیے ہیں۔یہاں ہم اس قادیانی دجل کو واضح کرنے کی غرض سے صرف اتنا کہتے ہیں کہ جو آیت آپ کے آخری نبی ہونے کیلئے تھی قادیانیت نے اس میں اس لئے مذکورہ تحریف کی تا کہ وہ ختم نبوت میں تشکیک پیدا کرے۔کیونکہ اگر قادیانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے اثبات میں مخلص ہوتی تو حضرت نبی خاتم کی افضلیت کو ان دلائل سے ثابت کرتی جو افضلیت کے بیان کی غرض سے ہی شارع کی طرف سے وارد ہیں جن کا ذکر ہم ابھی کرتے ہیں

مگر قادیانیت نے ایسا نہ کیا،اس افضلیت کے دلائل سے افضلیت ثابت کرنے کی تکلیف نہ کی بلکہ آخریت یا خاتمیت زمانی کی مخصوص آیت کو اس کے اصل معنی سے مہمل بنانے کی جسارت کی جبکہ ہر لفظ کی اس کے اصل معنی پر دلالت

Marfat.com

خود بخود ہوتی ہے مگر جس خاتمیت کو افضلیت کیلئے عوام مجازی طور پر استعمال کرتے ہیں قادیانیت نے اس راہ کو لغت اور شریعت ہر دو کی مخالفت کرتے ہوئے استعمال کیا حالانکہ لفظ کے مجازی استعمال کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کا قرینہ ہو جیسے کہ خاتم المحد ثین کے افضل محدث کیلئے استعمال میں قرینہ موجود ہے کہ قائل عالم الغیب نہیں بلکہ اس کی غرض خاتم کا برائے مبالغہ مجازی استعمال ہوتا ہے

پھر یہ مجازی افضلیت تو اس وقت ثابت ہوتی جب اس کا کوئی قرینہ ہو اور اس کی ضرورت ہوتی جیسے کہ آیت خاتم النبیین میں نہیں بلکہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ متکلم خود رب تعالی ہیں جو عالم الغیب ہیں۔ جو یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد کے بعد کوئی نبی نہیں ۔ پھر قرینہ بھی نہیں کہ لفظ خاتم کو اس کے اصلی معنی یعنی ''آخری'' سے نکال کر ''افضلیت'' پر محمول کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا تو یہ محکم فیصلہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ آخری نبی ہیں اور ذات باری تعالی یہ اعلان اپنے عالم الغیب ہونے کی بنیاد پر کر رہی ہے، پھر رب تعالی کے اس ارشاد مبارک کی تفسیر خود نبی کریم علیہ السلام نے اپنے بیان (لا نبی بعدی) سے کر کے یہ مہر ثبت کر رہے ہیں کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں اور قیامت تک آنے والی انسانیت انہی کی امت ہوگی۔ نیز نبی علیہ السلام اپنی مثال اس اینٹ کی دے رہے ہیں جو عمارت نبوت میں اس جگہ پر فٹ ہو جس میں صرف عمارت کے اندر ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ نیز رب تعالی نے اپنے اس فیصلہ کا بھی اعلان فرمایا کہ آپ کی رحمت کو عالمین کے آپ کی نبوت کو للناس اجمعین قرار دے۔ پھر وحی ربانی سے نبی خاتم یہ بھی خبر دیں کہ ''میرے بعد مدعی نبوت کذاب و دجال ہوں گے''۔

Marfat.com

ہمارے یہ سب دلائل صرف لفظ ''خاتم'' کو اس کے اصلی معنی ''آخریت'' پر ہی محمول کرنے کی دلیل ہیں۔اور اسے کسی دوسرے معنی پر حمل کرنے سے مانع ہیں۔

جن کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں

اللہ کا عالم الغیب ہونا

اس کا محکم فیصلہ

آیات ختم نبوت

احادیث ختم نبوت

امثلہ ختم نبوت

آپ کا اعلان مبارک

صحابہ کرام،اوران کے بعد سے لے کر تمام امت کے طبقات کا اس پر اجماع۔

یہ جملہ امور اس بات کے شواہد قطعیہ ہیں کہ ''خاتم النبیین'' والی آیت میں لفظ ''خاتم'' صرف اور صرف آخری نبی ہونے کے معنی میں ہے دیگر میں نہیں۔

دجل

ان سطور کی ترتیب میں یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ کسی کیلئے لفظ خاتم کو خاتم المحدثین میں بطور مجاز افضل کے معنی میں استعمال سے اللہ تعالی کے قرآن میں وارد آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے حقیقی استعمال سے فرار کرنے کا جواز حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہی فرار جو قادیانیت نے لفظ خاتم میں اختیار کیا یہ دراصل جملہ شرعی ادلہ سے فرار ہے۔یہ اجماع امت سے فرار ہے، لغت وشرع سے فرار ہے جو محض عقیدۂ

Marfat.com

ختم نبوت میں تشکیک اور لفظ ''خاتم'' کو مشتبہ بنانے کی غرض سے ہی ہے جسے لغت شرع اور ذات خاتم النبیین ،صحابہ کرام، سے لیکر آج تک کے تمام طبقات امت رد کر چکی ہے۔ یقیناً قادیانیت اپنے اہداف میں خائب و خاسر رہی اور رہے گی اور آیت خاتم النبیین میں لفظ خاتم آخری ہی کیلئے متعین اور جناب محمد رسول اللہ آخری نبی ہیں۔

ادلۂ افضلیتِ نبی خاتم

لفظ ''اُفضل'' کا مادہ ''فضل'' ہے اور لفظ ''خاتم'' کا مادہ ''ختم'' ہے۔

دونوں مختلف الفاظ مختلف معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور دونوں کا الگ الگ معنی لغت میں موجود ہے۔ یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے سے مختلف تو ہیں مگر ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں۔ کیونکہ وصفِ خاتم سے موصوف جب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی جب ہوئی تو آپ آخری نبی ہونے کے ساتھ ساتھ افضل نبی بھی ہیں۔ گویا افضلیت اور آخریت دونوں وصف آپ میں مجتمع ہیں۔

ایک وصف کے اثبات سے دوسرے کی نفی لازم نہیں آتی ہے۔ امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حق تعالی شانہ نے دونوں وصفوں کو جمع فرمایا ہے۔ آپ کی ذات گرامی میں ہر دو اعتبار سے خاتمیت جمع ہے۔

زمانہ کے اعتبار سے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ پر یہ سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

Marfat.com

اور مرتبت کے اعتبار سے بھی آپ پر شان نبوت ختم ہے۔آپ سے مرتبہ سے بڑھ کر بھی کوئی نہیں ہے۔

دونوں کی دلیل

خاتمیت زمانی کیلئے آیت خاتم النبیین دلیل ہے جبکہ افضلیت کی دلیل آیت میثاق النبیین اور دیگر آیات عموم رسالت ہے۔گویا کہ دونوں مراتب کیلئے مختلف قرآنی آیات اور ادلہ حدیث نزول اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہ دونوں مستقل دو مرتبے ہیں اور وہ دونوں جناب محمد رسول اللہ میں جمع ہیں ۔

اب ہم یہاں آپ کی افضلیت کی دلیل آیت میثاق النبیین کا بیان کرتے ہیں۔

حق تعالی شانہ کا ارشاد گرامی ہے:

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لا معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال أأقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین۔فمن تولی بعد ذلك فاؤلئك ھم الفاسقون۔ آل عمران ۸۱۔۸۲

یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت و دانائی سے نوازا ہے، پھر ایک رسول تمہارے پاس انہی تعلیمات کی تصدیق کرنے والا آئے گا اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔اللہ نے ان سے پوچھا: کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی ذمہ داری اٹھاتے

Marfat.com

ہو؟ سب نے کہا کہ: ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ اور جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے۔

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس میں حق تعالی شانہ نے اس بات کی واضح طور پر خبر دی ہے کہ تمام انبیاء کرام نے نبی علیہ السلام کی افضلیت کا اقرار کیا۔ جو سب کے بعد آنے والا اور سب کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اس پختہ عہد و پیمان کو لفظ میثاق انبیاء سے تعبیر کیا گیا جس میں تمام انبیاء حضرات اور خود حق تعالی شانہ کی ذات مقدسہ آپ کی فضیلت کے گواہ ہیں۔

تمام انبیاء نے جس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کا وعدہ کیا اس کی شان یہ ہے کہ وہ تمام انبیاء کا مصدق نبی ہے۔ اور ایسا نبی صرف وہی ہو سکتا ہے جو سب سے آخر میں آئے۔

لہذا افضلیت کا حق دار آخری نبی ہی ٹھہرا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت اس باب میں نص قطعی ہے کہ افضل الرسل وہی ہے جو آخر الانبیاء ہو۔ جو سب سے بعد میں آنے والا ہوگا۔ جو سب کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ لہذا جو شخص آپ کو آخری نبی مانے مگر آپ کی افضلیت کا انکار کرے تو وہ اس آیت میثاق النبیین کا منکر ہوگا۔ بعینہ اسی طرح جو آپ کو افضل تو مانے مگر آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرے (جیسا کہ قادیانیت) وہ قرآن کی آیت خاتم النبیین کا بھی منکر ہوگا جس نے محمد رسول اللہ کو آخری نبی بنایا۔ نیز وہ آیت میثاق النبیین کا بھی منکر ہوگا کہ اس نے آخری ہی کو افضل بتایا ہے۔

جس سے ثابت ہوا کہ نبی خاتم کی افضلیت یا آخریت میں سے کسی ایک کا بھی

Marfat.com

انکار قرآنی آیت کا انکار ہے جو موجب کفر ہے۔ کیونکہ آیت میثاق النبیین اس بات پر نص قطعی ہے کہ افضلیت تو اس نبی کیلئے ہے جو آخری ہے۔ اس لئے نبی علیہ السلام کی افضلیت اور آخریت میں کوئی فصل نہیں ہے بلکہ اس آیت سے تو آپ کیلئے تو خاتمیت زمانی اور خاتمیت رتبی ہر دو ثابت ہیں۔

خاتمیت زمانی اس طرح کہ آپ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا اور خاتمیت رتبی اس طرح کہ آپ سے افضل کوئی نبی نہیں ہے۔

قادیانیت سے استفسار

ہم یہاں قادیانیت سے کچھ سوالات پوچھتے ہیں۔

پہلا سوال

جب اللہ تعالی نے نبوت میں افضلیت آخری نبی کیلئے خاص فرما دی اور آخری نبی ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ مخصوص فرمایا تو اس میں فصل کرنے کی جسارت کس نے کی؟

کیا معاذ اللہ، حق تعالی شانہ نے آپ سے آخریت کا وصف چھین لیا اور صرف افضلیت ہی رہنے دی؟ جبکہ ایسا قطعاً نہیں ہوا کہ قرآن کی آیت ''خاتم النبیین'' س کے متعلق واضح اور قطعی نص ہے۔ تو آپ کون ہوتے ہیں کہ نبی علیہ السلام سے ایک وصف کو لفظ خاتم میں تحریف کر کے ختم کر دیں اور ان کے وصف خاتمیت میں خاتمیت زمنی کو ختم کر کے صرف خاتمیت رتبی پر اکتفاء کریں۔

Marfat.com

دوسرا سوال

قادیانیت نے عوام میں بشری استعمال کسی شخص کے قول ''خاتم المحدثین'' سے افضل المحدثین مراد لینے سے نبی علیہ السلام کی آخریت یا خاتمیت زمنی اور آپ کے آخر الأنبیاء ہونے میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جس طرح خاتم المحدثین سے مراد کسی شخص کا علم حدیث میں افضل المحدثین مراد لینا قرین قیاس ہے اسی طرح خاتم الأنبیاء سے بھی مراد افضل الأنبیاء ہی ہے آخری نبی مراد نہیں ہے۔ قادیانیت کا یہ قیاس مع الفارق اور باطل عمل ہے۔

آیت میثاق النبیین میں واضح طور پر اس بات کا اعلان ہے کہ افضلیت صرف اس نبی کیلئے ہے جو آخری ہے تو تم آپ کی افضلیت کو آخریت کے انکار کر کے کیسی باقی رکھ سکتے ہو؟

تیسرا سوال

آیت خاتم النبیین جو آپ کے خاتم الأنبیاء ہونے میں نص قطعی ہے۔ یہ آیت میثاق النبیین جو آخری نبی کی افضلیت پر نص قطعی ہے۔ کیا یہ آخری نبی محمد رسول اللہ کے علاوہ کوئی اور ہے؟ جو آخر میں نہ آیا اور اس کے بعد بھی کوئی آسکے۔ پھر یہ کیسے درست ہوسکتا ہے جبکہ تمام انبیاء نے اللہ کے سامنے آخری رسول اللہ کی افضلیت کا اقرار کیا اور اللہ نے اس پر گواہی دی تو کیا اس سے بڑا کوئی دیگر گواہ تمہارے پاس ہے جو نبی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کیلئے آخریت کا گواہ بن سکے؟ اور افضل ہونے کی گواہی دے؟

Marfat.com

چوتھا سوال

کیا تمہارے پاس کوئی بھی ایسی دلیل ہے جو اللہ کے فیصلے کو بدلنے پر دلالت کرے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے افضل ہونے کو اللہ تعالی نے تو رہنے دیا مگر آخری ہونے کو سلب کرلیا؟

حق بات کو مان لو

حق تو وہ ہے جسے حق تعالی شانہ اس دن بیان فرمایا جب اس نے اپنی مخلوقات آدمیت، ان کی زبانوں اور ان کے محاورات کو پیدا کرنے سے پہلے اپنا فیصلہ صادر فرمادیا اور اپنی افضل ترین مخلوق حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس پر گواہ بھی بنایا کہ ''صاحب افضلیت وہی ہے جو سب سے آخر میں آنے والا ہے'' جو سب کی تصدیق کرنے والا ہے۔ پھر اللہ نے جناب محمد رسول اللہ کو ہی سب سے آخر میں مبعوث بھی فرمایا جس کا مشاہدہ جملہ انسانیت نے کرلیا۔ اب اللہ کے فیصلوں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے۔ تم اپنے عقیدہ کو نہ بدلو اور درست عقیدہ اختیار کرلو یا بدلے ہوئے عقیدہ کو درست کرلو اور جناب محمد رسول اللہ کی آخریت اور افضلیت ہر دو وصف پر ایمان لاکر اپنے مؤمن ہونے کا ثبوت پیش کرو۔ اللہ کا فیصلہ بھی ہے اور دنیا بھی اس کی شاہد ہے۔ کسی کی مجال ہے کہ وہ جناب محمد رسول اللہ سے زمانی خاتمیت اور رتبی خاتمیت چھین سکتا ہو۔ یہ اللہ تعالی کی آپ کیلئے عطائے خاص ہے کہ جناب محمد رسول اللہ خاتم الرسل بھی ہیں، افضل الرسل بھی ہیں جبکہ۔ ان کی امت خاتم الأمم ہے اور ان کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔

Marfat.com

آیات عموم رسالت محمدیہ اور افضلیت کا اجمالی بیان

آیت خاتم النبیین اور لفظ خاتم کے بارے میں مذکورہ امور کے بیان کے بعد اب ہم قرآن کے اسلوب بیان میں مزید تأمل کرتے ہیں۔قرآن کریم نے مختلف مقامات پر نبی خاتم کی نبوت ورسالت کا بیان کیا ہے جس میں آپ کو تمام انسانیت کا رسول، تمام جہانوں کیلئے رحمت، تمام انسانوں کی نجات کا مدار آپ کی رسالت اور نبوت پر ایمان کو قرار دیا گیا ہے۔یہ تمام آیات آپ کی افضلیت مطلقہ کی دلیل ہیں ۔کیونکہ نبی اور رسول کی دعوت کا دائرہ جس قدر عام ہوگا اسی قدر وہ مقام نبوت ورسالت میں افضل ہوگا۔

نبی اور رسول، اللہ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔اور وہ ایمان وتوحید کے نشانات قائم کرتا ہے۔وہ دعوت الی اللہ کے علم کو بلند کرتا ہے۔وہ توحید باری تعالی کیلئے اول المؤمنین، اول المصدقین اور اول الشاہدین ہوتا ہے۔تو جس قدر اس کی دعوت کا دائرہ وسیع ہوگا اسی قدر اس کی مرتبت عالی ہوگی اور اس مرتبت کا خاتمہ اس ذات گرامی پر ہوگا جو اپنی دعوت میں سب سے بڑھ کر ہو۔اور وہ ذات گرامی صرف اور صرف جناب محمد رسول اللہ کی ہے جن کی بعثت تمام انسانوں کیلئے ہوئی۔جو عالمین کے رسول ہیں۔جو تمام انسانیت کے لئے بشیر ونذیر ہیں۔لہذا آپ پر سلسلۂ نبوت بھی ختم ہے اور سلسلۂ نبوت ورسالت میں آخری مقام بھی آپ ہی پر ختم ہے۔

یہ اعلان صرف آپ ہی نے فرمایا

یا ایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا...

Marfat.com

اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں۔

یہ صرف آپ ہی کی شان میں نازل ہوا

وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا

یہ صرف آپ ہی کی شان عالی ہے

وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

ہم نے آپ کو عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا

آپ کا سب سے آخر میں آنا یہ قرآنی شہادت ہے۔ پوری انسانیت جو ماننے والی ہو یہ نہ ماننے والی کی بھی شہادت ہے کہ آپ کے بعد کسی بھی شخص کا ادعاء نبوت آیت خاتم النبیین اور ارشاد نبی خاتم (لا نبی بعدی) کی نصوص سے باطل ہے۔ آپ کے بعد ہر مدعی نبوت آپ کے ارشاد صریح کے مطابق (سیکون من بعدی ثلاثون کذابون دجالون کلھم یدعی أنہ نبی) کذاب ودجال ٹھہرتا ہے۔

قرآن نے صرف آپ اور آپ سے پہلوں پر ایمان لانے کی دعوت اور حکم دیا اور اسے ہی صفات متقین مؤمنین اور ٹھہرایا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی افضلیت پر آیت میثاق النبیین بمع جملہ وہ آیات جو آپ کی عمومی رسالت پر نصوص قطعیہ کے طور پر قرآن میں وارد ہیں دلیل ہیں آپکی آخریت اور افضلیت میں ہرگز فصل نہیں یقیناً وصل ہی وصل ہے۔ دونوں خاتمیتیں آپ کی ذات گرامی میں جمع ہیں۔

Marfat.com

قادیانیت کا افضلیت اور آخریت میں فصل کا عقیدہ

قادیانیت کو قرآن وسنت ۔رسول خاتم اور آپ کے صحابہ کرام ،تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین، فقہاء، مجددین ملت ۔کسی کے بھی قول نے یہ حق نہیں دیا کہ وہ جناب رسول اللہ کی ذات گرامی سے آپ کے ''وصف خاتمیت زمانی'' کا فصل کرے۔اور یہ کہے کہ آپ افضل الأنبیاء تو ہیں مگر آخری نبی نہیں ہیں۔

جب قرآن کی نص قطعی یہ کہتی ہے کہ افضل نبی وہی ہے جو سب سے آخر میں آنے والا ہے۔پھر قادیانیت آپ کیلئے آخریت کا انکار کرے تو اس کا واضح مطلب یہی ہے وہ آپ کی افضلیت کا انکار کر رہی ہے ۔کیونکہ قرآن نے جب افضلیت کو آخریت کے ساتھ مخصوص کیا تو جب افضل آخری نہ ہوا تو لامحالہ وہ افضل بھی نہیں رہے گا۔

قادیانیت کے افضلیت اور آخریت کے فصل نے ان کو دونوں چیزوں سے محروم کر دیا کیونکہ آخریت کے انکار سے جب ان کا افضلیت کا اعتبار نہ رہا تو ان کے حصہ میں صرف انکار ہی باقی رہ گیا۔یعنی وہ آخریت کے انکار کرتے کرتے افضلیت کے بھی منکر ٹھہرے جس کو ثابت کرنے کیلئے وہ غیر منطقی دلائل کا سہارا لے رہے تھے۔

امت مسلمہ کا دونوں صفات میں وصل کا عقیدہ

الحمدللہ امت مسلمہ عہد اول سے لے کر آج تک یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ دونوں وصف افضلیت اور آخریت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہیں۔

Marfat.com

چونکہ قرآن نے افضلیت کیلئے آخریت کی شرط لگائی ہے تو نبی خاتم جناب محمد رسول اللہ آخرالأ نبیاء بھی ہیں اور افضل الأ نبیاء بھی ہیں۔

آپ کی افضلیت آیت میثاق النبیین اور دیگر کئی آیات سے ثابت ہے اور آپ کی آخریت آیت خاتم النبیین سے ثابت ہے۔اوران دونوں وصفوں کو الگ اور فصل کرنے میں کوئی نص وارد نہیں ہے۔نیز جناب محمد رسول اللہ کیلئے آخری نبی ہونا اور پھر افضل ہونا۔نیز افضلیت کا آخریت والی ذات کے لئے مخصوص ہونا۔یہ ایسی نصوص سے ثابت ہے جن میں تاویل یا فصل کی کوئی گنجائش نہیں۔

لہذا امت مسلمہ جناب محمد رسول اللہ کیلئے نبوت ورسالت میں افضلیت اور آخریت ہر دو پر محکم یقین اور ہر دو کو آپ کی ذات اطہر میں یکجا مانتی ہے۔ان میں فصل کی قائل نہیں۔

نبی خاتم کی ذات گرامی کے ادلۂ افضلیت کے اجمالی بیان کے بعد اب ان کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

امت مسلمہ کے عقیدہ کا تفصیلی بیان

بقول قرآن جب افضلیت مخصوص ہے اس نبی کیلئے جو آخری نبی ہے۔تو تمام وہ ادلہ قرآنیہ یا احادیث مبارکہ جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر دلیل ہیں وہ آپ کی افضلیت کی بھی دلیل ہیں۔

علمائے اسلام نے جناب محمد رسول اللہ کی نبوت ورسالت میں منصب خاتمیت اور آپ کے آخری نبی ہونے پر مستقل کتب مدون کی ہیں۔بعض نے ختم النبوۃ فی

Marfat.com

القرآن، ختم النبوۃ فی الاَحادیث، ختم النبوۃ فی الآثار اور ختم النبوۃ بالاجماع پر کتب مرتب کی ہیں

اور اس عنوان کے بیان میں ان کے ہاں

مصدر اول	قرآن کریم	ہے
مصدر ثانی	احادیث نبویہ	ہیں
مصدر ثالث	امت کا ہر دور میں مسلسل اجماع	ہے
مصدر رابع	لغت عربی	ہے

گذشتہ سطور میں ہم نے بھی ختم نبوت کے بارے میں قادیانیت کی طرف سے پیدا کردہ شبہات کے ازالہ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے، لغت و شرع کے تمام مصادر اس بات پر دال ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہیں۔

اب یہاں ہم ان مصادر سے ثابت ادلہ کی کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں

قرآن میں آیت خاتم النبیین میں لفظ ''خاتم'' کی تفسیر

آیت خاتم النبیین (ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) میں لفظ ''خاتم'' میں دو قراءات ہیں۔ ''خاتَم'' ''تَ'' کے فتحہ کے ساتھ جو کہ مشہور قراءات ہے۔ اس کے معنی ہیں ''آخری''۔

دوسری قراءت ''تِ'' کے کسرہ کے ساتھ ہے یعنی ''خاتِم''۔ اس کے معنی ہیں ''ختم کرنے والا''

Marfat.com

اگر ان دونوں قراءتوں کو دیکھا جائے تو دونوں صورتوں میں لفظ ''خاتم''
آپ کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

''خاتَم'' کی صورت میں معنی یہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں

اور ''خاتِم'' کی صورت میں معنی یہ ہے کہ آپ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے
والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی آیت خاتم النبیین میں قراءت یوں ہے (ولکن
نبیاً ختم النبیین) لیکن آپ وہ نبی جس نے انبیاء کے سلسلے کو ختم کر دیا ہے۔

اس قراءت نے تو لفظ خاتم میں قادیانیت کی ہر تحریف کو جڑ سے ہی اکھاڑ کر
پھینک دیا۔

ثانیا: قرآن کی آیت اکمال دین کی تفسیر

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم
الاسلام دینا_المائدہ ۳

آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور
تمہارے لئے اسلام کو بطور دین منتخب کر دیا۔

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: اس آیت میں امت محمدیہ پر اللہ
کی سب سے بڑی نعمت کا بیان ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے دین کو مکمل فرمایا۔ جس
کے بعد انہیں کسی دین کی ضرورت نہیں ہے اور ان کے نبی کو خاتم الانبیاء بتایا کہ جس

Marfat.com

کے بعد انہیں کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔

اب جب امت مسلمہ کی دینی ضرورت قیامت تک اسلام نے اور نبوت ورسالت کی احتیاج جناب محمد رسول اللہ سے پوری ہوگئ تو اب انہیں نہ کسی نئے دین کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی نبی اور رسول کی۔

ثالثا: عمومی رسالت محمدیہ کی آیات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی نبوت و رسالت کے بیان میں قرآن کی کثیر آیات وارد ہیں۔ان میں سے بر سبیل مثال کچھ یہ ہیں:

ارشاد باری تعالی ہے:

قل یا أیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔اعراف ۱۵۸

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں

۔

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔انبیاء ۱۰۷

ہم نے آپ کو تمام جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا

یہ اور اس طرح کی کافی آیات آپ کی عمومی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ان میں استعمال کئے گئے الفاظ (جمیعا) اور (عالمین) تمام بنی نوع انسانیت آپ کی نبوت اور رسالت اور آپ کی دعوت کے مخاطب ہیں اور سب کی نجات کا مدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور دعوت پر ایمان اور آپ کی شریعت کو قبول کرلینے میں ہی ہے۔کوئی انسان آپ کے علاوہ کسی دیگر کی نبوت

Marfat.com

ورسالت اور شریعت کے ذریعہ راہ ہدایت نہ پاسکے گا۔ نہ اسے نجات حاصل ہوگی ۔پوری انسانیت کی ہدایت ،سعادت اور نجات کا مدار صرف اور صرف جناب محمد رسوال اللہ کی رسالت اور شریعت پر منحصر ہے۔

لفظ ''عالمین'' تمام جہانوں کو شامل ہے۔جس میں ہر زمان ومکان کی بشریت اور تمام انس وجن آجاتے ہیں۔ان کیلئے اللہ تعالی کی طرف سے رحمت کا ملنا صرف اور صرف جناب رسول اللہ کی ذات گرامی سے مربوط ہونے پر منحصر ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم کی وہ آیات جن میں اللہ تعالی نے تمام بشریت کو خطاب فرمایا ہے۔ یاایہاالناس۔یاأیہاالذین آمنوا کے بعد شریعت محمدیہ کے کسی حکم کا بیان ہوا وہ بھی آپ کی آخریت اور اس میں افضلیت کو یکجا ہونے میں نصوص قطعیہ ہیں۔

اس موضوع پر ہمارے مکرم دوست مولانا محمد سیف الرحمٰن مدرس نصرت العلوم گجرانوالہ پاکستان کی تالیف ''آیات ختم النبوۃ'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

نیز ہمارے اکابر علماء کرام میں سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان کی تصنیف جلیل ''ختم نبوت'' اردو میں تین جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کی پہلی جلد میں مفتی صاحب نے ۹۹ قرآنی آیات سے نبی علیہ السلام کی ختم نبوت اور آپ پر ہر طرح کے سلسلۂ نبوت کے انقطاع کو ثابت فرمایا ہے۔

دوسری جلد میں ختم نبوت پر دوسو سے زائد احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا ہے۔اور اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب اور دجال ہے۔

تیسری جلد میں ختم نبوت پر امت کے سلف صالحین ،صحابہ کرام ،سے لیکر آج

Marfat.com

تک تمام طبقات امت کی شہادت کو ثبت فرمایا ہے۔

یہاں ہم نے بعض آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

رابعا: ''خاتم النبیین''میں صحابہ کرام اور تابعین کی تفسیرات

لفظ ''خاتم النبیین'' کی تفسیر میں امام ابو جعفر الطبری حضرت ابوقتادہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ (ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین) أی: آخرھم۔

خاتم النبیین کا مطلب کہ نبی خاتم انبیاء کے سلسلے کے آخری ہیں۔

امام سیوطی جو قادیانیت کے نزدیک مجددین کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ حضرت حسن رحمہ اللہ سے خاتم النبیین کے معنی کو یوں نقل کرتے ہیں۔ قال: ختم اللہ النبیین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم و کان آخر من بعث۔

خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نبوت کو حضرت محمد علیہ السلام پر ختم کر دیا ہے اور آپ کی بعثت سب سے آخر میں فرمائی۔

امام سیوطی نے خاتم النبیین کی تفسیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کے حوالہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاں ایک شخص نے کہا کہ اللہ تعالی کی صلاۃ ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الأنبیاء پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں۔

ابن ابی حاتم نے بروایت ابو ہریرہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: میں خلقت کے اعتبار سے پہلا اور بعثت کے اعتبار سے آخری نبی ہوں۔

ان آثار سے ''خاتم النبیین'' کا مفہوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین کے نزدیک واضح ہو جاتا ہے۔ کہ وہ خاتم النبیین سے آپ کا آخری نبی ہونا

Marfat.com

ہی مراد لیتے تھے اور آپ کے بعد کسی طرح کی نبوت اور رسالت کو مستحیل سمجھتے تھے۔

امام ابوجعفر الطبری آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں کہ جن پر نبوت کو ختم کردیا گیا ہے اور اس پر مہر لگ گئی جو تا قیامت کسی کیلئے نہیں کھلے گی۔

ابوجعفر فرماتے ہیں کہ جملہ مفسرین نے اس آیت کی اسی طرح تفسیر کی ہے۔

ابن جریر نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں کہا ہے کہ:

خاتَم النبیین ۔تاء کے فتحہ کے ساتھ۔یعنی وہ آخری نبی ہیں۔

علامہ زمخشری جو تفسیر اور لغت کے امام جانے جاتے ہیں۔وہ کشاف میں فرماتے ہیں کہ:

''خاتَم'' تاء کے فتحہ کے ساتھ۔اسکا معنی ہے مہر لگانے کا آلہ۔

اور''خاتِم'' تاء کے کسرہ کے ساتھ۔اس کا معنی ہے مہر لگانے والا۔

اور پھر فرماتے ہیں کہ ابن مسعود کی قراءت اسی معنی کو تقویت دیتی ہے۔

پھر علامہ زمخشری ایک سوال اور اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے آخری نبی ہیں جبکہ عیسی علیہ السلام ان کے بعد دوبارہ نازل ہوں گے؟

پھر اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ'' آخر الانبیاء'' کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو تو نبوت ان سے قبل دی جاچکی ہے۔

علامہ سید محمد آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

آپ کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے منصب نبوت پر فائز ہو جانے کے بعد جن وانس کسی میں نبوت کا وصف پیدا نہ ہوگا۔ رہا حضرت عیسی علیہ السلام کا آخری زمانہ نزول۔ تو وہ اس لئے باعث قدح نہیں (انہیں نبوت آپ سے قبل مل چکی) امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ اس باب میں احادیث شریفہ مشہور ہیں جو معنوی تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ قرآن حکیم اس پر شاہد ہے۔ اسی عقیدہ پر ایمان واجب ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جیسے کہ فلاسفہ نے عیسی علیہ السلام کے آخری زمانہ میں نزول کا انکار کیا ہے۔ پھر وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر فائز سے قبل نبی بن چکے تھے۔

نیز وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا جیسا کہ تفسیر خازن میں ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے سلسلۂ نبوت کو آپ پر ختم فرما دیا۔ لہذا آپ کے بعد یا آپ کے ساتھ کسی قسم کی نبوت نہ ہوگی۔

امام نسفی ''خاتم النبیین'' کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ:

''خاتَم النبیین'' تاء کے فتحہ کے ساتھ اس کے معنی طابع (مہر) کے ہیں۔ یعنی آپ آخری نبی کہ جن کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہ ہوگا۔ رہے حضرت عیسی علیہ السلام تو وہ آپ سے پہلے نبی بنائے گئے تھے۔ پھر یہ لفظ ''خاتم'' تاء کے کسرہ کے ساتھ بھی ہے۔ جس کا معنی طابع، یعنی مہر لگانے والے کے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قراءت اس مفہوم ومعنی کو تقویت بخشتی ہے۔

امام زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''خاتم النبیین'' یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے جس کا

Marfat.com

معنی یہ ہے کہ آپ انبیاء اور مرسلین کے خاتم ہیں ۔جس طرح کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔یعنی وہ نبیوں کے آخری ہیں جنہوں نے سب کو ختم کردیا ہے۔یا آپ کی آمد سے ان کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔

امام احمد، ترمذی اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس سے یہ روایت مرفوعاً بیان کی ہے کہ ''رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے سو میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے''لہذا خاتم النبیین انہیں کہا جاتا ہے جن کے بعد کوئی نبی نہیں وہ اپنی امت پر نہایت مہربان ہیں۔وہ والد کے مانند ہے جن کی طرح کوئی دوسرا نہیں۔

قاضی عیاض آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

آپ کے بعد جس نے اپنے لئے نبوت کا دعوی کیا یا اس کے حصول کو ممکن سمجھا اور دل کی صفائی سے اس منزلت تک پہنچنے کو روا سمجھا جیسے کہ فلاسفہ اور بعض غالی صوفیاء کا قول ہے۔یا جس شخص کا یہ دعوی ہو کہ اس پر وحی ہوتی ہے اگر چہ وہ نبوت کا دعوی نہ کرے۔یا یہ دعوی کرے کہ وہ آسمان پر جاتا ہے یا جنت میں جاتا ہے اور اسکے پھلوں سے لطف اندوز ہوتا ہے یا حوروں سے بغلگیر ہوتا ہے۔تو اس طرح کے تمام مدعی کافر اور نبی علیہ السلام کا انکار کرنے والے ہیں۔کیونکہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔اور اللہ تعالی نے بھی یہ خبر دی کہ وہ آخری نبی ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے تمام انسانیت کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں اور امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر ہی پر ہے اور اس کا ظاہری معنی ہی مراد ہے جس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کسی قسم کی تخصیص ہے۔اس قسم کے تمام گروہ قطعی طور پر کافر ہیں اور ان کے کذب پر اجماع ہے اور نقل بھی اس پر

Marfat.com

شاہد ہے۔

تفسیر مراح اللبید لکشف معنی القرآن المجید میں مذکور ہے کہ:

''ہمارے نبی علیہ السلام کا تسمیہ ''خاتم الأنبیاء'' اس لئے ہے کہ خاتم قوم کے آخری شخص کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے (ولکن رسول اللہ وخاتم النبین)۔اس کے بعد کہتے ہیں: جب عام (نبی) کی نفی ہوگئی تو خاص (رسول) کی نفی خود بخود ہوگئی ہے۔

امام غزالی جو قادیانیت کے ہاں مجددین کی فہرست میں شامل ہیں۔فرماتے ہیں:

امت اس لفظ سے (یعنی خاتم النبیین) سے یہ سمجھی ہے کہ آپ کے بعد کبھی کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی رسول آئے گا۔اور اس میں کوئی تاویل اور تخصیص کارگر نہ ہوگی۔اس طرح کی باتیں کرنے والے فضول باتیں کرتے ہیں جس کا حکم کفر ہے کیونکہ وہ شخص ایسی نص کا منکر ہے جس پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ اس میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے۔

یہاں تک ہم نے لفظ ''خاتم النبیین'' کے معنی ومفہوم اور اس کے اس قطعی مدلول کی وضاحت کردی جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، آپ کے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مفسرین، مجددین امت اور علماء اسلام سے ثابت ہے۔نیز اس کے معنی شرعی اور آخری نبی کے انکار کا شرعی حکم (کفر) بھی بیان کر دیا۔

Marfat.com

قادیانی شبہات اوران کارد

اب یہاں ہم ان شبہات کو بیان کریں گے جو قادیانیت اس آیت خاتم النبیین میں خلط اوراس اہم بنیادی عقیدہ میں تشکیک کی غرض سے کرتے ہیں نیزان کاازالہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

پہلاشبہ:

اگر''خاتم النبیین'' کامفہوم یہ ہوکہ آپ آخری نبی ہیں اوران کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو حضرت عیسی علیہ السلام بالاجماع اللہ کے نبی ہیں۔توامت مسلمہ کس طرح ان کے دوبارہ آنے کا اعتقادرکھتی ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کادوبارہ آنا آپ کے آخری نبی ہونے کے منافی ہے۔اوردوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کیسے دوبارہ آئیں گے جبکہ لفظ آخران کی موت کی دلیل ہے؟

ردشبہ:

اس قادیانی شبہ کے ردمیں ہم کہتے ہیں کہ :

اولا:''خاتم النبیین'' کامفہوم یہ ہے کہ نبی خاتم کی بعثت تمام انبیاء کے بعد ہوئی جن کے بعدکسی کی بعثت نہیں ہوگی۔اورآپ کے بعدکوئی شخص اس وصف سے متصف نہیں ہوگا۔لہذاکسی سابقہ نبی کادوبارہ آنا نبی خاتم کی بعثت کے آخری ہونے کے منافی ہرگزنہیں۔رہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرالانبیاء ہونا حضرت عیسی علیہ السلام کی موت یاسابقہ انبیاء کی موت کا تقاضا کرتا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ لغت عرب میں لفظ'' آخر'' کا استعمال آخری کے معنی میں ہی

Marfat.com

ہوتا ہے۔وہ کسی دیگر کی موت کا تقاضا نہیں کرتا۔تاریخ اسلام میں وارد آثار بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ کسی کا کسی باب میں آخر سے موصوف ہونا اس باب میں دیگر کی موت کا تقاضا نہیں کرتا۔

قادیانیت کے ہاں بھی لفظ آخر کا استعمال آخری کے معنی میں جو دیگر کی موت مراد نہیں لیتے ہیں۔

ہمارے عام بول چال میں ''فلاں آخری آنے والا ہے'' اور فلاں آخری جانے والا ہے'' اور'' وہ آخری مسجد ہے'' یہ اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی موت واقع ہو چکی ہے یا آخری مسجد کے علاوہ دیگر مساجد فنا ہو گئی ہیں۔

اب ہم آثار میں سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ کسی کا آخر میں ہونا دوسروں کی موت کی وجہ نہیں بنتی ہے۔

پہلا اثر:

حضرسہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: نبی علیہ السلام کے چچا نے جب آپ سے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اجازت طلب کی۔تو آپ نے ان سے فرمایا کہ: آپ اپنی جگہ پر ہی رہیں کیونکہ آپ خاتم المہاجرین ہیں، اللہ تعالی آپ پر ہجرت کو ختم فرمائیں گے جس طرح کہ مجھ پر انبیاء کو ختم فرمایا ہے۔

یہاں پر نبی خاتم نے اپنے چچا کی ختم ہجرت کو اپنی ختم نبوت سے تشبیہ دی ۔تو جس طرح حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے سے دیگر جملہ مہاجرین کی

Marfat.com

وفات ہونے کا مفہوم نہیں نکلتا ہے؟اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے دیگر کی وفات کا مفہوم نہیں نکلتا ۔نہ کسی نے کسی دور میں ایسا سمجھا کہ حضرت عباس کا آخر المہاجرین ہونا دیگر مہاجرین کے موت کا تقاضا کرتا ہے۔

لفظ ''آخر'' کا کسی کے اس وصف میں آخر ہونے کا تو ضرور مفہوم بیان کرتا ہے مگر کسی کی موت کا پیغام ہرگز نہیں۔اس طرح جناب محمد رسول اللہ کا خاتم الأنبیاء ہونا اور آپ کا آخری نبی ہونا اس بات کا تو ضرور تقاضا کرتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ ہو مگر یہ لفظ دیگر نبیوں کی موت کا ہرگز تقاضا نہیں کرتا۔نہ کوئی عقل مند اس لفظ سے دیگر کی موت پر استدلال کرسکتا ہے۔

لہذا قادیانیت کا آپ کے آخری نبی ہونے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا استدلال بالکل باطل ہے۔

حقیقت حال اور حق تو یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔لہذا لفظ آخر سے موت عیسیٰ علیہ السلام تو ثابت نہیں ہوتی مگر مرزا غلام احمد قادیانی کا ادعاء نبوت ضرور باطل ہوتا ہے۔

کیونکہ آپ کے نبی خاتم ہونے سے کسی کا آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرنا تو سراسر باطل ہے، نہ کوئی شخص نبوت کے وصف سے متصف ہوسکتا ہے۔آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ بقول رسول کذاب اور دجال ہوگا۔

Marfat.com

دوسرا اثر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت مبارکہ (واذ اخذنا من النبیین میثاقهم ومنك ومن نوح ......واخذنا منهم میثاقا غلیظا) کی تفسیر میں فرمایا کہ:

(کنت اول النبیین خلقا وآخرهم بعثا) میں تمام انبیاء سے خلقت میں پہلا اور بعثت میں آخری نبی ہوں۔

یہ حدیث مبارکہ بھی خاتم النبیین کے مفہوم کو واضح کرتی ہے کہ نبی علیہ السلام کی اس دنیا میں بعثت سب سے آخر میں ہوئی۔ اس کا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی موت واقع ہوگئی۔

نبی علیہ السلام کے خاتم النبیین کا مفہوم صرف یہی ہے کہ آپ کی بعثت تمام انبیاء کے آخر میں ہوئی ہے۔ اور اس کی بہترین مثال اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ جس میں نبوت کی مثال ایک عمارت سے دی گئی ہے اور اس میں صرف ایک اینٹ کے نقص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک اینٹ میں ہی ہوں اور میں آخری نبی ہوں۔

اس مثال میں بھی اس آخری اینٹ سے یہ لازم نہیں کہ باقی تمام اینٹیں ٹوٹ چکی اور وہ عمارت بوسیدہ اور فنا ہو چکی۔

اس لئے کوئی بھی ذی عقل وہوش لفظ ''آخر'' سے پہلوں کے فنا پر ہرگز استدلال نہیں کرسکتا۔ نہ ہی وہ آخر سے یہ مراد لیتا ہے۔ اور نہ ہی اسے صحیح سمجھتا ہے۔

Marfat.com

تیسرا اثر

ابن عساکر سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ: محمد علیہ السلام کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔ لہذا لفظ آخری کا مفہوم سابقین کے موت کا تقاضا ہرگز نہیں کرتا ہے۔

چوتھا اثر

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: میں خاتم الأنبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد ہے۔

تو کیا خاتم المساجد کا قیام باقی تمام مساجد کے ہدم کا تقاضا کرتی ہے؟

ان سب مثالوں سے ہماری غرض یہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام خاتم الأنبیاء اور وہ اس سلسلے کے آخری ہیں اور آپ کا یہ مقام حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات کے ہرگز ہرگز معارض نہیں ہے۔ جس طرح کہ خاتم المساجد دوسری تمام مساجد کے انہدام کو مستلزم نہیں ہے بلکہ خاتم المساجد کا صرف یہی مطلب ہے کہ یہ آخری مسجد ہے جو نبی علیہ السلام نے بنائی ہے۔

آیت خاتم النبیین کی نص اور اس لفظ کا محکم مفہوم اس کے نزول سے لیکر آج تک یہی ہے جو کبھی بھی نہیں بدلا۔ اس لئے آیت خاتم النبیین کے ذریعہ آپ کا آخری نبی ہونا ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ رہا نبی خاتم کا افضل النبیین ہونا تو یہ آپ کی ذات سے الگ نہیں کیونکہ آپ کی ذات گرامی میثاق النبیین کی مصداق ہے اور

Marfat.com

آپ کی بعثت تمام انسانوں کیلئے ہوئی ہے۔اور آپ کی رحمت تمام جہانوں پر محیط ہے۔آپ پر دین کو مکمل فرمایا گیا ہے اور اللہ تعالی کی نعمت کو آپ پر تمام کیا گیا ہے۔آپ کو اللہ تعالی نے انبیاء کا تصدیق کنندہ بنایا اور ان کا خاتم اور آخری بنایا ہے۔

اوصاف خاتم النبیین اور لغت وشرع کی باہمی نظر

یاد رہے کہ لفظ ''خاتم'' لفظ ''اول'' لفظ ''آخر'' کے حقیقی معنی تو متعین ہیں مگر مختلف مقامات پر ان کے مجازی مدلول کی تعیین ان کے قائل اور ان کے مضاف الیہ کی بنیاد پر ہوگی۔

اگر ان کا مضاف الیہ اور قائل اللہ تعالی ہے جو عالم الغیب ہے۔تو اس کا اپنے رسول کے بارے میں کہنا (اول المؤمنین) اور (اول المہاجرین) یا (خاتم النبیین) یا رسول کا قول (آخرہم بعثۃ) یہاں پر اولیت اور آخریت حقیقی ہی ہوگی۔

یعنی وہ پہلا مؤمن ہے کہ اس سے قبل کوئی مؤمن نہیں ہے۔

وہ آخری نبی ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اور اگر قائل عالم الغیب نہیں اور وہ کسی کو خاتم المحد ثین یا خاتم المفسرین کہہ دے تو اس کا قول حقیقت اس لئے نہیں ہوسکتا کہ اس کا علم ناقص ہے۔ وہ کسی کے آخری ہونے کا فیصلہ نہیں کرسکتا نہ جان سکتا ہے۔اس لئے اسکے قول کا حقیقت پر حمل کرنا کذب شمار ہوگا۔اسی لئے اس کو مجازی معنی پر محمول کرتے ہوئے یہ کہیں گے کہ قائل کی غرض اس سے اس فن میں اس کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔لہذ کسی بندے کے کسی عالم کو خاتم المفسرین یا خاتم المحد ثین کہنے سے مراد افضل

Marfat.com

المفسرین اورافضل المحدثین ہوگی ۔یہ اس لئے مجبوراً کرتے ہیں تاکہ قائل کا کلام جھوٹ سے بچ جائے اور لغو نہ ہو۔

یہ بھی یادرکھیں کہ ہرجگہ ہر خاتم افضل نہیں ہوتا ہے۔اگرایک خاتم الخلفاء ہواور دوسرا اول الخلفاء،تو افضل تو اول الخلفاء ہوگا۔اگر لفظ خاتم کا حقیقی معنی افضل ہوتا تو پھر رسول کریم کے اول خلیفہ سے آخری خلیفہ افضل ہوتا اور اول المؤمنین سے خاتم المؤمنین افضل ہوتا اور اول المہاجرین سے خاتم المہاجرین افضل ہوتا۔جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

لہذا آیت خاتم النبیین میں خاتم النبیین سے حضور کا آخری نبی ہونا اور آیت میثاق النبیین جس میں اللہ تعالی نے نبیوں میں سب سے آخری کو سب سے افضل فرمایا۔آنحضرت کی افضلیت ہونا مراد ہے۔

قیاس مع الفارق

اللہ تعالی علام الغیوب کے کلام حق کو ناقص العلم بندوں کے مجازی کلام پر محمول کرنا قیاس مع الفارق ہے ۔اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اہانت ہے جس کا ارتکاب قادیانیت کھلے عام کرتی ہے۔پھر اعلان مرزا غلام احمد کے اللہ تعالی کا متبع کامل اور حضور کا خادم خاص ہونے کا کرتی ہے

لہذا خاتم النبیین کو خاتم المفسرین پر قیاس خلط برائے تشویش ہے اور تحریف فی آیات اللہ ہے۔

Marfat.com

خاتم کا معین معنی ''آخری'' اور مرزا قادیانی کا اعتراف

قادیانیت اگر لغت، شرع اور آثار کو بغور اعتنا نہیں لاتی ہے تو یہ اس کی بدقسمتی ہے۔ہم یہاں ان کے بانی مرزا غلام احمد کی لفظ خاتم کی شرح اور تفسیر بیان کر رہے ہیں کہ وہ اس لفظ سے کیا مفہوم لیتے ہیں۔

☆ مرزا غلام احمد قادیانی ازالۃ الاوہام مندرج در خزائن روحانی ۳/۲۷۰ میں لفظ خاتم کو یوں استعمال کرتے ہیں:

ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ
قرآن شریف ''خاتم'' کتب سماوی ہے۔

اس میں لفظ خاتم سے مراد آخری ہی ہے کیونکہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی اس کے اعلان واقرار کے مطابق قرآن کریم ہی آخری کتاب ہے۔

☆ مرزا غلام احمد تریاق القلوب مندرج در روحانی خزائن ۱۵/ ۴۹۷ میں لفظ خاتم کو یوں استعمال کرتے ہیں:

میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کا نام جنت تھا
۔پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں، میں نکلا تھا
اور میرے بعد میرے والدین کے گھر کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا
نہیں ہوا اور ان کیلئے میں خاتم الاَ ولا د تھا۔

یہاں پر مرزا غلام احمد نے خاتم کا معنی آخری لیا ہے۔یعنی جس کے بعد کوئی اولاد نہ ہو۔

Marfat.com

☆مرزا نے لفظ خاتم کو ضمیمہ براہین احمدیہ مندرج خزائن روحانیہ ۳۰/۴۱۳ میں یوں استعمال کیا ہے

بنی اسرائیل کے خاتم الأنبیاء کا نام عیسی ہے اور اسلام کے خاتم الأنبیاء کا نام محمد اور احمد ہے۔

یہاں بھی مرزا کی مراد خاتم سے آخری ہے۔

☆ مرزا کے فرزند بھی خاتم کو مذکورہ معنی میں لیا ہے۔اور خود اس کی شرح بھی کردی ہے تا کہ ابنائے قادیانیت کو یقین ہو جائے کہ خاتم آخری کے معنی ہی میں ہے

وہ سیرت المهدی میں کہتے ہیں

خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں۔من جملہ ان کے ایک نام خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔

ابن مرزا نے خود ہی خاتم کی شرح سب سے آخر میں آنے والا کی ہے۔

لفظ خاتم کے مفہوم و مدلول میں قادیانیت کے شریعت کی نصوص قطعیہ، آثار سلف، اجماع امت اور اپنے مؤسس اور اس کے بیٹے کے استعمال کو چھوڑ کر کسی بشر کے مجازی استعمال کا سہارا لیکر شرعی حقائق کو خلط کرنے کی غرض صرف وہی ہے جس کو ہم نے واشگاف کر دیا ہے۔

مذکورہ حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہو چکے ہیں:

اولاً: عقیدۂ ختم نبوت اور نزول مسیح کا باہم متعارض نہ ہونا

Marfat.com

ثانیا: لفظ آخر کا کسی کی موت کا تقاضا نہ کرنا

ثالثا: لفظ خاتم کی مراد آخری کا متعین ہو جانا

رابعا: قادیانیت کے شبہہ کا ازالہ ہو جانا۔

خامسا: اس امر کا واضح ہو جانا کہ مرزا غلام احمد مدعی مسیحیت پیدا ہوا۔ نازل نہیں ہوا ہے۔ اور حضرت مسیح نازل ہوں گے لہذا اس کا ادعاء مسیحیت باطل دعوی ہے۔

سادسا: مرزا صاحب ابن مریم نہیں بلکہ وہ ابن چراغ بی بی ہیں۔ لہذا مرزا صاحب کا ابن مریم کا دعوی بھی باطل ہے۔

قادیانیت کا ایک اور شبہہ

قادیانیت اپنے ہر منبر پر۔ وہ ان کی کتب ہوں یا خطب۔ خاتم النبیین کا معنی ''نبیوں کی مہر'' کرتی ہے۔ پھر قادیانی یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی مہر نبوت سے نبی بنتے چلے جاتے ہیں۔

اس کا ازالہ

اس قادیانی توجیہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ سلسلہء نبوت کو ختم کرنے نہیں بلکہ اس کو شروع کرنے آئے ہیں۔

جب کہ ہم نے تفصیل سے لغت، شرع، آثار اور اجماع امت سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کے خاتم الأنبیاء ہونے کا مطلب آپ کا آخری نبی ہونا اور اس سلسلے کو ختم کرنے والا ہونا مراد ہے۔ یہی خاتم النبیین کی صحیح تفسیر ہے۔ اور نبی علیہ السلام کا

Marfat.com

واضح ارشاد (لا نبی بعدی) کا بھی یہی مفہوم ہے۔رہی قادیانی مذکورہ تاویل تو اس سے تو آپ خاتم الأنبیاء نہیں بلکہ صانع الأنبیاء ہو جاتے ہیں۔یعنی نبی ساز نبی۔ پھر یہ صنعت وحرفت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔جس کا تحمل قادیانیت بھی نہیں کر سکے گی۔

پھر یہ تحریف قرآن کی تفسیر، مہبط وحی سے تفسیر، فہم صحابہ اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے۔

نیز مہر تو خودنہیں لگتی ہے۔اسے لگانے والا ہوتا ہے۔مہر ہر جگہ نہیں لگتی ہے اس کا خاص مقام ہوتا ہے۔اور وہ کسی پیغام اور رسالت کا آخری مقام ہوتا ہے۔اب جب مہر نبوت بنانے والا رب تعالی ہے تو وہی اس کا لگانے والا ہے اور اس نے وہ مہر اپنی ارسال کردہ نبوت اور رسالت کے آخر میں لگادی۔تو وہی جناب خاتم النبیین ہیں۔جن کے بعد نہ اللہ کا کوئی نبی ہے اور نہ کوئی رسول اور نہ ہی کوئی پیغام ربانی آئے گا نہ لانے والا ہوگا۔

مزید غور کریں کہ

لفظ خاتم کسی بھی مضاف الیہ کے ساتھ آخری ہی میں ہوتا ہے، اسے بنانے والا نہیں ہوتا۔

خاتم القوم قوم کو بنانے والا نہیں بلکہ اس کا آخری فرد ہوتا ہے

خاتم المہاجرین مہاجر بنانے والا نہیں بلکہ آخری مہاجر ہوتا ہے

خاتم الأولاد اولاد بنانے والا نہیں بلکہ آخری اولاد ہوتا ہے۔اس کی

Marfat.com

مہر سے مزید اولاد نہیں بنتی۔

معاذ اللہ مرزا صاحب کی مہر سے ان کے والدین کی اولاد نہیں بنی بلکہ بقول ان کے وہ خاتم الأولاد تھے کہ ان کے بعد ان کے والدین کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

ایک اور شبہ

آیت خاتم النبیین میں لفظ ''خاتم'' مضاف ہے اور وہ لفظ ''النبیین'' کی طرف مضاف ہے ۔اور النبیین پر (ال) استغراق جنس انبیاء کیلئے نہیں کہ آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں بلکہ عہد ذہنی ہے جس سے مراد مخصوص انبیاء ہیں اور وہ تشریعی انبیاء ہیں۔آپ صرف ان کے خاتم ہیں۔آپ غیر تشریعی نبیوں کے خاتم نہیں ہیں جو آپ کے بعد بھی آسکتے ہیں۔

اس شبہ کا ازالہ

یاد رہے کہ. ''اَل'' عہد کیلئے اس وقت آتا ہے جب معہود سابق کلام میں مذکور ہو۔یعنی غیر تشریعی انبیاء۔ اگر آیت خاتم النبیین سے سابق کلام میں مذکور ہوتے تو وہ مراد ممکن ہوسکتا تھا۔اور ''اَل'' جنس انبیاء کو شامل نہ ہوتا۔اس کی وضاحت قرآنی مثال سے سمجھئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں مذکور ہے (اکلہ الذئب) یہاں پر''ال'' استغراق کیلئے نہیں ہوسکتا کہ تمام بھیڑیئے یوسف علیہ السلام کو کھانے کیلئے جمع ہوجائیں۔نہ ہی قرآن حکیم نے کسی خاص بھیڑیئے کا تعین فرمایا ہے۔تو یہ عہد

Marfat.com

ذہنی کیلئے متعین ہوگیا ۔برخلاف آیت خاتم النبیین میں ''ال'' کے۔اس میں النبیین پر داخل ہونے والا''اَل'' بلاتکلف استغراق جنس کیلئے ہی ہے۔اور یہی اس کی خود قرآن نے اور حدیث رسول میں خود خاتم النبیین نے، پھر آپ کے صحابہ کرام نے اور آپ کی امت نے بالاجماع تفسیر کی ہے۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

ا۔ ہر لفظ اپنے حقیقی اور وضعی معنی پر ہی دلالت کرتا ہے۔ ہاں کسی لفظ کو مجاز کی طرف پھیرنے کیلئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے

۲۔ کسی لفظ کا مجازی مدلول اس کا معنی لفظ نہیں کہلا سکتا۔

۳۔ مجازی طور پر استعمال ہونے والا لفظ حقیقی اور مجازی معنی میں مشترک نہیں ہوتا ہے۔ بلاغت میں ایک حقیقت اور دوسرے کو مجاز کے نام سے پکارتے ہیں۔

۴۔ قادیانیت کا یہ خلط اور تشویش ہے کہ اللہ کی طرف سے حقیقی معنی میں استعمال لفظ کو بندوں کے مجازی استعمال پر قیاس کر کے لفظ خاتم کا حلیہ بگاڑ کر لوگوں کے عقائد میں تشویش پیدا کریں۔

۵۔ لفظ خاتم کا معنی صرف اور صرف آخری ہی ہے۔ اسے کسی بندے کے مجازی استعمال پر قیاس کر کے خاتم کا معنی افضل نہیں لے سکتے۔

۶۔ مسلم امت نبی خاتم کو آخری نبی اور افضل نبی، ان دونوں صفات سے موصوف مانتی ہے۔

۷۔ قادیانیت کا خاتم کو افضل پر محمول کرنا دراصل آپ کی ختم نبوت کا انکار ہے۔

۸۔ اللہ تعالی نے آیت میثاق النبیین میں جب افضل الرسل صرف آخر النبیین کو قرار دے دیا ہے تو جو آپ کی آخریت کا منکر ہے وہ خود بخود آپ کی افضلیت کا بھی منکر ٹھہرا۔

۹۔ قادیانیت کے شبہات اور ان کے ازالے

Marfat.com

نمبر 17-ازسلسلۂ ''دین بھلائی ہے''

بزبان صاحب وحی اور اہل اسلام کے نزدیک

''خاتم النبیین''

کی تفسیرات وتشریحات

Marfat.com

قرآن حکیم عربی زبان میں نازل ہوا۔عربی میں لفظ ''خاتم'' کا مفہوم ومراد متعین ہے اور وہ ''آخری'' ہے۔ہم نے گذشتہ مقالے میں لغت ،شریعت اور عربی محاورات ،قرآنی آیات اور احادیث وآثار اور خود قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد کے ہاں لفظ ''خاتم'' کے ''آخری'' کے معنی میں ہونے کی مثالیں ذکر کیں ہیں۔

''خاتم النبیین'' کی قرآنی ترکیب قطعی الثبوت اور قطعی المراد ہے اسلیئے امت مسلمہ اجماعی طور پر ''خاتم النبیین'' کا معنی آخرالأنبیاء ہی کرتی ہے۔پھر چونکہ قرآن حکیم ہی نے قطعی طور پر افضل الرسل بھی خاتم الرسل ہی کو قرار دیا لہذا امت مسلمہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع خاتمیت وافضلیت مانتی ہے اور تمام مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین بھی ہیں اور افضل النبیین بھی ہیں۔

آپ کی خاتمیت زمانی (کہ آپ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں) یہ ،ایک حقیقت شرعیہ ہے جس کا مصدر اور دلیل شرعی آیت خاتم النبیین ہے۔اور آپ کی خاتمیت رتبی کہ آپ افضل الرسل ہیں اس کا مأخذ اور دلیل شرعی آیت میثاق النبیین ہے۔

لہذا مسلم امت کے ہاں سید الرسل کیلیئے خاتمیت وافضلیت ہر دو صفات کے جمع ہونے کے مزید استحکام اور محکم بیان اور قادیانیت کے ہاں ''خاتم'' سے آپ کا افضل ہونا اور آپ کے آخری نبی ہونے کی نفی کے باطل عقیدہ کے مزید افصاح وبیان کی خاطر ہی ہم اپنے اس مقالہ میں ''آیت خاتم النبیین'' کی ان تفسیرات کی طرف اشارہ کریں گے جو امت کے ثقہ اہل تفسیر اور قادیانیت کے ہاں مسلمہ مجددین سے منقول اور وارد ہیں۔

تمہید کے طور پر ہم اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہیں جس کا جاننا اس موقع پر

Marfat.com

اس مسئلے کے سمجھنے کیلئے انتہائی مفید اور ضروری ہے۔

شان نزول

آیت خاتم النبیین کے شان نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ نسب میں آپ کے بیٹے نہ تھے۔ بلکہ آپ کے متبنی (لے پالک) تھے۔ اور عرب کے اندر یہ بات مشہور تھی کہ متبنی (لے پالک) کو بیٹا ہی سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے حضرت زید بن حارثہ کو لوگ زید بن محمد کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ نسب میں آپ کے بیٹے نہ تھے اور اللہ تعالی جاہلیت کی اس رسم کا خاتمہ چاہتے تھے تو حکمت ربانی نے اس کو توڑنے کیلئے بھی آپ ہی کا انتخاب فرمایا۔

اولاً تو یہ ہوا کہ حضرت زید بن حارثہ کی شادی آپ ﷺ کی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحش سے ہوئی۔ شروع میں حضرت زینب نے موافقت میں ہچکچاہٹ فرمائی لیکن بعد میں راضی ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کی شادی حضرت زید سے کرائی اور مہر میں دس دینار، ساٹھ درہم، چادر، ایک لحاف، پچاس مد غلہ اور دس مُد کھجور انہیں دیئے۔

حضرت زینب ایک سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ حضرت زید کے ساتھ رہیں۔ پھر دونوں کے درمیان اختلافات شروع ہو گئے۔ حضرت زید جناب رسول اللہ کے پاس ان کی شکایات لیکر آنے لگے۔ تو آپ نے انہیں جو فرمایا، اسے قرآن نے یوں ذکر فرمایا:

Marfat.com

امسك عليك زوجك واتق الله

تم اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھو اور اللہ کا تقوی اختیار کرو۔

اس سے قبل اللہ تعالی کا حضرت زید پر یہ انعام ہوا کہ انہیں ہدایت اور اسلام ملا۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر یہ احسان فرمایا کہ انہیں آزادی عطا فرمائی۔ انہیں نبی علیہ السلام کی محبت اور شفقت حاصل تھی۔ لوگ انہیں حبّ رسول اللہ یعنی رسول اللہ کا محبوب پکارتے تھے۔ اور ان کے بیٹے کو ابن الحب یعنی محبوب کا بیٹا کہا کرتے تھے۔

حضرت زید پر اللہ تعالی اور رسول علیہ السلام کے احسانات کا تذکرہ سورہ احزاب میں اس طرح ہوا ہے

واذ تقول للذی انعم الله عليه ... الخ

اور جب آپ اس سے جس پر اللہ نے اور اس کے رسول نے انعام فرمایا یہ کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو اور اللہ کا تقوی اختیار کرو... الخ

جناب رسول اللہ کو بذریعۂ وحی خبر دی گئی کہ حضرت زینب بنت جحش امہات المؤمنین میں شمار ہوں گیں، تو آپ یہ سوچتے کہ وہ تو زید کی بیوی ہے اور زید کو لوگ زید بن محمد کے نام سے جانتے ہیں۔ تو لوگ یہ کہیں گے کہ محمد نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی۔... مگر اللہ کی حکمت بالغہ تھی کہ وہ اپنے اس حکم سے متبنی کی جاہلیت کی رسم کا خاتمہ چاہتے تھے اور اس کیلئے حق تعالی شانہ نے اپنے سب سے مشرف اور مکرم سب سے زیادہ متقی اور مطیع بندے حضرت محمد رسول اللہ اور خاتم النبیین کا انتخاب فرمایا۔ انہیں کے ذات اطہر سے اس رسم کو باطل فرمایا۔ اس امر کا ذکر بھی قرآن میں یوں ہوا:

Marfat.com

''اے نبی یاد کرو جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے اور آپ نے احسان فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو نہ چھوڑ و اور اللہ سے ڈور۔ اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا۔ آپ ان لوگوں سے ڈرتے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس سے ڈریں''۔

اس آیت کی شان نزول میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اگر نبی علیہ السلام خود پر نازل شدہ وحی میں سے کسی بات کو چھپانا چاہتے تو وہ اس آیت کو چھپاتے کیونکہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے جسے آپ لوگوں کے طعن اور ملامت کی وجہ سے چھپانا چاہتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کہ وہ آپ کی ذات اطہر کے ذریعہ سے ہی اپنے ایک شرعی حکم کی عملی تنفیذ چاہتا تھا۔ پھر وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا . . .

''جب حضرت زید نے ان سے پوری کی اپنی غرض تو ہم نے انہیں آپ کے عقد میں دے دیا....

اس کا معنی یہ ہیں کہ جب حضرت زید نے انہیں طلاق دی اور ان کی عدت مکمل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کے نکاح میں لا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کے نکاح کے ولی تھے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو وحی فرمائی کہ آپ حضرت زینب کو بغیر ولی، بغیر مہر اور بغیر عقد اور بغیر انسانی شہود کے اپنے نکاح میں لیں۔

اب یہ رسم تبنی، اور لے پالک بچے کی ابنیت کا حکم باطل ہو گیا اور اس کی عملی تفسیر حق تعالیٰ شانہ نے اپنے نبی کریم سے کرائی کہ ان کا عقد ان کے متبنی زید بن حارثہ کی

Marfat.com

بیوی سے کرادیا۔

اب شریعت میں متبنی کا حکم نسبی بیٹا نہ ہونے کا بھی واضح ہوگیا اور اللہ تعالی نے اپنی نبی کا عقدان کے لے پالک کی مطلقہ سے ہی فرمایا۔اس کے بعد حضرت زید، ''زید بن محمد'' نہیں کہلائیں گے بلکہ اپنے نسبی والد کی طرف منسوب ہوں گے۔کیونکہ وہ ان کے بیٹے نہیں ہیں۔اس کے بعد قرآن حکیم نے اگلی آیت میں اس امر کی تصریح فرمائی:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین....

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں ...الخ

حضرت زید کی آنحضرت ﷺ سے ابنیت کی نسبت کا منقطع ہونا یہ امر ربی تھا۔قرآن کریم نے ایک طرف تو حضرت زید کو اس نسبت سے منقطع ہونے کا بہترین عوض ان کے نام کا قرآن میں ذکر فرما کر دیا کہ یہ منفرد اعزاز صرف حضرت زید ہی کا ہے کہ اصحاب رسول میں سے صرف انہی کا ذکر ان کے نام کے ساتھ قرآن کریم میں آیا ہے اور دوسری طرف جناب رسول اللہ کی ذات اقدس پر سے دشمنوں کے اس طعن کی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے اس امر کی بھی خوب صراحت سے صفائی فرمادی کہ تم یہ کیسے کہتے ہو کہ محمد نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی، جبکہ حقیقت حال تو یہ ہے کہ محمد تو تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد ہی نہیں ہیں۔کیونکہ نبی علیہ السلام کے ہاں جس نرینہ اولاد کی پیدائش ہوئی تھی جسے قاسم وطیب وطاہر وابراہیم ان کی وفات کم سنی ہی میں ہوگئی۔پہلے اس کہ ان کا شمار ''رجال

Marfat.com

''یعنی مردوں میں ہوتا وہ بچپن ہی میں اللہ تعالی کو پیارے ہو گئے تھے۔

آپ کی اولاد میں حضرت خدیجہ سے چار بیٹیاں حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمۃ الزہراء تھیں۔ اور آپ کی نرینہ اولاد میں سے کوئی بھی سن بلوغ کو نہ پہنچا۔

یاد رہے کہ قرآن کریم میں اسی جگہ اعدائے اسلام اور حاقدین رسول علیہ السلام کے اس طعن کا جواب بھی دیا گیا جو وہ کہتے تھے کہ آپ کی تو کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے تو آپ کا ذکر کیسے باقی رہے گا؟ آپ کا نام ونشان تو ختم ہو جائے گا۔

اللہ تعالی نے ان کے اس طعن اور زعم کا ابطال کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین....

آپ کے بیٹا نہ ہونے سے یہ استدلال کرنا کہ آپ کا نام ونشان ختم ہو گا قطعاً تمہاری غلط فہمی ہے، بلکہ ان کے تذکرے تو ہمیشہ ہمیشہ جاری وساری رہیں گے کیونکہ آپ اللہ کے رسول اور اس کے آخری نبی ہیں۔ اور اللہ تعالی کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

اس آیت میں قرآن کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا ہے:

۱۔ آپ کا رسول ہونا

۲۔ آپ کا خاتم النبیین ہونا

۳۔ پھر اللہ تعالی کا علیم اور خبیر ہونا

یہ اعدائے اسلام اور حاقدین پیغمبر علیہ السلام کے مطاعن پر رد ہیں۔ ان تین عظیم امور میں اس موقع تامل کرنے سے بہت سے مسائل واضح ہو جاتے ہیں۔

اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے ہاں عظمت کے مقام کا بھی اندازہ

Marfat.com

ہوتا ہے کہ حق تعالی شانہ کس طرح اپنی محبوب ہمارے آقا و مولی سیدنا رسول اللہ کے بارے میں شرعاً مطلوب عقیدہ کے بیان اور آپ کے مقام کے اظہار کا اہتمام فرماتے ہیں۔

اعدائے اسلام کے طعن اور خود باری تعالی کے ان کے ردود میں تامل اہل ایمان کے ایمان میں بھی زیادتی اور قوت اور ان کے قلوب میں عظمت خاتم النبیین کے راسخ ہونے کا یقینی ذریعہ ہے۔

کفار کا یہ قول کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کی بیوی سے شادی کی۔ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ جبکہ محمد رسول اللہ تو کسی مرد کے باپ نہیں۔ پھر کفار کا زعم ہے کہ حضرت محمد کی کوئی نرینہ اولاد نہیں لہذا ان کا ذکر ہی نہ رہے گا۔

حق تعالی شانہ نے اس کا یوں رد فرمایا کہ تمہارا یہ زعم سراسر باطل ہے کیونکہ ان کے رسول اللہ ہونے کے سبب پوری امت ان کی اولاد کی مانند ہے اور وہ ان کیلئے بمنزلۂ والد ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ خود حق تعالی نے ان کے ذکر کے بلند کرنے کا اعلان بھی خود اپنی کتاب میں فرمایا: ورفعنا لک ذکرک۔ رب تعالی کا خطاب انہی کی ذات اقدس کیلئے ہے۔ پھر آپ رسول بھی ایسے کہ جو خاتم النبیین ہیں۔

اب جس نبی کی نبوت آخری ہے، اس کی امت کی تعداد کا شمار کیا ہوگا کہ اس کے زمانہ دعوت سے لیکر قیامت کے قائم ہونے تک کا آخری فرد انسانی صرف اسی کی نسبت سے مؤمن شمار ہوگا۔

اسی کا کلمہ پڑھکر وہ مسلمان کہلائے گا۔ اسی کی شریعت کو آخری شریعت مان کر عمل کرنے سے وہ اللہ کا مطیع بندہ شمار ہوگا۔ اتنی طویل البعثت نبوت و رسالت جس نبی

Marfat.com

کی ہو کہ زمانہ دعوت سے تا قیامت تمام زمانوں اور مکانوں کو محیط ہو یہ اس امر کا مقتضی ہے کہ اس کا ذکر بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کسی مرد کا باپ نہ ہونا، پھر اس کے ساتھ رسول اللہ ہونا پھر اس کا خاتم النبیین ہونا۔ یہ آدم سے لیکر تا قیامت ذریت آدم میں سے صرف جناب محمد رسول اللہ ہی کی خصوصیت ہے۔ یہی مقام مصطفیٰ کا بیان ہے۔ جسے اہل ایمان کو خصوصاً اور بقیہ انسانیت کو سمجھانا قرآن حکیم کا مقصود ہے۔

یہی جناب محمد رسول اللہ کی ذات اطہر کا یہ خصوصی مقام ہے کہ ان پر طعن کرنے والوں کا مسکت جواب باری تعالی خود اپنے معجز کلام میں ثابت فرمادیں۔ ان کے باطل مزاعم کا حجت و برہان سے اور بلاغت کے قوی ترین اسالیب سے رد فرمائیں۔ ان کی ابوت نسبی کی نفی اور روحانی ابوت کا ''لکن'' کے زوردار کلمہ سے اثبات پھر خاتمیت نبوت اعزاز خاص کا بیان کہ ان کی نبوت آخری نبوت ہے۔ ان کی رسالت عالمگیر ہے، ان کی دعوت دعوت عامہ اور شاملہ ہے۔ ان کی شریعت شریعت کاملہ اور اللہ تعالی کی نعمت تامہ ہے۔ یہ تمام جناب محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کے تقاضے ہیں جن کے بعد نبی نہیں۔ وہ خاتم النبیین جن کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ نبوت و رسالت اور شریعت و دین کے باب میں تا قیامت صرف وہی مطاع اور واجب الاتباع ہیں۔ وہی اسوۂ حسنہ ہیں دیگر کوئی نہیں۔ نیز آخر میں فرمایا اور اللہ تعالی ہر شیء کے بارے خوب علم والا ہے کہ نبوت و رسالت کے باب میں خاتم النبیین کا مقام مقدس وہ نبی کہ جس پر نبوت بھی ختم، رسالت بھی ختم ہو اور وہ مقام نبوت و رسالت کی انتہاء پر ہو جسے اس مقام نبوت و رسالت کیلئے خاتمہ قرار دیا جائے اور

Marfat.com

جس کی ذات اطہر کی آمد اور بعثت سے نبوت کے اس دروازے کو ہمیشہ کیلئے بند کرنا ہے اور اس سلسلہ کی اس پر انتہاء ہو جانی ہے۔اسے اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔کون ہے کہ

وہ نبیوں کا ''خاتَم''یعنی آخری ہو

وہ نبیوں کا خاتم ''مہر'' ہو

وہ نبیوں کو خاتم یعنی ختم کرنے والا ہو

اللہ تعالیٰ نے جس کے ذریعے نبیوں کو ختم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کا خوب علم رکھتا ہے۔اور وہ ذات گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جن کا نام مبارک اس آیت خاتم النبیین میں لے لیا گیا ہے۔حق تعالیٰ شانہ نے ان کی ابوت نسبی کی نفی کی،ان کیلئے رسالت ربانی اور خاتمیت نبوت کی صراحت فرمادی۔

آیت خاتم النبیین کی بھی تفسیر اس کے شان نزول اور سبق وسیاق کی روشنی میں مسلم مفسرین،شراح آثار اور علماء سیرت نے ذکر کی ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر بزبانِ صاحب نبوت بروایت انس

امام ترمذی نے اپنے مسند وجامع میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں نبوت ورسالت محمدیہ کی عظمت اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کو آنحضرت ﷺ کے خادم خاص حضرت انس کے حوالہ سے یوں ذکر کیا ہے کہ ''یقیناً رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہیں،میرے بعد کوئی رسول ہوگا نہ نبی ہوگا''۔

یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا اپنی رسالت ونبوت کی خاتمیت کا یہ بیان آپ کے اس

Marfat.com

عالی مقام اور اعزاز خاص کی تفسیر ہے جسے آیت ''ما کان محمد ابا احد ...الخ'' نے قرآن میں متعین فرمایا ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر بزبان نبوت بروایت جابر

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری کے حوالہ سے لسان خاتم النبیین سے اپنے خاتم النبیین ہونے کو نہایت سہل، خوبصورت اور صریح مثال سے یوں بیان فرمادیا کہ ''میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان تعمیر کیا اس کے تکمیل کر دی، اس کی تحسین بھی کر دی سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے، سو میں اسی اینٹ کی جگہ پر ہوں۔ مجھ پر ہی انبیاء کا اختتام ہوا''۔

تفسیر ''خاتم النبیین'' بروایت ابوسعید خدری

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں ابو طفیل کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی تفسیر نبوی یوں نقل فرمائی ہے کہ لانبوۃ بعدی الا المبشر ات۔ میرے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں ہے صرف مبشرات ہی باقی ہیں۔ پھر جب آپ سے پوچھا گیا کہ: یہ مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: یہ سچے خواب ہیں۔

خاتم النبیین کی تفسیر نبوی بروایت ابو ہریرہ

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرات ابو ہریرہ کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ نے اپنے خاتم النبیین ہونے کی تفسیر میں یہ مثال بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ: یقیناً

Marfat.com

میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے کہ اس نے گھر بنائے، ان کی تحسین وتکمیل اور تجمیل کی اور ایک کونے میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے چکر لگاتے اور اس کے کمال وجمال پر تعجب کرتے ہوئے یہ کہتے کہ: کاش! اس جگہ ایک اینٹ رکھ دی جاتی تو یہ عمارت مکمل ہو جاتی۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

نیز صحیح مسلم نے اس روایت کو بھی آپ کے خاتم الأنبیاء کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے کہ مجھے انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات ہونے کا وصف دیا گیا۔ میری رعب سے نصرت کی گئی۔ میرے لئے غنیمت کو حلال کیا گیا۔ میرے لئے زمین کو پاک کردینے اور مسجد ٹھہرادیا گیا۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبیوں کو ختم کردیا گیا۔

خاتم النبیین کی تفسیر محمد بن جبیر کی روایت سے

مسند ابی یعلی موصلی اور صحیح ابن حبان میں حضرت محمد بن جبیر بن مطعم کے حوالے سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا: یقیناً میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں میرے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں، جس کے قدموں سے لوگوں کو جمع کرے گا۔ میں عاقب ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر عمرو بن العاص کے حوالے سے

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عبد الرحمٰن بن جبیر سے حضرت عبد اللہ

Marfat.com

بن عمرو بن العاص کی اس روایت کو جس میں آنحضرت ﷺ خود اپنی کئی خصوصیات کو اور اپنے خاتم النبیین ہونے کی تفسیر فرمائی ہے۔یوں نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ایک روز ہمارے درمیان اس طرح آئے کہ گویا وہ ہمیں الوداع کہنے والے ہوں ۔آپ نے تین بار فرمایا: میں محمد نبیؑ امی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، مجھے کلمات کے شروعات ،کلمات کے جوامع ،اور کلمات کے خاتموں سے نوازا گیا ہے ۔مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم کے خازن کتنے ہیں؟ عرش کو اٹھانے والے کتنے ہیں؟ مجھے اجمالاً ان کا علم دیا گیا ہے، مجھے عافیت دی گئی اور میری امت کو عاقبت دی گئی ۔تم سنو اور اطاعت کرو جب تک میں تم میں موجود ہوں ۔جب مجھے لے جایا جائے تو تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو۔اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام ماننا۔

تفسیر خاتم النبیین بحوالہ ابوامامہ باہلی

امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت ابوامامہ الباہلی سے روایت کی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت۔

ربانی فیصلہ

حق تعالیٰ شانہ جناب محمد رسول اللہ کے آخری نبی ہونے کو تو حضرت آدم کی خلقت سے پہلے لکھ چکے ۔حضرت عرباض بن ساریہ نبی کریم علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ: میں اللہ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب حضرت آدم گارے مٹی ہی میں تھے۔

Marfat.com

جناب رسول کریم کی خاتم النبیین کی یہ تفسیرات آپ کے کبار صحابہ کے حوالہ سے امت مسلمہ کے کبار محدثین اور جامعین سنن وصحاح نے نقل فرمائی ہیں۔ان کی ان تفسیرات کے بعد کسی کا قول، کسی کی تاویل، کسی کی تحریف لائق اعتناء نہیں ہوسکتی پھر آپ کا آخری نبی ہونا یہ صرف انہی کی تشریف نہیں بلکہ اس میں امت مسلمہ کا بھی اعزاز ہے۔

مشہور مفسر قرآن علامہ ابن کثیر جنہیں قادیانیت کے ہاں بھی شرف مجددیت حاصل ہے وہ فرماتے ہیں کہ''یہ بندوں پر اللہ کی خاص رحمت میں سے ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کو ان کی طرف مبعوث فرمایا پھر یہ آپ کی اللہ کی طرف سے تکریم ہے کہ ان پر انبیاء ومرسلین کو ختم فرمادیا اور دین حنیف کی تکمیل فرمادی۔

نیز فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اور ان کے رسول نے ان سے متواتر طور پر منقول سنت میں یہ خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ لوگ جان لیں کہ آپ کے بعد اس مقام کا مدعی، کذاب ہے، افاک ہے، دجال ہے، مضّل ہے، چاہے وہ کس قدر خرق عادات دکھائے، شعبدہ بازی کرے، جادو وطلسم یا نیرجات کرے۔یہ سب گمراہی اور اہل عقل کے ہاں مستحیل ہے۔یہ اس طرح ہے جیسے اللہ تعالی نے یمن میں اسود عنسی کے ہاتھ پر جاری فرمایا۔

قیامت تک کے مدعی نبوت کا یہی حکم ہے حتی کہ مسیح دجال ان کا آخری آجائے۔یہ سبھی جھوٹے ہیں۔اللہ تعالی ان کے ساتھ ایسے امور پیدا فرمادے گا جس سے علماء اور مؤمنین ان کے کذب کی گواہی دیں گے۔

یہ بھی اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر کمال لطف ہے کہ امر بالمعروف تو ضرورت واقعی کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ کرتے رہیں گے مگر نہی عن المنکر علی سبیل الاتفاق کریں گے۔ یہ اس لئے کہ یہی غیر تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

جناب محمد رسول اللہ ''خاتم النبین'' کے خصوصی اعزاز ختم نبوت کے یہ وہ تفسیری نمونے ہیں جو خود صاحب وصف، اور اس اعزاز کے ساتھ موصوف ہستی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے منقول ہیں اور جنہیں آپ کے تلامذہ، حضرات صحابہ کرام نے مختلف اوقات میں آپ کی مبارک زبان سے سن کر محفوظ فرمالیا پھر آگے اپنے تلامذہ کو سکھلایا تاکہ کسی وجہ سے بھی کسی کیلئے قیامت تک عذر نہ رہے کہ وہ کسی تحریف کرنے والے کی تشویش یا دجل میں پھنس جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ صاحب وحی سے بڑھکر دیگر کوئی بھی وحی ربانی کے مدلول و مقصود اور مفہوم سے واقف نہیں ہوسکتا، نہ صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم وحی ربانی کے سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں نہ ایسا ہوسکتا ہے کہ اولاً وہ غلط سمجھیں پھر معذرت کر لیں اور کہیں کہ اصل مفہوم یوں نہیں یوں تھا (معاذ اللہ) اللہ تعالی ایسے ناسمجھوں کو ہرگز ہرگز اپنی وحی کا مہبط نہیں قرار دیتے۔

یہ تو مرزا غلام احمد ہی ہے جس نے بزعم خود الہام ربانی سے لکھا ہے کہ

☆ حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے آسمان پر اٹھالیا

☆ وہ قبل از قیامت وہیں سے نازل ہوں گے

☆ جناب محمد رسول اللہ آخری نبی ہیں

☆ ان کے بعد وحی کا دروازہ بند ہے

☆ ان کے بعد مدعی نبوت ملعون ہے

Marfat.com

☆ وہ خود مدعی نبوت نہیں

☆ وہ اہل سنت کے عقائد پر ہے

☆ اس سے خروج مسلمانوں کے مسلمات سے خروج اور موجب تہمت ہے

☆ آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کاذب و کافر ہے

☆ اللہ تعالیٰ کی وحی حضرت آدم صفی اللہ سے شروع اور حضرت محمد رسول اللہ پر ختم ہوگئی۔

پھر مرزا خود ہی مذکورہ عقائد کے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہوگیا۔ان کی وفات کا قول کرنے لگا۔حضرت عیسیٰ کے نزول کی نفی کرنے لگا۔حضرت خاتم النبیین کے بعد خود ہی مدعی نبوت ہوگیا۔اہل سنت کے عقائد اور اجماع سے خودی خارج ہوگیا۔ بلکہ اس امر کا مدعی ہوگیا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح مسلسل نازل ہوتی ہے۔(العیاذ باللہ)

نبی کبھی اپنے عقائد کو سابقہ یا متروکہ عقائد نہیں کہتا نہ وہ عقائد میں تجدید کی بات کرتا ہے۔اگر شریعت کے بعض احکام میں نسخ ہوا ہے یا سابقہ شرائع اور خاتم الشرائع میں بعض احکام تکلیفیہ میں اختلاف ہے تو یہ امر تو بالاجماع مسلمہ امر ہے کہ عقائد میں اول رسول سے رسول خاتم تک تمام شرائع میں تبدیلی نہیں عقائد میں تبدیلی کی بات کرنیوالے یا اس امر کے مدعی یا اس کے داعی یقیناً آسمانی ادیان یا وحی ربانی کے دائرے سے خارج لوگ ہیں۔

نیز اللہ کے نام پر کوئی بات کہنے والا کتاب و سنت سے ہٹ کر یا اجماع امت مسلمہ سے خارج ہو کر اگر بات کر رہا ہے تو اسکا حکم شریعت محمدیہ میں بھی یہی ہے اور مرزا

Marfat.com

غلام احمد نے بھی اس کی تصریح کی کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

خاتم النبیین کی تفسیر یا عقائد کے باب میں مرزا کی روش

وہ عقائد جنہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب وسنت کی روشنی میں اور اپنے مامور من اللہ ہونے کے دعوے سے لکھا۔ وہ یوں ہیں:

وہ انجام آتھم میں عربی نص میں کہتا ہے:

اشهد انا نتمسك بكتاب الله القرآن ونتبع أقوال رسول الله ونقبل ما انعقد عليه الاجماع لا نزيد عليها ولا ننقص ومن زاد على هذه الشريعة أو نقص منها أو كفر بعقيدة اجماعية فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين وهو مقصودي ومرادي ولا اخالف قومي في الأصول الإجماعية

میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم کتاب اللہ قرآن کریم کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں ۔رسول اللہ کے اقوال کی پیروی کرتے ہیں اور مجمع علیہ امور کی پیروی کرتے ہیں ،اس پر کمی بیشی نہیں کرتے۔ جس نے اس شریعت میں کمی بیشی کی یا اس نے مجمع علیہ امور کا انکار کیا اس پر اللہ تعالی ،اس کے ملائکہ ،اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ یہی میرا مقصود اور مراد ہے اور میں اپنی قوم کے اجماعی عقیدے کے خلاف نہیں ہوں۔

ناصحانہ گذارش

ہم ابنائے قادیانیت سے مخلصانہ گذارش کرتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کے اس اقرار کے مطابق ان کے سابقہ اور لاحقہ عقائد پھر قادیانیت کے موجودہ عقائد کا

Marfat.com

محاسبہ کرلیں۔اگران کے عقائد اجماع امت مسلمہ کے خلاف ہیں،امت کے جملہ مجددین ،مجتہدین ،مفسرین ،علماء اوران سے قبل اصحاب رسول اورخود جناب نبی کریم کی مذکورہ خاتم النبیین کی تفسیرا کے خلاف ہیں توان کوجاننے کے بعد تووہ کسی حجت سے مرزاغلام احمد یاکسی بھی دیگر کی کسی بھی نوع کی نبوت کوروانہیں رکھ سکتے ہیں۔

جب حق تعالی شانہ جناب محمد رسول اللہ کیلئے نبوت ورسالت کے باب میں خاتمیت زمانی اور خاتمیت رتبی یعنی افضلیت ہردوامرکوجمع کررہاہےاورامت مسلمہ اس پر ایمان محکم رکھتی ہےتووہ کیونکران کے مابین فصل کرکےامت کے دائرہ سے خارج ہوتے ہیں؟

Marfat.com

خلاصہء مبحث

ا۔آیت خاتم النبیین کا شان نزول اور سیاق وسباق سے اس کے حقیقی مفہوم کا تعین

۲۔آیت خاتم النبیین میں حاقدین اسلام اور پیغمبر اسلام کا قوت اور حجت وبرہان سے ردّ

۳۔ترکیب ''خاتم النبیین'' یہ وحی ربانی ہے۔اس کی مہبط وحی سے منقول تفسیرات بحوالہ اصحاب رسول اور کتب سلف مقرر اور واضح ہیں اور وہ ہے ان کا آخری نبی ہونا۔

۴۔عقائد میں تبدیلی آسمانی ادیان اور وحی ربانی کے خلاف امر ہے

۵۔مرزا غلام احمد کا عقیدۂ ختم نبوت کا اقرار اور پھر خود ہی اس سے انحراف۔

Marfat.com

نمبر 18-از سلسلۂ ''دین بھلائی ہے''

توفی

کالغوی معنی اور قرآنی مدلول

توفی عیسی علیہ السلام

قرآن وسنت اور اجماع کی روشنی میں

قادیانیت کا خلط وتشویش برائے تشکیک در مسلمات اسلامیہ

Marfat.com

تمہید

توفی کا مفہوم۔لغت،قرآن وسنت اورامت مسلمہ کے نزدیک

''توفی'' عربی زبان کا کلمہ ہے جس کا مخصوص معنی ہے۔یہ اوراس کے دیگر مشتقات قرآن حکیم اوراحادیث نبویہ میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔

مسلم امت کے خواص وعوام کے علم میں رہے کہ کلمہ'' توفی'' مرزاغلام احمد قادیانی اورقادیانی ادب میں اپنی خصوصی اہمیت کا حامل کلمہ ہے۔ملت مرزائیہ کا ہرفرد وہ عربی زبان جانتا ہو یا نہ جانتا ہو،لفظِ''توفی'' اس کے زدِزبان رہتا ہے۔

مزید یادرکھئے کہ:

۱۔توفی عربی زبان کا لفظ ہے۔اس میں وہ ایک مخصوص معنی کیلئے وضع ہوا ہے۔

۲۔توفی کا مادہ اشتقاق (و۔ف۔ی) ہے، جس کا مخصوص معنی ہے۔اس کے تمام مشتقات میں اس معنی کا ہونا ضروری ہے۔

۳۔توفی کے مشتقات جیسے یتوفی،متوفی،توفیت وغیرہ قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

۴۔مشتقات توفی میں اس کے اصل مادہ (وفی)(یعنی پورا اورتمام) کا تصور بہ حال میں ضروری ہے۔

۵۔قرآن میں اللہ تعالی کیلئے متوفی ہونا مذکور ہے جس کا مدلول اورقرآنی مفہوم اس کے مادہ اورسیاق کلام سے بآسانی متعین ہوجاتا ہے۔

٦۔مسلم امت سلف سے خلف تک اسی قرآنی مفہوم کو مانتی ہے۔قادیانی امت نے

Marfat.com

لغت عرب اور سیاق وسباق قرآن سے ہٹ کر اپنا علیحدہ مفہوم متعین کر لیا ہے۔

۷۔قادیانی مفہوم توفی ،لغت عربی کے خلاف اور قرآنی مفہوم ومدلول میں تحریف ہے جو قادیانیت نے ایسا اپنا عقیدہ کے اثبات اور امت کے مسلمہ عقیدہ میں تشویش کے خاطر کیا ہے۔ایسا کرنے سے قادیانیت کا یہ زعم ہے کہ اگر توفی عیسی سے ان کی موت ثابت ہو جائے تو شاید مرزا غلام احمد کے دعووں کا راستہ ہموار ہو جائے۔

۸۔توفی قادیانی مذہب میں اس قطب کی حیثیت رکھتی ہے جس کے گرد مرزا غلام احمد قادیانی کی شریعت گھومتی ہے۔

۹۔قادیانی مربی ومعلم اپنے ہر فرد کو توفی کا لفظ رٹانے اور اس کا قادیانی مفہوم اس کے ذہن میں بٹھانے کیلئے انہیں بقاعدہ تیار کرتے ہیں۔

۱۰۔اس کے برعکس عموماً مسلم امت کے خواص وعوام بجائے اس کو محنت سے سیکھنے کے مشکل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔

توفی اور قادیانی طریقہ واردات

اردو زبان میں ادباً کہا جاتا ہے کہ فلاں صاحب وفات پاگئے ہیں بجائے اسکے کہ کہیں فلاں صاحب مر گئے ہیں۔ یا فلاں صاحب انتقال کر گئے ہیں یا رحلت فرمائے گئے ہیں۔اب وفات ،انتقال یا رحلت وغیرہ کو موت کی جگہ استعمال کرنے کا مسلمانوں کے ہاں رواج ہے۔عربی میں کہتے ہیں: توفی فلان۔فلاں وفات پاگئے۔بجائے اس کے کہ مات فلان، کہ فلاں مر گیا۔

یا انتقل فلان الی رحمۃ اللہ۔

Marfat.com

اب قادیانی یا کوئی دیگر شخص یہ مسلم خواص وعوام کے سامنے یہ دکھے کہ دیکھیں وفات کا معنی موت ہے۔ یا انتقال اور رحلت کا معنی موت ہے۔اور اس کے بعد مزید یہ کہے کہ قرآن میں مذکور ہے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام کو خطاب کر کے ارشاد باری تعالی ہے: اے عیسی میں تجھے وفات دینے والا ہوں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں...الخ

تو اللہ تعالی وفات دینے والے ہیں یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کو موت دینے والے ہیں۔تو اس سے عیسی علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔جب عیسی کی موت ثابت ہو چکی تو اب وہ کہاں سے آئیں گے۔مرنے والا قیامت سے قبل نہیں آ سکتا۔لہذا اب مرزا غلام احمد ہی مسیح موعود ہیں،وہی عیسی بن مریم ہیں۔

آسان توڑ

اس دجل،خلط اور تشویش کی علمی جوابات سے پہلے آسان سا توڑ ہمیں بھی خود سیکھنا چاہئے اور ہر مسلمان کو سکھانا چاہئے۔وہ یہ کہ اگر اللہ تعالی نے خود کو وفات دینے والا کہا ہے اور وفات دینا موت دینا ہی ہے تو سوال یہ ہے کہ کسی کے دینے والا ہونے کا یہ معنی کہاں سے نکلا کہ اس نے وہ چیز دی بھی ہے؟

اللہ تجھے اولاد دینے والا ہے۔تو اللہ کے اولاد دینے کی صفت سے اس کا تمہیں اولاد دینا بھی ثابت ہو گیا؟

اللہ تجھے نجات دینے والا ہے۔تو کیا اللہ تعالی کے اس فعل سے تمہیں نجات بھی ملی؟

اللہ تعالی تجھے مارنے والا ہے۔کیا اللہ تعالی کے اس وصف سے تمہیں موت بھی آ گئی

Marfat.com

ہے؟

اس لئے یہ قاعدہ یاد رکھیں کہ کسی ذات کے صاحب وصف ہونے سے اس فعل کا صادر ہونا لازم نہیں ہوتا۔

اہل ایمان کے عقائد میں ہے کہ اللہ تعالی بندوں کے خالق، رازق، محیی ومميت ہیں ۔وہ ان صفات سے موصوف ہیں ۔جب کسی مخلوق کی پیدائش کسی مرزوق کا وجود، کسی ذی روح کی حیات، کسی مرنے والی کی وفات وجود میں نہ آئی تھی ۔تو اللہ تعالی کا عیسی علیہ السلام کو متوفیک بمعنی ممیتک کی صفت کو بیان کرنے سے غرض ان کو یہ باور کرانا ہے کہ جب تمہیں موت آئے گی تو وہ تمہارے دشمنوں سے نہیں اللہ تعالی کے ہاتھوں آئے گی ۔جیسے اللہ تعالی نے کہاہے کہ میں ملک دینے والا ہوں، یہ نہیں کہ فوراً ملک مل گیا بلکہ صرف اس سے یہ ثابت ہوا کہ ملک دینے والی اللہ تعالی کی ذات ہے۔قرآن نے کہیں یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالی انہیں موت دے دی ہے۔

مسلمان اہل علم کا شرعی واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کو لفظ ''متوفی'' جو اللہ کی صفت ہے سکھلائیں اور اس کا مفہوم ومعنی یاد کرائیں کیونکہ لفظ ''متوفی'' قرآنی کلمہ جو اللہ کی صفت ہونے کے ساتھ ساتھ چھ قرآنی حروف بھی ہیں جس میں ساٹھ نیکیاں بھی ملیں گیں اور قادیانی دجل کا بھی توڑ ہوگا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ''متوفیک'' تو قرآنی کلمہ ہے مگر ایسی توفی عیسی جو کہ بمعنی اماتہ، موت دینا واقع بھی ہو چکی ہے۔قرآن نے اس کی خبر نہیں دی ۔پھر بھی اگر قادیانی نہ مانیں تو انہیں اس طرح سمجھائیں کہ جس طرح اردو یا عربی میں کہتے ہیں:

Marfat.com

فلاں وفات پا گیا۔توفی فلاان۔ یہ ادب کا اسلوب ہے۔بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں مرگیا۔یہ بالکل اس طرح ہے جیسے عربی میں کہا جائے:

انتقل فلان الی رحمۃ اللہ۔فلاں آدمی اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو گیا۔

یا یہ کہا جائے کہ: ارتحل فلان۔فلاں رحلت فرما گئے

تو یاد رکھیں کہ رحلت اور انتقال بھی عربی ہی کے کلمات ہیں جو عربی اور اردو میں وفات کی طرح برائے موت کنایہ استعمال ہوتے ہیں مگر انکے معنی معروف ہیں کہ رحلت اور انتقال ایک مکان سے دوسرے مکان اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر چلے جانا ہے۔لغت میں رحلت یا انتقال مرنا نہیں ہوتا بلکہ رحلت اور انتقال کسی شخص کے نقل مکانی کو کہتے ہیں تو چونکہ مرنے والے بھی نقل مکانی کرتا ہے تو ہم لوگ ادب کی خاطر انہیں موت کی خبر دینے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔کوئی بے وقوف یہ نہیں کہتا کہ رحلت کا معنی لغت میں موت ہے یا انتقال کا معنی لغت میں موت ہے۔انتقال مکان کرنے والا مردہ نہیں ہوتا بلکہ کسی کا انتقال مکانی کرنا تو اس کی حیات کی دلیل ہوتا ہے۔

بعینہ ''توفی'' کا لفظ (وفی) سے نکلا ہے،جس کا معنی پورا پورا لینا ہے۔یہ موت سے نہیں نکلا کہ اس کا معنی مارنا ہو بلکہ اس کے معنی میں وفا اور اتمام یعنی پورا لینا ہے،مارنا نہیں۔

لہذا توفی پورا پورا لے لینا اور تمام قبضہ میں لے لینا ہے اور متوفی پورے کو قبضے میں لینے والا ہے۔تو اب توفی عیسی سمجھیں کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام دشمنوں کے نرغے میں تھے تو اللہ تعالی کا انہیں اپنے قبضہ میں لے لینا ہی حضرت عیسی علیہ

Marfat.com

السلام کی توفی ہے اور اللہ تعالی کا ''متوفی'' ہونا ہے۔ جو بذات خود حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات کی دلیل ہے موت کی نہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالی اپنے کسی پیارے کو اس کے مارنے کی تدبیر کرنے والے دشمنوں سے پورے طور پر اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو وہ اس کی پوری حفاظت کرتا ہے۔ یعنی وہ اس کی روح اور جسد دونوں کی حفاظت کرتا ہے اور دشمنوں کے نرغے سے اسے نکال لیتا ہے۔ یہی اللہ تعالی کا متوفی ہونا اور حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی ہے۔ اور یہی اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام سے وعدہ تھا جو اس نے پورا فرما دیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بتمامہ روح وجسد سمیت اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اگر قادیانی مصر ہیں کہ متوفی تو ممیت کے معنی میں ہی ہے تو یہ اللہ تعالی کی صفت ہے کہ وہی موت دینے والا ہے تو یہ اللہ تعالی کے ازلی وصف کا ذکر ہے اور عیسی علیہ السلام کو یاد کرایا جا رہا ہے کہ جس اللہ تعالی کی ہر صفت خالق ہونا، رازق ہونا، پیدا کرنے والا ہونا ہے اسی طرح اس کی صفت ممیت یعنی موت دینے والا بھی ہے۔ ہر صفت کا وجود ازل سے مگر اس کا اظہار وقت پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالی اس کا اظہار حضرت عیسی علیہ السلام کی اجل کے وقت کریں گے۔ جب وہ دنیا میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ یہی متوفیک کا وہ مفہوم ہے جو حضرت ابن عباس نے ممیتک سے بیان فرمایا ہے۔

یہی رسول اللہ، اصحاب رسول، ابن عباس، مسلم محدثین، مسلم فقہاء، مسلم مجتہدین سمجھتے ہیں اور پوری امت مسلمہ مانتی ہے کیونکہ جب حق تعالی شانہ حضرت عیسی کو مارنے والا ہے تو اعدائے عیسی سے جب اس نے اسے دشمنوں سے بچایا اور اسے توفی سے

Marfat.com

تعبیر کرنا حضرت عیسی کو زندہ بچانے کی دلیل ہے۔ان کی موت کی خبر نہیں کہ اللہ تعالی حضرت عیسی کے دشمنوں کے حامی ہوتے ،وہ بھی انہیں ہی کو خوش کرتے اور ان کے دشمنوں کو ان کی موت کی خبر دیتے۔ایسی تاویل اس لئے باطل ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی کو "متوفیک" فرما کر خوش خبری دی ان کے دشمنوں کی ناکامی کی خبر دی ہے جو ان کے بچانے اور اللہ تعالی کے خود اپنے قبضے میں لے لینے سے متحقق ہوئی۔

لہذا اہل اسلام کا اللہ تعالی کے صفات کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ ازلی اور ابدی ہیں۔وہ اس وقت بھی رازق تھا جب کوئی مرزوق نہ تھا اور وہ اس وقت بھی خالق تھا جب کوئی مخلوق نہ تھی۔وہ اس وقت بھی محیی تھا جب کوئی جان نہ تھی اور وہ اس وقت بھی ممیت تھا جب کوئی میت اور مردہ نہ تھا۔

ہم اہل علم کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالی کے متوفی ہونے کا یہ مفہوم سب کو یاد کرائیں کیونکہ قرآن نے اللہ تعالی کے متوفی ہونے کے وصف کو بیان کیا ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کی موت کے واقع ہونے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔لہذا جب قادیانی لفظ "توفی عیسی" پر زور دیں تو ہمیں اللہ تعالی کے متوفی ہونے کو بیان کرنا چاہئے جسے قادیانیت نے عملاً ترک کر دیا ہے حالانکہ قرآنی آیت میں اس مقام پر لفظ توفی بطور صفت رحمانی آیا ہے۔ہمارے اس پر زور دینے سے مسلم امت کے عقیدہ کا بھی بیان اور تحفظ ہوگا اور قادیانی دجل کا بھی خود بخود توڑ ہو جائیگا۔

اب ہم لفظ توفی کے معنی و مدلول کو بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

توفی کا معنی اور قادیانی طریقۂ واردات

یاد رہے کہ توفی (وفی) سے تفعل کے وزن پر عربی کلمہ ہے۔لغت میں دیگر کلمات کی طرح اسکا مادہ اشتقاق ہے۔اس کے دیگر مشتقات بھی ہیں۔(توفی) کا مادہ موت نہیں ہے۔جبکہ ''وفا'' کا معنی اتمام اور پورا کرنا ہے، مارنا نہیں ہے۔

لہذا توفی کا معنی پورا پورا وصول کرلینا، لے لینا اور قبضہ کرلینا ہے۔لہذا اتمام اور پوری وصولی کا ،وفا،توفی اوراس کے جملہ مشتقات میں ملحوظ رہنا ضروری ہے۔

عربی اور اردو میں لفظ وفات کا موت پر اطلاق اس لئے کیا جاتا ہے کہ میت یعنی مرنے والا اپنی زندگی کے جملہ ایام پورے وصول کرلیتا ہے۔لغت یا قرآن میں لفظ (وفی) پورا لینے کیلئے آتا ہے۔موت دینے یا موت کے آنے کیلئے نہیں ہے۔اسی طرح لفظ توفی پورے طور پر لینے کیلئے ہوتا ہے موت دینے کیلئے نہیں۔موت دینا ،موت آنا، مارنا اس کا معنی ہے ہی نہیں۔بعینہ اس طرح جیسے لفظ رحلت یا لفظ انتقال ایک جگہ سے دوسری جگہ کوچ کرنے کیلئے ہیں۔اب اگر کسی جگہ پر توفی یعنی قبضہ میں لینا کسی کی عمر کے اتمام پر ہو یا اجل مقررہ کے وقت پر ہے جسے قرآن نے حین الموت سے تعبیر کیا ہے تو یہ توفی اور قبضہ میں لینا موت دینے سے کنایہ ہے جیسے کہ اگر کسی کی نقل مکانی دنیا سے اور دار فانی سے آخرت اور دار باقی کی طرف ہے تو ایسی رحلت یا انتقال موت سے کنایہ ہے۔

یاد رکھئے کہ وفا کا معنی موت آنا نہیں ہے، نہ توفی کا معنی موت دینا ہے، نہ رحلت وانتقال کا معنی موت آنا ہی البتہ یہ کلمات۔توفی۔رحلت۔اور انتقال۔جب ایسے

Marfat.com

موقع پر ہوں کہ جس کی توفی ہوئی یا رحلت کی یا جس نے انتقال کیا اس کی عمر تمام ہو چکی ،اس کی اجل آچکی تو یہ اس قرینہ کی بنا پر موت سے کنایہ ہوگا ۔اس کنائی استعمال کو معنی لفظ کہنا سراسر جہالت ہے اور یہ قادیانی دجل اور خلط ہے جس سے غرض مسلم امت کے مسلمہ عقائد میں تشویش پیدا کرنا ہے ۔یہی قادیانی روش ہے جس کا مشاہدہ ہم نے لفظ خاتم کے مجازی استعمال میں بھی اس کے خاتم کے مجازاً افضل کے معنی میں استعمال کو حجت بنا کر قادیانیت نے عقیدۂ ختم نبوت میں تشویش پیدا کی ۔اسی طرح یہاں توفی کے کنائی استعمال کو معنیٔ لفظ قرار دیکر حیات عیسی کے عقیدۂ امت میں تشویش پیدا کی جارہی ہے۔

کتنے ہی ذی روح ہیں جن کی توفی ان کی اجل سے قبل اور موت کا وقت آنے سے پہلے ہوتی ہے ۔پھر وہ بحالت توفی میں زندہ ہوتے ہیں اور توفی کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں جیسے کہ سونے والے کروڑوں اربوں انسان ۔جن کی توفی اور ارواح کو قبضہ میں لینے کا عمل ہوتا ہے تو انہیں آرام ملتا ہے ورنہ توفی کے بغیر وہ بے چارے بے چین ہی رہیں ۔یہ توفی ان کی راحت کا ذریعہ ہے ۔موت کا نہیں ۔یہ توفی ان کی حیات میں ان کی نشاط میں ان کی حیویت میں قوت کا سبب ہے فنا کا نہیں۔

کتنے ہی ذی روح ہیں جن کے ساتھ توفی کے عمل کی قرآن نے بچی خبر دی ہے جہاں پر فاعل بھی خود باری تعالی ہیں مگر توفی کا عمل موت دینا نہیں بلکہ موت کی تو وہاں نفی ہوتی ہے ۔ہاں توفی ضرور ہوگی ۔ارشاد باری تعالی ہے:

اللہ یتوفی الأنفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها ۔کہ اللہ کی طرف توفی ہوتی ہے سونے والوں کی جو مرے نہیں ۔یہاں قرآن توفی کے اثبات اور موت

Marfat.com

کی نفی کی خود خبر دے رہا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

توفون اجورکم بغیر حساب۔تم پورا پورا قبض کروگے اپنے اجور کو بلا حساب۔
یہ توفی وہاں ہو رہی ہے جہاں موت کو موت آچکی ہوگی۔

توفون اجورکم یوم القامۃ۔تم اپنی اجور کو روز قیامت پورے پورے وصول کروگے۔

یہاں توفی ہے مگر موت یقیناً نہیں ہے۔تو ابدی اور دائمی حیات کے ساتھ توفی جمع ہو رہی ہے۔

لہذا یاد رہے کہ توفی ،انتقال ،رحلت، یہ سب اجل مقررہ اور وقت موت کے علاوہ کبھی بھی کسی کیلئے موت کی خبر ہیں، نہ پیش خیمہ، بلکہ قوت وحیات کی دلیل ہے۔
اسی طرح توفی قرینۂ وقت نیند کے علاوہ کبھی بھی اور کسی کیلئے بھی اس کی نیند کی خبر ہے نہ نیند کا پیش خیمہ ہے نہ غفلت سے عبارت ہے بلکہ ذی روح جب اپنے انعامات کو پورا پورا قبضہ میں لیتے ہیں اور وصول کر لیتے ہیں تو کامل طور پر ہوش وحواس اور نشاط میں ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی کا کسی ذی روح ،یا کسی بشر اور بنی آدم کی اجل یا وقت مقررہ سے قبل اس کی توفی کرنا ہرگز ہرگز موت سے عبارت نہیں ہوتا ،نہ ہوسکتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالی ہے: ہر ایک کیلئے اجل ہے،موت کا وقت مقرر ہے جس میں نہ تقدیم ہے نہ تاخیر ہے۔اللہ تعالی اس کے خلاف نہیں کرتا۔

حق تعالی شانہ کے نزدیک حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد ثانی کے بعد ان کی اجل ہے

Marfat.com

تو اس سے پہلے کس طرح ان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

لفظ ''توفی'' لفظ انتقال، لفظ رحلت اجل کے وقت قرینۂ موت کے ساتھ موت سے کنایہ ہو سکتے ہیں ۔اس کے علاوہ نہیں ۔اجل کے وقت کسی کو قبضہ میں لینا، ایسا قبضہ ہے جس میں اللہ تعالی روح کو روک لیتے ہیں اور اس وقت کا انتقال دار فانی سے دار باقی کی طرف منتقل ہوتا ہے ۔اور اس وقت کوچ کرنا دنیا سے آخرت کی طرف رحلت ہوتی ہے ۔لہذا اس موقع کی توفی ،انتقال اور رحلت موت سے کنایہ ہوتے ہیں۔

ویسے توفی ،انتقال یا رحلت کے الفاظ ،موت کے قرینے کے بغیر موت پر ہرگز دلالت نہیں کر سکتے ہیں ۔ان کی دلالت ان کے وضعی معانی پر ہوگی جو قبضہ میں لینے نقل مکانی کرنے ،اور کسی مکان سے کوچ کرنے کے ہیں ہاں اگر قرینۂ موت ہو تو ان کا موت کے معنی میں استعمال درست ہوگا۔

قادیانی دجل

کسی ذی روح کی اجل کے وقت ''توفی'' کسی ذی روح کا اجل کے وقت انتقال، کسی ذی روح کا اجل کے وقت اس دنیا سے رحلت کا موت سے عبارت ہونے کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ:

لفظ ''توفی'' کا معنی موت ہے۔

لفظ ''انتقال '' کا معنی موت ہے۔

لفظ ''رحلت'' کا معنی موت ہے۔

Marfat.com

بلکہ کتنے لاکھوں اور اربوں انسان روزانہ نقل مکانی کرتے ہیں، سفر اور رحلت کرتے ہیں۔ان پر انتقال اور رحلت واقع ہونے سے کسی بھی انسان کے ذہن میں ان کی موت کے وقوع کا خیال نہیں آتا۔اسی طرح روزانہ کتنے انسانوں پر توفی آتی ہے مگر موت کا تصور تک نہیں آتا۔پوری دنیا میں سونے والے، وہ گھروں میں سو رہے ہوں یا بازاروں اور گلیوں میں ان سب پر توفی واقع ہے مگر موت نہیں۔ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک مکان سے دوسرے مکان، ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ منتقل ہونے والوں کا انتقال ہو رہا ہے مگر ان کی موت کا تصور تک نہیں بلکہ ان کا انتقال اور رحلت تو ان کی حیات کی دلیل ہوتا ہے۔دنیا کے اربوں انسان روزانہ سفر کرتے ہیں اور ہر ایک رحلتِ سفر میں ہے مگر ان کے متعلق موت کا تصور تک نہیں آتا بلکہ یہ انسانی رحلت انسان کی حیات کی دلیل ہوتی ہے۔

بعینہ اسی طرح کسی بھی ذی روح کی اجل سے قبل توفی وہ بحالت نیند ہو تب بھی موت کا تصور نہیں۔یہ اس کی حیات کی علامت ہے اور اجل سے قبل اگر اس کی توفی اللہ کی طرف سے کسی عظیم انسان کا خاصہ بنکر وارد ہوئی ہو تو یہاں پر ہرگز اس کی موت کا تصور نہیں ہوگا بلکہ وہ تو اس کی حیات کی علامت ہے۔جیسے کہ توفیٔ عیسی علیہ السلام۔

سراسر قادیانی دھوکہ اور ناکام سعی

یہ سراسر قادیانیت کا دھوکہ ہے جس سے ان کی غرض اور نیت واضح ہے کہ لفظ ''توفی'' کے مفہوم کو خلط کر کے اسے اپنی طرف سے موت کا معنی دیکر اس بہانے سے

Marfat.com

حضرت عیسی علیہ السلام کی وقت سے پہلے موت ثابت کریں تا کہ ان کو اپنے مصنوعی نبی بروزی مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود ہونے کا خواب پورا ہو۔حالانکہ اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ حضرت عیسی علیہ السلام جو کہ بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔جن کی اجل ابھی واقع بھی نہیں ہوئی ،جنہیں اللہ تعالی نے رفع فرمایا ہے(ان کیلئے موت کو ثابت کرلیں پھر وہ کس طرح مرزا غلام احمد جو مرزا غلام مصطفیٰ اور محترمہ چراغ بی بی کے گھر اٹھارویں صدی میں پیدا ہوا۔اسے وہ مسیح بن مریم یا مسیح موعود بنا سکتے ہیں؟

لفظ توفی کے اندر خلط اپیدا کر کے آخر کس طرح مرزا دوسرے حقائق کو مسخ کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے اور حضرت عیسی علیہ السلام میں تو کوئی تشابہ بھی نہیں ہے۔

مرزا اپنے ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوا اور ان کے نام بھی معروف ہیں جبکہ حضرت عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے اپنی ماں مریم علیہا السلام کے گھر پر اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے۔

پیدا ہونے والا فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر نازل ہونے والا نہیں ہوسکتا۔

پہلی بار دنیا میں آ کر ہمیشہ کیلئے فنا ہونے والا اس دنیا میں آ کر مرفوع الی اللہ ہونے والا نہیں ہوسکتا۔

پہلی اور ایک ہی بار اس دنیا میں آنے والا موعود (جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہے)نہیں کہلا سکتا ہے۔

یہاں پر ہماری غرض اس امر کا بیان ہے کہ توفی کو دھوکہ دہی سے موت کے معنی میں اور مرزا غلام احمد کو دھوکہ دہی سے مسیح موعود بنانے کی سعی سراسر فریب اور دھوکہ اور

Marfat.com

صریح گمراہی ہے۔اہل اسلام کو اس سے آگاہ رہنا چاہئے اور دوسری انسانیت کی آگاہی بھی کرنی چاہئے۔

قرآن کا فیصلہ اور واضح اسلوب

توفی کا مدلول و معنی متعین کرنے کیلیے مندرجہ ذیل نقاط میں تامل ضروری ہے:

ا۔قرآن حکیم میں حیات کا مقابل موت واقع ہوا ہے توفی نہیں۔

۲۔محی کا مقابل ممیت ہے متوفی نہیں

۳۔حی کا مقابل میت ہے متوفی نہیں

۴۔چونکہ توفی اور متوفی کا مادۂ اشتقاق ''وفا'' ہے جس کے معنی ''پورا اور تمام وصول کرنا'' ہے موت دینا نہیں ہے۔نہ توفّی کا لغوی معنی اماتہ ہے اور نہ ہی متوفی کا معنی لغت میں ممیت ہے۔

۵۔قرآن حکیم میں توفی کے مقابلات کیا کیا واقع ہوتے ہیں؟ان کو یاد رکھنا

۶۔وہ آیات جن میں توفی (قبضہ میں لینا) عیسی علیہ السلام کا ذکر ہے

۷۔وہ آیت جس میں اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق متوفی (قبضہ میں لینے والا) یا بقول ابن عباس ممیت (موت دینے والا) وارد ہے وہ ان کے نزدیک کب واقع ہوگی؟اس کی انہی کی زبانی تصریح یاد رکھنا ضروری ہے۔

۸۔قرآن میں کہیں بھی یہ وارد نہیں ہوا اور نہ کوئی حدیث اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ'' اماتَ اللہ عیسی ''اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام پر موت واقع فرمادی ہے۔

Marfat.com

۹۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین ومحدثین، علماء اسلام (سلف وخلف) امت مسلمہ کے ہاں حضرت عیسی علیہ السلام کے باب میں اللہ تعالی کے متوفی ہونے اور عیسی علیہ السلام کی توفی سے جو مراد ہے وہ متعین ہے۔

۱۰۔ قادیانی طریقۂ واردات اور اس کے اہداف پر مطلع ہونا

۱۱۔ ابطال باطل کا اسلوب جاننا

ا۔ قرآن حکیم اور موت وحیات اوران کے مشتقات میں مقابلہ

ا۔ سورہ ملک میں ارشاد باری تعالی ہے:

وهو الذى خلق الموت والحياة ليبلوكم ايكم احسن عملا۔ الملك۔ ۳

اللہ تعالی ہی وہ ذات ہے جس نے موت وحیات کو پیدا فرمایا۔

یہاں ''موت'' اور ''حیات'' کا ذکر ہے۔ ''وفات'' اور حیات کا نہیں ہے۔ اگر لغت قرآن اور لغت عرب میں وفات کے معنی ''موت'' کے ہوتے تو دونوں کا ایک ہی وزن ہونے کے بناپر موت کے بجائے وفات کا لفظ لایا جاتا۔

۲۔ سورۂ نجم میں ارشاد باری تعالی ہے:

وأنه هو امات وأحيى۔ نجم ٤٤

یقیناً وہی ہے جس نے مارا اور زندہ کیا۔

یہاں یہ نہیں فرمایا کہ (وفّی) جس نے ''وفات'' دی اور (اَحیٰ) ''حیات'' دی۔

Marfat.com

۳۔ ارشاد باری تعالی ہے:

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی

وہ زندہ کو مردہ میں سے اور مردہ کو زندہ میں سے پیدا فرماتا ہے۔

یہاں پر ''حی'' زندہ اور ''میت'' مردہ ایک دوسرے کے مقابلے میں واقع ہوئے ہیں۔ حی اور متوفی نہیں۔

۴۔ احیاء اور اموات کافی مقامات پر ایک دوسرے کے مقابلے میں واقع ہوئے ہیں۔

۵۔ لغت عربی اور قرآن کریم میں ''احیاء'' کے مقابلے میں ''توفی'' کسی بھی جگہ قرآن میں وارد نہیں ہے۔

۶۔ قرآنی استعمال میں محی کا مقابل ممیت ہے، کہیں بھی متوفی نہیں۔

متوفیک کا خطاب

قرآن حکیم میں اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام کو ''متوفیک'' کے صیغہ سے خطاب کرنا۔ کس موقف پر ہے؟ کیا انہیں موت کی خبر دینے کیلئے یا حیات کی خوش خبری کے موقع پر یہ امر معروف ہے کہ یہ خطاب حضرت عیسی علیہ السلام کے اطمینان اور تسلی کیلئے وارد ہوا ہے۔ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنی نصرت اور مدد کی یقین دہانی اس حال میں کرائی جب دشمن ان کا محاصر کر چکے تھے اور وہ انہیں قتل کرنا چاہ رہے تھے۔ انہیں تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ دشمن تمہارا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور اپنے ارادہ میں ناکام ہو جائیں گے۔ ہم آپ کو اپنے قبضہ میں لینے والے ہیں۔ اس

Marfat.com

خطاب کے موقع پر یہود کا ارادہ آپ کو قتل کرنے کا اور حق تعالی شانہ کی مشیت آپ کو ان کے مکروہ ارادے سے بچانے کی تھی جس کی خبر متوفیک کے خطاب میں دی گئی۔ اگر یہاں توفی کا معنی اس وقت پر موت دینے کا لیا جائے تو اللہ تعالی کی طرف سے اس خطاب میں یہود کی عزائم کی تائید ہوتی ہے کیونکہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے۔ جبکہ اللہ کی مشیت ان کی توفی سے حضرت عیسی علیہ السلام کو موت سے بچانا اور انہیں حیات بخشنا ہے۔ یہی تو حضرت عیسی علیہ السلام کا خاصہ ہے اور ان پر نعمت خداوندی ہے اور اس احسان کو اللہ تعالی قیامت کے دن بھی جتلائیں گے۔

حضرت ابن عباس سے جو متوفیک کو موت دینے والے کے معنی میں لیا گیا ہے، وہ توفی اس وقت نہیں بلکہ ان کی اجل آنے پر واقع ہونے والی ہے۔ یہ بھی تو یہود کی اس وقت کی حضرت عیسی علیہ السلام کو مارنے میں ناکامی کی خبر اور اس وقت ان کی حیات کی خوش خبری ہے کہ حق تعالی شانہ نے انہیں مکمل طور پر روح وجسم سمیت اپنے قبضہ میں لینا اور ان کی اجل آنے پر خود حق تعالی شانہ انہیں موت دینے والا ہے

۔

اس متوفیک سے حضرت عیسی علیہ السلام کی اس زمانے میں موت واقع ہونے پر استدلال بالکل باطل اور اللہ تعالی کے وصف متوفی کے ذکر کے خلاف ہے۔ نیز خطاب کے موقع ومحل کے بھی سراسر خلاف ہے اور اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کے بھی خلاف ہے۔ یہ اللہ کے مکر کے غلبہ وخیریت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس وقت خود قرآن کریم قتل وصلب (یعنی موت) کی نفی کر رہا ہے اور (بل) کہہ کر ان کے رفع کا

Marfat.com

اثبات کررہا ہے۔لہذا اس وقت (متوفی) کو (ممیت) مارنے والا کہنا۔نفی قرآنی برائے قتل وصلب اور رفع قرآنی ہر دو کے صریحاً خلاف ہے۔پھر متوفیک کو اس وقت ممیتک کا قول کرنا احادیث احادیث متواترہ کی اخبار اور مسلم امت کے متواتر عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔ان تمام امور کو ملحوظ خاطر رکھنا توفی کے شرعی، اسلامی مفہوم ومدلول کو آسان کرے گا اور قادیانی باطل مفہوم کا باسانی ابطال بھی ہوگا اور ان کے دجل کی حقیقت ہر خاص وعام پر واضح ہوجائے گی۔

قرآنی مقامات

بیسیوں قرآنی آیات میں حیات وموت زندہ رہنا اور مرنا مقابل ہیں

بندوں کیلئے حی ومیّت زندہ اور مردہ مقابل ہیں

اللہ کیلئے وصف	احیاء وامانۃ	زندہ کرنا اور مارنا وارد ہے
اللہ کیلئے وصف	یحی ویمیت	زندہ کرنا اور مارنا وارد ہے
اللہ کیلئے وصف	محیی وممیت	زندہ کرنے والا اور مارنے والا وارد ہے

چونکہ مقابل دوسرے کا مباین اور اس کے ساتھ جمع نہ ہونے والا ہوتا ہے لہذا قرآن یا لغت عرب میں موت کا مقابل وفاۃ نہیں اور محیی کا مقابل متوفی نہیں آیا بلکہ

احیاء کا مقابل توفی نہیں

یحیی کا مقابل یتوفی نہیں

Marfat.com

حی کا مقابل متوفی نہیں

محیی کا مقابل متوفي نہیں

یہ الفاظ باہم مقابلات نہیں ہوتے نہ لغت میں ،نہ قرآن میں بطور مقابلات وارد ہوئے ہیں۔

توفی اور لغت

''توفی'' کا مادہ ''وفی'' ہے جس کا معنی ''پورا کرلینا ،اتمام اور اکمال ہے ۔توفی شخص یا کسی امر کی توفی اسے پورا پورا لے لینا ، بتمامہ قبضہ کر لینا اور پورا وصول کر لینا ہے۔

''وفی'' مرنا نہیں ہے اور نہ ہی توفی مارنا ہے۔

وفا قرض ،وفا قیمت ،وفا عہد ،قرض کو مارنا ، قیمت کو مارنا اور وعدہ کو مارنا نہیں بلکہ ان تمام امور کو پورا کرنا اور ان کا احیاء وابقاء ہے ان کا افناء اور اہلاک نہیں ہوتا۔

توفی ۔متوفی ۔متوفی کے مدلولات

''توفی'' کا کلمہ ''وفی'' سے تفعل کے وزن پر مصدر ہے ۔جس کا معنی پورا پورا وصول کرنا ، بتمامہ قبضہ میں لے لینا ہے۔

''متوفی'' ۔توفی سے اسم فاعل ہے اور وصف ہے اس کا جو توفی کرے۔ یہ پورا پورا لینے والا بتمامہ کسی شی کو قبضہ میں لینے والا ہوتا ہے

''متوفی'' توفی سے اسم مفعول ہے اور وصف ہے اس کا جس کی توفی ہو ۔لہذا متوفی مقبوض کو کہا جاتا ہے ۔وہ شخص ہو یا چیز ہو جس پر مُتوفی کا فعل توفی واقع ہو یا قابض کا

Marfat.com

قبضہ ہو۔ یہاں پر مرنے مرانے کا نہ تصور ہے نہ یہ مرنے مرانے کیلئے وضع ہوا ہے نہ مرنے مرانے کے معنی میں اس کا استعمال ہے۔

قرآن حکیم اور متوفیک

قرآن حکیم عربی زبان میں نازل ہوا۔قرآن کریم کو شریعت کی طرح زبان کے ضوابط کے اندر بھی مرجعیت حاصل ہے۔اسمیں قواعد وضوابط کے خلاف کی سعی یقیناً قرآن کی بلاغت کے خلاف کوئی عجمی سازش سے کم نہیں ہے۔لہذا لفظ ''متوفیک'' اور لفظ ''توفی'' میں قادیانی سازش کو بے نقاب کرنے کیلئے ضروری ہے کہ :

اولا: ہم قرآن میں ''توفی'' کے مختلف مواقع ورود میں تامل کریں۔

ثانیا: وفی کے مشتقات جیسے کہ توفی، متوفی، متوفَی جو قرآن میں استعمال ہوئے یا لغت میں ان کا استعمال موجود ہے ان میں تامل کریں۔

ثالثا: ''توفی'' فعل کا فاعل اللہ تعالی ہے

رابعا: کہاں کہاں ''توفی'' کی نسبت غیر اللہ کی طرف بھی کی گئی ہے

ان امور میں تامل کرنے سے ''وفی'' کے مشتقات سمیت ''توفی'' کا معنی ومفہوم اور مراد متعین ہوگی اور ہم قرآن فہمی کی برکات سے بھی بہرہ مند ہوں گے اور قادیانی تحریف پر بھی مطلع ہوں گے۔

Marfat.com

لفظ ''توفی'' اور قرآن کریم میں اس کے موارد و مواقع

پہلا موقع

لفظ توفی قرآن حکیم میں سورۂ مائدہ میں حق تعالی شانہ کا فرمان ہے، جب حضرت عیسی علیہ السلام سے حق تعالی شانہ یہ سوال کریں گے کہ کیا تم نے لوگوں کو اللہ کے علاوہ اپنی الوہیت کی دعوت دی تھی؟ تو وہ جواب میں فرمائیں گے کہ:

وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شیء شهید۔المائده ۔۱۱۷۔

اے اللہ! میں جب تک ان کے درمیان موجود تھا میں ان پر گواہ ہوں ۔سو جب آپ نے میری توفی فرمائی تو آپ ہی ان پر نگران تھے اور آپ ہر چیز پر شاہد ہیں۔

اس آیت میں حضرت عیسی علیہ السلام کا'' قوم میں موجود ہونا'' قرآنی زبان میں ما دمت فیہم کا مقابل اللہ تعالی کا ان کی توفی فرمانا ہے ۔یعنی قرآنی زبان میں فلما توفیتنی (جب تو نے میری توفی فرمادی) آیا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ کسی کا کسی جگہ موجود ہونا ،اس کا مقابل اس کا وہاں عدم موجود ہونا ہے،اس کا مرنا یا مارنا نہیں ہے ۔کوئی شخص اگر کسی جگہ موجود نہیں ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مر گیا ہے یا مارا گیا ہے۔دنیا میں ایک انسان ایک ہی جگہ موجود ہوتا ہے ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہوتا ہے۔ چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں تو توفی عیسی علیہ السلام کا حقیقی معنی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالی نے انہیں قوم کے درمیان سے بتمامہ لے لیا۔کہاں پہنچایا؟ کہاں رکھا؟ وہ کہاں ہیں؟۔ یہاں یہ امور

Marfat.com

قابل بحث نہیں ہیں۔

شاہد صرف یہ ہے کہ وہ قوم کے درمیان غیر موجود تھے۔ یہی ان کی توفی ہے۔ اس توفیتنی سے ان کا قوم میں غیر موجود تو ضرور مراد ہے مگر مرنا یا مرانا کسی طرح بھی مراد نہیں۔

اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہاں لفظ ''توفی'' کیوں فرمایا؟

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ:

اولا: اس لئے کہ قوم کے درمیان سے اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام کو بتمامہ اپنے قبضہ میں لے لینا ہی توفی عیسی علیہ السلام ہی۔۔ یہاں سے ان کا عدم وجود ان کی توفی کیوجہ سے ہوا۔

ثانیا: توفی کے لفظ میں عیسی علیہ السلام کو قوم سے بذریعہ قبضہ الٰہی میں لیکر ان کو موت سے بچانے کا بیان ہے اور ان کی حیات کو بیان کرنا مقصود ہے۔ یعنی ان کی توفی فرما کر انہیں قوم کے نرغے سے نکال کر بچالیا۔ جو ان حالات میں بغیر اللہ تعالی کے حضرت عیسی کو بتمامہ اپنے قبضہ میں لینے کے ممکن ہی نہ تھا۔

وقت توفی کا تقاضا کیا ہے؟

جس توفی کا حضرت عیسی علیہ السلام روز قیامت ذکر کریں گے وہ ان کی اس حالت میں توفی ہے جب ان کے دشمن ان کی جان کے در پے تھے، وہ انہیں قتل کرنا اور انہیں سولی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ وہ ان کے موت کے خواہاں تھے۔ ایسے حالات کے اندر اللہ تعالی نے ان کی توفی فرما کر ان کی حیات کی ضمانت بخشی۔ یعنی یہ اللہ تعالی کی

Marfat.com

ان پر نعمت اور مخلوق میں ان کا خاصہ ہے کہ ان کی توفی فرما کر انہیں موت سے بچایا جو ان کے دشمنوں کی مراد تھی۔

دشمن حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے اور اگر اللہ تعالی بھی وہی کریں جو ان کے دشمنوں کی مراد ہو تو یہ نہ تو نعمت شمار ہوتی ہے اور نہ خصوصیت۔ جبکہ قرآن اس توفی کو ان کے نجات کا ذریعہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالی نے انہیں یہود کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا کر ان کی حفاظت فرمائی۔ یہ توفی حضرت عیسی علیہ السلام کی حفاظت کی کفیل بنی۔ اس طرح عیسی علیہ السلام کی توفی کا مفہوم واضح ہوگیا بلکہ اللہ تعالی نے تو ان کا رفع فرمادیا۔ قرآن کہتا ہے: بل رفعہ اللہ الیہ۔

دوسرا موقع

قرآن حکیم میں سورۂ زمر میں حق تعالی شانہ، اللہ تعالی کی توفی برائے ارواح بنی آدم کا یوں ذکر فرماتے ہیں:

الله يتوفى الأنفس حين موتها...الخ

اللہ تعالی ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت (یہ موت کے وقت توفی ارواح ہے) اور جو ابھی نہیں مریں ان کو ان کی نیند میں قبض کرتا ہے (یہ نیند میں ارواح کی توفی ہے)

اس ایک ہی آیت میں توفی کی دو صورتیں بیان ہوئی ہیں۔

ا۔ اللہ تعالی کا ارواح کا توفی کرنا۔ (قبضہ میں لے لینا) پھر انہیں روک لینا۔ اس توفی کا زمانہ اصحاب ارواح کی اجل کا وقت ہے۔ لہذا یہ موت دینے سے کنایہ ہے یا اس

Marfat.com

توفی کو موت لازم ہوتی ہے۔

۲۔اللہ تعالی کا ارواح بنی آدم کی توفی کرنا (قبضہ میں لے لینا) پھر انہیں چھوڑ دینا۔ اس توفی کا زمانہ اصحاب ارواح کی نیند کا وقت ہے۔لہذا اس توفی کو نیند ج لازم ہوتی ہے۔موت لازم نہیں ہوتی ۔

یہ بھی یادر ہے کہ توفی کی ہر دو مذکورہ حالتوں میں توفی اللہ کا فعل ہے۔اور متوفی انسانی ارواح ہیں۔یعنی قابض اللہ تعالی اور مقبوض ارواح بنی آدم ہیں۔اور یہ بھی یاد رہے کہ ارواح تو مرتی ہی نہیں البتہ ان کے موت کے وقت ان کی توفی (قبضہ میں لے لینے) کے بعد ان ارواح کا روک لینا ہے جو اصحاب ارواح کی موت ہے۔اور نیند میں توفئ ارواح (قبضہ میں لے لینے) کے بعد انہیں چھوڑ نا ہے ، یہ اصحاب ارواح کو نیند دینا ہے، مارنا نہیں ہے۔

گویا عمر پوری ہو جانے ، اجل کے آجانے پر جو توفی ہے، وہ اور ہے اور جب عمر باقی ہو، اجل کا وقت نہ آیا ہو، یا بندہ نیند میں ہو تو اس توفی کے دوسرے معنی مراد لئے جاتے ہیں۔

پہلی صورت میں توفی یا قبض ارواح اصحاب ارواح کا اماتہ یعنی مارنا ہے۔موت دینا ہے، قابض یا متوفی اللہ تعالی ہے جو ارواح کو روک لیتا ہے اور اصحاب ارواح کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

دوسری صورت میں توفی یا قبض ارواح، اصحاب ارواح کا انامہ یعنی ان کا سلانا یا نیند دینا ہے۔ ہر دو جگہ توفی موت دینا نہیں ہے۔قابض یا متوفی اللہ تعالی ہے جو ارواح کو چھوڑ دیتا ہے اور موت واقع نہیں ہوتی ہے۔

Marfat.com

خلاصہ کلام

اللہ تعالی ایک صورت میں قبض وتوفی کے بعد ارواح کو روک لیتا ہے تو موت واقع ہوگئی۔ قضی علیہ الموت۔ کا یہی معنی ہے۔
دوسری صورت میں ارواح کو چھوڑ دیتا ہے تو موت واقع نہیں ہوتی۔ (لم تمت) کا یہی معنی ہے۔

قرآنی توفی کی صورتیں

☆ توفی اللہ تعالی کا فعل ہو۔ وہ متوفی ہو اور متوفی انسان ہو۔ وقت توفی اجل ہو تو متوفی، ممیت (موت دینے والا) اور متوفی (میت) ہوگا۔ موت دینا اللہ ہی کا کام ہے۔

☆ توفی اللہ کا فعل ہو۔ وہ متوفی اور متوفی انسان ہو۔ وقت توفی نیند ہو اجل نہ ہو، تو متوفی نیند دینے والا ہوگا۔ اور متوفی (سونے والا انسان) مردہ نہیں۔ گویا مارنا اور نیند دینا۔ ہر دو توفیاں صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کا کام ہے۔۔

☆ توفی اللہ تعالی کا فعل ہو وہی متوفی ہوا اور متوفی حضرت عیسی علیہ السلام۔ اجل کا وقت نہیں آیا۔ وہ دشمنوں کے نرغے میں آگئے۔ تو یہ توفی عیسی علیہ السلام کا بحفاظت اللہ کے قبضہ میں آجانا ہے، ان کی موت ہرگز نہیں ہے۔ اور یہ انہی کا خاصہ ہے تمام مخلوقات میں سے۔

☆ توفی اللہ تعالی کا فعل ہو۔ وہی متوفی ہوا۔ متوفی عیسی علیہ السلام ہوں۔ (وقوع توفی کا وقت ان کے نزول کے بعد ہو۔ جو واقع ہوگا، اور ابھی تک اس کا

Marfat.com

وقوع نہیں ہوا۔ وہ ان کا عمر کے ماہ وسال گذارنے کے بعد اجل کا وقت ہوگا۔ تو یہ توفی موت کے معنی میں ہوگا۔ مگر دشمنوں کے نرغے سے جب ان کی حفاظت کی گئی اور وہ ان کا وقت اجل نہ تھا تو اس توفی کا معنی ہرگز موت نہیں لیا جاسکتا ہے۔ یہی قرآن وسنت کی تعلیمات اور یہی ابن عباس کی تفسیر کا معنی ہے۔

☆ توفی قبضہ میں لے لینا۔ متوفی غیر اللہ ہو، متوفی جب اجر وثواب ہو تو مقبوض میں نیند یا موت کا تصور ہی نہیں ہوگا۔

یہ قرآنی توفی کی مختلف وجوہ ہیں اور اس کے معنی پورا پورا لے لینا، قبضہ میں لے لینا ہیں۔ مگر توفی موت کا عین نہیں ہے اور نہ ہی وہ عین نیند ہے۔ اس کا اپنا مفہوم ومدلول ہے جو موت کے ساتھ اجل کے وقت جمع ہوسکتی ہے اور نیند کے ساتھ نوم کے وقت جمع ہوسکتی ہے اور خالص اپنے معنی قبضہ تام میں ہوگی۔ اگر موت یا نیند کا قرینہ نہ ہوگا۔

توفی کے معنی میں خلط وتشویش

اب توفی کے معنی واضح ہوجانے کے بعد ہم اس طرف اشارہ کررہے ہیں کہ اگر کوئی شخص توفی کے اصل معنی کو چھوڑ کر اس سے موت کا معنی ہی مراد لینے پر اصرار کرے یا اسے نیند ہی کے ساتھ خاص کرے تو اس کے ماوراء اس کے کچھ اہداف ضرور ہوں گے۔ کیونکہ اولا یہ بات لغت اور شریعت کے بھی مخالف ہے، جو حق کو باطل کے ساتھ خلط کرنے کی کوشش ہوگی اور امت کے اندر انتشار کا باعث ہوگی۔

توفی کے تمام مشتقات میں اس کے اصلی معنی ''قبضہ میں لینا'' ضرور موجود ہوں گے

Marfat.com

،چاہے وہ قبضہ ارواح اجل کے وقت ہو یا قبضۂ ارواح نیند کے وقت ہو، چاہے وہ اجل سے پہلے دشمنوں کے نرغے کے وقت حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنے قبضہ میں لینا ہو، یا حضرت عیسی علیہ السلام کو اجل کے وقت ان کی عمر مکمل ہونے کے وقت پھر قبضہ میں لینا ہو، یا پھر آخرت میں اجر وثواب کو بتمامہ قبض کرنا ہو۔ قرآن نے ان حقائق کو خوب صراحت سے بیان کیا ہے۔

توفی میں قادیانی خلط سے ان کے اہداف

توفی کے بارے مذکور تمام قرآنی صراحتوں کو چھوڑ کر قادیانیت کا توفی کو حضرت عیسی علیہ السلام کی موت کے ساتھ خاص کرنا، لغت وشرع کے خلاف امر ہے اور قادیانیت کا یہ طریقہ معروف ہے کہ وہ کسی لفظ کے اصلی معنی سے فرار اختیار کر کے لفظ کے اس معنی کو اختیار کرتے ہیں جو قرآن میں مختلف وجوہ کے بنا پر بطور کنایہ یا استعارہ کے استعمال ہوئی ہیں، اس معنی کو اختیار کر کے اپنے مزعومہ ہدف کو سامنے رکھتے ہوئے اس معنی کو وہاں استعمال کر کے اپنے ہدف کو حاصل کرنے کی ناکام سعی کرتے ہیں۔ امت کے ساتھ یہ ان کا دجل ہے، اس کے ذریعے وہ امت کے عقائد کو مسخ اور انہیں ان عقائد کے بارے میں تشویش میں ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

اس کی مثال اس طرح سمجھی جاسکتی ہے کہ لفظ ''خاتم'' اس کے اصلی معنی ''آخری'' کے ہیں۔ مگر خاتم المحدثین یہ کسی غیر علام الغیوب کا کلام مجازی معنی میں استعمال ہوگا۔ ورنہ یہ کذب ہوگا۔ تو اس کو افضل پر محمول کرتے ہیں۔

اب قادیانی اس مجازی معنی افضلیت کو جو کہ غیر علام الغیوب کی وجہ سے لیا گیا، قادیانی

Marfat.com

اسے علام الغیوب جو کہ اللہ تعالی ہیں، اس کے کلام کو بھی اسی معنی پر محمول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی علام الغیوب نے جب آپ کو خاتم النبیین کہا تو اس سے بھی ان کی مراد آپ کی افضلیت تھی۔

یہ قادیانیت کا طریقۂ واردات اور ان کا دجل ہے کہ کسی بات کو کہاں جوڑ کر کون سے اہداف کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے امت میں تشویش ڈالتے ہیں۔

بعینہ اسی طرح لفظ ''توفی'' کے ساتھ ان کا یہی معاملہ ہے۔ لفظ توفی جو حقیقی معنی میں بتمامہ قبضہ میں لینا ہے اور اجل کے وقت روح کو قبضہ میں لیتے وقت موت سے کنایہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نہیں ہے مگر قادیانیت بغیر کسی قرینے کے توفی کا معنی موت لیتے ہیں۔ پھر نیند دینے کو بھی وہ موت دینا ہی قرار دیتے ہیں۔ اس طرح قادیانیت نے توفی کا اصل معنی بالکل ترک کر کے حضرت عیسی علیہ السلام کو ان کی اجل آنے سے قبل موت دینے کا فیصلہ کر لیا۔

اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ توفی قادیانی تو ہوسکتی ہے مگر لغوی اور قرآنی توفی ہرگز نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ اس کے معنی اس سے مختلف اور بالکل واضح ہیں جن کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے کہ لغوی اور قرآنی توفی یہ ہے کہ متوفی کو ''پورا پورا قبضہ میں لے لینا''۔ اگر یہ توفی اجل کے مقررہ وقت پر ہے تو موت دینے سے کنایہ ہے اور اگر نیند کے وقت ہے تو نیند دینے سے کنایہ ہے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو وہ کسی چیز کو حسی طور پر قبضہ میں لے لینا ہی ہے، اسے مارنا یا موت دینا نہیں ہے۔ جیسے کہ توفی اجور میں۔ جہاں موت یا نیند دینے کا تصور بھی نہیں ہے۔ یا تو توفی عیسی

Marfat.com

کہ وہ اجل سے پہلے ہے۔

لغت اور قرآنی استعمال کے اعتبار سے متعلقات توفی

۱۔ ''توفی'' کا فعل ہونا اور وقتِ موت کا اس کیلئے ظرف ہونا۔

یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ توفی اور موت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

۲۔ ''توفی'' کا فعل ہونا ،اور وقت موت کا ظرف ہونا۔

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ توفی عین اماتہ (موت دینا) نہیں بلکہ دو مغایر امر ہیں۔ پھر ہر متوفی ہر موقع پر ممیت (موت دینے والا) نہیں ہوتا صرف اجل کے وقت ہوگا ۔

۳۔ توفی کا فعل ہونا اور منام (وقت نوم) کا اس کیلئے ظرف ہونا۔

اس امر کی دلیل ہے کہ توفی عین انامہ (نیند دینا) نہیں۔

۴۔ توفی کا فعل ہونا اور منام کا ظرف فعل ہونا۔

اس امر کی دلیل ہے کہ توفی اور انامہ دو مغایر چیزیں ہیں۔

پھر ہر متوفی (توفی دینے والا) ہر جگہ منیم (نیند دینے والا) نہیں ہوتا صرف منام کے وقت ہوگا۔

۵۔ توفی اور متوفی کے مادہ اشتقاق (وفی) کا تقاضا ہے کہ ہر جگہ توفی میں پورا پورا لینا، قبضہ میں لینا کے معنی ضرور ہوں۔ جبکہ توفی میں اماتہ اور انامہ ہر جگہ پایا جانا ضروری نہیں۔ اسی طرح متوفی کا ہر جگہ ممیت یا منیم ہونا بھی ضروری نہیں۔

۶۔ فعل توفی سے اسم فاعل متوفی (پورا پورا لینے والا یا قابض) ہے جو اللہ تعالی کی

Marfat.com

صفت ہے اور متوفی لغوی معنی میں غیر اللہ بھی ہوسکتا ہے۔ مگر ممیت یا منیم صرف اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے، غیر اللہ ہرگز ممیت یا منیم نہیں ہوسکتا۔

۷۔ فعل توفی سے اسم مفعول متوفی (پورا پورا وصول کیا ہوا یا مقبوض) ہے

وہ کبھی ذی روح ہوتا ہے اور کبھی غیر ذی روح۔ جس پر موت کے وقوع کا تصور بھی نہیں ہوتا۔ پھر ذی روح کبھی میت ہوتا ہے جبکہ وقت اجل ہو اور کبھی وہ ذی روح نیند کی حالت میں ہوتا ہے جبکہ وقت اجل نہ ہو بلکہ نیند ہو۔ اور کبھی نہ میت اور نہ نائم ہو۔ جیسا کہ تمام مخلوقات میں سے صرف یہ حضرت عیسی علیہ السلام کا خاصہ ہے کہ ان کی توفی کی گئی ہے۔ اور انہیں ان کے جسم اور روح کے ساتھ اٹھا لیا گیا ہے۔

۸۔ لفظ۔ توفی۔ اماتہ۔ انامہ۔ عربی کلمات ہیں۔

تینوں کے مشتقات اور مدلولات ایک دوسرے سے مغایر ہیں اور اسی اعتبار سے ہر ایک کا الگ معنی اور مفہوم ہے۔

توفی کا اسدق (وفی) سے ہے۔ توفی تو توفی ہی ہے، موت دینا یا انامہ، نیند دینا نہیں ہے۔

اماتہ کا اشتقاق موت سے ہے۔ اماتہ، موت دینا ہی ہے نیند دینا نہیں ہے۔

انامۃ کا اشتقاق نوم ہے۔ انامۃ نیند دینا ہی ہے موت دینا نہیں ہے۔

اس تفصیل کے ساتھ یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جب:

توفی پورا پورا قبضہ میں لے لینا ہے

Marfat.com

اماتہ موت دینا ہے

انامۃ نیند دینا ہے

تو توفی اور اماتہ نہ مرادف ہیں نہ مشترک ہیں۔

توفی اور تنویم نہ مرادف ہیں نہ مشترک ہیں

۹۔توفی بتمامہ قبضہ میں لے لینا اور بتمامہ وصول کر لینا ہے

مگر جب اجل کے وقت ہو تو اس کے بعد موت ہی ہوتی ہے۔لہذا موت کے قرینہ کے ساتھ ''موت'' سے کنایہ ہے۔

توفی بتمامہ وصول کرنا، قبضہ میں لینا ہی ہے مگر جب نیند کا قرینہ ہو تو وہ نیند دینا سے کنایہ ہوتا ہے۔

کلمہء توفی موت اور نیند کے قرینے کے بغیر ہرگز ہرگز نہ موت کیلئے استعمال ہوتا ہے اور نہ نیند کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ بلکہ صرف اور صرف اپنے اصلی معنیٰ'' تمامہ قبضہ میں لینا'' اور'' وصول کرنے'' کے معنیٰ میں ہوگا۔

۱۰۔توفی کو عین موت یا عین اماتہ (موت دینا) قرار دینا۔ یا انامۃ (نیند دینا) قرار دینا پھر نیند کو موت بنانا۔ یہ لغت سے انحراف اور قرآنی استعمال میں قادیانی تحریف ہے۔

توفی اور قادیانی تحریف وتشویش اور اس کا ازالہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا زعم یہ ہے کہ توفی موت دینے کے مرادف ہے۔لہذا آیت قرآنی'' اللہ یتوفی الانفس حین موتھا '' کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو

Marfat.com

ان کے موت کے وقت مارتا ہے اور نیند کے وقت بھی۔ چونکہ نیند بھی موت ہی کی ایک قسم ہے تو اس پر بھی توفی کا اطلاق کیا گیا ہے۔

لہذا جب اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ''متوفیک'' کا صیغہ استعمال کیا ہے تو اس کے لازمی معنی ''ممیت'' کے ہیں اور حضرت ابن عباس نے بھی اس کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ اور پھر حضرت عیسی علیہ السلام کا قیامت کے دن یہ قول ''فلما توفیتنی'' کا مطلب بھی یہی ہے کہ ''جب آپ نے مجھے موت دی تو تو ہی قوم کا نگران تھا''۔ جیسے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ میں وہی کہوں گا جیسا کہ عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ: فلما توفیتنی...تو جیسے حضور کی توفی موت دینے کے معنی میں ہے تو حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی بھی انہیں موت دینے ہی کی خبر ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی یعنی ان کی موت واقع ہوگئی ہے ۔ اور جب ان کی موت واقع ہوگئی ہے تو اب وہ دوبارہ کیسے آئیں گے؟

حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں یہ مرزائی موقف ہے جس کے اندر وہ صراحت سے حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات کا بھی انکار کرتے ہیں اور ان کے نزول کے بھی منکر ہیں۔

اس قادیانی شبہ کا ازالہ

ہم اس مرزائی شبہ کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ:

عربی کے تین الفاظ ہیں۔ توفی، اماتہ اور انامۃ۔

یہ تینوں مختلف الفاظ ہیں اور ان تینوں کے الگ الگ معانی لغت کے اندر موجود ہیں

Marfat.com

جیسا کہ اوپر ہم نے تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔

''توفی'' کے معنی پورا پورا قبضہ میں لے لینا اور بتمامہ وصول کر لینا ہے۔

اس کے معنی نہ اماتہ (موت دینا) ہے اور نہ انامۃ (نیند دینا) ہے۔

نہ ان تینوں میں کوئی ترادف ہی کہ دو مختلف لفظ ایک ہی معنی کیلئے استعمال ہوتے ہوں اور نہ ہی کوئی اشتراک ہے کہ دو مختلف لفظوں کیلئے ایک ہی معنی وضع کیا گیا ہو۔

بلکہ یہاں ہر لفظ کا اپنا الگ معنی ہے اور ہر ایک کا دوسرے کے معنی میں کوئی استعمال نہیں ہے۔

لغت میں توفی صرف اپنے معنی میں آتا ہے۔یعنی بتمامہ قبضہ میں لے لینا۔بتمامہ وصول کر لینا

کسی کو موت دینے کے معنی کیلئے لفظ اماتہ ہے۔

کسی کو حیات دینے کے معنی کیلئے لفظ احیاء ہے۔

کنائی استعمال لفظ کا معنی نہیں ہوتا

اگر لفظ کو کسی وجہ اور قرینہ سے کسی دوسرے معنی میں استعمال کیا جائے تو وہ معنی اس لفظ کا حقیقی معنی ہرگز نہیں بنتا ہے۔

یہاں قادیانی تحریف یہ ہے کہ توفی کا کنائی معنی موت کو اس کا اصلی معنی قرار دیتے ہیں۔حالانکہ توفی وفا سے ہے۔جس کا اپنا معنی ہے اور وہ یہ کہ پورا پورا لینا اور قبضہ میں لینا ہے۔

توفی موت سے مشتق نہیں ہے کہ وہ اماتہ (مارنے) کے معنی میں بھی آئے بلکہ وہ

Marfat.com

وفا اور اجور لینے سے ہے۔ اور اس کا معنی بتمامہ لینا ہے۔ کسی لفظ کے معنی سے دیگر کی طرف بلا دلیل تجاوز لغت اور شرعا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی دلیل ہو تو گنجائش ہے جیسے کہ اللہ تعالی کا کسی انسان کی روح اسکی اجل کے وقت قبضہ میں لے لینا پھر اسے اپنے پاس روک لینا اور واپس نہ کرنا۔ یہ اماتہ ہے۔ اور اسے توفی (قبضہ میں لے لینے) کے معنی سے تعبیر کرنا درست ہوگا۔ مگر یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ توفی کا معنی موت نہیں ہے۔ ورنہ اتنے سارے قیود بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ ان قیود کی وجہ سے توفی موت کے معنی سے کنایہ ہوا ہے۔ اس کا اصل معنی موت نہیں ہے۔ جیسے کہ کوئی مجلس میں کہے کہ "پگڑی والا محمد نہیں آیا" تو پگڑی والا کہہ کر اس سے محمد مراد لینا یہ کنایہ ہے۔ جس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ پگڑی والے کا معنی محمد ہے۔

اب توفی انسان۔ انسان کو قبضہ میں ایسا لینا کہ اس کے اجل کا وقت ہو۔ روح کو قبضہ میں لے کر روک لیا ہو تو اس توفی سے مراد اگر موت دینا ہو تو کوئی عقل مند کہہ سکتا ہے کہ توفی کا معنی موت دینا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ کہنا کم عقلی اور تحریف ہے اور لغت اور قرآن سے خیانت ہے۔

تاملات اور شواہد۔ جو توفی کا مفہوم متعین کرتے ہیں

قرآن حکیم میں آیت توفی (انی متوفیک) کا تامل اور غور سے جائزہ لیا جائے تو تمام شواہد اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس توفی سے حق تعالی شانہ کی غرض حضرت عیسی علیہ السلام کی موت ہرگز نہیں ہوسکتی ہے۔

آیئے ہم ان تمام حالات کا تصور کرتے ہیں جو اس آیت کی گرد گھومتی ہیں۔

Marfat.com

☆حضرت عیسی علیہ السلام دشمنوں کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں اوران کے دشمن ان کوقتل کرنا چاہتے ہیں۔

☆اللہ تعالی کا آیت توفی حضرت عیسی علیہ السلام کیلیئے تسلی اوراطمینان کیلیئے ہے۔

☆اور پھر اللہ تعالی کا اس توفی کوحضرت عیسی علیہ السلام کا خاصہ اوران پر اپنی نعمت جتلانا اوراسکا خاص ذکر کرنا اور حضرت عیسی علیہ السلام کا اس نعمت کا اعتراف کرنا۔

ان شواہد پر غور کرنے سے کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگران کی توفی سے ان کی موت مقصود ہوتو یہ خاصہ اوراللہ کی نعمت ثابت ہوتی ہے؟

حضرت عیسی کی موت ان کے دشمنوں کا ارادہ تھا۔اگراللہ تعالی نے انہیں موت دی تو حضرت عیسی علیہ السلام پرکس طرح نعمت اللہ کا نزول اور یہ توفی ان کا خاصہ بنتی ہے؟

حضرت عیسی علیہ السلام کواللہ کی تسلی کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں موت دوں گا؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی نہ کہ ان کے دشمنوں کا کام آسان کردیا۔اوراسی بات کوقرآن فخر سے اللہ کی تدبیر کی رفعت کو بیان کرتا ہے کہ اللہ کی تدبیر دشمنوں کی مکر پر غالب آگئی ہے۔اورانہیں بحفاظت دشمنوں سے ان کی حفاظت فرماکران کا رفع فرمایا اور انہیں آسمان کی طرف اٹھالیا۔یہی آیت توفی اور رفع کا مدلول ہے۔یہی احادیث نبویہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔اسی پرامت مسلمہ کا اجماع ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی کواپنے اصل مفہوم سے کسی دوسرے معنی کی طرف لیجانے کا کوئی قرینہ موجودنہیں ہے بلکہ اس کا اصل معنی پر رکھنا ہی لغت اورقرآن وسنت

Marfat.com

کی اخبار کا تقاضا اور امت مسلمہ کا سلف سے خلف تک کا عقیدہ ہے۔

توفی عیسی کی خصوصیت

شریعت اسلامیہ میں ثابت شدہ حقائق جن کی خبر حق تعالی شانہ اور اس کے رسول نے دی ہے۔ یہ ایسے امور ہیں کہ محض اہل لغت اور شریعت سے ناواقف لوگ ان سے متعارف نہ تھے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ شرعی مفاہیم کا ثبوت شرعی مواقع سے ہی ہوتا ہے۔ پھر انہیں ایسا ہی ماننا ایمان ہے جیسا کہ اللہ اور ان کے رسول ان کے بارے میں بتائیں۔ ان میں سے کتاب کا نازل ہونا۔ وحی کا اترنا۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ۔ ان سب کے شرعی مفاہیم و مطالب ہیں جو شارع نے خود متعین فرمائے ہیں۔ ان میں سے حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی بھی ہے۔

یہ تاریخ انسانی کا ایسا واقعہ ہے جس کی کوئی دوسری مثال نہیں ہے۔ اور اس کا شرعی مفہوم جناب رسول اللہ نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ اور صحابہ کرام نے ان مفاہیم کو سمجھا۔ اور آگے ان مفاہیم کو منتقل فرمایا ہے۔ حضرات صحابہ کرام حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی سے ہرگز ان کی موت مراد نہیں لیتے تھے بلکہ سب کا یہی عقیدہ تھا کہ وہ اپنے جسد اور اور روح کے ساتھ اللہ تعالی کے قبضہ میں چلے گئے اور اللہ تعالی نے ان کا رفع فرمایا ہے۔

اس لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام شدت غم سے نڈھال تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے جب آپ کے انتقال کے بعد آپ کو دیکھا تو شدت غم سے باہر آکر زور زور سے پکارنے لگے کہ آپ کا انتقال

Marfat.com

نہیں ہوا، آپ پر موت واقع نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح اوپر آسمان پر اٹھالیا ہے اور آپکا رفع فرمایا ہے۔

یہ موقف صحابہ کرام کا حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ کی دلیل ہے کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی موت کے نہیں بلکہ ان کے توفی بصورت حیات ان کے جسم وروح کا آسمان کی طرف جانے کا اعتقاد رکھتے تھے۔

مختصر الأجوبۃ الجلیلۃ میں ایک واقعہ بیان ہے کہ ایک نصرانی عالم شیخ زیادہ مسلمان ہوگیا۔ ایک عیسائی عالم ان سے کہنے لگا کہ قرآن کے اندر حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں عجیب تناقض ہے۔ اس نے ان کی توفی کا اثبات کیا ہے اور ان کی موت اور قتل کی نفی کی ہے۔ جب اسے یہ بتایا گیا کہ توفی عیسی علیہ السلام کا قرآنی اور شرعی مفہوم ان کی موت نہیں ہے تو وہ عالم مسلمان ہوگیا۔

تفسیر توفی پر مزید روشنی اور ضروری تمہید

ہم اس موضوع پر مفصل اور پر مغز بحث اس لئے کر رہے ہیں تاکہ آئندہ کوئی شخص الحاد یا تحریف کرنے کی جسارت نہ کرسکے اور یہ مسئلہ عوام کیلئے بالکل واضح اور بے حد آسان ہوجائے اور وہ کسی بھی قادیانی کے دجل کا شکار نہ ہوں۔ اس ضمن میں مزید روشنی ڈالتے ہوئے لغت اور قرآن کے مزید اسلوب کا بیان کرتے ہیں۔

علم بلاغۃ علم لغت کی ایک قسم ہے۔ جو لغت کی موشگافیوں میں ہماری رہنمائی کرتی ہے

۔

یہاں ہم بیان کی دو قسموں کا ذکر کریں گے۔ صریح اور کنایہ۔ ان کا ذکر مسئلہ توفی

Marfat.com

کے سمجھنے میں معین ہوگا۔

صریح:

یہ صراحت سے ہے۔ صریح اس لفظ کو کہتے ہیں جس کی مراد ظاہر ہو۔ یاد رہے کہ ہر لفظ کی اپنے وضعی معنی پر دلالت ظاہر ہی ہوتی ہے۔

جیسے طویل القمیص لمبی قمیص والا

ناعم الکفین	نرم ہاتھوں والا
کثیر الرماد	بہت راکھ والا

یہ الفاظ مذکورہ معانی پر ظاہر اور صریح ہیں مگر ان کے کنائی اور لازمی معانی مندرجہ ذیل ہیں۔

کنایہ:

یہ کنی یکنی سے مشتق ہے۔ جس کا معنی پوشیدہ یا چھپا ہوا ہونا ہے۔

کنایہ وہ لفظ ہے ہے جس سے اس کا لازمی معنی مراد ہو مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ لفظ کے ظاہری معنی سے کنائی اور لازمی معنی کی طرف پھیرنے کیلئے کوئی قرینہ موجود ہو۔

جیسے طویل القمیص سے لمبا قد مراد لینا۔ یہ کنائی معنی ہے۔ کیونکہ جس کی قمیص لمبی ہوگی، لازماً وہ طویل القامت ہوگا۔ مگر اس کیلئے قرینہ ضروی ہے۔

کثیر الرماد سے سخی آدمی مراد لینا۔ یہ کنائی معنی ہے۔ کیونکہ جہاں راکھ ہوگی وہاں سخاوت لازماً ہوگی۔ مگر اس کیلئے قرینہ ضروی ہے۔

Marfat.com

ناعم الکفین سے نکما آدمی مراد لینا۔ یہ کنائی معنی ہے ۔کیونکہ جس کے ہتھیلیاں نرم ہوں گی تو لازماً وہ نکما ہوگا ۔مگراس کیلئے قرینہ ضروری ہے۔

معنیٰ لفظ اورلازم معنیٰ لفظ میں فرق

معنیٰ لفظ تو لفظ کا وضعی طور پر مدلول ہوتا ہے۔لفظ خود بخود اس معنی پر دلالت کرتا ہے۔

مگرلازمی معنی متکلم کی وہ مراد ہے جولفظ کے وضعی معنی کے علاوہ قرائن سےاور دیگر شواہد سے متعین ہوتا ہے۔

قرینہ

وہ امر ہے جواس بات کا شاہداور دلیل بنے اور وہ لفظ کواپنے معنی سے دیگر معنی کی طرف لے جائے۔

جیسے قدوقامت کے بیان کے موقع پرکسی کوطویل القمیص کہنے سےاس کی طویل قامت مراد ہو۔اور کرم اور بخل کے ذکر کے ساتھ کسی کوکثیر الرماد کہا جائے تو اس سے مراداس کی سخاوت مراد ہے۔ یا محنت ،مشقت اور سستی کے تذکرہ میں کسی کو ناعم الکفین کہا جائے تواس سے مراداس کی طبعی سستی اور کاہلی مراد ہو۔تو یہ تمام معانی ان الفاظ کے صریح نہیں بلکہ کنائی معانی ہیں ۔ جو موقع محل اور قرینہ کی وجہ سےاس لفظ کولازم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

خوب سمجھ لیں

☆ ذی روح کی توفی اللہ تعالی کی طرف سے اجل سے پہلے ہرگز موت نہیں مگر قبضہ میں لینا ضروری ہے کہ وہ لفظ کا لغوی معنی ہے۔

☆ اسی طرح ذی روح کی توفی روح کے بعد اسے چھوڑ دینے کے وقت بھی اس کی موت نہیں مگر قبضہ میں لینا ضرور ہے۔ ہاں اگر وقت نوم ہو تو اسے نوم لازمی ہے۔

☆ ذی روح کی عمر پوری کر لینے کے بعد اس کی توفی یا قبضہ میں لینا قرینہ موت کی وجہ سے اماتہ سے کنایہ ہے جو توفی کا معنی نہیں ہے جیسے کہ توفی میں قرینہ نوم سے وہ انامہ سے کنایہ ہے توفی کا معنی نہیں ہے۔

☆ غیر ذی روح کی توفی اسے بتمامہ قبضہ میں لینا ہے، نہ وہاں نیند کا تصور ہوتا ہے نہ موت کا۔

☆ توفی عیسی علیہ السلام ۔ نہ وہاں موت کا قرینہ ہے نہ نیند کا بلکہ بتمامہ روح وجسد کو اپنے قبضہ میں لے لینا ہے۔ پھر ان کا رفع ہوا اور بحالت توفی ہی ہیں۔

☆ واضح ہو چکا کہ توفی، نہ تو عین موت ہے اور نہ عین نوم ہے بلکہ محض بتمامہ قبضہ میں لینا ہے۔ جو موت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتا ہے اور نیند کے ساتھ بھی اور ان دونوں کے بغیر بھی متحقق ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو جسد و روح سمیت بحالت حیات قبضہ میں لے لینا ۔ پھر ان کا رفع کرنا وہ بحالت توفی ہی ہیں۔ ان کا رفع ہوا، پھر ان کا نزول ہوگا پھر ان کی عمر کے ایام پورے کرنے کے بعد ان کی

Marfat.com

موت ہوگی۔ یہی ان کی توفی قرآن وسنت، فہم رسول اور فہم صحابہ، فہم سلف اور اجماع امت کے موافق ہے۔توفی عیسی علیہ السلام بغیر موت اور نیند کے ان کی خصوصیت ہے اور انہی کا خاصہ ہے۔

توفی اور کنائی معنی

لفظ توفی کا معنی تو قبضہ میں لینا ہے مگر جب کوئی زندگی کے شب وروز پورے کرے تو اس وقت اللہ کا کسی کی روح قبضہ میں لینے کو موت لازم ہوتی ہے۔اس طرح جب صریح اور کنایہ کا مفہوم واضح ہوگیا تو ہم کہتے ہیں کہ:

توفی ''قبضہ میں لینے'' میں صریح ہے اور موت یا نیند کے معنی میں کنایہ ہے۔

یاد رہے کہ عربی زبان اور قرآنی استعمال میں صرف لفظ ''وفاۃ'' یا ''توفی'' ہی ایسے کلمات نہیں جو لغت میں موت سے کنایہ ہو سکتے ہیں بلکہ رحلت، انتقال اور وصال کے الفاظ بھی موت سے کنایہ ہوتے ہیں مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ ان کا موقع محل اور قرینہ ہو۔

جیسے کہ رحلت کا معنی کوچ کرنا ہے۔مگر دنیا سے چلے جانے والے وقت رحلت کہنا یہ موت سے کنایہ ہے۔

جیسے کہ انتقال کا معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔مگر دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہوتے وقت اس کا استعمال کنایہ ہے۔

اسی طرح وصال کا معنی ملنا ہے۔مگر بندے کے اپنے رب کے پاس پہنچ جاتے وقت اس کا استعمال کنایہ ہے۔

Marfat.com

جہالت یا تشویش

یہ کتنی بڑی جہالت ہوگی کہ کوئی شخص کنائی معنی کو جو کسی خارجی امر یعنی قرینہ کی وجہ سے اس لفظ سے مراد لیا گیا ہے اسے معنی لفظ قرار دے کر یہ کہے کہ:

رحلت کا معنی موت ہے

انتقال کا معنی موت ہے

وصال کا معنی موت ہے

وفات کا معنی موت ہے

حالانکہ ہر لفظ کا اپنا مستقل معنی ہوتا ہے۔اسی طرح توفی کا اپنا مستقل معنی ہے۔وہ ہے ''بتمامہ قبضہ میں لے لینا'' مگر جب اسے موت کا قرینہ لگ جائے تو اس سے موت مراد لی جاتی ہے۔

یا نیند کا قرینہ آجائے تو اس سے نیند مراد لی جاتی ہے۔اب یہ موت اور نینداس کے اصلی معنی ہرگز نہیں بلکہ لزومی اور کنائی معنی ہیں۔

قادیانیت نے توفی عیسی علیہ السلام کو لغت،قرآن وسنت،اجماع امت ہر اعتبار سے ہٹ کر ان کی موت کا معنی مراد لیکر اور لفظ وفات اور لفظ توفی کی مخصوص شواہد کی وجہ سے موت پر دلالت کو ناجائز طور پر توفی کو عین موت قرار دیکر

اولا: اپنا عقیدہ خراب کر دیا

ثانیا: مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ میں تشویش ڈالنے کی کوشش کی

ثالثا: لغت کے اسلوب بیان سے انحراف کیا

Marfat.com

رابعا: قرآن کے اسلوب بیان اور استعمال میں تحریف کا ارتکاب کیا۔

اس امر کی وضاحت کیلئے قرآن حکیم میں مندرجہ ذیل مواقع پر (وفی) کے مشتقات توفی وغیرہ کی قرائن کی وجہ سے لازمی معنی پر دلالت کا بیان مندرجہ ذیل چارٹ میں پیش خدمت ہے۔

مشتق از وفی۔توفی	مثال	معنی	قرینہ
یتوفون	والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھرا وعشرا	تم میں سے جو قبض کئے جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں ،ان کی بیویاں دوسرے نکاح کیلئے چار مہینے اور دس دن رات انتظار کریں	عورتیں بیوہ چھوڑنا اور عدت حالت بیوگی اور وصیت توفی سے لزوما موت مراد لینے کے قرینے ہیں
یتوفاھن	حتی یتوفاھن الموت	حتی کہ موت انہیں قبض کرلے غور کریں کہ توفی فعل ہے اور موت فاعل ،یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں مغایر ہیں	اس آیت سے لے کر قل یتوفاکم تک تمام میں توفی سے لزوما موت مراد لینے کیلئے ملائکہ موت اور بشارت جنت سنانا صاف قرینہ ہیں۔
توفاھم	ان الذین توفاھم الملائکة ظالمی انفسھم	جن کو فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں	ایضا
توفته	حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا	حتی کہ تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کو قبض کر لیتے ہیں	ایضا نوٹ: اگر توفی کا معنی موت ہو تو فرشتے موت دینے والے نہیں بلکہ قبض کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

یتوفونھم	حتی اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم	حتی کہ جب ان کے پاس ہمارے فرشتے آجاتے ہیں تو ان کو قبض کر لیتے ہیں	ایضا
یتوفی	ولو تری اذیتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم	کاش تو دیکھے جب فرشتے کفار کو قبض کرتے ہیں تو وہ ان کے چہروں پر اور پشتوں پر مارتے ہیں	ایضا
توفتھم	فکیف اذا توفتھم الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم	سو کس طرح ہوگا جب فرشتے ان کو ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہوئے قبض کریں گے	ایضا
تتوفھم	ان الذین تتوفاھم الملائکۃ ظالمی انفسھم	جن کو فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں	ایضا
تتوفاھم	الذین تتوفاھم الملائکۃ طیبین	جن کو قبض کرتے ہیں فرشتے خوشحالی میں	ایضا
یتوفاکم	قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم	اے پیغمبر ان! ان سے کہو: تم کو قبضہ کرلے گا ملک الموت جو تم پر مقرر کیا گیا ہے	ایضا نوٹ: موت دینے والا اللہ ہے ملک الموت قبضہ کرنے والا ہے۔
نتوفینك	واما نرینك بعض الذی نعدھم او نتوفینك	اور اگر ہم تمہیں اپنے وعدے کے ایک حصہ کی باتیں دکھادیں یا تجھ کو قبضہ کرلیں	توفی بمقابلہ نرینک موت کیلئے قرینہ ہے ۔اسی طرح سورۃ زخرف میں نتوفینک کے بجائے نذہبن بک فنا سے کنایہ ہے

Marfat.com

یتوفی	یا ایھا الناس انا خلقناکم من تراب ثم من نطفة.....ومنکم من یتوفی..الخ	اے لوگو!! اگر دوبارہ اٹھنے کے باری میں تم شک میں ہو تو سوچو ہم نے پہلے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے......اور بعض تم میں سے پہلے قبض کیے جاتے ہیں ...الخ	حالت اولی سے آخر اجل مقررہ تک کا ذکر توفی سے مراد موت کے قرائن ہیں۔
توفنا	ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار	اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف کردیجئے اور ہماری برائیاں دور کردیجئے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ قبض کرنا	دعاءلحوق الصالحین موت کا قرینہ ہے
توفنا	ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین	اے ہمارے رب! ہم پر فضل فرمایئے اور ہمیں مسلمانی حالت میں قبض کرنا	ایضا
توفنی	انت ولیی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین	تو ہی میرا مددگار ہے دنیا اور آخرت میں اور مجھے مسلمانی کی حالت میں قبض کرنا اور صالحین کے ساتھ ملانا	ایضا
یتوفاکم	وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی	اور وہی ہے جو تمہیں رات کو قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو تم دن کو کرتے ہو پھر تم کو دن کے وقت اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ زندگی کی مدت پوری کی جائے	لیل پھر اٹھنا توفی سے مراد نوم ہونے کے قرائن ہیں (یعنی اس توفی کو نوم لازم ہے)

Marfat.com

یتوفی	اللہ یتوفی الأنفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا	اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو ابھی نہیں مریں ان کو نیند میں قبض کرتا ہے ،سو جس کی موت کا فیصلہ کر دیا اس کو تو روکے رکھتا ہے اور دوسرے کو (نیند والے کو) مدت مقرر تک بھیجتا رہتا ہے۔	ایک شق میں حین الموت اور اساک ارواح۔دوسری شق میں حین المنام اور ارسال ارواح ۔پہلی میں توفی برائے موت قرینہ اور دوسری میں توفی برائے نیند "المنام" قرینہ ہے۔

قرآنی استعمال سے وفاۃ کا عین موت نہ ہونا

قرآنی استعمال سے جو امر مثالوں سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ:

ا۔جہاں جہاں وفاۃ فعل کا ظرف ہے اور وقت موت ہے۔وہ وفاۃ اور موت کے عین نہ ہونے بلکہ مغایر ہونے کی دلیل ہے۔

جیسے کہ یتوفی حین الموت۔کیونکہ فعل اور ظرف عین نہیں مغایر ہوتے ہیں۔

۲۔جہاں جہاں وفاۃ فعل اور موت فاعل آیا ہے۔وہ بھی وفاۃ اور موت کے عین نہ ہونے اور ہر دو مغایر ہونے کی دلیل ہے۔

جیسے کہ توفتہ الموت۔کیونکہ فعل اور فاعل عین نہیں بلکہ مغایر ہوتے ہیں۔

قرآنی کریم کی یہ آیات مندرجہ ذیل چیزوں کو ثابت کر رہی ہیں

ا۔توفی۔ قبضہ میں لے لینا۔

ایسا فعل ہے جو ذی روح پر واقع ہوتا ہے اور غیر ذی روح پر بھی واقع ہوتا ہے۔اور ہر جگہ اس کا معنی "بتمامہ قبضہ میں لینا۔پورا پورا لے

Marfat.com

لینا۔اکمال اور اتمام ضرور پایا جائے گا۔

۲۔متوفَی۔　　مقبوض۔ جس پر فعل توفی واقع ہوا ہے۔

یہ　ذی روح بھی ہوتا ہے　اور غیر ذی روح　بھی جہاں

موت کا تصور بھی نہیں ہوتا ہے۔

۳۔متوفی۔　　قابض　۔جو فعل توفی کا فاعل ہے۔

متوفی

کبھی یہ رب تعالی　ہوتا ہے۔جیسے کہ

سونے والے کی روح کو قبض کرتا ہے اور پھر چھوڑ دیتا ہے

مرنے والے کی روح کو قبض کرتا ہے اور پھر روک لیتا ہے

نہ سونے اور نہ مرنے والے کو بتمامہ روح و جسد سمیت

قبضہ میں لے لیتا ہے

متوفی

کبھی یہ فرشتہ ہوتا ہے　جیسے　اموات کی ارواح کو قبض کرنے

والے فرشتے

کبھی یہ بشر ہوتا ہے،جیسے　اجور کو اللہ تعالی سے قبض کرنے

والے۔

Marfat.com

لفظ توفی کی تقدیم اور حکمت اختیار

قرآن حکیم میں حضرت عیسی علیہ السلام پر حق تعالی شانہ کے جن چار انعامات کا تذکرہ ہے اس میں سب پہلے توفی کا ذکر ہے۔اس کے بعد دوسری چیزوں کا ذکر ہے۔ان کی ترتیب اس طرح ہے۔

اولا: متوفيك فرمایا

ثانیا: رافعك فرمایا

ثالثا: مطهرك فرمایا

رابعا: حضرت عیسی علیہ السلام کے اتباع کی کفار پر برتری کا ذکر فرمایا۔

ان چاروں انعامات میں سب سے پہلے متوفیک فرمایا۔ارشاد باری تعالی ہے۔(یا عیسی انی متوفیک...)

مسلم مفسرین ومحدثین اس کی حکمت پر یوں بحث فرماتے ہیں کہ متوفیک مقام بشارت ہے۔یہ لفظ طمانیت اور تسلی کا باعث بنے اور بعد میں آنے والوں کیلئے اللہ تعالی کی حکمت اور اس کی قوت ہونے کا مظہر ثابت ہو۔

صاحب کشاف (جو قادیانیت کے ہاں مجددین کی فہرست میں شامل ہیں)۔وہ فرماتے ہیں:

''انی متوفیک یعنی میں تیری اجل کو پورا کرنے والا ہوں،اس کی تفسیر یہ ہے کہ میں اس وقت تجھے کفار سے بچانے والا ہوں وہ تجھے مار نہ سکیں گے اور تجھے اس اجل تک جو تیرے لئے لکھ چکا ہوں، میں باقی رکھوں گا اور تجھے طبعی موت دوں گا۔ان

Marfat.com

اعداء کے ہاتھوں قتل نہ ہونے دوں گا۔اور میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھاؤں گا جو میرے فرشتوں کا مقر ہے۔

امام رازی (وہ بھی قادیانیت کے نزدیک مجددین کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں)۔ فرماتے ہیں کہ:

''انی متوفیک ۔یعنی میں تیری عمر پوری کروں گا پھر تجھے وفات دوں گا ان کیلئے نہیں چھوڑوں گا کہ وہ تجھے حاصل کریں بلکہ میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھاؤں گا جو ملائکہ کا ٹھکانہ ہے۔''

یہ اکابر مفسرین کی تصریحات اس بات کی دلیل ہے کہ توفیٔ موت کیلئے اتمام عمر شرط ہے۔اس کے بغیر توفی نہ اصلا وحقیقۃ ،نہ مجازاً نہ کنایۃً نہ صراحۃً موت پر دال ہوگی۔

مشہور محدث سید انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''کشاف کی عبارت میں توفی کے مفہوم کے اجزاء یہ ہیں: پہلا :کفار سے بچانا۔دوسرا:اجل تک تاخیر (جو اتمام عمر کیلئے شرط ہے) تیسرا:آخر میں موت کی طرف اشارہ کرنا۔گویا لفظ توفی میں تمام ضروری امور کا ذکر کر دیا گیا۔

اس طرح توفی کا ذکر اپنی طبعی جگہ پر طبعی ترتیب سے ہے۔کسی تقدیم وتاخیر کی ضرورت نہیں۔

اسی مذکور اعتبار سے توفی رب تعالی برائے حضرت عیسی علیہ السلام اول عمر سے شروع ہوکر ان کے نزول کے بعد آخر عمر تک کیلئے ہے۔

صاحب کشاف مزید کہتے ہیں:

Marfat.com

اللہ تعالی کی حضرت عیسی کو متوفیک ورافعک کے خطاب کا مطلب یہ ہے کہ تجھے موت تو اپنے وقت پر نزول کے بعد دوں گا مگر اب میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ اس تفسیر میں کلام اللہ کے حسن کی طرف اشارہ ہے۔

لفظ توفی کے اختیار میں حکمت

اس مقام پر لفظ توفی اختیار کرنے کی حکمت کے باب میں علامہ آلوسی روح المعانی میں کلام اللہ کی بلاغت، حسن اختیار اور الفاظ کی حسن ترتیب کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس مقام پر ایسے لفظ کو اختیار کرنا ہی انتہائی موقع و محل کے مناسب ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس معنی پر دلالت کرے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی کو کفار کے نرغے سے نکال لیا اور اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر اپنے کنائی معنی میں ان کے انجام آخر کی طرف اشارہ ہو کہ ان کی اجل پوری ہونے کے بعد آخر میں وہ موت تک پہنچیں گے

۔

اس غرض کیلئے صرف لفظ توفی ہی ہو سکتا ہے۔ لہذا اسے اختیار کیا گیا۔ پھر اسے ذکر میں بھی مقدم رکھا گیا تا کہ آغاز و انتہا ہر دو امر کی طرف اشارہ ہو سکے۔

یہ ہے بلاغت کلام اللہ اور اس کی حسن ترتیب جس کا مظہر لفظ توفی ہی کے استعمال سے ہو سکتا تھا۔

امام رازی بھی لفظ توفی کے اختیار کے باب میں فرماتے ہیں کہ:

”توفی کسی چیز کو بتمامہ لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالی کو معلوم

Marfat.com

تھا کہ کسی شخص کے دل میں یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی کی صرف روح کو اٹھایا تھا اور جسم کو نہیں ۔اس لئے انہوں نے ارشاد فرمایا (انی متوفیک) تاکہ اس امر پر دلالت کرے کہ اللہ تعالی نے آپ کو بتمامہ مع جسم وروح زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے۔"

نزول عیسی میں حکمت

حضرت عیسی علیہ السلام ہی کو نزول کے شرف سے مشرف کرنے کی غرض کے بارے میں اہل علم نے مختلف حکمتیں لکھی ہیں۔

☆ یہود کا رد مقصود ہے ۔جنہوں نے ان کے بارے میں قتل وصلب کی بے بنیاد باتیں مشہور کردی تھیں حالانکہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔

☆ حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول ان کی اجل کا پیش خیمہ ہوگا کہ مٹی سے پیدا ہونے والے کو آخر مٹی ہی میں دفن ہونا ہے۔

☆ حضرت عیسی علیہ السلام کو جب حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی امت کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے دعاء فرمائی کہ حق تعالی شانہ انہیں بھی ان میں سے کردیں تو اللہ تعالی نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی اور انہیں زندہ باقی رکھا یہاں تک انہیں آخر میں نازل کیا جائے گا اور وہ حضرت محمد کے ہی امتی بن کر نازل ہونگے۔

☆ دین اسلام کی ان کے ہاتھ سے تجدید ہوگی ۔ان کا نزول اور دجال کا خروج ایک ہی زمانہ میں ہوگا۔

Marfat.com

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مسیح حق ہیں، ان کے ہاتھوں دجال جو مسیح ضلال ہے اس کا قتل اور خاتمہ ہوگا۔

☆ دنیا میں جب پہلے مسیح حق آئے تھے تو یہود نے ان کی پیروی نہ کی بلکہ انہیں قتل کرنے اور انہیں سولی پر چڑھانے کی کوشش کی اور یہی یہود دجال کے ظہور پر اس کے پیروکار بنیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوا کہ ایک وقت مسیح حق کو آسمان پر رکھیں پھر ان کا نزول ہو، مسیح دجال بھی ظاہر ہو جو یہود کا امام ہوگا تو مسیح حق کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہو۔ اور اس طرح حق کا اس دنیا پر غلبہ ہو اور کذب و باطل سرنگوں ہو۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مسلمان انہیں پہچان لیں گے ،ان کا عقیدہ ان کے بارے میں وہی ہے جو حق ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ یہود جنہوں نے ان پر اور ان کی ماں پر ناحق بہتان باندھے وہ بھی ان کی حقانیت سے متعارف ہوں گے۔ نصاریٰ جو ان کی امت ہونے کی مدعی ہیں وہ بھی جان لیں گے کہ حق وہی ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ اور حضرت خاتم النبیین نے دی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی کی دعوت دیں گے۔ تو وہ نصاریٰ بھی حق سے متعارف ہو کر اس میں داخل ہو جائیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے قبل تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے کیونکہ ایمان حق ہی ایمان کہلاتا ہے۔

Marfat.com

توفی کے بارے میں خود ساختہ بے اصل مرزائی ضابطہ

مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ توفی اگر باب تفعل سے ہو اور فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح۔ تو مراد موت ہوتی ہے۔ یہ ضابطہ ان کا اپنا وضع کردہ ہے جس کی کوئی اصل لغت میں نہیں پائی جاتی ہے۔ نہ بلاغت میں، نہ نحو وصرف اور اصول، کسی بھی فن میں یہ ضابطہ موجود ہے۔ اس کے برخلاف یہ ضابطہ ہر جگہ موجود ہے کہ لفظ کو اپنے اصل معنی سے منتقل کرنے کا اگر کوئی قرینہ نہ ہو تو وہ خود بخود اپنے معنی پر دلالت کرے گا جیسے توفی کی دلالت موت اور نوم پر تو قرینہ سے ہوگی مگر پورے طور پر متوفی کو قبضہ میں لینے کیلئے کسی قرینہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ضابطہ ہر فن کی کتاب میں موجود ہے مگر مرزا صاحب کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ دوسروں کو پریشان کرنے اور راہ راست سے دور کرنے کیلئے خود ساختہ ضابطے پیش کرتے ہیں اور انہیں لاگو کرنے کیلئے پورا زور لگاتے ہیں۔ پھر ان کا یہ بھی طریقۂ واردات ہے کہ وہ اپنی مطلب برآوری کیلئے لغت، شرع، منطق، اصول کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر ہٹ دھرمی کرتے ہیں۔

آپ دیکھ لیں کہ مرزا صاحب نے متوفیک میں جو تاویلیں کی ہیں وہ بے ضابطہ اور خلاف شرع، خلاف لغت اور خلاف اصول ہے۔ لفظ متوفیک میں جو بات مرزا صاحب کو صدیوں بعد کھٹکی تھی، صدیوں پہلے امام رازی نے اس کی تردید کلام اللہ کی تفسیر میں فرمائی اور انہوں نے صاحب ضابطہ کے قول و مذہب اور ان کے اس ضابطہ کو بے ضابطہ قرار دے دیا۔ والحمدللہ علی ذلک۔

Marfat.com

خلاصہء کلام

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ قرآن، حدیث اور لغت عرب میں حیات کا مقابل موت ہے نہ کہ وفات۔ حی کا مقابل میت ہے نہ کہ متوفی۔ محیی کا مقابل ممیت ہے نہ کہ متوفی۔ احیاء کا مقابل اماتہ ہے نہ کہ ایفاء اور توفی۔

رہا لفظ توفی تو وہ اپنے دیگر نظائر یا مشتقات کی طرح ''اکمال'' اور ''اتمام'' اور پورے طور پر اخذ وتناول اور بتمامہ قبضہ کر لینے کے لئے ہی ہے۔ چاہے وہ عہد کو پورا کرنا ہو، یا قیمت کو پورا حاصل کرنا ہو، یا اسے پورے طور پر ادا کرنا ہو۔ اگر نفس کو قبضہ میں لینا پھر قبضہ کے بعد اسے روکنا ہو تو اس سے صاحب نفس کی موت لازم ہوگی اور اگر اسے قبضہ میں لیکر چھوڑ دینا ہو تو اس سے صاحب نفس کی نیند ہوگی۔ یہ توفی کے لغوی اور قرآنی مدلولات ومعانی ہیں۔

ضابطہ جو حق اور موافق شریعت اور خبر شارع ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر توفی کسی مسمی کی علی وجہ الخصوصیت والا امتیاز ہو جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی جو ان کی امتیازی شان ہے اور ان پر اللہ کا خصوصی انعام ہے جو کہ ان کی ان کے دشمنوں سے خلاصی کے بیان میں مذکور ہے تو وہ صرف اور صرف قبضہٗ روح وجسد ہوگا۔ اگر ایسی توفی میں کوئی دیگر انسان بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا تو یہ خصوصیت عیسی علیہ السلام یا ان کا اعزاز نہ ہوتا۔ لہذا مرزائی ضابطہ کا انسانی تاریخ میں کوئی مرجع ومورد یا مصداق نہیں، نہ اس کی کوئی ضرورت ہے۔ وہ مرزائی نبوت کی طرح بالکل فالتو اور غیر ضروری ضابطہ ہے۔

Marfat.com

لفظ توفی موت پر یا متوفی ،میت پر نہ حقیقتاً دلالت کرتے ہیں نہ مجازاً۔اگر توفی عیسی جس کا متوفیک میں ذکر ہے وہ صرف قبض روح بدون الجسد ہے تو یہ بحالت اتمام عمر کی قید کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ بغیر قرینہ کے لفظ توفی کی موت پر دلالت نہ لغت میں ہے، نہ قرآن حکیم سے کسی جگہ ثابت ہے۔

خصوصاً اس حالت میں جبکہ یہودی حضرت عیسی علیہ السلام کی جان کے در پے تھے اور اللہ تعالی انہیں بچانے اور انہیں زندہ رکھنے اور انہیں اٹھانے کا فیصلہ فرما چکے تھے ۔ہاں جب حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر پوری ہوگی ۔ان کی اجل آئے گی تو اس کی روح قبض کرنے والا اللہ تعالی وہی متوفیک کا اظہار فرمائیں گے جو یتوفی الانفس حین موتہا کا فاعل ہے ،اس وقت وہ توفی موت والا قبضہ کریں گے جبکہ ایسا اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ تا حال نہیں کیا۔ہاں وہ ان کی اجل کے وقت ایسا ضرور کرے گا۔

اسی لئے علماء کرام نے یہ کہا ہے کہ اگر اللہ تعالی اس قبضہ کی خبر متوفیک کہہ کر دینا چاہتے ہیں تو اس میں تقدیم وتاخیر ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے نقل کیا ہے مگر انہوں نے بھی متوفیک کو اس موت کی خبر نہیں کہا جو بقول قادیانی عیسی علیہ السلام پر آ چکی ہے ۔کیونکہ وہ تو تسلی کا باعث نہیں ہوسکتی تھی ۔ہاں تاخیر والی توفی موت کی تقدیم سے خبر دینے پر تسلی کا باعث ہوسکتی ہے ۔اور وہ یوں ہے کہ :اے عیسی! تجھے مارنے والے یا تیری جان کے دشمن یہودی نہیں ہوسکتے ،وہ تو میں ہی ہوں ،اور میں ہی یقیناً اجل آنے پر تیری روح کو اپنے قبضہ میں لوں گا مگر اس وقت تو میں تمہیں اٹھانے والا ہوں۔

Marfat.com

علماء نے اس تفسیر کو تقدیم وتاخیر کا قول کہا ہے۔تو اس تقدیم وتاخیر سے اللہ تعالی کے انعام کا بیان بھی ہو گیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تسلی بھی ہو گئی مگر تقدیم اس لئے ہوئی کہ (توفیٔ موت) اگرچہ واقع ہونے میں مؤخر ہے اور اسے ایک طویل مدت کے بعد وقوع پذیر ہونا تھا مگر اس کی خبر اولاً دینا اس اعتبار سے بہتر ہوا کہ اس آن میں یہودی آپ کی جان کے درپے تھے اور اس حالت میں اللہ تعالی کو حضرت عیسی کو بتانا تھا کہ یہ عمل یہود نہیں کر سکتے اسے خود اللہ ہی کو سرانجام دینا ہے۔لہذا متوفیک شروع میں فرمادیا جو تسلی کا باعث بنا۔

قادیانی طریقۂ واردات

لفظ توفی بھی دیگر الفاظ کی طرح قادیانیت کے شرعی ،لغوی اور بلاغی ضوابط سے انحراف کا ایک عظیم مظہر ہے کیونکہ قرآن مجید میں قرائن کی وجہ سے جن جن آیات میں توفی سے اس کا لازمی یا کنائی معنی موت دینا مراد ہے۔اس کی ایک طویل فہرست مرزا صاحب نے (توفی مسیح ناصری کے نام سے) تیار کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام سعی کی کہ توفی کا معنی ہی مارنا ہے۔پھر وہ نام نہاد ضابطہ وضع کردیا کہ اگر باب تفعل سے توفی ہو اور اس کا فاعل اللہ ہو،اور مفعول ذی روح ہو اور لیل اور نوم کا قرینہ بھی نہ ہو تو لفظ توفی موت دینے کے معنی پر دلالت کرے گا۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر توفی اور اماتہ دونوں مترادف ہیں تو جب اماتہ مارنے پر دلالت کرتا ہے اور اس کیلئے کوئی شرط اور قید بھی نہیں تو توفی کیلئے اتنی قیود وشرائط (کہ کچھ امور کا ہونا اور کچھ کا نہ ہونا ذکر کیا جائے) کی کیاں ضرورت ہے؟

Marfat.com

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ توفی کی دلالت موت یا نوم پر قرینہ اور موقع کی وجہ سے ہے۔ وہ اس کا لغوی معنی نہیں مگر مرزا صاحب نے اپنے ہدف کے حصول کی خاطر یہ غیر شرعی، غیر لغوی اور غیر اصولی تاویل کی اور عوام کو گمراہ کرنے کیلئے یہ ضابطہ بنایا جس کا باطل ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکا ہے۔

توفی کے بارے میں اس کی تاویل وتشریح جو ہم نے کی ہے قادیانیت کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات کا ملاحظہ کیجئے۔

حوالہ نمبر ا۔

متوفيك ورافعك الى على التقديم والتاخير وقد يكون الوفاة قبضا ليس بموت

(مجمع البحار ج۲ص ۴۵۴۔منقول از عسل مصفی ج اص ۱۷۵)

متوفیک اور رافعک میں تقدیم وتاخیر ہے اور وفات کبھی قبضہ میں لینا ہوتا ہے موت نہیں۔

حوالہ نمبر۲۔

فلما توفيتنى ...الخ التوفى أخذ الشىء وافيا والموت نوع منه

(تفسیر صافی بحوالہ عسل مصفی ج اص ۲۶۳)

توفی کا معنی کسی چیز کو پورا لینا ہے، موت بھی اس کی ایک قسم ہے

حوالہ نمبر۳۔

يستعمل التوفى فى اخذ الشىء اى كاملا والموت نوع منه

(حاشیہ صاوی علی جلالین ص ۳۱۵ ج ا۔ عسل مصفی ج اص ۲۶۳)

Marfat.com

توفی کسی شیء کو لے لینے یعنی پورے طور پر کے معنی میں ہے اور موت اس کی ایک قسم ہے۔

ہماری غرض صرف توفی میں قادیانی تناقض کو بیان کرنا ہے کہ مرزا صاحب اسے موت پر اور اسی کی امت اسے اس کے اصل معنی پر محمول کرتے رہے ہیں۔

توفی میں جن امور کی رعایت ضروری ہے

ا۔لفظ کا اصل معنی وہی ہوتا ہے جو اس کی وضع کے اعتبار سے ہو اور جس پر لفظ خود بخود بغیر کسی قرینہ کے دلالت کرے جس میں کسی قید و شرط یا قرینہ کی ضرورت نہ رہے۔

۲۔توفی کا لازمی یا کنائی معنی وہ ہوتا ہے جو قرینہ کی وجہ سے ہو۔

۳۔کنائی یا لازمی معنی موقع و محل اور شواہد و قرائن کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔

توفی عیسی میں جن امور کی رعایت ضروری ہے

ا۔قرآن کریم نے حضرت عیسی کی توفی کو بطور انعام ذکر کیا ہے جو محض انہیں کا خاصہ ہے۔

۲۔اس کی تعبیر قرآنی یوں ہے۔یاعیسی انی متوفیک۔یہ صرف انہی کے ساتھ پیش آیا۔

۳۔ جہاں حضرت عیسی کی زبان سے ان کی توفی کو نقل کیا تو تعبیر یوں رہی۔فلما توفیتنی۔تو یہ صیغہ ماضی میں توفی عیسی کا ان کی اپنی زبان سے بیان ہے۔

۴۔قرآن حکیم میں جہاں حضرت عیسی کی مستقبل میں آنے والی موت کا بیان ہے وہاں یہ تعبیر قرآنی یوں۔ویوم اموت۔اور جس دن میری موت واقع ہوگی۔

Marfat.com

ہر عقلمند انسان وہ قادیانی ہو یا غیر قادیانی اگر قرآن کریم کو اللہ کا کلام سمجھتا ہے اور وہ عربی زبان سے تھوڑا بہت واقف ہے تو اس پر بخوبی یہ واضح ہو جائے گا کہ (یوم اموت) کے بعد (یوم ابعث حیا) آیا ہے۔اور اس سے پہلے (والسلام علی) ہے جس کا معنی یہ ہے کہ مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں مروں اور جس دن میں دوبارہ زندہ ہو کر اٹھایا جاؤں۔قرآن نے ان کی موت کے مستقبل میں واقع ہونے کی تو خبر دی مگر ماضی میں واقع ہونا نہیں بتایا۔

۵۔جہاں پر (توفیتنی) آیا ہے تو وہ قوم میں نہ ہونے کو بیان کرنے کیلئے ہی (ان کی موت کو بیان کرنے کیلئے نہیں) اس لئے توفیتنی کے مقابلے میں (مادمت فیہم) کو لایا گیا ہے۔توفیتنی حیات کے مقابلے میں نہیں آیا ہے۔

۶۔جہاں متوفیک کہا گیا ہے وہ خصوصی انعامات کے ذیل میں آرہا ہے۔مرنا ان کی خصوصیت نہیں، ہاں توفی ہے جس کا اپنا مفہوم شرعی ہے۔

توفی عیسی کے بارے میں مندرجہ ذیل امور بالکل واضح ہو گئے ہیں:

۱۔توفی عیسی کو مکر یہود کے مقابلے میں خیر الماکرین کا مظہر ہونا چاہئے۔

۲۔وہ سبق وسیاق کے بھی موافق ہو۔

۳۔یہود سے خلاصی اور جسد وروح کو قبضے میں لیکر ایسی جگہ پر لیجانا ہو جہاں تک ان کی پہنچ نہ ہو۔

۴۔توفی کی وہ قسم ہو جو نعمت شمار ہو سکے۔

۵۔جو عیسی کی خصوصیت بن سکے۔

۶۔توفی کی ایسی قسم نہ ہو جو نہ نعمت ہو سکے اور نہ خصوصیت عیسی بن سکے۔

Marfat.com

ان تمام امور کی رعایت جس توفی میں ہو اس کی صرف دو ہی صورتیں ہیں، اور وہی دو قول اہل اسلام کے ہیں:

ا۔جمہور کا قول ہے جس میں تقدیم و تاخیر نہیں۔۲۔بعض حضرات کا قول ہے جس میں تقدیم و تاخیر لازم آتی ہے۔وہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی صورت: اس آن میں بتمامہ جسد و روح سمیت قبضہ اور ان کا اللہ کی تحویل میں چلے جانا توفی عیسی ہے ۔

دوسری صورت: اس موت کیطرف اشارہ ہونا جس میں یہود کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ عیسی کی اجل آنے پر خود اللہ تعالی ہی ان کی توفی فرمائیں گے۔اور اس وقت میں وہ باعث تسلی بنی۔

پہلی رائے جمہور مفسرین کی اور دوسری رائے بعض کا قول ہے اور دونوں قول حق ہیں ۔

یاد رہے کہ دونوں رائے والوں کا اس امر میں اتفاق ہے کہ عیسی علیہ السلام تا حال آسمان پر ہیں اور زندہ ہیں۔یہی متوفیک اور رافعک کی شرعی تفسیر اور اہل حق کا قول ہے جو قرآن و سنت سے مؤید ہے۔

قول باطل

توفی کی تیسری قادیانی صورت کہ اس وقت تو نہیں مگر ۸۷ سال بعد ان کی موت ہو۔یقیناً یہ قول باطل ہے کہ یہ نعمت خاصہ ہوگا، نہ ہی سبق و سیاق کے ساتھ یہ مدلول توفی بنتا ہے۔ہاں یہ قادیانی مفہوم ہے اور ایسا مرزائی عقیدہ ہے جو لغت، شرع

Marfat.com

بنصوص قرآن وسنت اوراجماع امت کے خلاف ہے۔لہذا یہ قول ہر اعتبار سے باطل اورواجب رد ہے۔

مسئلہ توفی پر مرزا صاحب کے چیلنج کی حیثیت

لفظ''توفی'' کے ساتھ جب قرینہ نوم ہوگا تو نیند پر دلالت کرے گا اور جب قرینہ موت ہوگا تو موت پر دلالت کرے گا اور جب موت اور نوم دونوں کا قرینہ نہ ہوگا تو اپنے اصل معنی یعنی کسی چیز کو بتامہ اور پورا پورا لے لینے پر دلالت کرے گا۔
نوم کے قرینہ کے ساتھ اس لفظ سے موت ثابت کرنا یا اسے کسی دیگر معنی پر محمول کرنا اور موت کے قرینہ کے ساتھ اس سے موت کی نفی کرنا۔موت اور نوم کا قرینہ ہو پھر اس سے موت ثابت کرنا، لغت اور شرع کے خلاف امر ہے۔مرزا صاحب کا زور دار چیلنج اسی آخری زمرہ میں آتا ہے۔
ارشاد باری تعالی (انی متوفیک) میں جن علماء نے ممیت کا معنی کیا ہے انہوں نے ساتھ ہی اجل اور اتمام عمر کی قید لگا کر ہی کیا ہے مگر نقل میں خیانت کرتے ہوئے قادیانیت نے اس طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔جمہور علماء نے بغیر قرینہ کے متوفیک کو اپنے اصل معنی پر محمول کیا ہے اور اس وقت میں وہ عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کے بتامہ روح وجسد سمیت لے لینے کے معنی کرتے ہیں۔

خصوصی علمی مباحث اور انسانیت کے ساتھ فکری دہشت گردی

عوام کے سامنے ان علمی مباحث کو بیان کرنا جوان کے علمی معیار اور فکری استعداد سے بڑھ کر ہوں ہمارے نزدیک یہ انسانیت کے ساتھ دہشت گردی ہے جس کا

Marfat.com

ارتکاب قادیانیت نے کیا ہے۔لہذا اس موقع پر مناسب ہوگا کہ ہم اپنے عوام کے سامنے دو چیزوں کو واضح کر دیں۔انہیں چاہئے کہ وہ بھی اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ یاد رکھیں یا کم ازکم اتنا ضرور یاد رکھیں کہ علمی مباحث کو عوام میں لاکر قادیانیوں نے کس قدر دھوکہ دہی کی ہے۔جسے ہم دو فقروں میں بیان کرتے ہیں۔

اولا: قرآن حکیم ،سنت نبوی یا لغت عرب میں الفاظ کی وہ خصوصی علمی مباحث (جیسے کہ حقیقت ومجاز،صریح وکنایہ،مشترک ومترادف)جو محض علماء کرام کے حلقات ودروس سے ہی تعلق رکھتی ہیں اور علمی حلقات کا موضوع سخن بنتی ہیں ۔قادیانیت نے ان کے ذریعہ کس طرح عوام کو دھوکہ دیا ہے۔اسکی وضاحت تفصیل سے ہم نے گذشتہ صفحات میں کردی ہے۔

ثانیا: قرآن کریم کی تفسیر میں قدم رکھنا ہر کس وناکس کا کام نہیں۔اس کے کچھ آداب وشروط ہیں۔ان کا بیان ہم نے اپنے مقالہ ''دین'' میں وضاحت سے کردیا ہے۔

توفی (موت دینے سے کنایہ لانے کی حکمت)

اتمام عمر کے موقع پر توفی سے موت کو بطور کنایہ بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اولاً دعوی کو دلیل کے ساتھ بیان کیا جائے کہ فلاں کی موت اس لئے ہوئی کہ وہ اپنے ایام حیات پورے کر چکا ہے نیز اس کلمہ میں ادب بھی ہے۔جیسے دنیا سے کوچ کرنا یا دنیا سے منتقل ہوجانا۔یا بندہ کا وصال ہوجانا اتمام عمر پر۔اب رحلت ،انتقال یا وصال کو موت سے کنایہ کے طور پر استعمال کرنا اردو اور عربی ہر دو زبانوں میں بھی معروف ہے۔کسی بڑے شخص کے بارے میں یوں نہیں کہا جاتا کہ اس کی موت ہوگئی

Marfat.com

ہے بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ فلاں کی رحلت ہوگئی ہے۔ وصال ہوگیا ہے۔ انتقال ہوگیا ہے۔

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ لفظ رحلت، لفظ انتقال، یا لفظ وصال میں سے ہر ایک کا معنی موت ہوگیا ہے۔ ہاں یہ الفاظ موت سے کنایہ ضرور ہوں گے جب کوئی قرینہ ہوگا اور غرض متکلم ادب واحترام سے کسی کی موت کا بیان کرنا ہو۔ نہ یہ مطلب ہے کہ یہ الفاظ موت سے مرادف ہوگئے کیونکہ ترادف ایک معنی کیلئے ایک سے زائد لفظوں کا وضع ہونا ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں اور نہ ہی یہ مطلب ہے کہ توفی کا کلمہ نئی وضع سے نئے معنی کیلئے موضوع ہوگیا ہے یا وہ منقول ہی جو اپنا معنی چھوڑ کر نئے معنی میں منتقل ہوگیا ہے بلکہ ان الفاظ کے اصل معانی جب یہ موت کیلئے استعمال ہوتے ہیں تب بھی وہی ہوتے ہیں جو لغت میں مقرر ہیں۔ ہاں کنائی استعمال میں یہ اصل معنی سے لازم معنی کی طرف پھر جاتے ہیں اور پھیرنے والا قرینہ ہوتا ہے۔

یہ امر بخوبی یاد رہے کہ کنایہ میں لفظ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا لفظ متکلم کی مراد کی وجہ سے لازم معنی ہوجاتی ہے جس کیلئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔ کنایہ میں وضعی معنی لفظ اور مرادِ متکلم عین نہیں ہوتے بلکہ منطوق (یعنی بولا گیا) لفظ ساتر ہوتا ہے اور مقصود لفظ یعنی مرادِ متکلم اس منطوق میں مستور ہوتی ہے۔ اگر منطوق جو ساتر ہے معنی مقصود کا مرادف ہو (جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے توفی کو موت کا مرادف قرار دے دیا) تو پھر ساتر اور مستور کا فرق مٹ گیا اور کنایہ کا مقصد اور تقدس ہی ختم ہوگیا پھر کنایہ صرف وہی لفظ بن سکتا ہے جس میں معنی مقصود یا مراد متکلم کو چھپانے کی صلاحیت بھی ہو جس سے کہ غرض متکلم پوری بھی ہوسکتی ہو۔ جس طرح کہ لفظ توفی کو

Marfat.com

جب قرینہ موت میں موت کیلئے استعمال کیا جائے یا قرینہ نوم کے وقت نیند کیلئے استعمال کیا جائے تو موت یا نیند توفی کا اصل معنی نہیں بلکہ لازمی معنی ہوں گے۔یعنی ایک معنی کو جو مراد متکلم ہے دوسرے لفظ میں جو منطوق ہے، میں چھپا کر رکھا جائے۔ اسے ہی کنایہ کہتے ہیں اور عربی میں کہا جاتا ہے(کنیت ھکذا) میں نے اس کو فلاں معنی کیلئے بطور کنایہ استعمال کیا ہے۔

خلاصہ مبحث توفی۔

متکلم اگر قادر الکلام ہو تو وہ اپنی غرض یعنی معنی مراد کو قوت سے بیان کرنے کی خاطر فصاحت وبلاغت کے اعلی معیار کے اسلوب میں ادا کرنے کیلئے" صریح" کے بجائے" کنایہ" کو اختیار کرتا ہے۔کیونکہ کنایہ قوت بیان میں صریح سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

عربی میں کہتے ہیں (الکنایۃ ابلغ من الصریح) کسی معنی کو کنائی طور پر بیان کرنا صریح طور پر بیان کرنے سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔

عربی میں:

عربی زبان میں جب ایک عربی کسی کی سخاوت کو یا اس کے کرم کو بیان کرنے کیلئے (ھو کریم) وہ بہت کرم والا ہے۔کے بجائے یہ کہتا ہے کہ (ھو کثیر الرماد) وہ بہت راکھ والا ہے۔تو گویا وہ اس کی سخاوت اور کرم کے ساتھ اس کی دلیل بھی بیان کر رہا ہے۔تو گویا کنایہ میں ایک بات دلیل کے ساتھ بیان کی جاتی ہے لہذا وہ صریح سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اردو میں:

اردو زبان میں جب کوئی شخص کسی حاکم کے عدل وانصاف کو بیان کرنے کیلئے یہ کہے کہ وہ عادل ومنصف ہےاور دوسرا یہ کہے کہ ''اس کے دروازے رات دن کھلے ہیں'' تو بیان دوسرے کا زوردار ہوگا کیونکہ اس میں اس کے عدل وانصاف کو کنائی طور پر بیان کیا ہے کہ اس کی دلیل بھی ساتھ بتادی۔

اردو ہی میں کسی عظیم شخص کے اس دنیا سے کوچ یا اس دنیا سے انتقال کے وقت صراحت سے یہ نہیں کہتے کہ وہ مرگیا ہے بلکہ اس کی عظمت کی خاطر کنایہ کے طور پر یوں کہتے ہیں:

فلاں صاحب رحلت فرماگئے

ان کا انتقال ہوگیا

کیونکہ یہ بھی کوچ کرنے اور منتقل ہونے ہی کی ایک نوع ہے۔

تو اس موقع پر رحلت یا انتقال موت سے کنایہ ہے کیونکہ اس رحلت اور اس انتقال کو موت لازم ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ رحلت یا انتقال کا معنی موت ہوگیا۔ ہاں اس موقع پر رحلت یا انتقال کو موت سے کنایہ بنایا گیا ہے۔جس کا قرینہ وہ موقع ومحل ہے جس میں وہ استعمال ہوئے۔

قرآن میں توفی۔

جس طرح کرم اور موت کے بیان کیلئے اردو میں کنائی الفاظ ہیں جن کے اپنے لغوی یا وضعی معانی ہیں اسی طرح قرآن حکیم میں توفی کا لفظ آیاہے جس کا معنی پورا

Marfat.com

پورا لینا، قبضہ میں لے لینا، علی وجہ الکمال لے لینا، ہیں۔اس کے علاوہ اس لفظ کے کنائی استعمال ہوں گے۔

مگر ایک موقع پر اتمام، اکمال، اور پورا پورا لینا ضرور ملحوظ رہے گا۔ہم اس جگہ صرف ان مواقع کی طرف اشارہ کرتے ہیں جہاں لفظ توفی کا فاعل اللہ، مفعول ذی روح، اور معنی مقصود ہر موقع پر الگ الگ ہے تاکہ توفی کا معنی واضح اور مرزائی ضابطہ باطل ہو جائے۔اب تین مندرجہ ذیل متوفی کے استعمال ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ اللہ تعالی عمومی نفوس بشریہ کی توفی فرماتے ہیں۔اور انہیں ایسا پورا پورا لیتے ہیں جس کو نوم لازم ہے اور یہ توفی حین المنام یعنی نوم اور نیند کے وقت ہوتی ہے۔جو تمام نفوس بشریہ کو عام ہے کسی کی خصوصیت نہیں ہے۔

۲۔ اللہ تعالی عموم نفس بشریہ کی توفی فرماتے ہیں اور ایسا پورا پورا لیتے ہیں جس کو موت لازم ہے اور یہ توفی حین الموت یعنی ان کی موت کے وقت ہوتی ہے۔کسی کی خصوصیت نہیں۔

۳۔ اللہ تعالی ایک خاص شخصیت کی بطور خصوصی انعام توفی فرماتے ہیں اس وقت جب اس کے دشمن اس کے قتل وصلب کے درپے ہیں تو وہ انہیں ایسا پورا پورا لیتے ہیں کہ اس کے جسم و روح جن کو جدا جدا کرنے کیلئے یہودی مکر کر رہے تھے کو اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔پھر اس کو اپنی طرف اٹھا لیتے ہیں۔یہ توفی عیسی علیہ السلام ہے۔

یہ قرآنی بیان ہے۔یہی وہ توفی ہے جو اللہ کی تدبیر ہے جو یہودی مکر پر اللہ کی تدبیر کے غلبہ کا مظہر ہے تو یقیناً جس کی توفی ہو رہی ہے اس کے جسم و روح کو اللہ کا اپنے

Marfat.com

قبضہ میں لینا اور اس کا رفع کرنا۔یہی اللہ کی تدبیر کا یہود کے مکر پر غالب ہونا ہے۔

قرآن حکیم کی دیگر آیات اور احادیث متواترہ اور امت کا اجماعی عقیدہ یہی ہے۔اس کے خلاف کوئی ضابطہ بنانا سب سے بڑی بے ضابطگی ہے کیونکہ اس توفی کا نعمتِ خاصہ برائے عیسی علیہ السلام ہونا پھر اس کی دیگر کوئی مثال نہ ہونا اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ یہ امر خرق عادت ہے۔یہاں پر کوئی کلی ضابطہ بنانا اللہ تعالی کے حضرت عیسی علیہ السلام پر خصوصی انعام کے خلاف سازش ہے جو سب سے بڑی سفاہت ہے۔

دعوت مخلصانہ۔

ہم قادیانی حضرات کو نہایت اخلاص اور دردمندانہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ توفی کے مسئلہ میں مکمل علمی تحقیق کریں۔اس کا لغوی مفہوم،اور اس کا قرآن حکیم میں استعمال، اس موضوع پر احادیث صحیحہ میں غور کرلیں نیز صحابہ کرام کا اس موضوع پر عقیدہ،اور تسلسل سے امت مسلمہ کا اس موضوع پر اعتقاد۔ان سب کے تناظر میں توفی عیسی کے متعلق اپنا عقیدہ درست کریں۔ان تمام مراجع لغویہ اور دینیہ کو چھوڑ کر صرف مرزا غلام احمد کی رائے کو اتنی اہمیت نہ دیں۔ضرور اپنی عقل وفہم کو استعمال کر کے خلوص دل سے اس شرعی مسئلہ کو سمجھیں اور اس میں دیگر مسائل میں امت مسلمہ کا حصہ بن کر فہم قرآن اور فہم سنت اور سعادت دارین کی نعمت کے مستحق ٹھہریں۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

Marfat.com

نمبر 19-از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

آیت توفی

اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر انعامات ربانی کی تفسیر

Marfat.com

آیت توفی کا سیاق وسباق

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے:

ومکروا ومکرا للہ واللہ خیر الماکرین۔آل عمران ٥٤۔

اس کے بعد اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام پر اپنے پانچ انعامات کا ذکر بطور احسان فرماتے ہیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة ثم الي مرجعكم فأحكم بينكم فيما كنتم تختلفون۔آل عمران ٥٥۔

جب حضرت عیسی علیہ السلام اپنے دشمنوں کے نرغے میں تھے تو اللہ نے ان سے فرمایا کہ اے عیسی! تم غم نہ کرو میں تم کو پورا پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، اور تم کو ان لوگوں کی تہمت سے پاک کرنے والا ہوں جو تمہارے منکر ہیں اور جو تمہارے ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو تمہارے منکر ہیں روز قیامت تک۔ پھر قیامت کے روز سب کی واپسی میری طرف ہوگی تو میں ان تمام امور میں فیصلہ کروں گا جس میں تم اختلاف رکھتے تھے۔

اعدائے عیسی علیہ السلام کی سازش اور اللہ تعالی کی تدبیر

حضرت عیسی علیہ السلام کے دشمنوں نے یہ منصوبہ بندی کی کہ انہیں قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے مگر اللہ تعالی نے ان کی اس سازش کو اپنی تدبیر سے ناکام کرتے ہوئے ان کی حفاظت فرمائی۔اور یہ حفاظت اس انداز میں فرمائی کہ کسی بشر کا ذہن

Marfat.com

اس تدبیر کوسوچ بھی نہیں سکتا۔اور وہ تدبیر تھی ۔حضرت عیسی علیہ السلام کی توفی اوران کا رفع ۔یہی وہ بہترین تدبیر تھی جس کے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالی بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

حق تعالی نے حضرت عیسی کو انجاس سے نکال کر اطہار میں پہنچادیا۔جہاں کفر کی بو تک نہیں،اور نہ ہی ان سے عداوت کا تصور ہے۔کوئی ان کے جسم اطہر کو گزند نہیں پہنچاسکتا پھر حسب وعدہ اللہ تعالی نے ان کے اتباع کو ہمیشہ یہود پر غالب رکھا۔قرب قیامت کے وقت جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کے اَتباع کی کثرت یہود میں سے ہوگی۔وہ اپنی حکومت اور سلطنت قائم کریں گے اپنی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کریں گے تو ان کے خاتمہ کیلئے اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول فرمائیں گے جوان کی شان وشوکت اور طاقت وقوت کوتوڑ دیں گے اور دجال کوقتل کریں گے ۔ظلم کا خاتمہ اور انصاف کا بول بالا کریں گے۔توحید کی اقامت کریں گے۔اور کفر وشرک کا خاتمہ ہوگا ۔وہ خود حضرت خاتم النبیین کی شریعت کی پیروی کریں گے۔صلیب کوتوڑیں گے۔خنزیر کوقتل کریں گے۔غیر مسلموں پر جزیہ رکھیں گے۔ان کے متعلق یہود نے جو غلط خبریں پھیلائیں تھیں ان کا رد کریں گے۔یہود کے دعویٰ قتل وصلب اور نصاری کا انہیں ابن اللہ اور تین میں سے تیسرا ماننے کی نفی فرمائیں گے۔تمام عقائد باطلہ کا خاتمہ فرمائیں گے۔اس طرح تمام امتوں پران کی توفی اور رفع ونزول کا قضیہ واضح ہوجائے گا کہ وہ جسم اور روح کے ساتھ اٹھائے گئے تھے اور وہ حالت حیات میں تھے۔سب پر یہ امور عیاں ہوں گے۔

ان کے ہاتھ سے اسلام کوغلبہ ملے گا یہاں تک کہ تمام اہل کتاب ان کے بارے

Marfat.com

میں اور دیگر امور میں حق کو اختیار کریں گے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالی ہے کہ تمام اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالی کے پانچ وعدوں کا قرآن کی اس آیت میں ذکر ہے

۱۔ ان کی توفی

۲۔ ان کا رفع

۳۔ کفار سے ان کی تطہیر

۴۔ ان کے متبعین کی ان کے مخالفین پر تا قیامت فوقیت

۵۔ ان کے بارے میں امتوں کے باہم اختلافات کے ربانی فیصلے

پہلا وعدہ

اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام سے پہلا وعدہ ان کے کلام مبارک میں ''متوفیک'' کے لفظ ہے۔ توفی عیسی علیہ السلام پر ہم نے ایک مفصل مقالہ لکھا ہے۔ اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو دشمنوں سے نکال کر اپنی عصمت اور حفاظت میں پورے طور پر لے لیا۔

یہی جملہ مفسرین، صحابہ کرام اور تابعین کرام سے منقول ہے۔ یہی امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام سے اللہ تعالی کا یہ وعدۂ توفی، (پورے طورے پر اپنے قبضہ میں لینا) ہے، نہ کہ انہیں موت دینا ہے۔ کیونکہ توفی کے ذریعے سے حضرت عیسی

Marfat.com

علیہ السلام کو تسلی اور بشارت دی جا رہی ہے جو کہ انہیں موت دینے کی صورت میں کسی طور پر قرین قیاس نہیں ۔ پھر اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ان لوگوں کے درمیان سے جسم اور روح کے ساتھ اس طرح اٹھایا جس طرح نعمت کو ناقدروں کے درمیان سے اٹھایا جاتا ہے اور ان کا رفع اس جگہ فرمایا جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا چہ جائیکہ وہ وہاں تک پہنچ کر ان کے خلاف کوئی سازش کرسکیں۔

توفی کے حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے نعمت ہونے کے متعلق درج ذیل امور کا تحقق ہونا ضروری ہے:

ا۔توفی حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے تسلی، اطمینان اور ان کیلئے باعث بشارت ہو۔

۲۔اعدائے اسلام کی اس میں ذلت اور رسوائی ہو۔

۳۔توفی سے اللہ تعالی کی تدبیر دشمنوں کی سازش پر غالب ہو۔

۴۔توفی قدرت ربانی کا مظہر ہو۔

۵۔توفی حضرت عیسی علیہ السلام کی خصوصیت بنے۔

جہاں ان تمام امور کا تحقق ہوگا وہی توفی کے درست معنی ہوں گے، بصورت دیگر وہ کوئی صورت ہو توفی کا مفہوم متحقق نہ ہوگا۔

مشہور محدث سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اپنے عربی منظوم کلام میں فرماتے ہیں کہ:

وجوه لم تكن أهلاً لخير فيأخذ منه عيسى إليه

ويرفعه ولا يبقيه فيهم كأخذ الشيء لم يشكر عليه

وحيزاً كما يحاز الشيء حفظا وآواه إلى مأوى لديه

وہ چہرے جو خیر کے اہل نہ تھے اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کو ان سے اپنی طرف

Marfat.com

لے لیتے ہیں۔ وہ انہیں اٹھا لیتے ہیں اور ان کے درمیان نہیں چھوڑتے جیسے کہ کسی ناشکرے سے نعمت چھینی جاتی ہے۔ انہیں حفاظت کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا اور انہیں اپنے ہاں بلند ٹھکانہ عطا فرمایا۔

وجوہ ترجیح برائے مذکورہ مفہوم توفی

اگر معمولی تامل کیا جائے تو یہی معنی اللہ تعالی کے کلام (ومکروا ومکر الله) کے مطابق ہے، کیونکہ یہود کی سازش اور مکر کی انتہائی حد حضرت عیسی علیہ السلام کا قتل اور ان کی موت تھا۔ اور اللہ تعالی کی تدبیر کی آخری حد حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات اور ان کو باقی رکھنا تھا۔ اور جب مخلوق کی سازش اور اللہ تعالی کی تدبیر آمنے سامنے آجاتے ہیں تو اللہ کی تدبیر ہی غالب آتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: (والله غالب علی أمره) اللہ تعالی ہی اپنے فیصلوں میں غالب آتے ہیں۔

ثانیا: قرآن کریم میں جس مقام پر بھی اللہ تعالی نے اپنے نبیوں کے دشمنوں کی سازش اور ان کے مکر کا ذکر کیا اور اس کے مقابلے میں اپنی تدبیر کو بیان کیا تو اللہ تعالی ہی کی تدبیر دشمنوں پر غالب رہی۔ اور انبیاء کے دشمن انہیں کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

اس طرز بیان کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کے وقت مدینہ کا قصد کیا تو مشرکین مکہ نے آپ کے قتل کی سازش کی۔ اور اس کیلئے پوری منصوبہ بندی اس طرح کی کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک جوان کو اس کام میں شریک کیا جائے گا تاکہ آپ کا قبیلہ مجبوراً خون بہا پر راضی ہو کر صلح پر آمادہ ہو جائے۔ مگر اللہ کی تدبیر آپ کی حفاظت

Marfat.com

کرنا تھی۔ چنانچہ ہجرت کی رات وہ تمام لوگ جو آپ کے قتل کے ارادہ سے آپ کے گھر پر جمع ہوگئے تھے اور آپ انہی کے درمیان سے سورۂ یاسین کی آیت وجعلنا من بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشیناھم فھم لا یبصرون کی تلاوت کرتے ہوئے ان کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوگئے۔ اور آپ جب ان کے درمیان سے نکل رہے تھے تو ابو جہل ان جوانوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ: محمد کا یہ خیال ہے کہ اگر تم اس پر ایمان نہیں لاؤ گے تو جہنم میں جاؤ گے اور اگر ایمان لاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے۔ آپ نے وہاں سے گذرتے ہوئے اس کی اس بات کا جواب بھی یہ فرماتے ہوئے کہ: ''ہاں میں یہی کہتا ہوں ''۔اس انداز سے نبی کریم کا اپنے دشمنوں کے درمیان سے نکلنا یقیناً اللہ تعالی کی تدبیر تھی جو کہ اللہ کے دشمنوں کی سازش پر غالب رہی اور دشمن آپ کے بال بھی بیگانہ کرسکے اور آپ کی بحفاظت نکل جانے کے بعد لکیریں پیٹتے رہے۔ قرآن اس مقام پر یہ کہتا ہے:

واذ یمکر بکَ الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ ـ واللہ خیر الماکرین۔

''جب کفار نے آپ کے خلاف یہ منصوبہ بندی کی کہ آپ کو جکڑیں یا قتل کریں یا آپ کو نکالیں۔ اور اللہ نے ان کے مقابلے میں تدبیر کی۔ اور اللہ تعالی ہی بہترین تدبیر فرماتے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالی کی بہترین تدبیر آپ کے دشمنوں کو خائب وخاسر کرنا۔ ان کے عزائم کو خاک میں ملانا اور آپ کو بحفاظت ان کے درمیان میں سے نکالنا ہی ہے۔

Marfat.com

پھر جب آپ غار ثور پر پہنچے تو وہاں بھی آپ کا تعاقب کیا گیا مگر وہاں بھی اللہ کی تدبیر غالب رہی اور مکڑی نے جالا بن لیا، کبوتر نے انڈے دیئے اور اللہ تعالی نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا۔

اللہ تعالی کی تدبیر کی ایک اور مثال حضرت صالح علیہ السلام کے قصہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ارشاد باری تعالی ہے:

ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وھم لا یشعرون فانظر کیف کان عاقبة مکرھم انا دمرناھم وقومھم اجمعین۔النمل ۵۰۔۵۱

اعدائے نبوت نے حضرت صالح علیہ السلام کے خلاف مکر کیا اور ہم نے ایسی تدبیر کی کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔سوتم دیکھ لو کہ ان سازش کا کیا انجام ہوا۔ہم نے ان کو اور ان کی پوری قوم کو برباد کر دیا۔

سنت اللہ یہ رہی ہے کہ جب بھی اس کے انبیاء کے خلاف ان کے دشمنوں نے سازش کی اور انہیں تکلیف پہنچانے کی منصوبہ بندی کی تو اللہ نے اپنی تدبیر سے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا اور اپنے انبیاء کی حفاظت فرمائی۔

اس تفصیل کے بعد اب ہم دوبارہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قصے کی طرف آتے ہیں۔حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ان کی ''توفی'' اللہ تعالی کی بہترین تدبیر تھی۔اس توفی کے ذریعے اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ان کے دشمنوں کے نرغے میں سے نکال کر بحفاظت جسد و روح کے ساتھ اپنے پاس ایسے مقام پر اٹھا لیا جہاں ان کے دشمنوں کی پہنچ ناممکن تھی۔

Marfat.com

دوسرا وعدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا دوسرا وعدہ ''**رافعک الی**'' ہے۔ یعنی میں تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

''رفع'' لغت، قرآن، حدیث اور اجماع امت کے اعتبار سے جسدی ہے۔ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی (**بل رفعه الله**) سے ہوتی ہے کہ ان کے دشمن ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ نہ انہیں قتل کر سکے اور نہ انہیں سولی پر چڑھا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو ''مقتول'' ہونے اور ''مصلوب'' ہونے سے بچا کر ''مرفوع'' فرما دیا۔ یہ قرآن کے نص قطعی سے ثابت ہے۔ پھر اس آیت کا سیاق وسباق بھی اسی معنیٰ کو واضح کرتا ہے کہ وفد نجران کی آمد پر یہ آیت نازل ہوئی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسدی کے قائل تھے۔ اگر ان کا رفع جسدی کا عقیدہ باطل ہوتا تو قرآن اس کی تائید ہرگز نہ کرتا بلکہ لازماً اس کی تغلیط کرتا۔ جیسا کہ قرآن نے نصاریٰ کے دیگر عقائد باطلہ کا رد کیا ہے۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ابن اللہ ہونا اور ان کے تین میں سے تیسرے کا عقیدہ شامل ہے۔

قادیانیت اس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے ان کے رفع درجات مراد لیتی ہے۔ اور اس کی یہ تاویل بلا دلیل اور بلا قرینہ ہے۔ کیونکہ اس سے نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے اور نہ توفی نعمت خصوصی کہ اس پر احسان جتلایا جائے۔

Marfat.com

رفع درجات تو عام مؤمنین صالحین کیلئے بھی ہے۔ یہ تاویل عمومی قرآنی اسلوب بیان اور دیگر نصوص قرآن اور نصوص سنت اور امت مسلمہ کے سراسر خلاف ہے ۔لہذا باطل ہے۔

تیسرا وعدہ

اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام سے تیسرا وعدہ (ومطهرك من الذين كفروا) ہے۔یعنی آپ کو ان لوگوں سے خلاصی اور چھٹکارا دینے والا ہوں جو آپ کے منکر ہیں ۔یعنی ان کے نجس ہاتھ تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے۔قتل اور سولی پر چڑھانا تو دور کی بات ہے۔

یہ وعدہ بھی حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع جسدی کی تائید کرتا ہے۔اس کی مزید تائید اللہ تعالی کے اس ارشاد گرامی سے ہوتی ہے:(واذ كففت بني اسرائيل عنك اذ جئتهم بالبينات_المائده ۱۱۰)اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا)

حضرت عیسی علیہ السلام کی دشمنوں کے نجس ہاتھوں سے تطہیر اور اس جسد پیغمبری کو ان کے ہاتھ سے محفوظ رکھنا۔ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ ان کا رفع جسدی ہوا۔

اگر رفع سے رفع درجات ہوتا تو ان انجاس سے تطہیر اور ان کے ہاتھوں کا ان کے جسم کو چھونے سے روک دینے کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟ پھر اللہ تعالی کا اس مقام پر اپنی دوصفتوں (عزیز اور حکیم) کو ذکر کرنا بھی اس معنی کو تقویت دیتا ہے کہ حق تعالی شانہ نے اپنی قوت قاہرہ اور حکمت بالغہ سے ان کا جسمانی رفع فرما کر اس کا

Marfat.com

مظاہرہ فرمایا کہ غالب اور حکمت والے نے ایسا کیا ہے جو عاجز انسان نہیں کر سکتا ہے۔ عاجز انسان دشمنوں کے نرغے سے اگر نکال سکتا ہے تو آسمان تک نہیں پہنچا سکتا۔ نہ عاجز انسان ایک بشر کو ملائکہ کے وسط میں زندہ رکھ سکتا ہے۔ ہاں البتہ اگر اللہ تعالی چاہیں تو یہ سب اس کی قدرت میں ہے۔ وہی عزیز ہے اور حضرت عیسی ہی کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ وہ حکیم بھی ہے یہ اس کی حکمت کا مظہر ہے۔

چوتھا وعدہ

حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالی کا چوتھا وعدہ (وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة) ہے۔ یعنی قیامت تک میں تیرے پیروکاروں کو تیرے دشمنوں پر فوقیت دیتا رہوں گا۔

ابن کثیر اس مقام میں فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے نصاری کی یہود پر نصرت فرمائی کیونکہ نصاری ان کے مقابلے میں حق کے زیادہ قریب ہیں، اگرچہ دونوں کافر ہیں۔ یہ حکمت ربانی ہے کہ اس وقت سے لیکر آج تک نصاری یہود پر غالب رہے ہیں اور اللہ تعالی کا حضرت عیسی علیہ السلام سے یہ وعدہ اس طرح پورا ہوتا رہا۔

پانچواں وعدہ

حضرت عیسی علیہ السلام سے اللہ تعالی کا پانچواں وعدہ (فأحکم بینکم) اختلافات کے اندر فیصلہ ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اہل حق اور باطل کے درمیان آخری فیصلے آخرت میں ہی ہوں گے۔ مگر یہود اور نصاری کے درمیان مختلف فیہ مسائل کے فیصلے قیامت

Marfat.com

سے قبل حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے بعد ہو جائیں گے۔اور گمراہ لوگ ان فیصلوں کو قبول بھی کریں گے۔ کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہو کر اللہ تعالی کی عبادت کریں گے ۔صلیب کو توڑیں گے۔رسول اللہ کی اتباع کریں گے تو نصاری کے باطل عقائد میں سے ان کی ابنیت والوہیت اور تثلیث کی خود بخود تردید ہو جائے گی ۔اسی طرح ان کی دوبارہ آمد پر یہود اپنے عقیدۂ قتل وسلب سے توبہ کرلیں گے اور سب یہی اقرار کریں گے کہ حضرت عیسی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے اور وہی اس دنیا میں دوبارہ نازل ہوئے ہیں۔اور جو کچھ قرآن، اور نبی خاتم نے ان کے بارے میں کہا وہ حق ہے۔سبھی یہ کہیں گے کہ اسی بات کا تو ہم سے اللہ اور رسول نے وعدہ کیا تھا اور بے شک اللہ اور اس کے رسول سچے ہیں جس سے اہل ایمان کے ایمان کو مزید تقویت ملے گی۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وما زادھم الا ایمانا و تسلیما۔احزاب۔۲۲

اسی طرح حق تعالی ان تمام اختلافات میں فیصلہ ظاہر کریں گے جو یہود، نصاری اور مسلمانوں میں تھا۔

مخلصانہ دعوت

آخر میں ہماری قادیانیت کو مخلصانہ دعوت ہے کہ وہ آیت توفی میں غور کریں۔اہل تفسیر نے اس آیت کی جو تفسیر فرمائی ہے اس کا جائزہ لیں،ان میں سے بعض وہ مفسرین بھی ہیں جنہیں قادیانیت مجددین میں شمار کرتی ہے۔ممکن ہے کہ حق تعالی شانہ معمولی تامل سے راہ ہدایت کو آپ پر بھی واضح فرمادیں۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

ا۔آیت توفی کی تفسیر جو حضرت عیسی علیہ السلام سے اللہ تعالی کے پانچ وعدوں پر مشتمل ہے۔وہ یہ ہیں:

ا۔ توفیٔ عیسی علیہ السلام

۲۔رفع عیسی علیہ السلام

۳۔تطہیر عیسی علیہ السلام

۴۔قیامت تک ان کے ماننے والوں کی ان کے دشمنوں پر فوقیت اور غلبہ

۵۔اختلافات میں فیصلہ

توفی کا وہی معنی حق ہے جس میں یہ امور متحقق ہوں:

ا۔حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے تسلی ہو

۲۔یہود کیلئے ذلت اور رسوائی ہو

۳۔اللہ تعالی کی تدبیر کا دشمنوں کی سازش پر غلبہ ہو

۴۔جو قدرت ربانی کا مظہر ہو

۵۔توفی صرف حضرت عیسی علیہ السلام کی خصوصیت ثابت ہو دیگر کوئی بشر ان کا شریک نہ ہو۔

Marfat.com

نمبر20-از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

رفع حضرت عیسی علیہ السلام

قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں

Marfat.com

تمہید

حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع سے مراد ان کا اپنی روح اور جسد کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا ہے۔ رفع عیسی علیہ السلام ان مسائل میں سے ہے جس میں قادیانیت نے ایسی تاویل کی ہے جو لغت میں اس لفظ کے معنی اور شرع میں اس کے مفہوم و مدلول اور امت مسلمہ کے ہاں مسلمہ اور مجمع علیہ عقیدہ کے خلاف ہے۔

عقل و منطق کا تقاضا ہے کہ ذی عقل و شعور کسی بھی علمی بات میں تعصب اور جہالت سے ہٹ کر علم و معرفت اور تحقیق کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ یہی اس کے ذی شعور ہونے کی دلیل اور راہ ہدایت کو اختیار کرنے اور راہِ سعادت پر گامزن ہونے کا کھلا راستہ ہے۔

یاد رہے کہ:

جملہ اہل ایمان ، پھر اقرار کے درجے میں یہ امر قادیانیت کے ہاں بھی مسلم ہے کہ قرآن حکیم کلام حق تعالی شانہ ہے، وہ واقعات وحقائق کے بیان میں خالص صدق اور سچائی پر مبنی ہے جس میں نازل کرنے والے نے سوائے حق کے کچھ داخل نہیں فرمایا۔ نیز جس عظیم ہستی پر وہ نازل ہوا اس نے اسے اسی طرح سمجھا جیسے نازل کرنے والے نے فرمایا۔ پھر مہبط وحی جناب خاتم النبیین نے اس کے جو معانی ومفاہیم اور مدلولات مقرر فرمائے صحابہ کرام نے انہیں درست سمجھا اور پوری دیانت داری سے آگے امت کو پہنچایا۔ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ ہیں اور شارع علیہ السلام کی تفسیر وشرح بھی محفوظ ہے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے آپ پر کتاب کو حق (سچائی) کے ساتھ نازل کیا تاکہ آپ لوگوں میں ویسے فیصلے کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کو سلجھائیں ۔(نساء۔۱۰۵)

گویا قرآن حکیم امتوں کے مابین مختلف امور میں حق و سچ کے فیصلوں میں بطور حکم کے ہے۔اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے مابین حق اور سچ کا علم بیان کرنے والے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لئے نازل کی کہ آپ خوب کھول کر بیان کر دیں جن میں وہ لوگ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔نحل۔۶۴۔

گویا کہ امتوں کے مختلف امور میں حق و سچ وہی ہے جسے قرآن اور صاحب قرآن بیان کریں۔وہ امور عقائد کے ہوں یا دیگر تاریخی حقائق و مسلمات ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مختلف فیہ امور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں امتوں نے جو اختلاف کئے وہ معروف ہیں۔وہ قرآن حکیم میں بھی مذکور ہیں اور دیگر کتب میں بھی حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہود نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ا۔انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔۲۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ صدیقہ حضرت مریم علیہا السلام پر انہوں نے بہتان تراشی کی۔۳۔انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مقدس کو مطعون و مجروح کیا۔

قرآن حکیم کی متعدد سورتوں، سورۂ بقرہ، مائدہ، مریم اور دیگر کئی مواقع پر ان امور کا

Marfat.com

ذکر موجود ہے۔

نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں جن عقائد کی اشاعت کی تھی قرآن کریم کے بیان کے مطابق وہ یوں ہیں:

۱۔وہ اللہ ہیں

۲۔وہ اللہ کے بیٹے ہیں

۳۔وہ تین میں سے تیسرے ہیں۔

۴۔انہیں سولی دیا گیا۔

۵۔وہ دوسروں کیلیے کفارہ بن گئے۔

۶۔انہیں آسمان کی طرف جسد عنصری کے ساتھ اٹھایا گیا ہے۔

۷۔وہ قیامت سے قبل دنیا میں آئیں گے۔

قرآن حکیم اور مختلف امتوں کے مسائل

قرآن حکیم جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری آسمانی کتاب کے طور پر اللہ کی طرف سے نازل ہو۔وہ حقائق کے بیان میں اتھارٹی اور سند ہے۔جس میں تحریف وتبدیل ناممکن ہے۔یہ کتابِ عزیز مختلف امم میں مختلف فیہ مسائل میں فیصل بن کر نازل ہوئی۔اس کا طرز بیان یوں ہے کہ اس نے:

۔بعض مختلف فیہ عقائد کا رد کیا

۔بعض مختلف فیہ عقائد پر سکوت اختیار کیا

۔بعض کا خود صراحت سے بیان کیا۔

Marfat.com

ضابطۂ ایمانی

قرآن حکیم جن عقائد کا رد اور نفی کردے تو ان کا بطلان واضح ہے ۔اور اگر قرآن حکیم سابق ومشہود حقائق پر سکوت اختیار کرلے تو یقیناً یہ ان کے حق وسچ ہونے کیلئے کافی ہے کیونکہ باطل عقیدہ اور ناحق اور منکر امر پر انکار نہ کرنا سنت اللہ کے خلاف ہے۔خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ رہی کہ باطل اور منکر عقیدہ اور عمل پر نکیر فرماتے ۔شارع کا کسی امر پر سکوت کرنا اس کے منکر نہ ہونے کی دلیل ہے یا قرآن کا کسی امر کی نفی کرنا یا کسی عقیدہ کا ابطال فرمانا اس کے بطلان کی دلیل ہے۔قرآن کا کی عقیدہ کو بیان کرنا اس کے بارے اس کے بعد شک وشبہ میں رہنا۔یا دیگر میں اس کے بارے تشکیک پھیلانا۔یہ اہل ایمان کی سیرت نہیں یہ تو عین اہل کفر کا ہی شیوہ رہا ہے۔

قرآنی اسلوب اور ماحصل

قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں مندرجہ ذیل امور کا صراحت سے رد فرمایا:

☆ ان کے بارے الوہیت کے عقیدہ کا یوں رد فرمایا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح عیسی ابن مریم ۔المائدہ ۱۷

(یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہیں)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ابن اللہ ہونے کا یوں رد

Marfat.com

فرمایا۔ارشاد باری تعالی ہے:

وقالت الیهود عزیر ابن الله وقالت النصاری المسیح ابن الله ذلك قولهم بافواههم۔ توبه۔ ۳۰

(یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاری نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔یہ ان کا محض زبانی قول ہے)

☆ عقیدۂ تثلیث (تین میں سے ایک ہونے کی) نفی یوں فرمائی۔ارشاد باری تعالی ہے: لقد کفرالذین قالوا ان الله ثالث ثلاثه۔ مائده ۸۳۔

(بے شک ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہیں)

☆ عقیدۂ کفارہ کی نفی اس طرح فرمائی۔ارشاد باری تعالی ہے:

ولا تزر وازرة وزر اخری۔ انعام ١٦٤۔

(کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہ ہوگا)۔

کل نفس بما کسبت رهينة۔مدثر ۳۸۔

ہر انسان اپنے کیے کا جواب دہ ہوگا۔

اب اگر قرآن حکیم حضرت عیسی علیہ السلام کے ''رفع'' کے بارے میں سکوت بھی اختیار فرماتا تو یہ حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع کی صحت کی دلیل تھی مگر قرآن حکیم نے نہ صرف سکوت اختیار نہ فرمایا بلکہ پوری صراحت سے ان کے رفع کو تاکید کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ اس کے انکار کی گنجائش باقی رہے نہ کوئی اس میں تاویل کر سکے ۔یاد رہے کہ اب رفع عیسی کا انکار کسی معمولی یا فرعی مسئلہ کا انکار نہیں ٹھہرے گا بلکہ یہ انکار رفع ،انکار قرآن ،انکار قطعیات اور انکار مسلمات میں سے شمار ہوگا اور رفع کا

Marfat.com

منکراوراس میں تاویل کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیگا۔

نیز مہبط وحی جناب نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ نے بھی حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کو مؤکد طور پر اس اسلوب سے بیان فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات کو سنت مطہرہ کے بیان میں معنوی تواتر حاصل ہے جس کی تصریح علمائے اسلام نے فرمائی ہے۔

سید محمد انور شاہ محدث کشمیری کا عربی زبان میں (التصریح بما تواتر فی نزول المسیح) نامی رسالہ مطبوع ہے۔

رفع عیسی علیہ السلام اور ادلہ کا بیان

اولا: قرآن کریم نے جن آیات میں حضرت عیسی علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

سورۂ آل عمران آیت نمبر ۵۵ میں ہے:

ورافعك الي۔(میں تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں)

اس آیت میں حق تعالی شانہ نے توفی کے ساتھ ساتھ حضرت عیسی علیہ السلام پر اپنے دیگر انعامات کا ذکر فرمایا۔جن میں سے ان کا رفع بھی ہے۔اور یہ حضرت عیسی علیہ السلام کو ان کے دشمنوں سے بچاتے ہوئے اللہ تعالی کی حسن تدبیر کا مظہر ہے۔

سورۂ نساء کی آیت ۱۸۷ میں اللہ تعالی کا یہ ارشاد مبارک ہے:

وما قتلوه وما صلبوه .... بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔

Marfat.com

ان کے دشمن نہ انہیں قتل کر سکے اور نہ سولی پر چڑھا سکے۔ بلکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔

ان دونوں آیتوں میں حق تعالی شانہ نے ان کے جسم عنصری سمیت انہیں اپنی طرف اٹھانے کا ذکر اپنی قدرت کے اظہار کے ساتھ فرمایا ہے۔

شان نزول

جملہ اہل تفسیر اور آثار کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''آیات رفع'' کا نزول اس وقت ہوا جب نجران سے نصاری کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔اور یہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کے جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور قرب قیامت کے وقت ان کے نزول کے قائل تھے۔اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

وہ قادیانیت کی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع کو رفع درجات سے تاویل کرنے والے نہ تھے۔تو ایسی امت کے سامنے قرآن حکیم نے اپنی امت مسلمہ کا حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں وہ عقیدہ پیش فرمایا جس کے وہ بھی قائل تھے۔

معاذ اللہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وفد نجران تو حضرت عیسی علیہ السلام کے جسد عنصری کے ساتھ رفع کے قائل ہوں اور قرآن جس کا متکلم ذات باری تعالی ہے،اور جس پر نازل ہو وہ نبی آخر الزمان ان کی رفع سے مراد وفد نجران سے برعکس رفع روحانی ہو، کیونکہ ایسا کرنا اس وفد کے ساتھ اولاً دھوکہ ہوتا کہ وہ رفع سے جسمانی اور

Marfat.com

مسلمان رفع روحانی مرادلیکر خلط کرتے۔ ثانیا: اگران کا رفع جسمانی کا عقیدہ غلط ہوتا اور یہ امر خلاف واقع ہوتا تو نصاری کے اس وفد پر حق کو مخفی رکھنا۔ یہ اسلوب سنت ربانی اور سنت نبوی کے سراسر خلاف سمجھا جاتا۔ ثالثا: یہ جملہ امت مسلمہ کے ساتھ بھی دھوکہ ہوتا کہ حق تو رفع روحانی ہی ہے جسے اللہ تعالی اور رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم جان چکے مگر دیگر پر اس کو مخفی رکھا تا کہ تا قیامت انسانیت لبس وخلط میں رہیں اور ان پر حق واضح نہ ہوسکے۔ یہ اللہ تعالی اور رسول اللہ کی سنت اور وظیفۂ رسالت کے خلاف امر ہے۔

اللہ تعالی کی سنت تو یہ ہے کہ وہ باطل عقائد پر سکوت نہیں فرماتے جیسے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں یہود ونصاری کے غلط عقائد جھوٹے پروپیگنڈہ، ان کے قتل ہونے، سولی پر چڑھائے جانے، ان کی الوہیت، ابنیت اور تثلیث سب کی کھلے طور پر تردید فرمائی۔ حق تعالی شانہ یہود کی خوشنودی کی خاطر ان کی اشاعت قتل وصلب پر اور نصاری کی خوشی کیلئے حضرت عیسی علیہ السلام کی الوہیت، ابنیت اور تثلیث پر نہ صرف خاموش نہ رہے بلکہ کھلے طور پر ان کی
ان امور میں تردید فرمائی۔

اسی سنت کے مطابق انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع جسدی کے بارے کھل کر بیان فرمایا اس کی تائید فرمائی اور نصاری کے اس وفد نجران کے عقیدۂ رفع ونزول اور اسلام کے عقیدہ رفع ونزول کی موافقت بیان فرمائی۔

Marfat.com

''رفع'' لغت میں

لغت کے اندر ''رفع'' کا معنی اٹھانا ہے۔اس کی ضد ''خفض'' اور ''وضع'' ہے۔یعنی پست کرنا اور گرانا۔پھر رفع جس پر واقع ہو وہ ''مرفوع'' ہوتا ہے۔وہ نیچے سے اوپر اٹھایا جاتا ہے۔اور اس کی ضد ''مخفوض'' ہے جسے اوپر سے نیچے لایا جاتا ہے۔

اب ''رفع'' کہہ کر حضرت عیسی علیہ السلام کو نہ اٹھایا جائے اور انہیں دشمنوں کے نرغے میں ہی چھوڑا جائے اور ان کے بارے میں رب تعالی کا یہی فیصلہ ہو کہ تم دشمنوں میں ہی رہو اور ہم تمہارے درجات بلند کر رہے ہیں۔یہ لغت کے ساتھ ایسی زیادتی ہے جو بلا دلیل ہے۔لفظ کو اس کے وضعی معنی سے ہٹانے کیلئے قرینہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو یہاں پر ناپید ہے۔

مزید شواہد کیا کہتے ہیں؟

اگر ہم قرآن کریم کی آیات رفع کے اندر قرآن کے اسلوب بیان میں غور کریں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ:

قرآن حکیم رفع عیسی علیہ السلام کو رفع حقیقی ہی سمجھتا ہے۔اور اس رفع کو وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی خصوصیت گردانتا ہے۔اور قرآن اسے اللہ تعالی کا ان پر انعام خاص شمار کرتا ہے۔

سورۂ نساء میں اللہ تعالی یہود پر اپنے غضب کے اسباب آیت (فبما نقضهم...) میں بیان فرماتے ہیں۔وہ اسباب یہ ہیں:

ا۔عہد توڑنا۔۲۔اللہ کی آیات کا انکار کرنا۔۳۔انبیاء کو قتل کرنا۔۴۔حضرت مریم پر

Marfat.com

بہتان باندھنا۔۵۔ان کا یہ دعوی کہ انہوں نے حضرت عیسی کو قتل کیا۔٦۔ان کا یہ قول کہ ہمارے قلوب بند ہیں (یعنی حق کو سننا یا قبول نہیں کرنا چاہتے)

ان اسباب کے بیان میں ارشاد باری تعالی ہے:

فبما نقضهم ميثاقهم و كفرهم بآيات الله وقتلهم الأنبياء بغير حق ......الخ.

پھرانہی اسباب کے ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم۔نساء ۱۵۷۔

نیز یہود پر غضب ربانی ہونے کے اسباب میں سے ان کا یہ قول بھی ہے کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کیا...

یعنی اللہ تعالی کی یہود سے ناراضگی کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ یہود یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کیا جبکہ بقول قرآن حقیقت حال اس کے برخلاف ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ: وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفی شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا۔نساء ۱۵۷

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہود کے ہاتھوں حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل اور صلب کی نفی فرمائی کیونکہ قتل اور صلب ہر دو جسم پر ہی واقع ہوتے ہیں روح پر نہیں ۔جب اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے جسم مبارک کو اوپر اٹھالیا تو ان پر قتل اور صلب کیسے واقع ہو سکتے تھے؟ یہود بھی ہرگز حضرت عیسی علیہ السلام کی روح کے قتل اور ان کی روح کے صلب کے قائل نہ تھے۔وہ تو ان کے جسم کے قتل اور صلب کے قائل

Marfat.com

تھے اور اسی امر کی اللہ تعالی نے نفی فرمائی ہے۔اب شریعت، عقل، منطق اور لغت سے یہی ثابت ہوتا ہے ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا جسم وروح سمیت رفع ہوا کیونکہ نص قرآنی (وماقتلوہ) اور (وماصلبوہ) اور (اختلفوا فیہ) اور (رفعہ) ان سب کے اندر ضمیر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی شخصیت کی طرف اشارہ ہے نہ کہ ان کی روح کی طرف۔

اللہ تعالی کا کلام اس خلاف عقل ونقل امر سے قطعی طور پر منزہ ہے کہ کوئی قوم یہ دعوی کرے کہ ہم نے فلاں شخص کو قتل کیا اور اس کو سولی پر چڑھایا پھر اللہ تعالی ان کی تردید میں یہ فرمائیں کہ ہم نے ان کی منصوبہ بندی کونا کام کیا اور وہ اس طرح کہ اس شخص کے جسم کو ہم نے دشمنوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اس کا روحانی رفع کیا۔پھر یہ کہے کہ ہم نے اس کی نصرت کی اور اس کے دشمنوں کی چالوں کونا کام بنادیا۔

معاذ اللہ یہ مفہوم لغت، عقل اور منطق سلیم کے سراسر خلاف ہے۔پھر شریعت کی اخبار صحیحہ کے بھی خلاف ہے۔قرآن حکیم کے اسلوب بیان کے بھی خلاف ہے۔اس کی نصوص صریحہ کا انکار ہے کہ رفع کو روحانی رفع کہہ کر قرآن میں تحریف کی جائے۔یہ امر بھی اجماع سے خروج، لغت اور قرآن کے شان نزول کی پاسداری نہ کرنے کی علامت ہے۔

قادیانی اسلوب

رفع عیسی کے بارے میں قادیانی اسلوب یقیناً عقل، نقل، لغت، شرع، اسالیب بیان، اسالیب قرآن، سنت ربانی، فرمان نبوی، سبھی حقائق کے برخلاف ہے پھر اولا:

Marfat.com

تو مرزا غلام احمد قادیانی نے آئینہ کمالات میں عربی نص میں یوں اقرار کیا کہ:

يا حسرة عليهم الا يعلمون ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه ولا ياخذ من الارض ما لهم لا يشعرون۔

ہائے افسوس کیا لوگ نہیں جانتے کہ مسیح آسمان سے تمام علوم کے ساتھ اترے گا اور وہ زمین سے کچھ نہ لے گا۔ انہیں کیا ہوا کہ وہ نہیں جانتے ہیں؟

(آئینہ کمالات اسلام مندرجہ درروحانی خزائن ۴۰۹/۵)

اب واضح ہے کہ نزول کیلئے پہلے رفع کا ہونا ضروری ہے۔ عجیب بات ہے کہ مرزا صاحب کو دیگر پر تو افسوس ہے کہ وہ حضرت مسیح کے نزول کو اور اس سے پہلے رفع سے کیوں غافل ہیں مگر اپنے تناقض کی خود انہیں خبر نہیں کہ وہ اپنی پہلی بات کے برعکس پھر نیا اعلان یوں کرتے ہیں:

فأخبرني ربي ان النزول روحاني لا جسماني

پس میرے رب نے مجھے بتایا کہ حضرت عیسی کا نزول روحانی ہے نہ کہ جسمانی

(آئینہ کمالات مندرجہ درروحانی خزائن ۴۰۹/۵)

کسی کی روحانی نزول سے اس کا روحانی رفع ثابت نہیں ہوتا ہے نہ جسمانی رفع کی نفی ہوتی ہے۔ دراصل قادیانیت کیلئے مشکل یہ ہے کہ اصلی مسیح اگر زندہ ہوں، ان کا رفع ہوا ہو پھر ان کا نزول ہو۔ اس سے تو نقلی مسیح کی مسیحیت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ لہذا انہوں نے انکار رفع اور اس میں تاویل کا راستہ اختیار کیا۔

Marfat.com

قادیانی تاویل

قادیانیت کے ہاں حضرت عیسی کے رفع سے رفع جسمانی مراد نہیں، رفع درجات اور رفع روحانی مراد ہے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک صلیب پر مرنا لعنت کی موت شمار ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالی نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ وہ ان کو ذلیل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے تو ان کے درجات کو بلند کر دیا۔

نیز قادیانیت کے ہاں حضرت عیسی علیہ السلام انسان ہوتے ہوئے آسمان کیسے جاسکتے ہیں؟ جبکہ آسمان وزمین کے بیچ کئی ناری کرّے ہیں جن سے گذرنے کے بعد انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی وجہ سے جب مشرکین مکہ نے آنحضرت سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ آسمان پر جائیں تو ہم ایمان لائیں گے تو آپ نے جواب دیا کہ" میں تو بشر اور رسول ہوں" (یعنی یہ کام انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ آسمان پر جائے)

گویا قادیانیت کے ہاں رفع روحانی اس لئے بھی ہے کہ جسمانی رفع مستحیل ہے۔

قادیانیت کے اسی اسلوب کو ہم نے خلاف عقل ومنطق، خلاف لغت وشرع، خلاف اسلوب قرآن، خلاف سنت رحمان، خلاف سنت خیر الانام کا عنوان دیا ہے۔

اس میں حقیقت کا ادراک بھی صرف قرآنی اسلوب میں تامل کرنے میں ہے۔ ہماری دعوت ہے اور دعا بھی کہ قادیانی اگر اس اسلوب قرآنی میں تامل کرلیں تو شاید سبیل ہدایت پالیں۔ ورنہ اہل ایمان تو قرآنی اسلوب کو مان کر اپنے عقیدہ کو پختہ کریں گے۔

Marfat.com

رفع عیسیٰ علیہ السلام کا قرآنی طرز بیان

قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع یعنی زمین سے اٹھائے جانے پر جن احکام کو بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

وما قتلوه نفی قتل کا بیان

وما صلبوه نفی صلب کا بیان

پھر ارشاد فرمایا کہ

بل رفعه الله اليه ان کے رفع کی خبر کا اعلان

یہی قرآنی اسلوب بیان ہے جس میں حضرت مسیح کے قتل اور صلب کی مکمل نفی کرتے ہوئے خود اپنی طرف ان کے رفع کا اثبات لفظ ''بل'' کے ساتھ فرمایا۔ اور اہل علم کے ہاں معروف ہے کہ لفظ ''بل'' کے اطراف متضاد احکام ہوتے ہیں جو باہم منافی ہوتے ہیں، متحد نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے کہ:

قالوا اتخذ الله والدا

مشرک کہتے ہیں کہ اللہ نے فرزند اختیار کیا

بل له ما فى السماوات ومافى الارض

بلکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔

یہ اس کے فرزند اختیار کرنے کی ضد ہے۔

پھر

بل يقولون به جنة

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے

پھر فرمایا:

بل جاء هم بالحق

بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا

تو کسی کو جنون ہونا اور اس کا حق لانا دونوں اضداد ہیں۔

اس طرح بہت سی دیگر آیات میں ''بل'' کے بعد کے حکم کا اثبات ہے اور پہلے کی نفی ہے۔

نیز دونوں میں منافات کا بیان ہوتا ہے۔

اسی طرح ارشاد ہے:

بل رفعه الله اليه

آیت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل وصلب اور یہود کے دیگر زعم کے رد کے بعد اللہ تعالی نے ان کے رفع کا اثبات ''بل'' کے ذریعہ فرمایا ہے۔

گویا جس طرح اللہ کی ذات سے ''ولدیت کا ابطال'' اور ''اس کے لئے آسمان وزمین کی ہر چیز کی ملکیت'' کا اثبات ہے اور رسول اللہ کی ذات سے ''جنون کا ابطال'' اور ''حق ہونے کا اثبات'' ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام سے مقتولیت ومصلوبیت کا ابطال اور ان کی مرفوعیت کا اثبات مطلوب ہے۔

پھر جیسے اللہ تعالی کیلئے ''ولدیت'' اور ''آسمان وزمین کی ہر چیز کا مالک'' ہونا دونوں منافی احکام ہیں اور رسول اللہ کی مجنونیت اور حق لانے والا ہونا، ہر دو میں تضاد ہے اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کیلئے مقتولیت ومصلوبیت اور مابعدِ ''بل'' ان کی

Marfat.com

مرفوعیت دونوں متضاد ہیں۔ کہ حضرت عیسی کی شخصیت (جسم وروح) پر نہ قتل ہوا، نہ صلب بلکہ ان کا رفع ہوا ہے۔

اور جس طرح حق اللہ تعالی کا مالک ہونا اور ولد کا اختیار نہ کرنا ہے

اور حق رسول اللہ کا شریعت لانا اور مجنون نہ ہونا ہے

اسی طرح حق حضرت عیسی علیہ السلام کا مرفوع ہونا اور مقتول اور مصلوب نہ ہونا ہے

۔

کیا وہ مرفوع الشان نہ تھے؟

پھر قادیانیت کا بحوالہ تورات یہ زعم کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل بذریعہ صلب ان سے ذلت کی موت کی نفی کیلئے ''بل'' لاکر اس ذلت کی موت کی نفی کی گئی ہے اور ان کے رفع درجات کا اعلان کیا گیا ہے۔ قادیانیت کا یہ قول بذات خود ایک محرف قول ہے۔

دوسری طرف آج بھی تورات میں موجود ہے کہ کسی مجرم کا بطور سزا صلیب پر چڑھایا جانا وضیع (گھٹیا) ہونا ہوتا ہے نہ کہ ہر ایک کا بذریعہ صلیب قتل ہونا ذلت کی موت ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام مجرم نہیں ہیں، وہ نبی ہیں اور نبی ہر حال میں رفیع الشان ہوتے ہیں۔ وہ وضیع الشان نہیں ہوتے ہیں۔

لہذا اللہ تعالی کے انبیاء ہوں یا دیگر انسان۔ جملہ کتب سماویہ قرآن حکیم تورات اور انجیل جملہ کتب نے اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو رفیع الشان بتایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

Marfat.com

ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بأن لهم الجنة...وعداً علیه حقا فی التوراة والانجیل والقرآن۔

اللہ تعالی نے مؤمنین سے ان کے نفس اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے تورات میں بھی ہے اور انجیل اور قرآن میں بھی...الخ

حضرت مسیح کا رفع اگر روحانی ہو کر ان کی شان کا یہاں بیان کرنا مقصود ہوتا تو ان کے قتل ہونے یا سولی پر چڑھنے اور ان کے روحانی رفع میں تو کوئی تضاد ہے ہی نہیں تھا۔

کیونکہ نبی مقتول بھی مرفوع الشان ہوتا ہے

شہید مقتول بھی مرفوع الشان ہوتا ہے ،

جیسے یہود کے بارے میں آتا ہے کہ:

وکانوا یقتلون الأنبیاء بغیر حق

وہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے تھے

تو کیا مقتول نبی (معاذ اللہ) وضیع الشان تھے؟ بلکہ انہیں ایسا کہنے والا تو خود وضیع اور گھٹیا ہے۔

لہذا چونکہ عیسی علیہ السلام کے قتل ہونے یا مصلوب ہونے کے منافی صرف اور صرف ان کا روح و جسد سمیت موضوع ہونا ہی ہوسکتا ہے۔ لہذا حضرت عیسی کا رفع جسدی ہی حق ہے، صرف اسی کی ان کی مقتولیت و مصلوبیت سے منافاۃ ہے۔

Marfat.com

مرزائی تحریف مردود کیوں؟

انسانی زبانوں میں سے ہر زبان میں ہر لفظ اپنے وضعی معنی کیلئے بولا جاتا ہے۔ رفع کے عمل میں مرفوع شیء یا شخص کو خود بنفسہ بلند کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کے کسی جزء یا اس کی کسی صفت کا رفع کیا جائے اور وہ شیء یا شخص خود غیر مرفوع رہے۔

ہاں اگر ایسا ہو کہ اس کے کسی جزء یا صفت کا رفع ہونا ہو اور اس کی ذات مرفوع نہ ہو تو اس کیلئے قرینہ کا موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔ وہ قرینہ لفظی ہو یا غیر لفظی۔ رہا مرفوع کا رفع حقیقی مستحیل ہونا یا مشکل ہونا ۔ یہ بھی قرائن میں سے ہے۔ مگر جب رفع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہو تو نہ مستحیل ہے نہ مشکل۔

اب مرزائی تحریف کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع میں ان کی ذات کا رفع نہیں ان کے درجات کا رفع ہوا۔

یہ اس لئے مردود ہے کہ:

اولا: ''رفع'' میں مرفوع شخص یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ان کے کسی جزء یا صفت کے رفع کا قرینہ ہے ہی نہیں کیونکہ جب بھی قرآن کریم میں رفع سے درجات کا رفع مراد لیا گیا تو اس میں قرینہ موجود ہے۔ جیسے کہ:

سورۂ بقرہ میں ہے: رفع بعضھم درجات۔

اسی طرح نرفع درجات من نشاء

رفع بعضکم فوق بعض درجات

ورفعناہ مکانا علیا

Marfat.com

ان تمام آیات میں درجات اور مکان کا بالصراحت ذکر موجود ہے اور جہاں پر قرینہ بلکہ شواہد بھی مؤید ہوں کہ رفع عیسی میں ان کی ذات کا رفع ہوا جیسے کہ ارشاد ربانی ہے: ''رافعک''تو اس میں مرفوع شخصیت مخاطب ہے۔ پھر یہ رفع ان کی توفی کے بعد ذکر ہوا جو اس بات کی دلیل بھی ہے کہ انہیں پورا پورا بتمامہ روح وجسد سمیت لے کر مرفوع کیا گیا۔

یہی حکمت ہے ''متوفیک'' کے بعد ،،رافعک'' کو لانے کی کہ کسی کو شبہ نہ رہے کہ حضرت عیسی کا بتمامہ رفع نہیں ہوا۔

رفع حقیقی کی مثالیں

قرآن حکیم میں الیہ یصعد الکلم الطّیب والعمل الصالح یرفعہ میں صعود کلمات واعمال اس طرح ہوتا ہے کہ ملائکہ کراماً کاتبین اعمال ِ عباد کو ذات باری تعالی کے سامنے لے جا کر پیش کرتے ہیں۔

مرزائی استدلال

اولا: کسی جسم کا رفع اگر حقیقی طور پر متعذر و مستحیل ہو جیسے کہ قادیانیت کا زعم ہے کہ آسمان تک پہنچنے میں اس کے درمیان کرات ناریہ حائل ہیں یا ثقیل جسم کا اوپر جانا مستحیل ہوتا ہے تو یہ استحالہ جسم ثقیل کے خود جانے میں ہوگا مگر رفع عیسی علیہ السلام میں تو رفع کا فاعل قادر مطلق ہے جو عزیز وحکیم ہے جس کیلئے رفع نہ صاحب معراج کیلئے مستحیل ہے نہ صاحب توفی کیلئے مستحیل اور مشکل ہے۔۔ لہذا حضرت عیسی علیہ السلام کا رفع یقیناً ان کی ذات کا رفع ہے جو قادر مطلق کی قدرت سے ہوا۔ غور کریں

Marfat.com

کہ آج کتنی ثقیل اشیاء اوپر جارہی ہیں؟ یہ کس کی تائید ہے؟ حق کی یا قادیانی تحریف کی؟

ثانیا: عوام یہ سمجھیں کہ رفع عیسی علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین کے رفع کی طرح ہے۔ قرآن حکیم میں ہے ''ورفع ابویہ علی العرش'' انہوں نے اپنے والدین کو عرش پر مرفوع کیا۔ اس میں رفع کے مفعول فیہ پر علی داخل ہے۔ اور ان کا رفع علی العرش رفع جسمانی کے طور پر ہے۔ اسی طرح ''رفعہ اللہ الیہ'' میں رفع کے مفعول فیہ پر،، الی'' داخل ہے تو رفع بالجسد ہی مراد ہے۔

ثالثا: عیسی علیہ السلام کی مثال آدم جیسی ہے جو کئی امور میں ہے، جزئیات خود سمجھ لیں کہ کتنے امور میں دونوں مشابہ ہیں۔

رابعا: رفع اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات کا نہیں ہے بلکہ ان کے درجات کا ہے تو ''بل'' سے ماقبل ''مقتولیت یا مصلوبیت'' اور رفع کے مابین پھر کیا منافاۃ ہوئی؟ جبکہ مقتولیت ومصلوبیت کی نفی ذات مسیح علیہ السلام سے کی جارہی ہے کیونکہ مطلوب ان کے جسمانی رفع کا اثبات ہے۔

ہٹ دھرمی

جس طرح توفی میں مرزا صاحب ہٹ دھرمی سے لفظ کو اسکے اصل معنی سے بغیر دلیل شرعی، لغوی اور عقلی کے دیگر معنی کی طرف لیجاتے ہیں اسی طرح رفع میں بھی محض ہٹ دھرمی سے بغیر کسی دلیل شرعی، لغوی اور عقلی وہی عمل دھراتے ہیں۔ اور رفع جسمی کو بغیر قرینہ کے ''رفع درجات'' پر حمل کرنے کی ناکام سعی کرتے ہیں۔

Marfat.com

اصل مستحیل امر یہ ہے کہ اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کو پورا پورا لینے کا وعدہ کرنے کے بعد رفع کے وقت ان سے معذرت کرلیں کہ مجھ عزیز و حکیم کیلئے چونکہ تمہارے جسم و روح کا رفع تو مستحیل ہے لہذا میں صرف تمہارے درجات کا رفع کر رہا ہوں۔

یہ امر ہر اعتبار سے نہ صرف مستحیل بلکہ متعذر اور محال ہے بلکہ خلاف شرع، خلاف عقل و نقل اور خلافِ قدرت قادر مطلق ہے۔

دعوت ناصحانہ

رفع عیسی علیہ السلام کے بارے میں اہل اسلام کے اجماعی عقیدہ اور ارباب تفسیر و نقل کی آراء وعقیدہ کو سمجھنے کیلئے تفسیر کبیر۔معالم۔جلالین۔ سواطع۔تفسیر رحمانی۔جامع البیان۔ابن کثیر۔مدارک۔بیضاوی۔خازان۔کشاف وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔ان میں سے اکثر مفسرین مرزا صاحب کے نزدیک مجددین کی فہرست میں شامل ہیں۔ان سب حضرات نے ''رافعک الی'' میں بلا خلاف حضرت عیسی علیہ السلام کا رفع الی السماء جسدا اور روح کے ساتھ لکھا ہے۔لہذا ان میں تامل ان شاء اللہ رفع عیسی کے بارے میں راہ ہدایت پانے میں معین ثابت ہوگا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ رفع عیسی علیہ السلام کی تحقیق میں ہماری یہ سطور ہمارے قارئین کیلئے مفید اور ابنائے قادیانیت میں سے طالبان رشد و ہدایت کیلئے حق کے افصاح و بیان میں کافی و شافی ثابت ہوں۔آمین۔

Marfat.com

خلاصہ مبحث

☆ رفع عیسی علیہ السلام بھی ان مسائل میں سے ہے جن میں قادیانیت نے انحراف کیا ہے

☆ حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق یہود کے کچھ غلط پروپیگنڈہ تھے اور نصاری کے کچھ غلط عقائد۔قرآن ان دونوں کے درمیان فیصل حق کے طور پر نازل ہوا۔

☆ قرآن حکیم نے الوہیت عیسی علیہ السلام ،ابنیت ،تثلیث ۔ان کے قتل وصلب وغیرہ کی نفی فرمائی۔اوران کے رفع کی تائید فرمائی۔

☆ آیت رفع عیسی علیہ السلام کا شان نزل اس کے مفہوم کو متعین کرتا ہے

☆ رفع عیسی علیہ السلام کی قادیانی تاویل یقیناً لغت،شرع،عقل اور منطق کے خلاف ہے۔

☆ دعوت ناصحانہ

Marfat.com

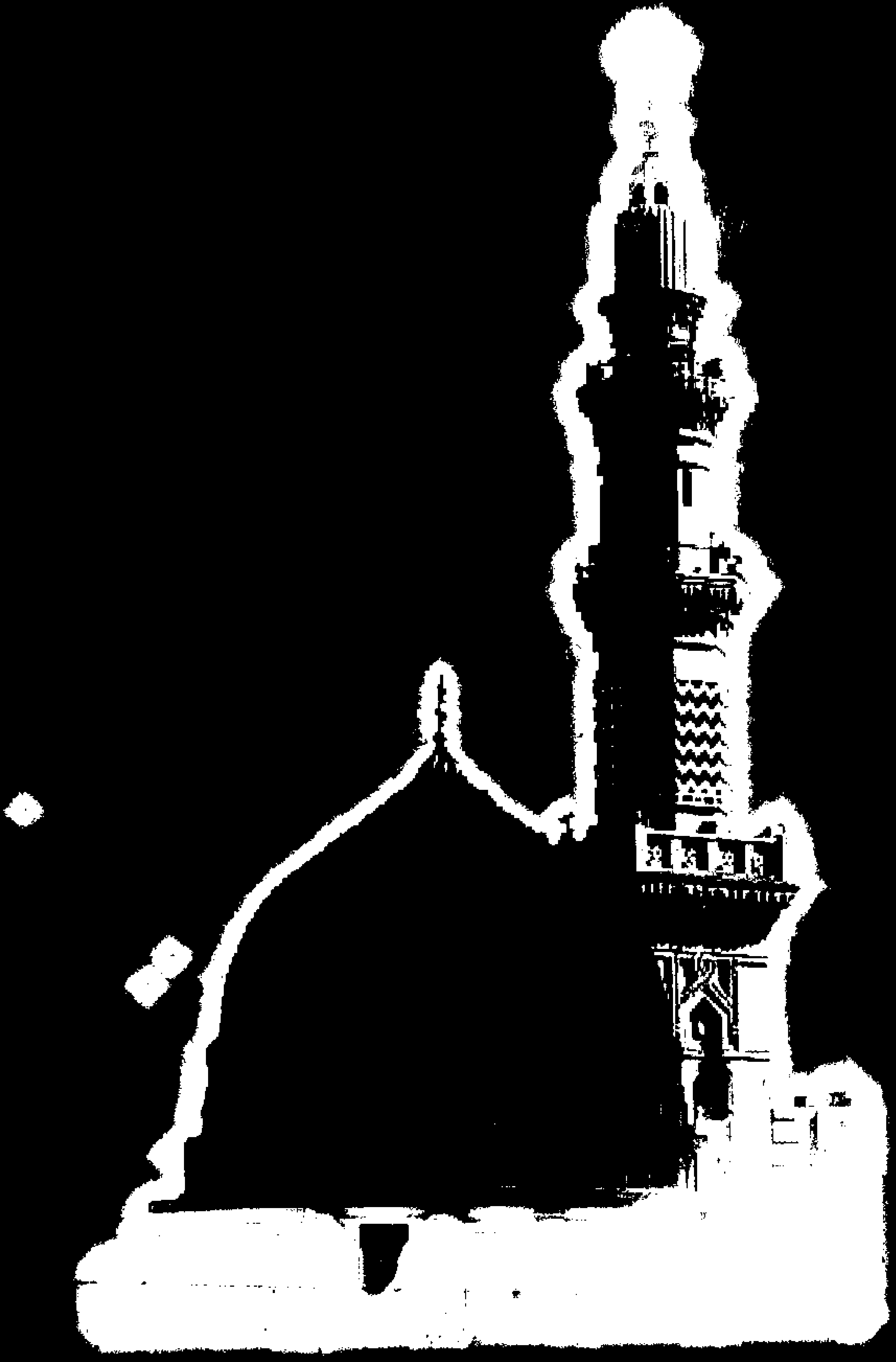

ردمك : ٩٧٨-٦٠٣-٩٠١٠٢-٩-٦

Marfat.com